باسمِ ربِّ محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک ہزار سے زائد احادیث نبویّہ
آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور مسائل فقہ
حنفی پر مشتمل اوّلین
مجموعہ

مؤطا امام محمدؒ علیہ الرحمہ

عربی۔ اردو

تالیف

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحشیہ

علامہ محمد یسین قصوری نقشبندی

ایم اے علوم اسلامیہ۔ فاضل عربی

پروگریسو بکس ۴۰-بی، اردو بازار لاہور
فون: ۶۳۵۲۷۹۵

بِاسْمِ رَبِّ مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ایک ہزار سے زائد احادیث نبویہ،
آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور مسائل فقہ
حنفی پر مشتمل اولین
مجموعہ

مؤطا امام محمد علیہ الرحمہ

عربی۔ اردو

تالیف

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحشیہ

علامہ محمد یسین قصوری نقشبندی

ایم۔ اے علوم اسلامیہ۔ فاضل عربی

پروگریسو بکس ۴۰۔ بی، اردو بازار، لاہور
فون: ۷۳۵۲۷۹۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ______ موطا امام محمد ﷺ

مصنف ______ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتحشیہ ______ علامہ محمد یسین قصوری نقشبندی

تائید وتقاریظ ______ ممتاز علماء اہلسنت پاکستان

اشاعت اول ______ ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۸ء

کتابت ______ دار لکتابت حضرت کیلانوالہ (ضلع گوجرانوالہ)

مطبع ______ توقیر پرنٹرز

ناشر ______ چوہدری غلام رسول

صفحات ______ (712)

قیمت ______ 225 روپے

ملت پبلی کیشنز ۔ فیصل مسجد اسلام آباد

پروگریسو بکس ۴۰۔بی، اردو بازار لاہور
فون: ۷۳۵۲۷۹۵

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

زمانہ تعلیم میں اساتذہ کرام نے قلم و قرطاس کی اہمیت وافادیت دل و دماغ میں نقش کر دی تھی۔ وقتاً فوقتاً اس کے پیشِ نظر مختلف موضوعات پر مضامین و مقالات لکھتا رہا لیکن ذہن پہ ہمیشہ یہ بات سوار رہی کہ کوئی ایسا کام کرنا چاہیے جو مستقل، دیرپا اور عوام الناس کے لیے مفید بھی ہو، چنانچہ بعض احباب کے اصرار پر احادیثِ مبارکہ کی مشہور کتاب "موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ" کا انتخاب کیا گیا کہ اس کا ترجمہ کیا جائے چونکہ یہ کتاب شرح معانی الاثار کی طرح فقہ حنفی کی تائید وحمایت میں لکھی گئی ہے اس لیے بھی اس پہ کام ہونا چاہیے تھا، یہ کام شروع کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ عنایت سے نہ صرف ترجمہ کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا بلکہ مفید حواشی بھی لکھے گئے۔ حواشی کو "فیوضِ شیر محمد[1] حاشیہ مؤطا امام محمد" کا نام دیا جا سکتا ہے۔

اظہارِ تشکّر

احقر کے ترجمہ پر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مفتی ابو العلا محمد عبد اللہ صاحب بانی وناظمِ اعلیٰ جامعہ حنفیہ قصور، شرف اہلسنت حضرت العلاّم محمد عبد الحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور صاحب ناظم وبانی جامعہ فاروقیہ رضویہ گھوڑے شاہ لاہور اور جامع منقول ومعقول ابو البیان حضرت علامہ محمد اشرف صاحب نقشبندی بانی وناظمِ اعلیٰ جامعہ عثمانیہ رضویہ داروغہ والا لاہور، دامت برکاتہم العالیہ نے اپنا قیمتی وقت نکال کر تقاریظ رقم فرما کر احسان عظیم فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کا سایہ

---

[1] یعنی قبلہ وکعبہ شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

عوام اہل سنت پر تادیر قائم رکھے اور ان کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعتذار

احقر کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پورا پورا اعتراف ہے، مشہور اصول "فوق کل ذی علم علیم" کے تحت عوام الناس سے بالعموم اور اہلِ علم حضرات سے بالخصوص گزارش ہے کہ اگر کتاب میں کوئی قابلِ اصلاح بات پائیں تو ناشر کی وساطت سے راقم الحروف کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

ادارہ "پروگریسو بکس" کے ناظم برادرم شہباز رسول صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ اس ترجمہ کو دینی جذبہ کے تحت شائع کر رہے ہیں۔ قارئین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ مصنف، مترجم، کاتب اور ناشر کے لیے دعائے خیر فرمائیں۔

خادم اہل سنت
محمد یٰسین نقشبندی قصوری
نزیل لاہور
۳۰ رمئی ۱۹۹۶ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مؤطا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

الانتساب

داعئ اتحادِ عالمِ اسلام، قائدِ اہلِ سنّت، امامِ انقلاب

امام شاہ احمد نورانی صدیقی

چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن

سربراہ جمعیت العلمائے پاکستان

کے نام

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

محمد الیسین قصوری

خادم جمعیت العلماء پاکستان

الاھداء

اُستاذی المکرّم، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت العلّام

محمّد عبد الغفور صاحب دامت برکاتہم

بانی وناظمِ اعلیٰ جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور

کی خدمت میں

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

محمّد یٰسین قصوری

تقاریظ

۱۔ شیخ الحدیث والتفسیر ابو العلی محمد عبد اللہ قادری اشرفی

(بانی و ناظمِ اعلیٰ جامعہ حنفیہ قصور)

۲۔ شرف اہلِ سنّت حضرت العلاّم محمّد عبد الحکیم شرف قادری

(شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

۳۔ شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد عبد الغفور نقشبندی

(بانی و ناظمِ اعلیٰ جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ لاہور)

۴۔ شیخ القرآن ابو البیان علاّمہ محمد اشرف نقشبندی

(بانی و ناظمِ اعلیٰ جامعہ عثمانیہ رضویہ، داروغہ والا، لاہور)

باسمہٖ تعالیٰ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

تقریظ انیق بفیضان النبی الحقیق

حامدًا و مُصلیا و مُسلّما

اَمّا بعدُ ۔ بفضلہٖ تعالےٰ وبعونہٖ ولطفہٖ وکرمہٖ ومشیتہٖ مؤطا امام محمد بن حسن الشیبانی علیہ رحمۃ السامی کا اُردو ترجمہ کو جوکہ محترم علامہ ابو الفیاض محمد یٰسین صاحب قصوری کی سعی بلیغہ اور کاوش جلیلہ کا ثمرہ ہے میں نے مختلف مقامات سے ملاحظہ کیا ہے، جوکہ کثیر خوبیوں کا حامل ہے۔

۱۔ مؤطا کا یہ ترجمہ لفظی کیا گیا ہے جو طالع علی القلب ہے۔ افاضل دینی مدارس خوشی محسوس کریں گے۔

۲۔ ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ فہم و تفہیم اور تعلیم و تعلم میں جامع ہے

۳۔ ترجمہ سہل الحصول ہے اور راغب الی القلوب ہے

۴۔ ترجمہ میں علامہ موصوف و ممدوح نے درسِ نظامی کے ماتحت افاضل اور حکومتی مدارس کے ماتحت فاضل عربی کے طلباء کرام کی لیاقت اور استعداد کو ملحوظ رکھا ہے

۵۔ ترجمہ کو علامہ نے مشکل الفاظ اور لفاظی کاوشوں سے مبرّا اور منزہ رکھا ہے۔

۶۔ ترجمہ میں علامہ نے المؤطا کے مشکل الفاظ کو حل کر دیا ہے میں اس انداز سے خوشی محسوس کرتا ہوں

۷۔ ترجمہ میں علامہ نے ایسی چیز پیدا نہیں ہونے دی جس سے افاضل اور طلباء کرام کے ذہن مشوش ہوں

۸۔ میں نے مختلف مقامات و اوراق و صفحات و سطور کو ملاحظہ کیا بفضلہٖ تعالیٰ یہ ترجمہ دیگر تراجم کی بہ نسبت خوبیوں کے لحاظ سے مستثنیٰ اور مختص ہے۔

۹۔ علامہ نے انتہائی محنتِ شاقہ اور سعی بلیغہ اور کاوش علمیہ سے ترجمہ کو حواشی سے بھی مزین کر دیا ہے

جو حل لغات و مشکلات میں معین و معاون ثابت ہوگا۔

۱۰۔ مؤطا امام محمد علیہ الرحمۃ کی احادیث جو کہ مرفوعًا اور آثارِ صحابہ مرفوع حکمًا ہیں جو فقہ حنفی کا مفصّل اور مدلّل اور کثیر ذخیرہ ہے۔ صاحب البیت ادری بما فیہ کے ماتحت علامہ صاحب نے بہت اچھا کیا کہ ترجمہ کرنے میں اس کتابِ حدیث کا انتخاب فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اکرم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ جلیل میں علامہ ممدوح و موصوف کی محنت کو قبول فرمائے

۱۱۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس محنت پر صلہ جلیلہ اور جزاء کفیلہ اور اس کا نعم البدل جزاء جزیلہ عطا فرمائے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کا صدقہ افاضلِ عظام اور طلباء کرام کو علامہ صاحب کے فیوض و برکات سے مستفیض اور مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ اور علامہ صاحب کو دین و دنیا و آخرت میں مقام علیا اور اعلیٰ علیین عطا فرمائے اور علمی مقام بلند فرمائے اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ ہوتی رہے یوں ترقی زیادہ

فقط والسلام

ذوالمجد والاحترام سلمکم الرحمٰن إلی یوم القیام

المقرّظ

فقیر ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی برکاتی

۹۶ - ۵ - ۲۴

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ

آج کل دینی علوم، خصوصاً قرآن پاک کے تراجم اور تفاسیر، اسی طرح کتبِ حدیث کے تراجم اور شرحیں اردو میں بکثرت آرہی ہیں چونکہ یہ کتابیں زیادہ تر حضرات شافعیہ کی لکھی ہوئی ہیں اس لیے یہ تاثر پھیل رہا ہے بلکہ پھیلایا جارہا ہے کہ مذہب حنفی احادیث کے خلاف ہے حالانکہ یہ تاثر قطعاً غلط ہے۔

ہمارے دینی مدارس کو چاہیے کہ وہ مؤطا امام محمد یا شرح معانی الآثار کو دورۂ حدیث کی کلاس کے لیے لازمی کتب میں سے قرار دیں تاکہ طلباء کے ذہن میں یہ بات رہے کہ ان کتابوں میں کامیابی حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح ملک العلماء مولانا علامہ ظفر الدین بہاری کی صحیح بہاری اور علامہ سید عبداللہ شاہ (حیدر آباد دکن) کی تصنیف زجاجۃ المصابیح کو شاملِ نصاب کریں تاکہ ہمارے علماء کی نظر میں قرآن وحدیث کے وہ دلائل بھی آئیں جن پر مذہب حنفی کی بنیاد ہے اس طرف فوری توجہ دی جانی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا علامہ محمد یٰسین فاضل تنظیم المدارس اور فاضل عربی کو کہ انھوں نے مؤطا امام محمد کا نہ صرف اُردو ترجمہ لکھا ہے بلکہ اس پر جابجا حواشی بھی لکھے ہیں۔ حال ہی میں ہمارے فاضل دوست مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ نے بھی مؤطا شریف کا اُردو ترجمہ کیا ہے۔ حضرت علامہ مولانا الحاج محمد علی نقشبندی مدظلہ مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور نے بھی اس بابرکت کتاب کا ترجمہ کیا ہے اور شرح بھی لکھی ہے، یہ نیک فال ہے کہ ہمارے فضلاء وقت کی اہم ضرورت کا احساس بھی کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں عملی اقدام بھی کر رہے ہیں۔

پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور کے منتظمین بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ دیگر اہم کتب کے علاوہ مؤطا امام محمد کا ترجمہ شائع کر رہے ہیں۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری
مکتبہ قادریہ، لاہور

۸ رمحرم الحرام ۱۴۱۷ھ
۲۶ رمئی ۱۹۹۶ء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اہلِ سنت کے نوجوان فاضل عالمِ دین عزیزی مولانا محمد یٰسین صاحب سابق مدرس دارالعلوم جامعہ فاروقیہ رضویہ باغبانپورہ لاہور، حال عربی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول والٹن لاہور نے حدیث شریف کی بڑی اہم کتاب مؤطا امام محمد کا آسان اور سلیس اردو ترجمہ کیا ہے اور حسبِ ضرورت مختصر مگر جامع الفاظ میں حاشیہ بھی لکھ دیا ہے جس نے طلباءؒ علماء کے لیے بڑی آسانی پیدا کر دی ہے اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنے کا شوق رکھنے والے اُردو خواں طبقے کے لیے بھی استفادہ کی راہ کھول دی ہے۔

موصوف قبل ازیں بھی متعدد عربی کُتب کے تراجم و شروح سپردِ قلم کر چکے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت اور بہترین جزائے خیر عطا فرمائے، ان کی اور پڑھنے والوں کی مغفرت و بخشش کا ذریعہ بنائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد عبد الغفور

ناظم جامعہ فاروقیہ رضویہ بنج پیر گھوڑے شاہ روڈ

باغبانپورہ، لاہور

۱۲ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ بروز جمعرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ احکامِ شریعت کا پہلا سرچشمہ قرآن کریم ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت بھی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے چونکہ اس کے بغیر احکامِ الٰہی کی تفصیلات کا علم اور آیات قرآنی کا منشا و مراد سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ سو اس بناء پر احادیثِ نبویہ احکامِ شریعت کا ماخذ قرار پا گئیں کہ ہمیں یہ قرآنی احکام کی عملی تصویر مہیا کرتی ہیں۔ لہذا احادیثِ نبویؐ کی اشاعت بجا طور پر دونوں جہاں کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔ بنا بریں بندہ کے ایک عزیز حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے "موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ" کا سلیس اُردو میں با محاورہ ترجمہ اور فوائد کے تحت مسلک احناف کو مزید دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے۔ بندہ نے بعض مقامات کا مطالعہ کیا اور خوب پایا۔ مولیٰ تعالیٰ شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور بہترین جزائے خیر مرحمت فرمائے۔ آمین

محمد اشرف نقشبندی

۱۱ر محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

۲۹ر مئی ۱۹۹۶ء بروز بدھ

صاحبِ مؤطا کے حالاتِ زندگی

محدّث، فقیہ اور تمام علومِ اسلامیہ میں مہارتِ تامہ رکھنے والے یہ ہیں ناشر فقہ حنفی امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ۔

نام و نسب آپ کی کنیت ابو عبداللہ۔ نام محمد، باپ کا نام حسن اور نسبت کے لحاظ سے شیبانی کہلاتے ہیں پورا نام یوں ہوا ابو عبداللہ محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد دمشق کے مشہور قصبہ "حرستاء" کے رہنے والے تھے پھر وہاں سے نقل مکانی کر کے عراق میں تشریف لے آئے اور حضرت امام محمد عراق کے مشہور قصبہ "واسط" میں ۱۳۲ھ کو پیدا ہوئے اور سرزمینِ کوفہ میں پرورش پائی۔

(شیخ عبدالحی، مقدمہ مؤطا امام محمد، صفحہ ۲۹، سعید کمپنی کراچی)

ابتدائی حالات آپ ابتدائی عمر سے ہی قرآن و سنّت اور دیگر علومِ اسلامیہ کے حصول کی طرف مائل ہو گئے تھے چنانچہ آپ نے سرزمین بغداد میں منصور کے زمانہ میں جیل خانہ میں جاکر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعلیم کا آغاز کیا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تکمیل کی اور حضرت امام مالک سے مدینہ طیبہ میں جاکر حدیث کی مشہور کتاب "مؤطا" پڑھی۔

(مفتی محمد عمیم الاحسان مجددی، مقدمہ الصحیح النوری، صفحہ ۲۹، میر محمد کراچی)

حضرت اسمٰعیل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ دس سال کی عمر میں سرزمینِ کوفہ کی جامع مسجد میں مجلس (محفل) جمائے بیٹھے تھے۔

(محمد بن زاہد الکوثری، تانیب الخطیب صفحہ ۵۸، مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

علمی ذوق حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنا بیان ہے کہ میرے والدِ محترم کا انتقال ہو گیا تو وراثت میں مجھے تیس ہزار درہم ملے ان میں سے پندرہ ہزار درہم علم نحو اور اشعار کی کتب خریدنے اور پندرہ ہزار

درہم حدیث اور فقہ کی کتابوں کے لیے میں نے خرچ کر دیے۔
(شیخ عبدالحی، مقدمہ مؤطا امام محمد، صفحہ ۳۰، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

کتاب اللہ میں مہارت

آپ کو قرآن پاک میں مہارتِ تامہ حاصل تھی اس بات کی گواہی آپ کے شاگرد رشید حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی دیتے ہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کہ جب وہ بات کرے گویا کہ قرآن اس کی زبان پر اترا ہو۔ (محمد بن زاہد الکوثری، بلوغ الامانی، صفحہ ۵۵، سعید کمپنی کراچی)

نیز امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام محمد کسی مسئلہ کو شروع کرتے تو ایسے انداز میں بیان کرتے کہ کسی حرف کو نہ آگے ہونے دیتے نہ پیچھے ہونے دیتے گویا قرآن ان پر اتر رہا ہو۔
(ڈاکٹر مصطفیٰ الشکعہ، الائمہ الاربعہ، صفحہ ۲۲۰، دارالکتب اسلامیہ، بیروت)

مزید امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کسی کو قرآن کا عالم نہیں دیکھا۔
(حافظ محمد بن احمد ذہبی، مناقب امام اعظم وصاحبیہ، صفحہ ۴۸، سعید کمپنی کراچی)

فقہ میں کمال

قرآن وحدیث کی طرح امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو فقہ میں بھی کمال درجہ کی دسترس حاصل تھی بلکہ فقہ حنفی کے ناشر ہونے کا سہرا انھیں کے سر رہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے حلال وحرام، علل اور ناسخ ومنسوخ کے بارے امام محمد سے بڑھ کر علم رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا"۔
(محمد بن زاہد کوثری، بلوغ الامانی، صفحہ ۵۵، سعید کمپنی کراچی)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ " اگر لوگ فقہ کے بارے انصاف سے کام لیں تو یقیناً انہوں نے امام محمد بن حسن کی مثل کوئی نہیں دیکھا ہوگا اور ان (امام محمد) سے بڑے فقیہہ کی محفل میں، میں ہرگز نہیں بیٹھا۔
(محمد بن زاہد کوثری، بلوغ الامانی، صفحہ ۵۵، سعید کمپنی کراچی)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول ہے کہ میں نے جس شخص سے بھی علمی سوال کیا اس کے چہرے میں (ناراضگی کے باعث) تبدیلی آگئی سوائے امام محمد بن حسن شیبانی کے۔ (بحوالہ مذکورہ)

فصاحت وبلاغت

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو میں فصاحت وبلاغت کا عنصر واضح اور غالب ہوتا تھا جس کے سبب حاضرین لطف اندوز ہوتے اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " لو شاء ان اقول ان القرآن نزل بلغة محمد بن الحسن لقلت لفصاحتہ" یعنی اگر میں چاہوں تو محمد بن حسن کی فصاحت کے باعث کہہ سکتا ہوں کہ قرآن ان کی زبان پر نازل ہوا۔
(محمد بن زاہد کوثری، بلوغ الامانی، صفحہ ۵۶، سعید کمپنی کراچی)

ذوقِ مطالعہ

امام محمد رات بھر کتب کے مطالعہ میں گزار دیتے تھے ، ایک فن سے طبیعت اکتا جاتی تو دوسرے فن کی کتب کا مطالعہ شروع کر دیتے اور جب آپ کو مطلوبہ مسئلہ مل جاتا تو خوشی میں جھوم کر فرماتے : یہ حلاوت ، لذت اور سرور شہزادوں کو کیسے میسر آسکتا ہے ؟

(مولانا محمد حنیف گنگوہی ، ظفر المحصلین باحوال المصنفین ، صفحہ ۸۸ ، دار الاشاعت کراچی)

علمی مقام

ایک دفعہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ پر تنگدستی کا تسلط ہوگیا آپ فقائی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا : "تم میری ضرورت پوری کر دو اس کے عوض میں تمھیں فقہ کے دو مسائل بتادوں گا" ، جس پر اس نے ضرورت پوری کرنے سے انکار کر دیا۔ فقائی نے قسم کھائی کہ اگر میں اپنی لڑکی کو جہیز میں دنیا بھر کی چیزیں نہ دوں تو میری بیوی کو طلاق ۔ بعد ازاں وہ پریشانی کے عالم میں مختلف علماءِ دین کے پاس جاکر مسئلہ دریافت کرنے لگا ، ان میں سے ہر ایک کا یہی جواب تھا کہ چونکہ دنیا کی ہر چیز کا پیش کرنا ناممکن و محال ہے لہٰذا وہ حانث ہے ، بعد میں وہ امام محمد کے پاس حاضر ہوا اور اس سلسلے میں سوال کیا ، تو آپ نے فرمایا : یہ مسئلہ بتانے کے لیے ایک ہزار اشرفیاں لوں گا ، چنانچہ فقائی نے ایک ہزار اشرفیاں پیش کر دیں ، حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ، کہ تم قرآنِ پاک جہیز میں دے دو اس سے تمھاری قسم پوری ہو جائے گی ،

علماءِ کرام نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا : میری دلیل قرآن کی یہ آیت ہے "وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ" (اور خشک و تر ہر چیز قرآن میں موجود ہے) ۔

(مولانا محمد حنیف گنگوہی ، ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ ۸۹ ، دار الاشاعت کراچی)

مسائل کے استنباط میں مہارت

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں رات بھر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہا جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک پہلو پہ صبح تک محوِ خواب رہے ۔ صبح کو امام محمد نے وضو کیے بغیر نماز پڑھی ، میں نے اس سلسلے میں ان سے دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا : تم نے یہ خیال کیا کہ میں رات بھر غفلت کی نیند سویا رہا ایسا نہیں ہے بلکہ میں نے قرآن پر غور و فکر کر کے ایک ہزار مسائل کا استنباط کیا ہے ، تم نماز صرف اپنے لیے پڑھتے رہے لیکن میں یہ کام پوری قوم کے لیے کرتا رہا ۔

(مولانا محمد حنیف گنگوہی ، ظفر المحصلین باحوال المصنفین ، صفحہ ۸۹ ، دار الاشاعت کراچی)

اساتذہ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے اساتذہ ہیں جن میں سے چند مشہور ترین مندرجہ ذیل ہیں امام اعظم ابو حنیفہ ، اسماعیل بن ابی خالد احمسی ، سفیان بن سعید ثوری ، مسعر بن کدام ، مالک بن مغول ، قیس بن ربیع ، عمر بن ذر ، بکیر بن عامر ، عبد اللہ بن قطاف ، بدر بن عثمان ، ابو الاحوص سلام بن سلیم ،

سلام بن سلیمان، زفر بن ہذیل، ابو یوسف القاضی، اسماعیل بن ابراہیم البجلی، مالک بن انس، ابراہیم بن محمد، خارجہ بن عبداللہ، ضحاک بن عثمان، اسماعیل بن رافع، اسامہ بن زید، داؤد بن قیس الفراء، ابو العوام عبدالعزیز بن الربیع البصری، سفیان بن عینیہ، اسماعیل بن ابراہیم، مبارک بن فضالہ، عباد بن عوام، شعبہ بن حجاج، محمد بن راشد المکحول، حضرت عبداللہ بن مبارک، اسماعیل بن عیاش الحمصی، ثور بن یزید الدمشقی اور ایوب بن عتبہ التیمی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم۔
(محمد بن زاہد الکوثری، بلوغ الامانی ص ۷، ۸، سعید کمپنی کراچی)

تلامذہ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار شاگرد ہیں جن کا شمار کرنا تو مشکل ہے لیکن ان میں سے چند مشہور کے نام یہ ہیں:۔
ابو الحفص الکبیر البخاری، احمد بن حفص العجلی، ابو سلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی، ان کے ذریعے کتب ستہ مغرب و مشرق میں پھیلیں، ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی، ابو عبید قاسم بن سلام الھروی، عمرو بن ابی عمرو الحرانی، محمد بن سماعہ التمیمی، علی بن معبد الرقی، معلی بن منصور الرازی، ابو بکر بن ابی مقابل، یحییٰ بن معین العطفانی، علی بن مسلم الطوسی، موسیٰ بن نصیر الرازی، شداد بن حکیم البلخی، حسن بن حرب الرقی، ابو العباد بن حمید، ایوب بن حسن نیشاپوری، علی بن صبیح، عقیل بن عنبسہ، علی بن مہران، یحییٰ بن اکثم اور ہشام بن عبداللہ الرازی۔ یاد رہے کہ صحاح ستہ کے مؤلفین امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔
(محمد بن زاہد الکوثری، بلوغ الامانی، صفحہ ۹، ۱۰ سعید کمپنی کراچی)

رات کے معمولات

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا، ایک حصہ سونے کے لیے، دوسرا حصہ نماز کے لیے اور تیسرا حصہ درس و تدریس کے لیے۔ حضرت امام محمد عام طور پر بیدار رہتے تھے، آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ سوتے کیوں نہیں؟ جواب میں فرمایا میں کیسے سو جاؤں جبکہ لوگوں کی نظریں ہم پر مذکور ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ جب ہمیں کوئی مسئلہ درپیش ہوگا تو ہم پوچھ لیں گے۔ اس صورتحال میں اگر ہم بھی سو جائیں تو دین کا ضیاع ہوگا۔ (علامہ محمد بن زاہد الکوثری، بلوغ الامانی صفحہ ۷، ۵، سعید کمپنی کراچی)

تصانیف

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ایک ہزار کتب تصانیف فرمائیں، دورِ حاضر میں جو زیادہ مشہور ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) الجامع الکبیر (۲) کتاب المبسوط (۳) الجامع الصغیر (۴) السیر الکبیر (۵) السیر الصغیر
(۶) الزیادات (۷) کتاب الموطا (۸) کتاب الاثار (۹) کتاب الرد علیٰ اہل المدینہ
(۱۰) المخارج فی الحیل (۱۱) کتاب الحج المبینہ (۱۲) الامالی (۱۳) الاکتساب فی الرزق المستطاب
(۱۴) الاحتجاج علیٰ مسالک (۱۵) الجرجانیات (۱۶) الرقیات (۱۷) العقائد الشیبانیہ

(۱۸) کتاب الاکراہ (۱۹) کتاب الشروط (۲۰) کتاب مناسک الحج (۲۱) کتاب السمعیات
(۲۲) کتاب الکسب (۲۳) الہارونیات

(پروفیسر اختر راہی، تذکرہ مصنفین درس نظامی، صفحہ ۲۱۰، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

وصال

حضرت امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹ھ میں" رے "میں فوت ہوئے (۰)
حضرت امام محمد اور امام النحو امام کسائی دونوں کا ۱۸۹ھ میں انتقال ہوا دونوں کی تدفین کے بعد ہارون الرشید نے کہا: میں نے فقہ اور نحو " رے " میں دفن کر دی۔ ایک قول کے مطابق دونوں بزرگوں کا انتقال ایک دن میں ہوا اور ایک قول کے مطابق کسائی دو دن بعد فوت ہوئے " جبل طرک " کے دامن میں تدفین عمل میں لائی گئی

(محمد بن زاہد کوثری، بلوغ الامانی، صفحہ نمبر ۷، سعید کمپنی کراچی)

بوقت انتقال علم میں استغراق

امام صاحب کے انتقال کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ نزاع کے وقت آپ نے اپنے آپ کو کیسا پایا؟
آپ نے جواب دیا: میں "عبد مکاتب" کے مسئلہ پر غور و خوض کر رہا تھا کہ میری روح پرواز کر گئی۔

جنّت میں مقام

حضرت امام محمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: کہ میں نے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو آپ سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ نے تمھارے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے؟ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: " اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں داخل فرمادیا" اور فرمایا" اگر میں نے تجھے عذاب دینا ہوتا تو تمھیں علم نہ عطا فرماتا"۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ " حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کس حالت میں ہیں؟" انھوں (حضرت امام محمد) نے جواب دیا: " وہ میرے اوپر والے درجے میں ہیں"۔ اور پھر میں نے امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا" وہ اعلیٰ علیین (بہت بلند و بالا) درجہ میں ہیں"۔

(محمد بن زاہد کوثری، بلوغ الامانی صفحہ نمبر ۱، سعید کمپنی کراچی)

مؤطا امام محمد

یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی کوشش کا شاہکار ہے جو فقہ حنفی کی تائید میں لکھی گئی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ کتب فقہ حنفی کی تائید و حمایت میں لکھی گئی ہیں۔ ناقدین اور تذکرہ نگاروں کی وضاحت کے مطابق مؤطا کے کئی نسخے ہیں لیکن ان میں سے مشہور ترین دو نسخے ہیں

(۱) مؤطا بروایت امام محمد
(۲) مؤطا بروایت امام یحییٰ بن یحییٰ مصمودی جو مؤطا امام مالک کے نام سے مشہور ہے

مؤطا امام محمد کو مؤطا امام مالک پر کئی وجوہات سے برتری و فوقیت حاصل ہے جن میں سے چند یہ ہیں :۔
(۱) امام محمد، امام یحیٰی بن مصمودی سے علم حدیث اور فقہ وغیرہ میں فائق ہیں
(۲) امام یحیٰی بن مصمودی سے مؤطا کی روایت میں اغلاط واقع ہوئی ہیں جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا نہیں ہوا
(۳) امام یحیٰی بن یحیٰی مصمودی مکمل طور پر مؤطا کی سماعت امام مالک سے نہ کر سکے کیونکہ جس سال وہ حاضرِ خدمت ہوئے اسی سال حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شریف ہوگیا تھا، جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تین سال سے زائد عرصہ حضرت امام مالک کے پاس ٹھہرے رہے اور براہِ راست تمام روایات کا سماع کیا۔

محمد یٰسین نقشبندی قصوری
۳/۵/۱۹۹۶

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیکَ سَیِّدِی یَا رَسُولَ اللّٰہِ ط

(۱) بَابُ وُقُوتِ الصَّلٰوۃِ

اوقاتِ نماز کا بیان

۱۔ **قَالَ** مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ اَخْبَرَنَا مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَاَلَهٗ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ، وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ، وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ، فَاِنْ نِمْتَ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا نَامَتْ عَيْنُكَ، وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے بارے دریافت کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تمھیں بتاتا ہوں کہ جب تمھارا سایہ ایک مثل ہو جائے تو تم نمازِ ظہر ادا کرو اور جب تمھارا سایہ دو مثل ہو جائے تو تم نمازِ عصر ادا کرو۔ جب سورج غروب ہو جائے تو نمازِ مغرب پڑھو اور نمازِ عشاء رات کے تہائی حصہ تک تم پڑھ سکتے ہو پس اگر تم نصف رات سے پہلے سونے کی کوشش کرو تو (اللہ کرے) تمھاری آنکھیں نہ سوئیں اور نمازِ صبح اندھیرے میں پڑھو۔ ف

ف فقہ حنفی کے مطابق اوقاتِ نمازِ پنجگانہ:۔

فجر:۔ صبح صادق سے لے کر طلوعِ آفتاب تک نمازِ فجر کا وقت ہے نمازِ فجر اوّل وقت میں پڑھی جائے یا آخری وقت میں درست ہے لیکن امام ابوحنیفہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تاخیر سے یعنی اجالے میں پڑھنا مسنون و مستحب ہے یہ تاخیر اتنی ہونی چاہیے کہ اگر نماز میں خلل واقع ہو جائے تو طلوعِ آفتاب سے قبل نماز دوبارہ پڑھی جا سکے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ)

امام صاحب کے دلائل ملاحظہ ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ یعنی نماز صبح اجالے میں پڑھو کیونکہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔ طبرانی کے الفاظ ہیں کُلَّمَا اَصْبَحْتُمْ بِالصُّبْحِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِاُجُوْرِکُمْ یعنی جب تم نماز فجر اُجالے میں پڑھوگے تو اس کا ثواب بھی زیادہ ملے گا اور ابن حبان کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فکلما اسفرتم بالفجر فانہ اعظم للاجر۔ یعنی جب تم نمازِ فجر اجالے میں پڑھوگے تو اس کا ثواب زیادہ ہوگا۔

ظہر:۔ نصف النہار یعنی زوال کا وقت ختم ہونے سے نماز ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ اصلی سایہ جو زوال کے وقت ہوتا ہے کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے تک باقی رہتا ہے۔ نمازِ ظہر کے اختتام کے وقت پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ یہ الفاظ ہیں صَلِّ الظُّہْرَ اِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَکَ وَالْعَصْرَ اِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَیْکَ۔ یعنی تم نمازِ ظہر اس وقت ادا کرو جب تمہارا سایہ ایک مثل ہوجائے اور جب تمہارا سایہ دو مثل ہوجائے تو نمازِ عصر ادا کرو۔ امام صاحب کے نزدیک موسمِ سرما میں نماز ظہر میں تعجیل (جلدی پڑھنا) اور موسم گرما میں تاخیر و تبرید (دیر سے اور ٹھنڈا کرکے پڑھنا) مستحب و مسنون ہے۔ تاخیر و تبرید کے سلسلے میں امام صاحب کی دلیل یہ حدیث ہے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ۔ جب گرمی زیادہ ہو تو تم نماز کو ٹھنڈا کرکے پڑھو اس لیے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش کا نتیجہ ہے۔

عصر:۔ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے سے نمازِ عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور غروبِ آفتاب پر ختم ہوجاتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر موسم میں نمازِ عصر تاخیر سے ادا کرنا مسنون و مستحب ہے اس مسئلہ پر ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو سنن ابوداؤد میں موجود ہے کہ حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ سرزمین مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نمازِ عصر اس وقت تاخیر سے پڑھایا کرتے تھے جب تک سورج کی سفید روشنی باقی رہتی۔

مغرب:۔ نمازِ مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوجاتا ہے اور سفیدی کے غروب ہونے پر ختم ہوجاتا ہے سفیدی سے مراد وہ سفیدی ہے جو پوری کیفیت کے ساتھ آسمان کے کناروں پر جنوباً و شمالاً پھیل جاتی ہے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے اس قول پر دلیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ اٰخِرُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ اِذَا اسْوَدَّ الْاُفُقُ۔ یعنی نمازِ مغرب کا آخری وقت افق کے سیاہ ہونے تک ہے۔ سفیدی کے غروب ہونے کے بعد افق پر سیاہی پھیلتی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ سفیدی پہلے اور سیاہی کا پھیلنا بعد میں ہوتا ہے۔ امام اعظم کے نزدیک ہر موسم میں نمازِ مغرب میں تعجیل مسنون و مستحب ہے۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ ۳۷ پر)

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِیْ وَقْتِ الْعَصْرِ، وَكَانَ يَرَى الْاِسْفَارَ فِی الْفَجْرِ، وَ اَمَّا فِیْ قَوْلِنَا فَاِنَّا نَقُوْلُ اِذَا زَادَ الظِّلُّ عَلَى الْمِثْلِ، فَصَارَ مِثْلَ الشَّیْءِ وَزِيَادَةً مِّنْ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ دَخَلَ وَقْتُ الْعَصْرِ، وَ اَمَّا اَبُوْحَنِيْفَةَ فَاِنَّهٗ قَالَ: لَا يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ حَتّٰى يَصِيْرَ الظِّلُّ مِثْلَيْهِ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نمازِ عصر کے وقت کے بارے یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور وہ نماز فجر اجالے میں پڑھنا بہتر خیال کرتے تھے اور نمازِ عصر کے وقت کے بارے ہمارا یہ قول ہے کہ سایہ اصلی (یعنی جو زوال کے وقت ہوتا ہے) کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے سے شروع ہوجاتا ہے اور لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے پر نمازِ عصر کا وقت شروع ہوتا ہے ۔

۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِی ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِیُّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِیْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ۔

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر اس وقت ادا فرما لیتے تھے کہ میرے حجرے میں موجود دھوپ ابھی (دیواروں کی طرف) بلند نہیں ہوتی تھی ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۶)

عشاء : سفیدی کے غائب ہونے سے نمازِ مغرب کا وقت ختم اور نمازِ عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے ، اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے اس وقت میں جب چاہیں نماز ادا کرسکتے ہیں لیکن امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک نمازِ عشاء دائمی طور پر تاخیر سے پڑھنا سنت ہے اس سلسلے میں امام صاحب کے دلائل ملاحظہ ہوں وَصَلِّ الْعِشَاءَ اَمَّا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ ۔ یعنی نمازِ عشاء تہائی رات تک ادا کرو ۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ عشاء رات کے تہائی حصہ یا اس سے بھی تاخیر سے ادا کی ۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ نے فرمایا: ”اگر میری امت پر شاق نہ گزرتا تو میں اسی وقت ان کو نماز پڑھایا کرتا اس سلسلے میں اور بھی روایات موجود ہیں

جُمعہ : ۔ نمازِ جمعہ نمازِ ظہر کے قائم مقام ہے اس کے وقت کی ابتداء اور انتہا بھی وہی ہے جو نمازِ ظہر کی ہے تعجیل و تاخیر کے لحاظ سے اس کا حکم ظہر والا ہے ۔ مسئلہ : ۔ جن نمازوں میں تاخیر مستحب ہے ان کے لیے اذان بھی تاخیر سے کہنا مستحب ہے اور جن نمازوں میں تعجیل مسنون ہے انکی اذان میں بھی تعجیل مسنون ہے ۔ مسئلہ : ۔ اذان کے اوقات بھی وہی ہیں جو نمازوں کے ہیں ۔ وقت سے قبل اذان جائز نہیں واللہ اعلم بالصواب ۔

۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابِ الزُّهْرِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلٰى قُبَاءٍ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نمازِ عصر ایسے وقت میں پڑھا کرتے تھے کہ "قبا" کی طرف کوئی جانے والا وہاں پہنچ کر ان کے ہاں واپس بھی آجاتا تو سورج اس وقت بلند ہوتا۔

۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنُ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْاِنْسَانُ اِلٰى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم نمازِ عصر ایسے وقت میں پڑھا کرتے تھے کہ پھر کوئی آدمی بنی عمرو بن عوف کے پاس جاتا تو ان کو نمازِ عصر پڑھتے ہوئے پاتا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ تَاْخِيْرُ الْعَصْرِ اَفْضَلُ عِنْدَنَا مِنْ تَعْجِيْلِهَا اِذَا صَلَّيْتَهَا وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ لَمْ تَدْخُلْهَا صُفْرَةٌ وَبِذٰلِكَ جَاءَتْ عَامَّةُ الْاٰثَارِ، وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَنِيْفَةَ وَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ اِنَّمَا سُمِّيَتِ الْعَصْرُ لِاَنَّهَا تُعْصَرُ وَتُؤَخَّرُ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک نمازِ عصر تاخیر سے ادا کرنا جلدی پڑھنے سے بہتر ہے تو نمازِ عصر ایسے وقت ادا کرو کہ دھوپ زردی کی آمیزش سے بالکل صاف ہو اور اس سلسلے میں بہت سی روایات وارد ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور بعض فقہا نے "عصر" کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ اس وقت دن کا آخری حصّہ اور نماز دن کی آخری نماز ہے اس لیے اسے نمازِ عصر کہا جاتا ہے۔

۲- بَابُ اِبْتِدَاءِ الْوُضُوْءِ

ابتداءِ وضوء کا بیان

۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ اَبِي حَسَنِ الْمَازِنِيُّ عَنْ اَبِيْهِ يَحْيَى اَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ اَبَا حَسَنٍ يَسْاَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدِ ابْنِ عَاصِمٍ وَ

ابوحسن نے عبداللہ بن زید بن عاصم جو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے، سے سوال کیا کہ کیا آپ مجھے عملاً دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیسے کیا کرتے تھے؟ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے

كَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُرِيَنِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ. نَعَمْ، فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ مِنْ مُقَدَّمِ رَأْسِهٖ حَتّٰى ذَهَبَ بِهِمَا إِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ مِنْهُ بَدَأَ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا حَسَنٌ وَالْوُضُوْءُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا أَفْضَلُ وَالْاِثْنَانِ يُجْزِيَانِ وَالْوَاحِدَةُ إِذَا أُسْبِغَتْ تَجْزِئُ أَيْضًا وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ.

جواب دیا ہاں۔ پھر انھوں نے پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر گرایا ایسے انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ دو مرتبہ دھوئے پھر انھوں نے کُلّی کی اور تین بار اپنے چہرے کو دھویا پھر انھوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دو دو مرتبہ دھویا۔ پھر وہ اپنے سر کے آگے والے حصّہ سے مسح شروع کر کے دونوں ہاتھوں کو گدی تک لے گئے پھر ان کو اسی جگہ واپس لے آئے جہاں سے مسح شروع کیا تھا اور بعد میں انھوں نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے ف

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حسن ہے تین تین بار وضو افضل، دو بار جائز اور ایک بار بھی کافی ہے جب بہترین طریقے سے کیا جائے اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

ف وضو کا مسنون طریقہ: استنجا یا قضائے حاجت کے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ ہونا چاہیے اور نہ پیٹھ، قبرستان چاند، سورج، ہوا کے رخ کی طرف منہ کرنا اور سایہ دار درخت کے نیچے قضاء حاجت کے لیے بیٹھنا ممنوع و مکروہ ہے، استنجا کرتے وقت صرف پانی کا استعمال یا صرف ڈھیلے کا استعمال درست ہے لیکن دونوں کا جمع کرنا افضل ہے اور استنجا میں ڈھیلے کے استعمال میں طاق عدد یعنی تین کے عدد کا لحاظ رکھا جائے۔ سو کر اٹھنے والے کے لیے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل دھو لینے چاہییں۔ بائیں ہاتھ سے پانی لے کر دایاں ہاتھ دھویا جائے۔ اسی طرح دایاں ہاتھ استعمال کرتے ہوئے بایاں ہاتھ دھو لیا جائے۔ منہ میں پانی ڈال کر تین بار کُلّی کی جائے۔ چہرے کو تین تین بار دھویا جائے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھویا جائے۔ دایاں ہاتھ پہلے اور بایاں بعد میں۔ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک طول کے لحاظ سے اور کان کی ایک لَو سے لے کر دوسرے کان کی لَو تک چہرے کی حد ہے۔ تمام سر کا مسح کیا جائے وہ یوں کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیشانی کے بالوں سے مَس کرتے ہوئے پیچھے گدی تک لے جائیے پھر دونوں ہاتھوں کو سر کے اطراف سے مَس کرتے ہوئے پیشانی پر لائے جائیں۔ ڈاڑھی کا خلال اور کانوں کا مسح بھی مسنون ہے، آخر میں پہلے دایاں پاؤں تین بار پھر بایاں تین بار دھویا جائے۔

❖ ❖ ❖

۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْیَجْعَلْ فِیْ اَنْفِهٖ ثُمَّ لِیَسْتَنْثِرْ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی ناک میں پانی ڈالے پھر اسے صاف کرے۔

۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَلْیَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ ۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اسے چاہیے کہ ناک صاف کرے اور جو استنجا کرے اسے چاہیے کہ ڈھیلے کے استعمال میں طاق عدد کا لحاظ رکھے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ یَنْبَغِیْ لِلْمُتَوَضِّیْ اَنْ یَتَمَضْمَضَ وَیَسْتَنْثِرَ یَنْبَغِیْ لَهٗ اَیْضًا اَنْ یَسْتَجْمِرَ وَالْاِسْتِجْمَارُ الْاِسْتِنْجَاءُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی سے ہم یہ دلیل اخذ کرتے ہیں کہ وضو کرنے والے کو چاہیے کہ وہ کلی کرے اور ناک صاف کرے اور اسے یہ بھی چاہیے کہ استنجاء میں ڈھیلا استعمال کرے اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۸ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نُعَیْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ، ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَی الصَّلٰوةِ، فَهُوَ فِیْ صَلٰوةٍ مَا كَانَ یَعْمِدُ وَاَنَّهٗ تُكْتَبُ لَهٗ بِاِحْدٰی خُطْوَتَیْهِ حَسَنَةٌ وَتُمْحٰی عَنْهُ بِالْاُخْرٰی سَیِّئَةٌ، فَاِنْ سَمِعَ اَحَدُكُمُ الْاِقَامَةَ فَلَا یَسْعَ، فَاِنَّ اَعْظَمَكُمْ اَجْرًا اَبْعَدُكُمْ دَارًا قَالُوْا: لِمَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ؟ قَالَ: مِنْ اَجْلِ كَثْرَةِ الْخُطٰی ۔

نعیم بن عبداللہ المجمر کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے بہترین وضو کیا پھر وہ نماز کے ارادہ سے نکلا پس جب تک وہ اسی قصد میں رہے گا اسے نماز میں مصروف ہونے کا ثواب ملے گا اور ایک قدم کے بدلے اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم کے بدلے ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے پس اگر تم میں سے کوئی اقامت سنے تو وہ دوڑ کر نہ جائے بیشک تم میں سے جس کا گھر (مسجد سے) زیادہ دور ہے اسے ثواب بھی زیادہ ملے گا، لوگوں نے دریافت کیا کہ اے ابوہریرہ! اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا زیادہ قدموں کی وجہ سے۔

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۳- بَابُ غَسْلِ الْيَدَيْنِ فِي الْوُضُوْءِ

وضو میں دونوں ہاتھ دھونے کا بیان

۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنْ نَّوْمِهٖ فَلْيَغْسِلْ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهَا فِیْ وَضُوْءِهٖ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِیْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا حَسَنٌ، وَهٰكَذَا يَنْبَغِیْ اَنْ يُّفْعَلَ وَلَيْسَ مِنَ الْاَمْرِ الْوَاجِبِ الَّذِیْ اِنْ تَرَكَهٗ تَارِكٌ اَثِمَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو تو اسے چاہیے کہ پانی والے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل اپنا ہاتھ دھو لے۔ بیشک تم میں سے کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ طریقہ اچھا ہے اور ایسا ہی کرنا چاہیے اور یہ چیز کوئی ضروری نہیں ہے جس کے ترک کرنے سے کوئی شخص گناہ گار قرار پائے اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

(حاشیہ پچھلے صفحہ کا) ف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اعضاءِ وضو یعنی ہاتھ پاؤں اور چہرے کا ایک بار دھونا فرض، دو بار دھونا جائز اور تین بار دھونا سنت ہے۔ سنت کی اہمیت کے بارے حدیثِ رسولؐ ہے مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری ایک سنت زندہ کی اسے سو شہید کا ثواب ملے گا۔

۴۔ بَابُ الْوُضُوْءِ فِی الْاِسْتِنْجَآءِ

استنجاء میں پانی کے استعمال کا بیان

۱۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءًا لِمَا تَحْتَ اِزَارِهٖ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَالْاِسْتِنْجَآءُ بِالْمَآءِ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْ غَيْرِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

حضرت عثمان بن عبد الرحمٰن کا بیان ہے کہ ان کے باپ نے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا کہ وہ استنجا میں اپنی ستر گاہ (شرمگاہ) کو پانی سے دھوتے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس سے دلیل اخذ کی ہے دوسری چیز (ڈھیلا وغیرہ) کی بہ نسبت استنجا میں پانی کا استعمال زیادہ بہتر ہے اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۵۔ بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

شرمگاہ کو چھونے سے وضو کا بیان

۱۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنْتُ اُمْسِكُ الْمُصْحَفَ عَلٰی سَعْدٍ فَاحْتَكَكْتُ، فَقَالَ لَعَلَّكَ مَسِسْتَ ذَكَرَكَ فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَقُمْ، فَتَوَضَّأْ، قَالَ: فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ۔

حضرت مصعب بن سعد کا بیان ہے کہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک پکڑایا کرتا تھا تو ایک دفعہ میں نے کھجلی کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید تو نے اپنے ذکر کو چھوا ہے؟ میں نے کہا ہاں، انھوں نے کہا: تو اٹھ اور وضو کر۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اٹھ کر وضو کیا اور پھر میں واپس آگیا۔

۱۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِی ابْنُ شِهَابٍ

سالم بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَغْتَسِلُ، فَقَالَ لَهٗ اَمَا يُجْزِيْكَ الْغُسْلُ مِنَ الْوُضُوْءِ؟ قَالَ بَلٰى. وَلٰكِنِّيْ اَحْيَانًا اَمَسُّ ذَكَرِيْ فَاَتَوَضَّأُ.

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا وُضُوْءَ فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَفِيْ ذٰلِكَ اٰثَارٌ كَثِيْرَةٌ.

۱۳- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ بْنُ عُتْبَةَ التَّيْمِيُّ قَاضِي الْيَمَامَةِ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ مَسَّ ذَكَرَهٗ اَيَتَوَضَّأُ؟ قَالَ: هَلْ هُوَ اِلَّا بِضْعَةٌ مِّنْ جَسَدِكَ.

۱۴- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو الْمَكِّيُّ اَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ وَاَنْتَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ: مَا اُبَالِيْ مَسِسْتُهٗ اَوْ مَسِسْتُ اَنْفِيْ.

۱۵- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْمَدَنِيُّ اَخْبَرَنَا صَالِحٌ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوْءٌ.

۱۶- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْمَدَنِيُّ اَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ اَبِيْ ذُبَابٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ لَيْسَ فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوْءٌ.

۱۷- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الْعَوَّامِ الْبَصْرِيُّ

کہ وہ پہلے غسل کرتے پھر وضو کرتے۔ سالم نے دریافت کیا کہ وضو کے بغیر صرف غسل تجھے کفایت نہیں کرتا؟ حضرت عبداللہ نے جواب دیا ہاں لیکن بعض اوقات میں (بعد از غسل) اپنے ذکر کو چھولیتا ہوں تو پھر وضو کرلیتا ہوں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر (شرمگاہ) کو چھونے سے وضو واجب نہیں ہوتا اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس سلسلے میں بہت سی روایات موجود ہیں۔

قیس بن طلق کا بیان ہے کہ ان کے باپ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے دریافت کیا جس نے اپنے ذکر (شرمگاہ) کو چھوا کیا وہ وضو کرے گا؟ آپ نے فرمایا وہ (ذکر) بھی تیرے جسم کا ایک حصّہ ہے۔

عطاء بن ابی رباح روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز کی حالت میں ذکر کے چھونے کے سلسلے میں فرمایا: میں ذکر کے چھونے یا اپنی ناک کے چھونے کے فرق کی پرواہ نہیں کرتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کو چھونے سے وضو لازم نہیں آتا

حضرت حارث بن ابوذباب کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ذکر کو چھونے سے وضو لازم نہیں ہوتا۔

حضرت ابوعوام بصری کا بیان ہے کہ ایک شخص نے

قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَطَاءَ بْنَ اَبِیْ رَبَاحٍ، قَالَ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ رَجُلٌ مَسَّ فَرْجَهٗ بَعْدَ مَا تَوَضَّأَ، قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کَانَ یَقُوْلُ اِنْ کُنْتَ تَسْتَنْجِسُهٗ فَاقْطَعْهُ، قَالَ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ هٰذَا وَاللّٰهِ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

عطاء بن ابو رباح سے سوال کرتے ہوئے کہا اے ابومحمد! ایک شخص وضو کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ کو چھو لیتا ہے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اگر تو اسے پلید خیال کرتا ہے تو اسے کاٹ ڈال، عطاء بن ابو رباح نے کہا قسم بخدا! یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

۱۸۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ مَسِّ الذَّکَرِ مَا اُبَالِیْ مَسِسْتُهٗ اَوْ طَرَفَ اَنْفِیْ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے نزدیک ذکر کو چھونے یا اپنی ناک کو چھونے کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہے۔

۱۹۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الذَّکَرِ، فَقَالَ اِنْ کَانَ نَجِسًا فَاقْطَعْهُ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کے چھونے کے سلسلے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا اگر وہ پلید ہے تو اسے کاٹ دو

۲۰۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحِلٌّ الضَّبِّیُّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ فِیْ مَسِّ الذَّکَرِ فِی الصَّلٰوةِ قَالَ اِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِّنْکَ۔

حضرت ابراہیم النخعی سے نماز میں ذکر چھونے کے بارے دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا وہ (ذکر) تیرے جسم کا ایک حصّہ ہے۔

۲۱۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا سَلَّامُ بْنُ سُلَیْمٍ الْحَنَفِیُّ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اَبِیْ قَیْسٍ عَنْ اَرْقَمَ ابْنِ شُرَحْبِیْلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِنِّیْ اَحُکُّ جَسَدِیْ وَاَنَا فِی الصَّلٰوةِ فَاَمَسُّ ذَکَرِیْ، فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِّنْکَ۔

حضرت ارقم بن شرجیل کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں اپنے جسم کو کھجلاتا ہوں اور نماز کی حالت میں اپنے ذکر کو چھو لیتا ہوں؟ تو انھوں نے جواب دیا بلا شبہ وہ تیرے جسم کا ایک حصّہ ہے۔

۲۲۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا سَلَّامُ بْنُ سُلَیْمٍ عَنْ مَنْصُوْرِ الْمُعْتَمِرِ عَنِ السَّدُوْسِیِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ قَیْسٍ

حضرت براء بن قیس کا بیان ہے کہ میں نے حذیفہ بن یمان سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا جو اپنے

قَالَ سَأَلْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ عَنِ الرَّجُلِ مَسَّ ذَكَرَهُ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ كَمَسِّهِ رَأْسَهُ۔

ذکر کو چھولیتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ذکر کا چھونا اور اپنے سر کا چھونا برابر ہے۔

۲۳- قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعْدٍ النَّخَعِيِّ قَالَ كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَذُكِرَ مَسُّ الذَّكَرِ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ وَإِنَّ لِكَفِّكَ لَمَوْضِعًا غَيْرَهُ۔

حضرت عمیر بن سعد النخعی کا بیان ہے کہ میں ایسی مجلس میں موجود تھا جس میں عمار بن یاسر بھی موجود تھے ذکر کو چھونے کا تذکرہ چھڑ جانے پر انھوں نے کہا وہ تمھارے جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور تمھاری ہتھیلی کے لیے دوسری جگہ بھی ہے۔

۲۴- قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فِي مَسِّ الذَّكَرِ مِثْلُ أَنْفِكَ۔

حضرت براء بن قیس کا بیان ہے کہ شرمگاہ کو چھونے کے بارے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ (شرمگاہ) تمھاری ناک کی طرح ہے۔

۲۵- قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ حَدَّثَنَا قَابُوسُ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا أُبَالِي إِيَّاهُ مَسِسْتُ أَوْ أَنْفِي وَأُذُنِي۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں شرمگاہ یا اپنی ناک اور یا اپنے کان کو چھونا برابر خیال کرتا ہوں۔

۲۶- قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَدِيَّةِ يَحْيَى ابْنُ الْمُهَلَّبِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَرْوَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، إِنِّي مَسِسْتُ ذَكَرِي وَأَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ، أَفَلَا قَطَعْتَهُ، ثُمَّ قَالَ وَهَلْ ذَكَرُكَ إِلَّا كَسَائِرِ جَسَدِكَ۔

حضرت علقمہ کا بیان ہے کہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں نے نماز کی حالت میں اپنے ذکر (شرمگاہ) کو چھولیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا تو نے اسے کاٹ کیوں نہیں دیا؟ پھر فرمایا: تمھارا ذکر (شرمگاہ) تمھارے باقی جسم کی مثل ہے۔

۲۷- قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ،

حضرت قیس بن ابی حازم کا بیان ہے کہ ایک آدمی حضرت سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کیا یہ چیز میرے لیے جائز ہے کہ میں نماز کی حالت میں

قَالَ اَيَحِلُّ لِي اَنْ اَمُسَّ ذَكَرِي وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ اِنْ عَلِمْتَ اَنَّ مِنْكَ بَضْعَةً نَجِسَةً فَاقْطَعْهَا۔

اپنا ذکر (شرمگاہ) چھولوں؟ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اگر تمھارا خیال ہے کہ وہ تمھارے جسم کا پلید ٹکڑا ہے تو اسے کاٹ ڈالو۔

۲۸۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ، فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ۔

حضرت عبید کا بیان ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے شرمگاہ کے چھونے کے سلسلے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: وہ تمھارے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ ف

۶۔ بَابُ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو

۲۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: رَاَيْتُ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ اَكَلَ لَحْمًا ثُمَّ صَلّٰى لَمْ يَتَوَضَّاْ۔

حضرت وہب بن کیسان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے گوشت کھایا پھر وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔

۳۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ جَنْبَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کی پُٹھ کا گوشت تناول فرمایا پھر نماز ادا کی اور وضو نہ کیا۔

۳۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ رَبِيْعَةَ

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

ف یہ احادیث، آثار اور روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ مس الذکر (شرمگاہ کے چھونے سے) وضو لازم نہیں آتا سراج الامت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ تَعَشّٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ۔

۳۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيْدِ الْمَازِنِيُّ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَكَلَ لَحْمًا وَّخُبْزًا فَتَمَضْمَضَ وَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ مَسَحَهُمَا بِوَجْهِهٖ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ۔

۳۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ الْعَدَوِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصِيْبُ الطَّعَامَ قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ اَيَتَوَضَّأُ مِنْهُ؟ قَالَ: قَدْ رَاَيْتُ اَبِيْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثُمَّ لَا يَتَوَضَّأُ ۔

۳۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّ سُوَيْدَ اِبْنَ نُعْمَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ اَدْنٰى خَيْبَرَ صَلُّوا الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ، فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ لَهُمْ بِالْمَاءِ، فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ۔

انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کا کھانا کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا

حضرت ابان بن عثمان کا بیان ہے کہ بے شک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے گوشت اور روٹی کھائی پھر انھوں نے کُلی کی دونوں ہاتھ دھوئے پھر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرا پھر انھوں نے وضو نہ کیا اور نماز ادا کی ۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ العدوی رضی اللہ عنہ سے ایسے آدمی کے بارے سوال کیا جو وضو کرتا ہے پھر ایسا کھانا کھاتا ہے جو آگ پر تیار کیا گیا ہو تو کیا وہ دوبارہ وضو کرے گا؟ انھوں نے کہا بیشک میں نے اپنے باپ کو ایسے کرتے دیکھا پھر انھوں نے وضو نہ کیا

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ خیبر کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ وہ "صُہباء" مقام میں پہنچ گئے، یہ مقام خیبر کے بہت قریب ہے پھر انھوں نے (صحابہ کرام) نمازِ عصر ادا کی ۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زادِ راہ (دورانِ سفر کھانے کی چیزیں) طلب فرمائیں آپ کی خدمت میں صرف ستو پیش کیے گئے آپؐ نے انھیں پانی میں گھولنے کا حکم دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم نے ستو کھائے ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ مغرب ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے کُلی کی اور ہم نے بھی کُلی کی، پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا وُضُوْءَ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ وَلَا مِمَّا دَخَلَ اِنَّمَا الْوُضُوْءُ مِمَّا خَرَجَ مِنَ الْحَدَثِ فَاَمَّا مَا دَخَلَ مِنَ الطَّعَامِ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ وَلَمْ تَمَسَّهُ فَلَا وُضُوْءَ فِيْهِ، وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسی روایت سے دلیل اخذ کی ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو لازم نہیں آتا اور نہ ایسی چیز کے استعمال سے جو آگ پر نہیں پکائی گئی بلکہ جسم سے کسی نجس (پلید) چیز ظاہر ہونے سے وضو لازم آتا ہے گویا کوئی چیز خواہ آگ پر پکائی گئی ہو یا نہ پکائی گئی ہو، کے استعمال سے وضو لازم نہیں آتا، یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ف

۷۔ بَابُ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَۃِ یَتَوَضَّاٰنِ مِنْ اِنَاۤءٍ وَّاحِدٍ

مرد اور عورت کا ایک برتن سے وضو کرنیکا بیان

۳۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاۤءُ يَتَوَضَّئُوْنَ جَمِيْعًا فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرد اور عورتیں اجتماعی طور پر (ایک برتن میں) وضو کیا کرتے تھے عہ

ف جمہور محدثین اور فقہاء کے نزدیک آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو لازم نہیں آتا۔ اس باب میں وارد شدہ تمام روایات اور آثار اس مسئلہ کی تائید کرتے ہیں۔ وہ جمہور صحابہ میں سے ابو بکر، عمر، عثمان، علی ابن مسعود، ابن عباس، عامر بن ربیعہ، ابی بن کعب وغیرہ ہیں اور تابعین میں سے عبیدہ سلمانی، سالم بن عبداللہ قاسم بن محمد، امام مالک، امام شافعی، اہل حجاز، ثوری، ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں۔
(حاشیہ مؤطا محمد، قدیمی کتب خانہ کراچی)

عہ ابتدائے اسلام میں عام مردوں اور عورتوں کے لیے اجتماعی طور پر ایک برتن میں وضو اور غسل کرنا جائز تھا، لیکن آیت حجاب (پردہ کا حکم) نازل ہونے کے بعد زوجین اور محارم کے لیے یہ حکم باقی رکھا گیا اور باقی لوگوں کے لیے ممنوع وحرام قرار دے دیا گیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَتَوَضَّأَ الْمَرْأَةُ وَتَغْتَسِلُ مَعَ الرَّجُلِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، إِنْ بَدَأَتْ قَبْلَهُ أَوْ بَدَأَ قَبْلَهَا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ عورت (اپنے) مرد کے ساتھ ایک برتن میں وضو کرے یا غسل کرے کوئی حرج نہیں۔ یہ بات عام ہے کہ عورت مرد سے پہلے شروع کرے یا مرد عورت سے قبل اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۸- بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الرُّعَافِ

نکسیر پھوٹنے سے وضو کرنے کا بیان

۳۶- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَعَفَ رَجَعَ فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنَىٰ عَلَىٰ مَا صَلَّىٰ۔

حضرت نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب نکسیر پھوٹتی تو وہ نماز سے پھر جاتے وضو کرتے اور کوئی بات نہ کرتے پھر اپنی جگہ پر آجاتے اور پڑھی ہوئی نماز پہ بنا کرتے۔

۳۷- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ أَنَّهُ رَأَى سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ رَعَفَ وَهُوَ يُصَلِّي فَأَتَى حُجْرَةَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُوتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنَىٰ عَلَىٰ مَا قَدْ صَلَّىٰ۔

حضرت عبداللہ بن قسیط رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ نماز کی حالت میں ان کی نکسیر پھوٹی۔ وہ اُمّ المومنین زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ سلمہ کے گھر آئے ان کے پاس پانی پیش کیا گیا تو انھوں نے وضو کیا پھر اپنی جگہ واپس آگئے اور اپنی پڑھی ہوئی نماز پہ بنا کر لی۔ ف

ف نکسیر پھوٹنے کے بارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ اس سے وضو فاسد ہوجاتا ہے نماز کے دوران جس کی نکسیر پھوٹ جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا وہ اپنی ناک پہ ہاتھ رکھ کر پیچھے پلٹ جائے گا اور وضو کرے گا اگر اس نے گفتگو نہ کی تو واپس آکر اپنی سابقہ نماز پہ بناء کرے ورنہ نئے سرے سے نماز شروع کرے گا بعد میں سجدہ کرنے کی صورت میں دوبارہ نکسیر پھوٹ جانے کا اندیشہ ہو تو سر کے اشارے سے سجدہ کرے (باقی صفحہ نمبر ۵۰ پر)

٣٨- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الَّذِيْ يَرْعُفُ فَيَكْثُرُ عَلَيْهِ الدَّمُ كَيْفَ يُصَلِّيْ؟ قَالَ: يُوْمِيْ اِيْمَآءً بِرَاْسِهٖ فِي الصَّلٰوةِ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا گیا جس کی نکسیر پھوٹ گئی ہو اور کثرت سے خون بہہ رہا ہو تو وہ کیسے نماز پڑھے؟ انھوں نے جواب دیا کہ وہ اپنے سر کے اشارے سے نماز ادا کرے گا۔

٣٩- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْمُجَبَّرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ رَاٰى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يُدْخِلُ اِصْبَعَهٗ فِيْ اَنْفِهٖ اَوْ اِصْبَعَيْهِ ثُمَّ يُخْرِجُهَا وَفِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ دَمٍ فَيَفْتِلُهٗ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ، فَاَمَّا الرُّعَافُ فَاِنَّ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ كَانَ لَا يَاْخُذُ بِذٰلِكَ وَيَرٰى اِذَا رَعَفَ الرَّجُلُ فِيْ صَلٰوتِهٖ اَنْ يَّغْسِلَ الدَّمَ وَيَسْتَقْبِلَ الصَّلٰوةَ، فَاَمَّا اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ بِمَا رَوٰى مَالِكٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ يَنْصَرِفُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَبْنِيْ عَلٰى مَا صَلّٰى اِنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ وَهُوَ قَوْلُنَا، وَاَمَّا اِذَا كَثُرَ

حضرت عبدالرحمن بن المجبّر بن عبدالرحمن بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی ایک انگلی یا دو انگلیاں اپنی ناک میں داخل کرتے پھر اسے نکال لیتے اور اگر انگلی پر کوئی خون کا اثر دیکھتے تو اسے صاف کر لیتے پھر نماز پڑھتے اور (دوبارہ) وضو نہ کرتے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان تمام روایات سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں نکسیر کے سلسلے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کوئی دلیل اخذ نہیں کرتے اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جب نماز کی حالت میں کسی شخص کی نکسیر پھوٹ جائے تو وہ خون صاف کرے اور نئے سرے سے نماز شروع کرے، لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک کی روایت کے مطابق عمل کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ ابن عمر اور سعید بن مسیب کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۴۹ سے) اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی تو نکالنے پر اس پر خون کا اثر پایا گیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ خون کے بہنے سے وضو فاسد ہوتا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکسیر کے پھوٹنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا البتہ نماز کی حالت میں کسی کی نکسیر پھوٹنے کی صورت میں وہ شخص واپس پلٹے گا خون صاف کر کے پھر نماز پڑھے گا اگر اس نے ایک رکعت مکمل نہ کی ہو تو وہ نئے سرے سے نماز پڑھے گا اور اگر ایک رکعت یا زائد نماز پڑھ چکا ہو تو اپنی سابقہ نماز پر بناء کریگا۔ امام حسن بصری اور ایک قول کے مطابق امام شافعی کے نزدیک بناء درست نہیں ہو گی۔

الرُّعَافُ عَلَى الرَّجُلِ فَكَانَ إِنْ أَوْمَأَ بِرَأْسِهِ إِيْمَاءً لَمْ يَرْعُفْ وَإِنْ سَجَدَ رَعُفَ أَوْمَأَ بِرَأْسِهِ إِيْمَاءً وَأَجْزَأَهُ وَإِنْ كَانَ يَرْعُفُ كُلَّ حَالٍ سَجَدَ وَأَمَّا إِذَا أَدْخَلَ الرَّجُلُ إِصْبَعَهُ فِي أَنْفِهِ فَأَخْرَجَ عَلَيْهَا شَيْئًا مِنْ دَمٍ فَهٰذَا لَا وُضُوْءَ فِيْهِ لِأَنَّهُ غَيْرُ سَائِلٍ وَّلَا قَاطِرٌ وَّإِنَّمَا الْوُضُوْءُ فِي الدَّمِ مِمَّا سَالَ أَوْ قَطَرَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

اثر کے مطابق (نکسیر کی حالت میں) واپس پلٹے گا اور وضو کرے گا اگر اس نے گفتگو نہیں کی تو اپنی پڑھی ہوئی نماز پر بنا کرے گا اور یہی ہمارا قول ہے۔ اگر نماز کی حالت میں نکسیر کا خون کثیر مقدار میں بہہ رہا ہو تو اگر خون میں اضافہ ہونے کا خوف نہ ہو تو اپنے سر کے اشارے سے نماز پڑھے اگر سجدہ کرنے سے پھر نکسیر پھوٹ جانے کا امکان ہو تو سجدہ سر کے اشارہ سے کرے اور ایسے سجدہ اسے کافی ہوگا اور اگر بہر صورت خون بہتا ہو تو سجدہ کرے گا اور جب کوئی شخص اپنی انگلی اپنی ناک میں داخل کرے پھر اسے نکالا اگر اس پہ خون کا اثر ہو تو ایسی صورت میں وضو لازم نہیں آئے گا کیونکہ وہ بہنے والا اور قطرہ کی صورت میں نہیں ہے بہنے والے اور قطرے کی شکل میں خون ہو تو وضو لازم آتا ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۹- بَابُ الْغُسْلِ مِنْ بَوْلِ الصَّبِيِّ

بچّے کے پیشاب کو دھونے کا بیان

۴۰- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ ابْنَةِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا جَاءَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِهِ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ وہ اپنا چھوٹا بچہ جو کھانا نہیں کھاتا تھا لیکر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا تو اس بچے نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور کپڑوں پر چھڑکا اور آپ نے وہ دھوئے نہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدْ جَاءَتْ رُخْصَةٌ فِي بَوْلِ الْغُلَامِ إِذَا كَانَ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ وَ أُمِرَ بِغَسْلِ الْجَارِيَةِ وَغَسْلُهُمَا جَمِيعًا أَحَبُّ إِلَيْنَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا لڑکا جو ابھی کھانا نہ کھاتا ہو کے پیشاب کو نہ دھونے کی اجازت ہے اور لڑکی کے پیشاب دھونے کا حکم دیا گیا ہے اور دونوں کے پیشاب کا دھونا ہمارے نزدیک بہتر ہے اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ف

۴۱ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ، فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوا کر ان پر گرا دیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ نُتْبِعُهُ إِيَّاهُ غَسْلًا حَتّٰى تُنَقِّيَهُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی سے ہم نے دلیل اخذ کی ہے کہ ہم کپڑے کو دھونے کے ارادے سے اس پر پانی بہاتے ہیں حتیٰ کہ ہم اسے صاف ستھرا کر دیتے ہیں اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۱۰- بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَذْيِ

مذی سے وضو ٹوٹ جانیکا بیان

۴۲ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ مَعْمَرٍ التَّيْمِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا کہ وہ

ف اس بات پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی بچہ کھانا کھاتا ہو اور دودھ نہ پیتا ہو تو اس کا پیشاب اپنے باپ کیطرح نجس (پلید) ہے البتہ ایسی بچی یا بچے کے پیشاب کے بارے اختلاف پایا جاتا ہے جو صرف دودھ پر گزارا کرتا ہو۔ امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک بچی یا بچہ دودھ پیتا ہو یا نہ پیتا ہو اس کا پیشاب نجس ہے۔

اِبْنَ یَسَارٍ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَرَهٗ اَنْ یَّسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ اِذَا دَنٰی مِنْ اَهْلِهٖ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذِیُّ مَاذَا عَلَیْهِ؟ فَاِنَّ عِنْدِیْ اِبْنَتَهٗ وَاَسْتَحْیِیْ اَنْ اَسْاَلَهٗ فَقَالَ الْمِقْدَادُ: فَسَاَلْتُهٗ، فَقَالَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُکُمْ ذٰلِكَ فَلْیَنْضَحْ فَرْجَهٗ وَلْیَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کہ جو شخص اپنی بیوی کے نزدیک جائے تو اس کی مذی نکل آئے تو اس پر کیا چیز لازم ہوتی ہے؟ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میرے نکاح میں ہے اس لیے یہ مسئلہ آپ سے دریافت کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص یہ (مذی) دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو دھو ڈالے اور نماز کے وضو کی طرح وضو کرے

ف

۴۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنِّیْ لَاَجِدُهٗ یَتَحَدَّرُ مِنِّیْ مِثْلَ الْخُرَیْزَةِ، فَاِذَا وَجَدَ اَحَدُکُمْ ذٰلِكَ فَلْیَغْسِلْ فَرْجَهٗ فَلْیَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ یَغْسِلُ مَوْضِعَ الْمَذِیِّ وَیَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھ سے مذی بلور کے دانہ کی طرح خارج ہوتی ہے پس تم میں سے کوئی شخص جب مذی پائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی شرمگاہ دھوئے اور نماز کے لیے وضو کرے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس کی مذی خارج ہو وہ مذی کے

ف جماع کا تصور آتے وقت یا جماع کا ارادہ کرتے وقت اور یا ملاعبت کے وقت شرمگاہ سے سفید اور رقیق (پتلا) جو مادہ خارج ہوتا ہے اسے "مذی" کہا جاتا ہے۔ آئمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک مذی کے خروج سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس سے وضو لازم آتا ہے اور غسل لازم نہیں آتا۔

شرعی مسئلہ دریافت کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود دریافت کرنے کی بجائے حضرت مقداد کا انتخاب کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کے عزیز و اقارب سے ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہیے جس سے ان کو رنج و ندامت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔

مقام کو دھو ڈالے اور نماز کے وضو کی مثل وضو کرے۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے

۴۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الصَّلْتُ بْنُ زُبَیْدٍ، اَنَّهٗ سَاَلَ سُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ عَنْ بَلَلٍ یَجِدُهٗ فَقَالَ اَنْضَحْ مَا تَحْتَ ثَوْبِكَ بِالْمَاءِ وَالْهَ عَنْهُ۔

حضرت صلت بن زبید رضی اللہ عنہ نے حضرت سلیمان بن لیسار رضی اللہ عنہ سے اس تری کے بارے دریافت کیا جو کوئی (مذی) پائے؟ انھوں نے فرمایا اپنے کپڑے کے نیچے پانی سے دھو ڈال اور اس سے بے پروا ہو جا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا كَثُرَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِنْسَانِ وَاَدْخَلَ الشَّیْطَانُ عَلَیْهِ فِیْهِ الشَّكَّ، وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں جب انسان کو کثرت سے یہ حالت پیش آئے اور شیطان شک میں ڈال دے۔ یہی قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۱۱- اَلْوُضُوْءُ مِمَّا یَشْرَبُ مِنْهُ السِّبَاعُ وَتَلِغُ فِیْهِ

ایسے پانی سے وضو کرنیکا بیان جس میں درندوں نے منہ ڈال کر پیا ہو

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ، اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّیْمِیِّ عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ فِیْ رَكْبٍ فِیْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتّٰی وَرَدُوْا حَوْضًا، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: یَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ؟ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: یَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا، فَاِنَّا نَرِدُ

حضرت یحییٰ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچھ سواروں کے ساتھ نکلے ان میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے حتیٰ کہ انھوں نے ایک حوض پر نزول کیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حوض کے مالک سے دریافت کیا، کیا تمھارے حوض سے درندے پانی پیتے ہیں؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حوض کے مالک! تو ہمیں یہ نہ بتا کہ ہم درندوں سے قبل آتے ہیں اور یا وہ ہم سے

عَلَى السِّبَاعِ وَ تَرِدُ عَلَيْنَا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ إِذَا كَانَ الْحَوْضُ عَظِيْمًا إِنْ حُرِّكَتْ مِنْهُ نَاحِيَةٌ لَمْ تَتَحَرَّكْ بِهِ النَّاحِيَةُ الْأُخْرٰى لَمْ يُفْسِدْ ذٰلِكَ الْمَاءُ مَا وَلَغَ فِيْهِ مِنْ سَبُعٍ وَّلَا مَا وَقَعَ فِيْهِ مِنْ قَذَرٍ إِلَّا أَنْ يَّغْلِبَ عَلٰى رِيْحٍ أَوْ طَعْمٍ فَإِذَا كَانَ حَوْضًا صَغِيْرًا إِنْ حُرِّكَتْ مِنْهُ نَاحِيَةٌ تَحَرَّكَتِ النَّاحِيَةُ الْأُخْرٰى فَوَلَغَ فِيْهِ السِّبَاعُ أَوْ وَقَعَ فِيْهِ الْقَذَرُ لَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ أَلَا يُرٰى أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَرِهَ أَنْ يُّخْبِرَهٗ وَ نَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ، وَ هٰذَا كُلُّهٗ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

پہلے آتے ہیں۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب حوض بڑا ہو یعنی اسے ایک طرف سے حرکت دینے سے دوسری طرف حرکت نہ کرے تو اس سے درندے کے پینے سے یا نجاست کے گرنے سے وہ نجس نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ اس کی بُو یا ذائقہ بدل جائے۔ جب حوض چھوٹا ہو یعنی اسے ایک طرف سے حرکت دینے سے دوسری طرف حرکت کرے تو اس سے درندے کے پینے یا پلیدی گرنے سے، اس سے وضو نہیں کیا جائے گا۔ کیا نہیں دیکھا گیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صاحبِ حوض کے بتلانے کو ناپسندیدہ تصور کیا اور آپ نے اسے اس سے روک دیا اور یہ سب کا سب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۲۔ بَابُ الْوُضُوْءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ

سمندر کے پانی سے وضو کرنے کا بیان

۴۶۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں

ف ماءِ کثیر یا بڑے حوض اور یا جاری پانی سے کوئی درندہ پانی پی لے اور یا اس میں سے اس مقدار میں پلیدی گر گئی جس سے پانی کا رنگ، بُو اور ذائقہ تبدیل نہ ہوا ہو تو وہ نجس نہیں ہوگا۔ ماءِ کثیر یا حوض عظیم وہ ہوتا ہے جس کی ایک جانب حرکت دینے سے دوسری جانب حرکت نہ کرے۔ اگر ماءِ قلیل یا چھوٹا حوض ہو اور دریا یا پانی جاری نہ ہو تو اس سے درندے کے پینے اور یا پلیدی گرنے سے نجس ہو جائے گا اس پانی سے وضو وغیرہ درست نہیں ہوگا۔ ماءِ قلیل یا چھوٹا حوض وہ ہوتا ہے جس کی ایک جانب حرکت کرنے سے دوسری طرف حرکت کرے یا یوں کہہ لیجیے کہ وہ پانی یا حوض دہ در دہ سے کم ہو۔

سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَزْرَقِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ تَوَضَّاْنَا بِهٖ عَطِشْنَا، اَفَنَتَوَضَّاُ بِمَآءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ الطَّهُوْرُ مَآؤُهٗ، اَلْحَلَالُ مَيْتَتُهٗ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ مَآءُ الْبَحْرِ طَهُوْرٌ كَغَيْرِهٖ مِنَ الْمِيَاهِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں تو ہمارے پاس تھوڑا سا پانی ہوتا ہے اگر ہم اس پانی سے وضو کریں تو پیاس کا شکار ہو جاتے ہیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا پانی پاک اور اس کا مُردار حلال ہے۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت ہماری دلیل ہے کہ سمندر کا پانی دوسرے پانیوں کی طرح پاک ہے اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۱۳- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کا بیان

۴۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ، اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ زِيَادٍ مِنْ وُلْدِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، قَالَ: فَذَهَبْتُ مَعَهٗ بِمَآءٍ، قَالَ: فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَكَبْتُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَغَسَلَ وَجْهَهٗ، ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ مِنْ ضِيْقِ كُمَّيْ جُبَّتِهٖ، فَاَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهٖ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ

حضرت عباد بن زیاد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاءِ حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ پس میں بھی پانی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا۔ راوی کا مزید بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کے لیے پانی ڈالا تو آپ نے اپنا چہرۂ انور دھو لیا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ نکالنے چاہے لیکن جُبّے کی آستینیں تنگ ہونے کے سبب نہ نکال سکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جُبّے کے نیچے کی طرف سے اپنے ہاتھ نکال لیے

بِرَاْسِهٖ، وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ قَدْ صَلّٰى بِهِمْ سَجْدَةً، فَصَلّٰى مَعَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِىْ بَقِيَتْ فَفَزِعَ النَّاسُ لَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ قَدْ اَحْسَنْتُمْ۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ دھوئے اور اپنے سر کا مسح کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا[ف۱] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے وہ لوگوں کو ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپؐ نے باقی ماندہ رکعت ادا فرمائی۔ آپ کو دیکھ کر لوگ پریشان ہوگئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فرمایا: تم نے بہت خوب کیا[ف۲]

ف۱ "خفین" خف کی تثنیہ ہے اس سے مراد موزہ ہے وہ جوتا نما چمڑے یا ایسے سخت کپڑے کا ہوتا ہے جس میں پانی سرایت نہ کر سکے جو شخص "المسح علی الخفین" کا منکر ہو وہ بدعتی ہے اگر کوئی اسے تسلیم کرے لیکن مسح کی بجائے پاؤں دھونے کو ترجیح دیتا ہے تو وہ عزیمت پر عامل ہے اور عنداللہ ماجور ہوگا طہارت یعنی پاؤں کو دھونے کے بعد موزے پہنے جائیں گے۔

ف۲ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ عمرو بن عوف میں صلح کرانے کی غرض سے تشریف لے گئے بعد میں نماز کا وقت ہوگیا مؤذن نے اذان کہی اور اقامت کہی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کے لیے مصلیٰ امامت پہ کھڑے ہو کر امامت کرانے لگے اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ صحابہ کرام نے اشارۃً آپ کے تشریف لانے کے سلسلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا لیکن پھر بھی وہ پیچھے آگئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور فراغت کے بعد فرمایا اے ابوبکر! تم اپنی جگہ کیوں نہیں کھڑے رہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابن قحافہ میں طاقت نہیں کہ "اَنْ يُّصَلِّىَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔

مسئلہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ فاضل کی نماز مفضول کے پیچھے جائز ہے دراصل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم امت کے لیے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا فرمائی نماز سے فراغت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا قُبِضَ نَبِىٌّ قَطُّ حَتّٰى يُصَلِّىَ خَلْفَ رَجُلٍ صَالِحٍ مِّنْ اُمَّتِهٖ ترجمہ ہر نبی نے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۴۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ قَيْسٍ اَنَّهٗ قَالَ: رَاَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَتٰى قُبَاءَ فَبَالَ ثُمَّ اُتِيَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ صَلّٰى۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قیس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ قبا میں آئے اور پیشاب کیا پھر انھوں نے وضو کیا تو اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا۔ انھوں نے اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے موزوں پر (بھی) مسح کیا پھر انھوں نے نماز ادا کی۔

۴۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَدِمَ الْكُوْفَةَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَهُوَ اَمِيْرُهَا فَرَاٰهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ سَلْ اَبَاكَ اِذَا قَدِمْتَ عَلَيْهِ فَنَسِيَ عَبْدُ اللّٰهِ اَنْ يَّسْاَلَهٗ حَتّٰى قَدِمَ سَعْدٌ فَقَالَ اَسَاَلْتَ اَبَاكَ، فَقَالَ: لَا، فَسَاَلَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ اِذَا اَدْخَلْتَ رِجْلَيْكَ فِي الْخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ، فَامْسَحْ عَلَيْهِمَا، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاِنْ جَاءَ اَحَدُنَا مِنَ الْغَائِطِ، قَالَ وَاِنْ جَاءَ اَحَدُكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ

حضرت عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کوفہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے وہ اس وقت کوفہ کے امیر مقرر تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انھیں اس حالت میں دیکھا کہ وہ موزوں پر مسح کر رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مسح کے عمل کو ناپسند کیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم اپنے باپ کے پاس جاؤ تو (اس سلسلے میں) ان سے دریافت کر لینا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے والد صاحب سے دریافت کرنے کے سلسلے میں بھول گئے حتیٰ کہ جب حضرت سعد آئے تو انھوں نے حضرت عبداللہ سے پوچھا: کیا تم نے اپنے والدِ گرامی سے دریافت کیا تھا؟ تو انھوں نے جواب دیا، نہیں۔ جب انھوں نے دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب تم اپنے دونوں پاک پاؤں موزوں میں داخل کر لو، تو ان پر مسح کرو۔ حضرت عبداللہ نے کہا اگرچہ ہم میں سے

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا) اپنے وصال شریف سے قبل اپنی اُمت کے صالح آدمی کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔
(مدارج النبوۃ، تنویر المسائل، حاشیہ المؤطا لامام محمد ص ۴۹۔ قدیمی کتب خانہ کراچی)

کوئی شخص قضاءِ حاجت کر کے آئے ؟ انھوں نے فرمایا: اگرچہ تم میں سے کوئی شخص قضاءِ حاجت کر کے آئے۔

۵۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ بَالَ بِالسُّوْقِ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ دُعِیَ لِجَنَازَةٍ حِيْنَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ لِيُصَلِّیَ عَلَيْهِ فَمَسَحَ عَلٰی خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰی۔

حضرت نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بازار میں پیشاب کیا پھر وضو کیا انھوں نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھوں کو دھویا اور اپنے سر کا مسح کیا پھر جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو انھیں نماز جنازہ پڑھانے کے لیے بلایا گیا انھوں نے اپنے موزوں پر مسح کیا پھر نماز ادا کی۔

۵۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ رَاٰی اَبَاهُ يَمْسَحُ عَلَی الْخُفَّيْنِ عَلٰی ظُهُوْرِهِمَا لَا يَمْسَحُ بُطُوْنَهُمَا قَالَ: ثُمَّ يَرْفَعُ الْعِمَامَةَ فَيَمْسَحُ بِرَاْسِهٖ۔

ہشام بن عروہ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ وہ اپنے موزوں کے اوپر والے حصوں پر مسح کرتے اور ان کے نیچے والے حصوں پر مسح نہیں کرتے تھے راوی کا بیان ہے کہ انھوں نے پگڑی اٹھائی پس اپنے سر کا مسح کیا

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَنَرَی الْمَسْحَ لِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهَا لِلْمُسَافِرِ وَقَالَ مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ لَا يَمْسَحُ الْمُقِيْمُ عَلَی الْخُفَّيْنِ وَعَامَّةُ هٰذِهِ الْاٰثَارِ الَّتِیْ رَوٰی مَالِكٌ فِی الْمَسْحِ اِنَّمَا هِیَ فِی الْمُقِيْمِ، ثُمَّ قَالَ لَا يَمْسَحُ الْمُقِيْمُ عَلَی الْخُفَّيْنِ۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ تمام روایات ہمارے دلائل ہیں اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا بھی قول ہے اور ہمارے ہاں مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات ہے اور امام مالک بن انس کا بیان ہے کہ مقیم موزوں پر مسح نہ کرے جبکہ یہ تمام آثار جو امام مالک سے روایت ہیں ان سے مقیم کے مسح کا ثبوت ملتا ہے اس کے باوجود انھوں نے کہا کہ مقیم موزوں پر مسح نہ کرے [۱]

---

[۱] موزوں پر مسح مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات (بقیہ حاشیہ آگے)

۱۴- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْخِمَارِ

پگڑی اور اوڑھنی پر مسح کا بیان

۵۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ قَالَ بَلَغَنِيْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتّٰى يُمَسَّ الشَّعْرُ الْمَاءُ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت ملی ہے کہ ان (حضرت جابر) سے پگڑی پر مسح کرنے کے سلسلے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ پانی کے ساتھ سر کے بالوں کا مسح کیے بغیر عمامہ کا مسح نہ کیا جائے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت ہماری دلیل ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول ہے۔

۵۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ قَالَ رَاَيْتُ صَفِيَّةَ ابْنَةَ اَبِيْ عُبَيْدٍ تَتَوَضَّاُ وَتَنْزِعُ خِمَارَهَا ثُمَّ تَمْسَحُ بِرَاْسِهَا قَالَ نَافِعٌ

حضرت نافع کا بیان ہے کہ میں نے صفیہ بنت ابی عبیدہ کو دیکھا کہ وہ وضو کرتے وقت اپنی اوڑھنی اتار کر سر کا مسح کیا کرتی تھیں اور نافع نے کہا میں اس زمانہ میں

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا) جائز ہے وقت کی ابتداء حدث کے لاحق ہونے سے ہوگی مسح موزوں کے ظاہر یعنی اوپر والے حصہ پر کیا جائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مطہرہ عقل کے تابع نہیں بلکہ عقل شریعت کے تابع ہے۔ مسح کی مقدار تین انگشت ہے اس کی ابتداء پاؤں کی انگلیوں سے کر کے پنڈلی کی طرف کھینچ کر لایا جائے گا اگر موزے میں تین انگشت کی مقدار یا اس سے زائد مقدار میں پھٹن ہو تو اس پہ مسح درست نہیں ہوگا اگر غسل واجب ہو گیا مسح درست نہیں ہوگا بلکہ موزے اتار کر مکمل طور پہ غسل کرنا ضروری ہے جس چیز سے وضو فاسد ہو جاتا ہے اس سے مسح بھی فاسد ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مسح کی مدت مکمل ہونے سے تین انگشت کی مقدار موزہ کے پھٹنے سے پاؤں ظاہر ہو جانے سے یا ایک پاؤں موزے سے باہر نکل آنے سے مسح فاسد ہو جاتا ہے (ملخصاً من الہدایہ)

وَاَنَا يَوْمَئِذٍ صَغِيْرٌ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّ بِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يُمْسَحُ عَلَى الْخِمَارِ وَلَا الْعِمَامَةِ بَلَغَنَا اَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْعِمَامَةِ كَانَ فَتُرِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ الْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

میں بالکل چھوٹا تھا۔ ف

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم نے اس روایت سے دلیل اخذ کی ہے کہ پگڑی اور اوڑھنی پر مسح نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ شروع شروع میں پگڑی پر مسح جائز تھا بعد میں ترک کیا گیا، اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ اور ہمارے دوسرے فقہا کا قول ہے۔

۱۵۔ بَابُ الْاِغْتِسَالِ مِنَ الْجَنَابَةِ

غسل جنابت کا بیان

۵۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ اَفْرَغَ عَلٰى يَدِهِ الْيُمْنٰى فَغَسَلَهَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهٗ وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَنَضَحَ فِيْ عَيْنَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ الْيُسْرٰى ثُمَّ غَسَلَ رَاْسَهٗ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَاَفَاضَ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهٖ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب غسل جنابت کرتے تو سب سے قبل اپنے دائیں ہاتھ پر پانی گرا کر اسے دھوتے پھر اپنی شرمگاہ دھوتے، بعد ازاں کلی کرتے، ناک میں پانی ڈالتے اپنا چہرہ دھوتے، اپنی آنکھوں پر پانی کے چھینٹے مارتے، اپنا دایاں ہاتھ دھوتے، اپنا بایاں ہاتھ دھوتے، اپنے سر کو دھوتے اور پھر اپنے تمام جسم پر پانی بہا کر غسل فرمایا کرتے۔ ف

جرابوں، پگڑی، ٹوپی، برقع، اوڑھنی اور دستانوں پر مسح جائز نہیں ہے کیونکہ ان چیزوں کے اتارنے سے کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

اسباب وجوب غسل:۔ جماع، احتلام اور شہوت کے ساتھ منی کے خارج ہونے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَأْخُذُ إِلَّا النَّضْحَ فِي الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِوَاجِبٍ عَلَى النَّاسِ فِي الْجَنَابَةِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالْعَامَّةِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان تمام امور میں ہم نے دلائل اخذ کرتے ہیں، سوائے آنکھوں پر چھینٹے مارنے کے کیونکہ یہ جنابت کے غسل میں لوگوں پر ضروری نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور دیگر فقہا کا قول ہے۔

۱۶۔ بَابُ الرَّجُلِ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ

رات کے وقت مرد کے جنبی ہونیکا بیان

۵۵۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَكَرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيْبُهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ انھیں رات کو

(بقیہ حاشیہ) فرائض غسل: غسل کے تین فرائض ہیں (۱) منہ میں پانی ڈالنا یہ پانی خوب حلق تک پہنچنا چاہیے (۲) ناک میں پانی ڈالنا یہ پانی ناک کی سخت ہڈی تک پہنچنا چاہیے (۳) تمام جسم پر خوب پانی بہا دینا۔
غسل کا مسنون طریقہ: پہلے ہاتھ دھوئے جائیں پھر شرمگاہ کو دھویا جائے اور جسم کے جس حصہ پر نجاست ہو اسے خوب صاف کیا جائے پھر ہاتھ دھو کر تین بار کلی کی جائے کلی کرتے وقت خوب مبالغہ سے کام لینا چاہیے کہ پانی حلق تک پہنچ جائے البتہ روزہ کی حالت میں غسل کرتے وقت مبالغہ کی بجائے احتیاط سے کام لیا جائے تین بار ناک میں پانی ڈالا جائے اور سخت ہڈی تک پانی پہنچنا چاہیے اور اپنے تمام چہرے کو دھونا چاہیے جیسا وضو میں دھویا جاتا ہے اور دونوں پاؤں دھوئے جائیں پھر دائیں کندھے پر پانی بہایا جائے اور بعد میں بائیں کندھے پر پانی بہایا جاتا ہے اور بعد میں تمام جسم پر تین مرتبہ خوب پانی بہایا جائے غسل کرتے وقت جو چیز جسم تک پانی پہنچنے سے مانع ہو اسکا دور کرنا ضروری ہے مثلاً روغن، لاک، اور آٹا گوندھنے کی صورت میں ہاتھوں کے ساتھ خشک ہونیوالا آٹا وغیرہ، تنگ انگوٹھی اور گھڑی کے تنگ چین کو اتارنا یا حرکت دینا بھی لازمی ہے تاکہ نیچے سے جسم خشک نہ رہنے پائے۔ غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ منہ کرنا چاہیے اور نہ پیٹھ اور غسل کے دوران گفتگو سے بھی مکمل طور پر پرہیز کرنا چاہیے۔

الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ وَنَمْ۔

جنابت ہو جاتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم وضو کرو، اپنا عضو تناسل دھولو اور سو جاؤ۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَإِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَغْسِلْ ذَكَرَهُ حَتّٰى يَنَامَ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ أَيْضًا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر کسی نے وضو نہ کیا اور اپنا آلۂ تناسل دھوئے بغیر سو گیا تو بھی کوئی حرج نہیں

قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ السَّبِيعِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصِيبُ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَنَامُ وَلَا يَمَسُّ مَاءً فَإِنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ عَادَ وَاغْتَسَلَ۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ سے جماع فرماتے پھر بلا غسل سو جاتے جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو آپ بیدار ہوتے دوبارہ جماع کرتے اور غسل کر لیتے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِيثُ أَرْفَقُ بِالنَّاسِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث لوگوں کے لیے بہت آسانی پیدا کرنے والی ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

⁘ ⁘ ⁘

ف یہ جنابت عام ہے خواہ احتلام کے باعث ہو یا جماع کے نتیجے میں ہو۔ بہتر ہے کہ فی الفور غسل کر لیا جائے۔ اگر غسل نہ کر سکے تو ذکر دھو کر وضو کر لینا چاہیے اور اگر بغیر وضو کے جنابت کی حالت میں رات گزار دی تو بھی گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ حدیث زیر بحث میں امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے ہے۔ اس امر کی تائید حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ البتہ دوبارہ جماع کرنے سے قبل ذکر کا دھو لینا مسنون ہے۔ حالت جنابت میں عورت اپنے بچے کو دودھ نہ پلائے بلکہ پہلے غسل کرے پھر دودھ پلائے۔ مسجد میں جنابت لاحق ہونے کی صورت میں فوراً تیمم کرنا چاہیے پھر مسجد سے خارج ہونا چاہیے۔

⁘ ⁘ ⁘

۱۷۔ بَابُ الْاِغْتِسَالِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ

جمعۃ المبارک کے دِن غُسل کا بیان

۵۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کر لیا کرے ۔ف

۵۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَیْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک کے دن کا غسل ہر بالغ پر ضروری ہے۔

ف عیدین کے دن، شب برات میں، حج کے دن اور جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنا مسنون ہے یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ایک قول کے مطابق امام مالک کے نزدیک جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنا واجب ہے اس امر میں بھی اختلاف پایا
جاتا ہے کہ یہ غسل جمعہ کے دن کے لیے ہے یا جمعۃ کی نماز کے لیے؟ بعض آئمہ فرماتے ہیں کہ یہ غسل جمعۃ المبارک کے دن کے لیے
ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جمعہ کے لیے غسل کیا جاتا ہے۔
جمعۃ المبارک کے دن کو مسلمانوں کے لیے عید کا دن قرار دیا گیا ہے چنانچہ اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشادِ گرامی یوں ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَ
اللّٰہُ عِیْدًا لِّلْمُسْلِمِیْنَ ترجمہ: بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! یہ دن
اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے عید کا دن بنا دیا ہے۔

جمعۃ المبارک کے دن مسنون اعمال: غسل کرنا، نئے کپڑے پہننا یا دُھلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا،
تیل لگانا، مسواک کرنا اور نمازِ جمعہ ادا کرنے کی غرض سے گھر سے مسجد میں جلدی جانا، مسنون اعمال ہیں۔
ایک اور روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک کے دن ایک گھڑی ایسی ہے
جس میں جو بھی دعا کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

۵۹ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عِيْدًا لِلْمُسْلِمِيْنَ فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهٗ أَنْ يَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ۔

حضرت ابن سباق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: یہ دن ایسا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے عید کا دن قرار دیا ہے، پس تم غسل کرو، جس کے پاس خوشبو ہو اس کا استعمال کرنا مضر (نقصان دہ) نہیں ہے اور تم پر مسواک کرنا لازم ہے۔

۶۰ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِي الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهٗ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جمعہ کے دن کا غسل، غسلِ جنابت کی مثل ہر بالغ پر ضروری ہے۔

۶۱ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَرُوْحُ إِلَى الْجُمُعَةِ إِلَّا اغْتَسَلَ۔

حضرت نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ غسل کیے بغیر نمازِ جمعہ کے لیے نہ جاتے تھے

۶۲ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذَا فَقَالَ الرَّجُلُ انْقَلَبْتُ مِنَ السُّوْقِ فَسَمِعْتُ النِّدَاءَ فَمَا زِدْتُّ عَلٰى أَنْ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ أَقْبَلْتُ قَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوْءُ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ۔

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اصحابِ رسول میں سے ایک شخص جمعۃ المبارک کے دن اس وقت مسجد میں داخل ہوا جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے پس آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آنے کا کون سا وقت ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں بازار سے واپس آیا تو اذان کی آواز سنی میں نے صرف وضو کیا اور حاضر ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صرف وضو جب کہ تو جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْغُسْلُ أَفْضَلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ وَفِيْ هٰذَا آثَارٌ كَثِيْرَةٌ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جمعۃ المبارک کے دن غسل افضل ہے، واجب نہیں ہے اس سلسلے میں بہت سے آثار ہیں۔

۶۳ - قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ صَبِيْحٍ

حضرت انس بن مالک اور حضرت حسن بصری

عَنْ سَعِيْدٍ الرَّقَاشِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ كِلَاهُمَا يَرْفَعُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنَعِمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ۔

٦٤۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ ابْنِ صَالِحٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْغُسْلُ مِنَ الْحِجَامَةِ وَالْغُسْلُ فِي الْعِيْدَيْنِ قَالَ اِنِ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَاِنْ تَرَكْتَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فَقُلْتُ لَهُ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاحَ اِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْوَاجِبَةِ وَاِنَّمَا هُوَ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاَشْهِدُوْا اِذَا تَبَايَعْتُمْ فَمَنْ اَشْهَدَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ تَرَكَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ وَكَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ فَمَنِ انْتَشَرَ فَلَا بَاْسَ وَمَنْ جَلَسَ فَلَا بَاْسَ قَالَ حَمَّادٌ وَلَقَدْ رَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيَّ يَاْتِي الْعِيْدَيْنِ وَمَا يَغْتَسِلُ۔

رحمہما اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے جمعۃ المبارک کے دن وضو کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

⁂ ⁂

حضرت حماد کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم النخعی سے جمعۃ المبارک کے دن غسل، پچھنوں کے غسل اور عیدین کے غسل کے بارے سوال کیا؟ ابراہیم النخعی نے جواب دیا اگر تو غسل کرے تو بہتر ہے اور اگر ترک کر دے تو تجھ پر گناہ نہیں ہے۔ میں نے ابراہیم النخعی سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا جو شخص جمعہ کے لیے جائے وہ غسل کرے۔ انھوں نے جواب دیا ہاں یہ بات درست ہے لیکن یہ ضروری چیزوں میں سے نہیں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مثل ہے کہ "وَاَشْهِدُوْا اِذَا تَبَايَعْتُمْ" اور جب تم خرید و فروخت کا معاملہ کرو تو گواہ بنا لیا کرو۔ پس جس شخص نے (معاملہ کرتے وقت) گواہ بنا لیا اس نے اچھا کیا اور جس نے ترک کر دیا اس پہ کوئی گناہ نہیں ہے اور اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کی مثل ہے کہ "فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ" جب نماز مکمل ہو جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ جو شخص (تکمیل نمازِ جمعہ کے بعد) چلا گیا اس کے لیے کوئی حرج نہیں اور جو بیٹھا رہا اس کے لیے بھی کوئی حرج نہیں۔ حماد کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم النخعی کو میں نے دیکھا کہ وہ غسل کیے بغیر نمازِ عیدین کے لیے آجاتے۔

⁂ ⁂

٦٥۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ اَيِ الْجُمُعَةُ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَيَتَوَضَّأُ فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ اَلَا تَغْتَسِلُ قَالَ الْيَوْمُ يَوْمٌ بَارِدٌ فَتَوَضَّأَ۔

حضرت عطاء بن ابی رباح کا بیان ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ نمازِ جمعہ کا وقت ہوگیا۔ انھوں نے پانی طلب کیا اور وضو کیا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا کہ کیا تم غسل نہیں کرتے؟ انھوں نے جواب دیا کہ آج سردی ہے پس انھوں نے وضو کیا۔

٦٦۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا سَلَامُ بْنُ سُلَيْمٍ الْحَنَفِيُّ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ عَلْقَمَةُ بْنُ قَيْسٍ اِذَا سَافَرَ لَمْ يُصَلِّ الضُّحٰى وَلَمْ يَغْتَسِلْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علقمہ بن قیس جب سفر کرتے تو دورانِ سفر نہ نمازِ عید الاضحی ادا کرتے اور نہ جمعہ کے دن کا غسل کیا کرتے۔

٦٧۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اَجْزَاهُ عَنْ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

حضرت منصور، مجاہد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے طلوعِ فجر کے بعد غسل کیا وہ غسل جمعۃ المبارک کے دن کے لیے کافی ہوگا۔

٦٨۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ عُمَّالَ اَنْفُسِهِمْ فَكَانُوْا يَرُوْحُوْنَ اِلَى الْجُمُعَةِ بِهَيْئَاتِهِمْ فَكَانَ يُقَالُ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ لوگ اپنے لیے محنت مزدوری کیا کرتے وہ اسی حالت (میلے کپڑوں سے) جمعہ کے لیے آجایا کرتے اور انھیں کہا جاتا کہ غسل کرلینا تمھارے لیے بہتر تھا۔

١٨۔ بَابُ الْاِغْتِسَالِ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ

عیدین کے دن غسل کرنے کا بیان

٦٩۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ اَنْ يَّغْدُوَ اِلَى الْعِيْدِ۔

حضرت نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، نمازِ عید کے لیے جانے سے قبل غسل کیا کرتے تھے۔

٧٠۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ

حضرت نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر

اِبْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ یَّغْدُوَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْغُسْلُ یَوْمَ الْعِیْدِ حَسَنٌ وَلَیْسَ بِوَاجِبٍ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

رضی اللہ عنہ، عید الفطر کے دن نماز کی ادائیگی کے لیے جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عید کے دن غسل کرنا بہتر ہے واجب نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ف ۱

۱۹- بَابُ التَّیَمُّمِ بِالصَّعِیْدِ

پاک مٹی سے تیمّم کرنے کا بیان

۱۷- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّہٗ اَقْبَلَ ھُوَ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرُفِ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِالْمِرْبَدِ نَزَلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَتَیَمَّمَ صَعِیْدًا طَیِّبًا فَمَسَحَ وَجْھَہٗ وَیَدَیْہِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی۔

حضرت نافع کا بیان ہے کہ وہ اور عبد اللہ بن عمر جرف مقام سے چل کر جب مربد مقام میں پہنچے تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ، اترے پاک مٹی سے تیمّم کیا، اپنے چہرے اور دونوں کہنیوں سمیت مسح کیا پھر نماز پڑھی۔ ف ۲

ف ۱ عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل مسنون ہے یہ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے لیکن بعض آئمہ کے نزدیک یہ غسل واجب ہے اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ یہ غسل نماز عید کے لیے ہوتا ہے یا عید کے دن کے لیے؟ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز عید کے لیے ہوتا ہے جبکہ کچھ آئمہ کے نزدیک یہ غسل عید کے دن کے لیے ہوتا ہے۔

ف ۲ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اللہ تعالیٰ نے امتِ مصطفوی پر جو انعامات فرمائے ہیں ان میں سے ایک تیمّم ہے۔ تیمّم دراصل وضو کا خلیفہ ہے تیمّم کا لغوی معنی و مفہوم "قصد و ارادہ" کے ہیں اصطلاحِ شرع میں اس کا معنیٰ "طہارت کی نیت سے پاک مٹی پر ہاتھوں کی ایک ضرب مار کر چہرے اور دوسری ضرب مار کر کہنیوں سمیت کلائیوں کو مس کرنا" کے ہیں۔

تیمّم کے جواز کی صورتیں: - مسافر ہو یا ایک میل یا زیادہ مسافت پر پانی ہو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

٧٢ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰی اِذَا كُنَّا بِالْبَیْدَآءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَیْشِ انْقَطَعَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے حتیٰ کہ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگ اس کی تلاش کے لیے ٹھہرے

(بقیہ حاشیہ) کنوئیں میں پانی ہے لیکن برآمد کرنے کے لیے ڈول اور رسی میسر نہ ہو، کوئی بیمار ہو یانی شدید سرد ہو اور خطرہ ہو کہ پانی استعمال کرنے سے کوئی عضو یا جان ضائع ہو جائے گی پانی کے نزدیک درندہ یا دشمن ہو، سفر کی حالت میں پاس کچھ مقدار میں پانی موجود ہے وضو کے لیے استعمال کی صورت میں مسافر پیاس میں مبتلا ہو سکتا ہو۔ ایسا علاقہ ہے جہاں پانی قیمتاً ملتا ہو لیکن فروخت کرنے والا عام قیمت سے مہنگا دیتا ہو۔ نماز جنازہ بالکل تیار ہو اگر وضو کرے گا تو شمولیت کی سعادت سے محروم ہو جائے گا اور نماز عیدین تیار ہے اگر وضو کرے گا تو نماز نہیں مل سکے گی تو ان تمام صورتوں میں تیمم کیا جائے گا۔

تیمم کے فرائض: تیمم کے تین فرائض ہیں (۱) نیت یعنی طہارت کا قصد و ارادہ کرنا (۲) پاک مٹی پر ضرب لگا کر چہرے کا مسح کرنا (۳) دوسری ضرب لگا کر کہنیوں سمیت ہاتھوں کا مسح کرنا۔ مسح کے لیے جو چیز رکاوٹ بن سکتی ہو اس کا اتارنا ضروری ہے مثلاً انگوٹھی یا گھڑی کا چین وغیرہ۔ ایک بار تیمم کرنے سے متعدد نمازیں پڑھ سکتے ہیں تیمم سے قرآن پاک کا چھونا بھی درست ہو جاتا ہے اگر غسل واجب ہو گیا تو مذکورہ صورتوں میں سے کوئی بھی صورت ہو تو تیمم کیا جا سکتا ہے غسل اور نماز کی ادائیگی کے لیے یکساں تیمم ہوتا ہے چونکہ تیمم وضو کا خلیفہ ہے اس لیے جس چیز سے وضو فاسد ہو جاتا ہے اس سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں پانی پر قدرت حاصل ہونے سے بھی تیمم فاسد ہو جاتا ہے۔

تیمم کس چیز سے کیا جائے: جو چیز جنس زمین سے ہو اس سے تیمم جائز ہے اور جو چیز مٹی کی جنس سے نہ ہو اس سے تیمم درست نہیں ہے اس سلسلے میں فقہاء کرام نے ایک مشہور قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ جس چیز کو آگ جلا دے یا پگھلا دے وہ زمین کی جنس سے نہیں ہے اور جس چیز کو آگ نہ تو جلائے اور نہ ہی پگھلائے وہ زمین کی جنس سے ہے۔ پتھر، سرمہ، اینٹ اور ریت وغیرہ کو آگ نہ جلاتی ہے اور نہ پگھلاتی ہے لہذا ان چیزوں سے تیمم درست ہے جنس یعنی گندم وغیرہ کو آگ جلا دیتی ہے اور لوہا، پیتل، تانبا وغیرہ کو آگ پگھلا دیتی ہے لہذا یہ سب چیزیں زمین کی جنس سے نہیں ہیں لہذا ان سے تیمم درست نہیں ہو گا۔

عَقْدِيْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا صَنَعَتْ عَآئِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ قَالَتْ فَجَآءَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ جَلَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِيْ وَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا۔

اس مقام پر پانی نہ تھا نہ ان کے پاس تھا لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: آپ نے دیکھا کہ جو کچھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا؟ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو اس حالت میں روک لیا کہ اس مقام میں پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میرے زانو پر رکھ کر محو آرام تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو ایسی جگہ میں روکا کہ وہاں پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ مجھ سے بیحد ناراض ہوئے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہا انھوں نے میری کوکھ میں اپنے ہاتھ کے ساتھ گھونسے مارے، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میرے زانو پر رکھ کر آرام فرمارہے تھے اس لیے میں حرکت نہ کر سکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک سوئے رہے اور پانی موجود نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمادی تو لوگوں نے تیمم کیا۔ ف ا

ف ا اس روایت کی بناء پر بعض گستاخ قسم کا ذہن رکھنے والے لوگوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف پر اعتراض کر ڈالا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو آپ پریشان نہ ہوتے بلکہ فوراً فرما دیتے کہ فلاں جگہ پر حضرت عائشہ کا ہار ہے اسے پکڑ لو، اس اعتراض کا جواب قرآن پاک کے ان جملوں میں موجود ہے کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اللہ تعالیٰ نے (آپ کو) قرآن سکھا دیا دوسری جگہ ہے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ یعنی اے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھا دیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ (باقی اگلے صفحہ پر)

فَقَالَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ مَاھِیَ بِاَوَّلِ بَرَکَتِکُمْ یَا اٰلَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ وَ بَعَثْنَا الْبَعِیْرَ الَّتِیْ کُنْتُ عَلَیْہِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَہٗ۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے آلِ ابوبکر! یہ تمھاری پہلی برکت نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم چلے تو اس اونٹ کے نیچے سے ہار مل گیا جس پر میں سوار تھی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِھٰذَا نَاْخُذُ وَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ لِّلْوَجْہِ وَ ضَرْبَۃٌ لِّلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ وَ ھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم نے دلیل اخذ کی ہے تیمم دو ضرب ہے ایک چہرے کے لیے اور دوسری ضرب کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کے لیے ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۲۰- بَابُ الرَّجُلِ یُصِیْبُ مِنَ امْرَاَتِہٖ اَوْ یُبَاشِرُھَا وَھِیَ حَائِضٌ

مرد کا حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرنیکا بیان

۷۳- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلٰی عَائِشَۃَ یَسْاَلُھَا ھَلْ یُبَاشِرُ الرَّجُلُ امْرَاَتَہٗ وَھِیَ حَائِضٌ فَقَالَتْ لِتَشُدَّ اِزَارَھَا عَلٰی اَسْفَلِھَا ثُمَّ یُبَاشِرُھَا اِنْ شَاءَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ سوال بھیجا کہ کیا حیض کی حالت میں مرد اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے انھوں نے جواب دیا کہ عورت اپنی ازار کو نیچے سے باندھ لے پھر مرد چاہے مباشرت کر سکتا ہے ف

(بقیہ حاشیہ) درحقیقت آپ کا قیام حکم تیمم کے نزول کا بہانا تھا جو امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم انعام خداوندی ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس سے صدیق اکبر کی عظمت و شان کا اظہار بھی مقصود تھا جس کی گواہی قرآن نے دی۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ف: حیض اس خون کو کہا جاتا ہے جو بالغہ عورت کو ہر مہینے مقام مخصوصہ سے آتا ہے اس کی مدت کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ ان دنوں میں عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے اور نہ تلاوت قرآن کر سکتی ہے ان دنوں کی نماز معاف ہے اگر روزے ان دنوں میں آجائیں ..... (باقی اگلے صفحہ پر)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اسی روایت سے ہم نے دلیل پکڑی ہے اس مباشرت میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور ہمارے دوسرے فقہاء کا قول ہے ۔

۷۴- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِي الثِّقَةُ عِنْدِي عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا سُئِلَا عَنِ الْحَائِضِ هَلْ يُصِيْبُهَا زَوْجُهَا إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَ لَا حَتّٰى تَغْتَسِلَ ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم کو ایک قابلِ اعتماد راوی نے بتایا کہ حضرت سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے ایسی حائضہ عورت جسے پاکی حاصل ہوگئی ہو لیکن اس نے غسل نہ کیا ہو اسکے ساتھ جماع کے بارے سوال کیا گیا ، انھوں نے جواب دیا کہ جب تک وہ غسل نہیں کر لیتی جماع درست نہیں ہوگا ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا تُبَاشَرُ حَائِضٌ عِنْدَنَا حَتّٰى تَحِلَّ لَهَا الصَّلٰوةُ أَوْ تَجِبَ عَلَيْهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اسی روایت سے ہم نے دلیل پکڑی ہے ہمارے ہاں جب تک حائضہ کے لیے ایک نماز جائز یا واجب نہ ہو جائے اس کے ساتھ مباشرت کرنا درست نہیں ہے اور یہی امام اعظم کا قول ہے ۔

۷۵- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحِلُّ لِي مِنِ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ بحالتِ حیض میری بیوی کی کیا چیز میرے لیے جائز ہے ؟

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ سے) تو ان کی قضا کرے گی اس خون کے دوران جماع حرام ہے البتہ ملاعبت اور بوسہ و کنار جائز ہے ۔ حیض کے انقطاع پر جب تک عورت غسل نہ کرلے یا ایک نماز کا وقت نہ گزر جائے تو اس سے جماع درست نہیں ہوگا ۔

طبی نقطہ نگاہ سے حیض و نفاس کے خون کے دوران جماع کرنے کے نتیجہ میں انسان ایسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو سکتا ہے جس کے سبب بعد میں جماع سے طبیعت بالکل کمزوری اور بے حسی کا احساس دلائے ۔

قَالَ تَشُدُّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا ثُمَّ شَأْنُكَ بِأَعْلَاهَا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی ازار باندھ لے پھر اس کے اوپر والے حصے کے ساتھ جو چاہے کرسکتا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَ مَا هُوَ أَرْخَصُ مِنْ هٰذَا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يُجْتَنَبُ شِعَارُ الدَّمِ وَلَهُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس سے بھی زیادہ رخصت والی روایت ثابت ہے وہ فرماتی ہیں کہ خون کے مقام (شرمگاہ) سے پرہیز کیا جائے اس کے علاوہ مرد کا ہے

۲۱ بَابُ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ هَلْ يَجِبُ الْغُسْلُ

دونوں شرمگاہیں ملنے سے غسل واجب ہونے کا بیان

۷۶- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَائِشَةَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ إِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ جب دو شرمگاہیں (مرد اور عورت کی) مل جائیں تو بیشک غسل واجب ہو جاتا ہے۔ ف

۷۷- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

ف غسل کے وجوب کے اسباب میں سے ایک "التقاء الختانین" ہے یعنی مرد اور عورت کی شرمگاہیں آپس میں مل جائیں اور حشفہ غائب ہو جائے انزال ہو یا نہ ہو غسل واجب ہو جائے گا اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یہ بھی ارشاد گرامی ہے اذا التقی الختانان وغابت الحشفۃ وجب الغسل اَنْزَلَ اَوْلم ینزل ترجمہ: جب دونوں شرمگاہیں آپس میں مل جائیں اور حشفہ غائب ہو جائے خواہ انزال ہو یا نہ ہو تو غسل واجب ہو جائے گا، یہ آئمہ احناف رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔

مَوْلیٰ عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِاللہِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّہٗ سَاَلَ عَائِشَۃَ مَا یُوْجِبُ الْغُسْلَ فَقَالَتْ، اَتَدْرِیْ مَا مَثَلُكَ یَا اَبَا سَلَمَۃَ مَثَلُ الْفَرُّوْجِ یَسْمَعُ الدِّیْکَۃَ تَصْرُخُ فَیَصْرُخُ مَعَھَا اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔

انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ غسل کس چیز سے فرض ہوتا ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا اے ابوسلمہ! کیا تم اپنی مثال سمجھتے ہو؟ تمھاری مثال مرغی کے اس چوزے کی ہے جو مرغ کی اذان کی آواز سنتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ اذان شروع کر دیتا ہے جب ایک شرمگاہ دوسری سے مل جائے تو غسل واجب ہوجاتا ہے۔

۷۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدِاللہِ بْنِ کَعْبٍ مَوْلیٰ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّ مَحْمُوْدَ ابْنَ لَبِیْدٍ سَاَلَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الرَّجُلِ یُصِیْبُ اَھْلَہٗ ثُمَّ یَکْسَلُ فَقَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ یَغْتَسِلُ۔ فَقَالَ لَہٗ مَحْمُوْدُ بْنُ لَبِیْدٍ فَاِنَّ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ لَا یَرَی الْغُسْلَ فَقَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ نَزَعَ قَبْلَ اَنْ یَّمُوْتَ۔

حضرت عبداللہ بن کعب کا بیان ہے کہ محمود بن لبید نے زید بن ثابت سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا جو اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے پھر وہ اس سے جدا ہوجاتا ہے۔ زید بن ثابت نے کہا وہ غسل کرے گا۔ محمود بن لبید نے ان سے کہا کہ بے شک حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ غسل واجب نہیں خیال کرتے تھے تو زید بن ثابت نے کہا: انھوں نے وفات سے پہلے رجوع کر لیا تھا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِھٰذَا نَاْخُذُ اِذَا الْتَقَی الْخِتَانَانِ وَتَوَارَتِ الْحَشَفَۃُ وَجَبَ الْغُسْلُ اَنْزَلَ اَوْلَمْ یُنْزِلْ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللہُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم نے دلیل پکڑی ہے کہ جب دونوں شرمگاہیں آپس میں مل جائیں اور حشفہ غائب ہوجائے انزال ہو یا نہ غسل واجب ہوجائے گا اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۲۲۔ بَابُ الرَّجُلِ یَنَامُ ھَلْ یَنْقُضُ ذٰلِكَ وَضُوْءَہٗ

جو شخص سو جائے کیا اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

۷۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ

حضرت زید بن اسلم نے کہا: جب تم میں سے

قَالَ اِذَا نَامَ اَحَدُکُمْ وَھُوَ مُضْطَجِعٌ فَلْیَتَوَضَّأْ۔

کوئی شخص لیٹ کر سو جائے تو اسے وضو کرنا چاہیے

۸۰- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ یَنَامُ وَھُوَ قَاعِدٌ فَلَا یَتَوَضَّأُ۔

حضرت نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے بیٹھے سو جاتے تو پھر وضو نہ کیا کرتے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فِی الْوَجْھَیْنِ جَمِیْعًا نَاخُذُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللہُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان دونوں روایات سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ف

۲۳- بَابُ الْمَرْاَۃِ تَرٰی فِیْ مَنَامِھَا مَا یَرَی الرَّجُلُ

عورت کو مرد کی طرح خواب میں احتلام ہونیکا بیان

۸۱- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ سُلَیْمٍ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللہِ الْمَرْاَۃُ

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یارسول اللہ! عورت اگر مرد کی مثل خواب (احتلام ہوجائے) دیکھے کیا وہ بھی

ف احناف کے نزدیک نواقض وضو یہ ہیں (۱) سبیلین سے کسی چیز کا خروج (۲) منہ بھر قے کا آنا (۳) جسم کے ایسے حصے سے خون کا خارج ہو کر بہہ جانا جس کا وضو یا غسل میں دھونا ضروری ہو (۴) بے ہوشی کا غلبہ ہو جانا (۵) مرد اور عورت کی شرمگاہوں کا بغیر پردے کے آپس میں مل جانا (۶) نیند کا غلبہ ہونا ٹیک لگانے یا لیٹنے کی حالت میں، باقی قیام اور قعدہ کی حالت میں نیند کا غلبہ ہو جانا ناقض وضو نہیں ہے۔ جب تک نمازی زمین پر نہ گر جائے (۷) رکوع اور سجدہ والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو فاسد ہو جاتا ہے۔ رکوع وسجدہ والی نماز سے مراد نماز جنازہ کے علاوہ باقی تمام نمازیں ہیں۔

اس مقام پر اس مسئلہ کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے کہ حیض، نفاس اور غسل وغیرہ کے مسائل بیان کرنا یا سننا معیوب چیز نہیں ہے جیسا کہ عوام الناس کا خیال ہے انبیاء کرام علیہم السلام کی نیند ناقض وضو نہیں ہوتی کیونکہ انکی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے مدارج النبوۃ، الخصائص الکبریٰ، الشفاء وغیرہ کتب دیکھی جاسکتی ہیں۔

تَرٰی فِی الْمَنَامِ مِثْلَ مَا یَرَی الرَّجُلُ أَتَغْتَسِلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ فَقَالَتْ لَہَا عَائِشَۃُ أُفٍّ لَکِ وَھَلْ تَرٰی ذٰلِکَ الْمَرْأَۃُ قَالَ فَالْتَفَتَ إِلَیْہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَرِبَتْ یَمِیْنُکِ وَمِنْ أَیْنَ یَکُوْنُ الشِّبْہُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِھٰذَا نَاْخُذُ وَھُوَ قَوْلُ أَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔

غسل کرے گی ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ غسل کرے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے ام سلیم سے فرمایا : تجھ پر تف ہے ،کیا عورت کو بھی خواب میں احتلام ہوتا ہے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں مشابہت کہاں سے آتی ہے ؟ ف

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : یہی روایت ہماری دلیل ہے امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔

۲۴۔ بَابُ الْمُسْتَحَاضَۃِ

مستحاضہ کا بیان

۸۲۔ أَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ سُلَیْمَانَ ابْنِ یَسَارٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَۃً کَانَتْ تُھَرَاقُ الدَّمَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَہَا أُمُّ سَلَمَۃَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِتَنْظُرْ اللَّیَالِیَ وَالْأَیَّامَ الَّتِیْ کَانَتْ تَحِیْضُ مِنَ الشَّھْرِ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک عورت کو حیض کے علاوہ خون آتا رہتا تھا اس کے بارے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ بیماری لاحق ہونے سے پہلے مہینے میں جتنے دن حیض

ف أم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احتلام سے ان کو محفوظ رکھا ہوا تھا یہ مقام ان کو زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے باعث حاصل ہوا۔ علاوہ ازیں اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ شرعی مسائل یعنی حیض، نفاس اور غسل وغیرہ کے مسائل دریافت کرنے میں شرم نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسائل کو بیان فرمایا تو ان سے بڑھ کر اور کون باحیا ہو سکتا ہے ؟

قَبْلَ اَنْ يُّصِيْبَهَا الَّذِيْ اَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلٰوةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَاِذَا اخْلَفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ فَلْتُصَلِّ۔

آنا تھا اتنے دن کو شمار کرے ان میں نماز نہ پڑھے جب وہ دن مکمل ہو جائیں تو وہ غسل کرے، اپنی شرمگاہ پر کپڑا باندھ لے اور وہ نماز ادا کرے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَهٰذَا نَاْخُذُ وَتَتَوَضَّأُ لِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّتُصَلِّيْ اِلَى الْوَقْتِ الْاٰخِرِ وَاِنْ سَالَ دَمُهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ہم نے دلیل پکڑی ہے ایسی (مستحاضہ) عورت ہر نماز کے لیے وضو کرے دوسری نماز تک اگرچہ اس کا خون بہتا رہے یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۸۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا سُمَيٌّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ الْقَعْقَاعَ بْنَ حَكِيْمٍ وَّزَيْدَ بْنَ اَسْلَمَ اَرْسَلَاهُ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَسْاَلُهٗ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ فَقَالَ سَعِيْدٌ تَغْتَسِلُ مِنْ طُهْرٍ اِلٰى طُهْرٍ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ فَاِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ بِثَوْبٍ۔

حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن کے آزاد کردہ غلام سمی کا بیان ہے کہ قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم دونوں نے انھیں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ مستحاضہ کے غسل کے بارے دریافت کیا جائے؟ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اسے ایک طہر سے لے کر دوسرے طہر تک غسل کرنا چاہیے اور ہر نماز کیلیے وضو کرے اگر خون بہتا ہے تو وہ (اپنی شرم گاہ پر) کپڑا باندھ لے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ تَغْتَسِلُ اِذَا مَضَتْ اَيَّامُ اَقْرَائِهَا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ وَتُصَلِّيْ حَتّٰى تَاْتِيَهَا اَيَّامُ اَقْرَائِهَا فَتَدَعُ الصَّلٰوةَ فَاِذَا مَضَتِ اغْتَسَلَتْ غُسْلًا وَّاحِدًا ثُمَّ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایام حیض مکمل ہونے پر وہ غسل کرے گی پھر ہر نماز کے لیے (نیا) وضو کرے گی اور نماز ادا کرے گی جب پھر اس کے حیض کے دن آجائیں تو نماز پڑھنا چھوڑ دے جب وہ

ف "استحاضہ" اس خون کو کہا جاتا ہے جو عورت مقام مخصوصہ سے بیماری کے سبب خارج ہوتا ہے احناف کے نزدیک اس کا حکم نکسیر، مسلسل پیشاب اور بہنے والے زخم کا ہے یعنی اس خون کے دوران عورت کو نماز اور روزہ معاف نہیں ہے بلکہ دونوں کو ادا کرے گی ایک وقت وضو کر کے جتنی چاہے نمازیں ادا کر سکتی ہے البتہ آئندہ نماز کا وقت شروع ہونے پر نیا وضو کرنا ہوگا۔

تَوَضَّأَتْ لِكُلِّ وَقْتِ صَلٰوۃٍ وَ تُصَلِّيْ حَتّٰى يَدْخُلَ الْوَقْتُ الْاٰخَرُ مَا دَامَتْ تَرَى الدَّمَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

دن (حیض کے دن) پورے ہوجائیں وہ ایک بار غسل کرے گی اور ہر نماز کے لیے وضو کر کے نماز ادا کرے گی حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت شروع ہوجائے یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک وہ خون (بیماری کا خون) بہتا رہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے دوسرے فقہاء کا قول ہے۔

۸۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَحَاضَةِ اَنْ تَغْتَسِلَ اِلَّا غُسْلًا وَاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ بَعْدَ ذٰلِكَ لِلصَّلٰوۃِ۔

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ مستحاضہ عورت پر صرف ایک غسل ہے اور پھر وہ ہر نماز کے لیے وضو کرے گی۔

۲۵- بَابُ الْمَرْاَةِ تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ

عورت جب زرد یا مٹیالا رنگ کا خون دیکھے کا بیان

۸۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ اَبِيْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ اِلٰى عَائِشَةَ بِالدِّرَجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ مِنَ الْحَيْضِ فَيَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضِ۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ جو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں، کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ عورتیں ڈبیہ میں حیض کے زرد خون سے آلودہ روئی رکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجتیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں جب تک تم برآمد ہونے والا سفید رنگ کا پانی نہ دیکھ لو جلدی سے کام نہ لو (یعنی نماز کے سلسلے میں) وہ حیض سے پاکی ہونا مراد لیتی تھیں۔ ف

ف سرخ، زرد اور مٹیالے رنگ کا خون حیض کی علامت ہے۔ جب تک ان تینوں رنگوں کا خون ختم نہیں ہو جاتا تب تک عورت حیض سے پاک نہیں ہو سکتی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا تَطْهُرُ الْمَرْأَةُ مَا دَامَتْ تَرٰى حُمْرَةً اَوْ صُفْرَةً اَوْ كُدْرَةً حَتّٰى تَرَى الْبَيَاضَ خَالِصًا وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم نے دلیل اخذ کی ہے کہ عورت جب تک سرخ، زرد، یا مٹیالے رنگ والے خون کے بعد خالص سفید بہنے والا پانی نہ دیکھ لے پاک نہیں ہوگی، یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۸۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ عَمَّتِهٖ عَنِ ابْنَةِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ بَلَغَهَا اَنَّ نِسَاءً كُنَّ يَدْعُوْنَ بِالْمَصَابِيْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَيَنْظُرْنَ اِلَى الطُّهْرِ فَكَانَتْ تَعِيْبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِنَّ وَتَقُوْلُ مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هٰذَا۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر اپنی پھوپھی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں انھوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی دختر کے حوالے سے بیان کیا کہ انھیں یہ بات پہنچی کہ عورتیں رات کی تاریکی میں چراغ جلاکر دیکھتی ہیں کہ انھیں حیض سے پاکی حاصل ہوئی ہے؟ وہ ان کے دیکھنے کو معیوب خیال کرتی تھیں اور فرماتی تھیں (صحابہ کی) عورتیں اس طرح نہیں کرتی تھیں۔

۲۶- بَابُ الْمَرْأَةِ تَغْتَسِلُ بَعْضَ اَعْضَاءِ الرَّجُلِ وَهِىَ حَائِضٌ

حیض والی عورت کا مرد کے بعض اعضاء کو دھونے کا بیان

۸۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ تَغْتَسِلُ جَوَارِيْهِ رِجْلَيْهِ وَيُعْطِيْنَهُ الْخُمْرَةَ وَهُنَّ حُيَّضٌ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈیاں بحالت حیض ان کے پاؤں دھودیتیں اور انھیں مصلّٰی پیش کرتیں۔ ف

ف احناف رحمہم اللہ کے نزدیک حائض عورت سے خدمت حاصل کی جاسکتی ہے جیساکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈی حالت حیض میں ان کے پاؤں دھلا دیتی تھیں اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حالت حیض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کر دیا کرتی تھیں اور یہی حکم نفاس والی عورت کا ہے۔ لفظ حائض اور حامل خواہ گرامر کے لحاظ سے مذکر کے صیغے ہیں چونکہ یہ صفت عورتوں کی ہے اس لیے ان کا اطلاق ہمیشہ عورتوں پر ہوتا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۸۸ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَاْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا حَائِضٌ ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کر دیا کرتی تھی ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور یہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۲۷ - بَابُ الرَّجُلِ يَغْتَسِلُ اَوْ يَتَوَضَّاُ بِسُؤْرِ الْمَرْاَةِ

عورت کے جھوٹے پانی سے مرد کے غسل کرنے یا وضو کرنیکا بیان

۸۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ لَا بَأْسَ بِاَنْ يَّغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضُوْءِ الْمَرْاَةِ مَا لَمْ تَكُنْ جُنُبًا اَوْ حَائِضًا ۔

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مرد عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ وہ عورت جنابت یا حیض والی نہ ہو ۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِفَضْلِ وَضُوْءِ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عورت کے

ف احناف کثرہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کے وضو یا غسل یا جھوٹے بچے ہوئے پانی سے مرد غسل کر سکتا ہے ۔ عورت خواہ جنبی ہو یا حائضہ ۔ کیونکہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک برتن میں جنابت کا غسل کر لیا کرتی تھیں ۔

الْمَرْأَةِ وَغُسْلِهَا وَسُؤْرِهَا وَإِنْ كَانَتْ جُنُبًا أَوْحَائِضًا بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ هُوَ وَعَائِشَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ يَتَنَازَعَانِ الْغُسْلَ جَمِيْعًا فَهُوَ فَضْلُ غُسْلِ الْمَرْأَةِ الْجُنُبِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ۔

غسل یا جھوٹے پانی سے وضو کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ عورت جنبی یا حائضہ ہو ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ ایک برتن میں غسل کر لیا کرتے تھے۔ غسل کرنے میں دونوں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ایسے گویا جنبی عورت کے غسل کا بچا ہوا پانی ہو۔ اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۲۸۔ بَابُ الْوُضُوْءِ بِسُؤْرِ الْهِرَّةِ

بلّی کے جھوٹے پانی سے وضو کا بیان

۹۰۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ امْرَأَتَهُ حُمَيْدَةَ ابْنَةَ عُبَيْدِ ابْنِ رِفَاعَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ خَالَتِهَا كَبْشَةَ ابْنَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ أَمَرَهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوْءً فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَأَصْغٰى لَهَا الْإِنَاءَ فَشَرِبَتْ كَبْشَةُ فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ أَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ أَخِي قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ۔

حضرت عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی حمیدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حمیدہ نے انھیں اپنی خالہ کبشہ کے حوالے سے بتایا کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان سے وضو کے لیے پانی طلب کیا وہ ایک برتن میں پانی لے کر آئیں اسی اثناء میں ایک بلی پانی پینے کے لیے آئی چنانچہ انھوں نے اس کے سامنے پانی کا برتن جھکا دیا جس سے بلی نے پانی پی لیا۔ ابوقتادہ نے مجھے دیکھ کر فرمایا اے میری بھتیجی! کیا تم تعجب کرتی ہو؟ میں نے جواب دیا ہاں۔ اس پر ابوقتادہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلی پلید نہیں ہے کیونکہ یہ گھر میں آنے جانے والے جانوروں میں سے ایک ہے۔ ف

ف بلّی ایک درندہ جانور ہے عقل تو چاہتی ہے کہ اس کا جھوٹا نجس (پلید) ہو لیکن ایسے نہیں ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِاَنْ يُّتَوَضَّأَ بِفَضْلِ سُؤْرِ الْهِرَّةِ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْهُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بلّی کے جھوٹے پانی سے وضو کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ غیر جھوٹے پانی سے وضو کرنا ہمارے نزدیک زیادہ بہتر ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

۲۹۔ بَابُ الْاَذَانِ وَالتَّثْوِيْبِ

اذان اور تثویب کا بیان

۹۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اذان سنو پس تم بھی ویسے ہی کہتے جاؤ جیسے مؤذن کہتا ہے ف

(بقیہ حاشیہ) کیونکہ اس کا شمار گھریلو جانوروں میں سے ہوتا ہے البتہ اس کی کراہت باقی ہے یعنی بلی کا جھوٹا پاک اور مکروہ ہے ہدایہ کی عبارت ہے "سور الھرۃ طاہر" یعنی بلی کا جھوٹا پاک اور مکروہ ہے بلی کے جھوٹے پانی سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو جائز ہے، ان کے بے شمار دلائل ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں وقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ بفضلھا اور بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمایا۔ ایک روایت میں ہے آپ فرماتی ہیں کنت اتوضأ انا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اناء واحد وقد اصابت الھرۃ منہ قبل ذٰلک کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ایسے برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے جس سے اس سے پہلے بلی پانی پی لیا کرتی۔ بلی کے نجس نہ ہونے پر حضرت عائشہ صدیقہ کی یہ روایت دلیل ہے کہ اُن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انھا لیست بنجس انھا کبعض اھل البیت" بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں ہے کیونکہ وہ گھریلو جانوروں کی طرح ہے۔

ف (حاشیہ صفحہ ھذا) لفظ "اذان" کا لغوی معنی مطلق اعلان کرنا ہے اور شرعی معنی الفاظ مخصوصہ کے ساتھ (جاری ہے)

قَالَ مَالِكٌ بَلَغَنَا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ الْمُؤَذِّنُ يُؤْذِنُهٗ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَوَجَدَهٗ نَآئِمًا فَقَالَ الْمُؤَذِّنُ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَمَرَهٗ عُمَرُ اَنْ يَّجْعَلَهَا فِيْ نِدَآءِ الصُّبْحِ .

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مؤذن صبح کی نماز کی اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوا اس نے آپ کو سوتے ہوئے پایا، مؤذن نے کہا " الصلوٰۃ خیر من النوم " نماز نیند سے بہتر ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو حکم دیا کہ ان الفاظ کو صبح کی اذان میں شامل کر لو۔

۹۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يُكَبِّرُ فِي النِّدَآءِ ثَلٰثًا وَّ يَتَشَهَّدُ ثَلٰثًا وَّ كَانَ اَحْيَانًا اِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ عَلٰى اَثْرِهَا

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اذان میں تین بار اللہ اکبر تین تین بار اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور بعض اوقات حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد حیّ

(حاشیہ گذشتہ صفحہ سے پیوستہ)

لوگوں کو نماز کی دعوت دینا ہے اذان نماز پنجگانہ اور جمعۃ المبارک کے لیے کہی جاتی ہے اس کے الفاظ واضح ہیں جنھیں ہر مسلمان جانتا ہے اذان کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ ہے مؤذن با وضو اور قبلہ رخ ہو کر اذان کہے۔ مؤذن کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان کہے گا مؤذن کے لیے اوقات نماز اور ان کے مسائل کے بارے علم ہونا ضروری ہے حیّ علی الصلوٰۃ کہتے وقت دائیں طرف اور حیّ علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف اپنا چہرہ پھیرے گا۔ اذان کا جواب دینا مسنون ہے جواب کے وقت سامعین بھی وہی الفاظ کہتے جائیں جو مؤذن کہے۔ البتہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے۔ صبح کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے گا۔

تثویب کا مطلب ہے اذان کے بعد اور اقامت سے قبل لوگوں کو نماز کی طرف بلانا۔ تثویب کے الفاظ حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح ہیں شروع شروع میں تثویب صرف صبح کی نماز کے لیے تھی کیونکہ وہ سونے اور غفلت کا وقت ہوتا ہے لیکن بعد میں لوگوں کی کاہلی اور سستی کے نتیجے میں تمام نمازوں کے لیے کہی جانے لگی۔ زمانہ حال میں مسلمانوں کی اکثریت تثویب ان الفاظ " الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ " کے ساتھ کہتی ہے جس کے جواز میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ یَکُوْنُ ذٰلِكَ فِیْ نِدَآءِ الصُّبْحِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ النِّدَآءِ وَلَا یَجِبُ اَنْ یُّزَادَ فِی النِّدَآءِ مَا لَمْ یَکُنْ مِّنْہُ ۔

علی خیر العمل ایک بار کہا کرتے ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صبح کی اذان سے فارغ ہو کر اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ کہنے چاہییں۔ جو کلمات اذان میں شامل نہ ہوں ان کا اضافہ کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔

۳۰۔ بَابُ الْمَشْیِ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ

نماز کے لیے جانے اور مساجد کے فضائل کا بیان

۹۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَلَآءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ یَعْقُوْبَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ فَلَا تَاْتُوْھَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْھَا وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا فَاِنَّ اَحَدَکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَّا کَانَ یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوۃِ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا تَعْجَلَنَّ بِرُکُوْعٍ وَّلَا اِفْتِتَاحٍ حَتّٰی تَصِلَ اِلَی الصَّفِّ وَتَقُوْمَ فِیْہِ

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو تم دوڑ کر نہ آؤ اور تم اطمینان کے ساتھ آؤ جتنی نماز تمہیں مل جائے پڑھ لو اور جو فوت ہو چکی ہو اسے مکمل کر و۔ تم میں سے جب کوئی نماز کا قصد کرتا ہے وہ نماز میں ہی ہوتا ہے ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رکوع اور تکبیر تحریمہ کے لیے ہرگز کسی کو جلدی نہیں کرنی چاہیے

ف نماز کے لیے دوڑ کر آنا مکروہ ہے بلکہ آرام اور اطمینان سے جانا چاہیے تیزی سے جانے کی صورت میں گر کر جسمانی نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جب گھر سے باجماعت نماز ادا کرنے کے قصد سے نمازی چلے گا تو خواہ جماعت نہ بھی ملے اسے جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ انما الاعمال بالنیات کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ آرام اور سکون سے مسجد میں جانے کی صورت میں جتنی جماعت سے نماز مل گئی وہ پڑھ لے اور باقی ماندہ اکیلا پڑھ لے تو اس کو جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَہُ اللّٰہُ

حتیٰ کہ صف تک پہنچ جائے اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

۹۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ الْاِقَامَةَ وَهُوَ بِالْبَقِيْعِ فَاَسْرَعَ الْمَشْیَ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بقیع میں اقامت کی آواز سنی تو پھر تیز رفتاری سے چلے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا لَا بَأْسَ بِهٖ مَا لَمْ يَجْهَدْ نَفْسَهٗ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسی تیز رفتاری میں کوئی حرج نہیں جس سے اپنے آپ کو تکلیف نہ ہو۔

۹۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا سُمَیٌّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا بَكْرٍ يَعْنِیْ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ مَنْ غَدَا اَوْ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيْدُ غَيْرَهٗ لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا اَوْ يُعَلِّمَهٗ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى بَيْتِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَجَعَ غَانِمًا۔

حضرت سمی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے انھوں نے حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو یوں کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص صبح کے وقت یا دوپہر کے وقت مسجد کی طرف اس قصد سے آتا ہے کہ وہ کوئی نیکی (قرآن) سیکھ لے یا اسے سکھائے پھر وہ اپنے اسی گھر میں واپس آگیا جس سے نکلا تھا وہ اللہ کی راہ میں ایسے جہاد کرنے والے کی مثل ہوتا ہے جو مالِ غنیمت کے ساتھ پلٹا۔

۳۱ - بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّیْ وَقَدْ اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِی الْاِقَامَةِ

مؤذن کے اقامت شروع کرتے وقت کسی شخص کے نماز پڑھنے کا بیان

۹۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعَ قَوْمُ الْاِقَامَةَ فَقَامُوْا يُصَلُّوْنَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ لوگوں نے اقامت سنی تو انھوں نے نماز (سنتیں) پڑھنا شروع کر دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فَقَالَ اَصَلَاتَانِ مَعًا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ يُكْرَهُ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ اَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ تَطَوُّعًا غَيْرَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ خَاصَّةً فَاِنَّهُ لَا بَأْسَ بِاَنْ يُصَلِّيَهُمَا الرَّجُلُ وَاِنْ اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْاِقَامَةِ وَكَذٰلِكَ يَنْبَغِيْ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

کیا دو نمازیں ایک ساتھ ؟ ف۱

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : جب نماز کھڑی ہو جائے تو ماسوائے صبح کی سنتوں کے کسی شخص کا نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔ فجر کی سنتیں پڑھی جا سکتی ہیں اگرچہ مؤذن نے اقامت کہنا شروع کر دی ہو اور یہی مناسب و بہتر ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۳۲۔ بَابُ تَسْوِيَةِ الصَّفِّ

صف برابر کرنے کا بیان

۹۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَاْمُرُ رِجَالًا بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَاِذَا جَآءُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ بِتَسْوِيَتِهَا كَبَّرَ بَعْدُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کو صفیں برابر کرنے کا حکم دیتے جب لوگ آپ کے پاس آکر صفیں برابر ہو جانے کی اطلاع دیتے تو آپ تکبیر تحریمہ کہتے۔ ف۲

ف۱ اگر کوئی نمازی اقامت شروع کرنے سے قبل سنتیں وغیرہ پڑھ رہا ہو تو وہ جلدی سے مکمل کر کے جماعت میں شامل ہو جائے اگر سنت شروع کرتے ہی اقامت کہی گئی تو سنتوں کو چھوڑ کر فرائض کی جماعت میں شامل ہو جائے البتہ صبح کی سنتیں اقامت پڑھی جانے کے باوجود بھی ادا کی جا سکتی ہیں جبکہ یقین ہو کہ ان کی تکمیل کے بعد جماعت کے کسی بھی حصہ میں شرکت ممکن ہو سکے گی اگر تکمیل کی صورت میں جماعت میں شرکت ممکن نہ ہو تو سنتوں کو چھوڑ دیا جائے اور فرائض کی جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتوں کو طلوعِ آفتاب کے بعد ادا کر لیا جائے چونکہ صبح کی سنتیں باقی سنن کے مقابل میں زیادہ مؤکدہ ہیں اس لیے اقامت کے بعد انکی ادائیگی کی اجازت ہے۔

ف۲ اقامت بیٹھ کر سننا مسنون ہے اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہو جانا یا امام کا مصلیٰ امامت پہ بیٹھنا خلافِ سنت ہے جب اقامت کہنے والا حی علی الفلاح یا قد قامتِ الصَّلٰوۃُ کے الفاظ پہ پہنچے تو (جاری ہے)

۹۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ سُهَيْلِ ابْنِ مَالِكٍ وَّاَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَبِیْ عَامِرِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِهٖ اِذَا قَامَتِ الصَّلٰوةُ فَاعْدِلُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بِالْمَنَاكِبِ فَاِنَّ اِعْتِدَالَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يُكَبِّرُ حَتّٰى يَأْتِيَهٗ رِجَالٌ قَدْ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَيُخْبِرُوْنَهٗ اَنْ قَدِ اسْتَوَتْ فَيُكَبِّرُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ يَنْبَغِیْ لِلْقَوْمِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَنْ يَّقُوْمُوْا اِلَی الصَّلٰوةِ فَيَصُفُّوْا وَيُسَوُّوا الصُّفُوْفَ وَيُحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ فَاِذَا اَقَامَ الْمُؤَذِّنُ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ الْاِمَامُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت مالک بن ابی عامر انصاری کا بیان ہے کہ بیشک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو تم صفیں برابر کر لو اور کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑے ہو جاؤ اس لیے صفوں کو سیدھا کرنا نماز کو مکمل کرنا ہے آپ اس وقت تک تکبیر تحریمہ نہیں کہا کرتے تھے جب تک وہ لوگ آ کر آپ کو صفوں کے درست ہونے کی اطلاع نہیں دیتے تھے جو صفوں کو سیدھا کرنے کے لیے آپ نے مقرر کر رکھے تھے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لوگوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ جب مؤذن حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو نماز کے لیے کھڑے ہو جائیں، صفیں درست اور سیدھی کر لیں اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جائیں جب مؤذن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۳۳- بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

نماز شروع کرنے کا بیان

۹۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

(حاشیہ گذشتہ سے پیوستہ) نمازی حضرات کھڑے ہو جائیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طریقہ تھا کہ جب اقامت کہنے والا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة پر پہنچتا تو آپ دولت کدہ سے مسجد میں جلوہ افروز ہو جاتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھڑے ہو جاتے۔

سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِذَآءَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ قَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے جب رکوع کے لیئے تکبیر کہتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور پھر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے ۔ف

ف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا مسنون ہے محدثین نے اس کی کئی حکمتیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھا کر ذاتِ باری تعالیٰ کے علاوہ الوہیت و معبودیت کی نفی کا اعلان کرنا اور تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات کرنا ہے ۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین یعنی ہاتھ کہاں تک اٹھانے چاہییں؟ اس سلسلے میں حق بات یہ ہے کہ کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھانا مسنون ہے اس مسئلہ کے اثبات میں سلسلے میں کثیر دلائل ہیں جن میں سے چند یہ ہیں

(۱) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا اُذُنَيْهِ (مسلم شریف جلد اول ص ۱۶۸) ترجمہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر اٹھاتے تھے ۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ (دار قطنی جلد اول صفحہ ۳۱۱) ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو تکبیر (اللہ اکبر) کہتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کی لو تک بلند کرتے ۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھانا مسنون ہے جن روایات سے کندھوں تک رفع یدین کا ذکر ہے دراصل وہ کسی عذر پر محمول ہیں ۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کا مسئلہ دورِ حاضر میں شدید نزاع کا شکار ہے اس سلسلے میں امام اعظم ابو حنیفہ کا موقف یہ ہے کہ رکوع سے قبل اور رکوع سے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین خلاف سنت ہے جبکہ دیگر امام رفع یدین کے قائل ہیں خصوصاً دورِ حاضر کے غیر مقلد حضرات کا اصرار ہے کہ رکوع سے قبل اور رکوع سے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین مسنون ہے ۔ ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر کی روایات ہیں (رضی اللہ عنہم) ۔ حالانکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اس کے خلاف ہے یعنی وہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ (جاری ہے)

۱۰۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا ابْتَدَأَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا دُوْنَ ذٰلِكَ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرنے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھایا کرتے۔

۱۰۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ يُعَلِّمُهُمُ التَّكْبِيْرَ فِي الصَّلٰوةِ اَمَرَنَا اَنْ نُكَبِّرَ كُلَّمَا خَفَضْنَا وَرَفَعْنَا۔

وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ہمیں نماز میں تکبیر کہنے کی تعلیم دیا کرتے تھے وہ ہم کو حکم دیتے تھے جب ہم جھکیں یا بلند ہوں تکبیر کہیں۔

۱۰۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ اَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَكُلَّمَا رَفَعَ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلٰوتُهُ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہمیشہ ایسی رہی کہ جب اٹھتے یا جھکتے تو تکبیر کہا کرتے حتیٰ کہ آپ بارگاہِ الٰہی میں پہنچ گئے۔

۱۰۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم کو نماز پڑھایا کرتے تھے

(بقیہ حاشیہ) نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد کا بیان نقل فرماتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَاتِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ یعنی میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز ادا کی وہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات سے رفع یدین کا ثبوت ملتا ہے حالانکہ وہ خود رفع یدین نہیں کرتے تھے جس سے واضح ہوتا ہے کہ رفع یدین کے اثبات والی احادیث منسوخ ہو چکی ہیں اس پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت دلیل ہے کہ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ (مسلم شریف جلد اول ص ۱۸۶، امام مسلم، نور محمد، کراچی) ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا میں تمہیں قبیلہ شمس کے گھوڑوں کے دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے کیوں دیکھتا ہوں، تم سکون کیساتھ نماز پڑھو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا عمل رفع یدین نہ تھا۔

اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَكَبَّرَ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ ثُمَّ إِذَا انْصَرَفَ قَالَ وَاللهِ إِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۰۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ نُعَيْمُ الْمُجْمِرُ وَاَبُوْ جَعْفَرٍ الْقَارِئُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَكَبَّرَ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ وَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ وَيَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلسُّنَّةُ اَنْ يُّكَبِّرَ الرَّجُلُ فِيْ صَلٰوتِهٖ كُلَّمَا خَفَضَ وَكُلَّمَا رَفَعَ وَاِذَا انْحَطَّ لِلسُّجُوْدِ كَبَّرَ وَاِذَا انْحَطَّ لِلسُّجُوْدِ الثَّانِيْ كَبَّرَ فَاَمَّا رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ يَرْفَعُ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْاُذُنَيْنِ فِيْ اِبْتِدَاءِ الصَّلٰوةِ مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ لَا يَرْفَعُ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَهٰذَا كُلُّهٗ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ وَفِيْ ذٰلِكَ اٰثَارٌ كَثِيْرَةٌ۔

۱۰۵- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ ابْنِ صَالِحٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ۔

جب وہ جھکتے یا اٹھتے تکبیر کہا کرتے پھر جب نماز سے فراغت حاصل کرتے کہا کرتے: قسم بخدا میری نماز تمھاری نماز کی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے۔

ابوجعفر قاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے وہ جب جھکتے یا اٹھتے تو تکبیر کہا کرتے۔ ابوجعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے وقت اور نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سنت یہ ہے کہ جب کوئی اپنی نماز میں جھکے اور جب بلند ہو تکبیر کہے اور جب سجدہ کے لیے جھکے تکبیر کہے اور جب دوسرے سجدے کے لیے جھکے تکبیر کہے لیکن رفع یدین (ہاتھ اٹھانا) نماز میں ایک بار ہے وہ یوں ہے کہ صرف نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے، یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اس (ایک مرتبہ رفع یدین کرنےکے) مسئلہ میں بہت سے آثار موجود ہیں۔

حضرت عاصم بن کلیب جرمی رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ فرض نماز میں صرف پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اس کے علاوہ اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے۔

١٠٦- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ لَا تَرْفَعْ يَدَيْكَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى ۔

حضرت حماد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم النخعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تم تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں اپنے ہاتھ نہ اٹھاؤ ۔

١٠٧- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ مَا اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ لَمْ يَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلَّا ذٰلِكَ الْيَوْمَ فَحَفِظَ هٰذَا مِنْهُ وَلَمْ يَحْفَظْهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَصْحَابُهٗ مَا سَمِعْتُهٗ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِنَّمَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ ۔

حصین بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں اور عمرو بن مرہ حضرت ابراہیم النخعی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے عمرو نے کہا کہ علقمہ بن وائل نے اپنے والد صاحب کے حوالے سے ہمیں بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تکبیر کہی (تکبیر تحریمہ) جب رکوع کیا اور جب رکوع سے اٹھے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید انھوں نے صرف اسی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور اسی کو محفوظ کر لیا (یاد رکھا) انھوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں کو بھلا دیا میں نے یہ بات ان میں سے کسی سے نہیں سنی وہ سب کے سب صرف تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھ اٹھایا کرتے تھے ۔

١٠٨- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةِ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ ۔

حضرت عبدالعزیز بن حکیم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ تکبیر تحریمہ کے وقت نماز میں کانوں کے برابر اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اس کے علاوہ اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ۔

١٠٩- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّهْشَلِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ

عاصم بن کلیب جرمی رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے احباب میں سے تھے انھوں (عاصم کے باپ) نے

كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلَى الَّتِيْ يَفْتَتِحُ بِهَا الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ ۔

کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے، اس کے علاوہ نہیں اٹھاتے تھے ۔

۱۱۰ - قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ اٹھایا کرتے ۔

۳۴ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ خَلْفَ الْاِمَامِ

نماز میں امام کے پیچھے قراءت کا بیان

۱۱۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ ابْنِ اُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ اِنِّيْ اَقُوْلُ مَالِيْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا جَهَرَ بِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہری نماز سے فراغت کے بعد فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قراءت کی ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی کہتا ہوں کہ قراءت کرنے میں مجھے الجھن کیوں ہوتی ہے؟ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو انھوں نے جہری نمازوں میں قراءت کرنا ترک کر دیا ۔ ف

ف نمازوں کی دو قسمیں کی جا سکتی ہیں (۱) جہری یعنی جن نمازوں میں امام بلند آواز سے قراءت کرتا ہے وہ مغرب عشاء اور فجر کی نماز ہے ان تین نمازوں میں امام کا بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے (۲) سری یعنی وہ نمازیں جن میں امام بلند آواز سے قراءت نہیں کرتا بلکہ پست آواز میں قراءت کرتا ہے وہ نماز ظہر اور نماز عصر ہیں ۔ نماز سری ہو یا جہری ہو مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہیں کریگا یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اس مسئلہ کے اثبات میں قرآن و حدیث میں دلائل موجود ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے (جاری ہے)

۱۱۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَأُ اَحَدٌ مَعَ الْاِمَامِ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ مَعَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ مَعَ الْاِمَامِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا امام کے ساتھ مقتدی قراءت کرے گا؟ انھوں نے جواب دیا: جب تم میں سے کوئی امام کے ساتھ نماز ادا کرے تو امام کی قرادت ہی اس کے لیے کافی ہوگی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خود بھی امام کے ساتھ قرادت نہیں کرتے تھے۔

۱۱۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ۔

وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس نے کوئی نماز نہ پڑھی مگر جبکہ امام کے پیچھے ہو۔

۱۱۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَعْقُوْبَ مَوْلَى الْحَرَقَةِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً

حضرت ابوسائب روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس شخص نے نماز پڑھی اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی وہ ناقص ہے، وہ ناقص ہے وہ ناقص ہے یعنی نامکمل ہے۔ ابوسائب نے کہا اے ابوہریرہ!

(بقیہ حاشیہ) اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا جب قرآن مجید پڑھا جائے تو تم اسے سنو اور خاموشی اختیار کرو۔ قرآن کا پڑھنا سنت ہے اور سننا واجب ہے جب امام کے ساتھ مقتدی بھی پڑھے گا تو واجب کا ترک لازم آئے گا جو درست نہیں ہے لہذا امام کے پیچھے مقتدی قرادت نہیں کرے گا اور اس سلسلے میں کثیر احادیث مبارکہ بھی بطور دلیل پیش کی جا سکتی ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ جس کا امام ہو تو امام کی قرادت مقتدی کی قرادت ہوگی۔

معلوم ہوا کہ مقتدی خلف الامام بالکل قرادت نہیں کرے گا البتہ منفرد اور امام کے لیے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب اور مطلق قرادت فرض ہے، منفرد اور امام کے لیے فرضوں کی آخری رکعات میں سورت کا پڑھنا سنت ہے اور اس کے علاوہ ان میں بالکل قرادت نہیں کی جائے گی۔

لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ فَغَمَزَ ذِرَاعِي وَقَالَ يَا فَارِسِيُّ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قُسِمَتِ الصَّلٰوةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُا يَقُولُ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ يَقُولُ اللّٰهُ حَمِدَنِي عَبْدِي يَقُولُ الْعَبْدُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ يَقُولُ اللّٰهُ أَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِي يَقُولُ الْعَبْدُ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ يَقُولُ اللّٰهُ مَجَّدَنِي عَبْدِي يَقُولُ الْعَبْدُ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ فَهٰذِهِ الْآيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ يَقُولُ الْعَبْدُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَهٰؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ -

میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ ابوہریرہ نے میرا بازو تھام کر کہا: اے فارسی! تم سورۂ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لیا کرو و بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نماز (یعنی سورۂ فاتحہ) کے دو حصے کیے گئے ہیں ایک حصہ میرا ہے اور دوسرا میرے بندے کا، اور میرے بندے کے لیے وہ چیز ہے جو اس نے مانگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (سورۂ فاتحہ) پڑھو، جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی، جب بندہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء بیان کی، جب بندہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی، جب بندہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ آیت میرے بندے اور میرے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ چیز ہے جو اس نے طلب کی اور جب بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ (تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) یہ تمام آیات میرے بندے کے لیے ہیں اور وہ چیز بھی میرے بندے کے لیے ہے جو اس نے طلب کی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا قِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام کے

فِيْمَا جُهِرَ فِيْهِ وَلَا فِيْمَا لَمْ يُجْهَرْ بِذٰلِكَ جَاءَتْ عَامَّةُ الْاٰثَارِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

پیچھے کوئی قراءت نہیں ہے خواہ وہ نماز جہری (جس نماز میں بلند آواز سے امام قراءت کرتا ہے) ہو یا سری (وہ نماز جس میں امام پست آواز سے قراءت کرتا ہے) ہو اس سلسلے میں بہت سے آثار آئے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

١١٥۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ابْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ كَفَتْهُ قِرَاءَتُهٗ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز ادا کرے اس کے لیے امام کی قراءت کافی ہوگی۔

١١٦۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَسْعُوْدِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ تَكْفِيْكَ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ ۔

حضرت انس بن سیرین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کرنے کے سلسلے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب میں کہا: تمھیں امام کی قراءت کافی ہے۔

١١٧۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْحَسَنِ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ بلاشبہ امام کی قراءت اس کی قراءت ہوگی۔

١١٨۔ قَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا الشَّيْخُ اَبُوْعَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ التِّرْمِذِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے پس بے شک امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔

١١٩۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سالم بن عبداللہ نے کہا: حضرت عبداللہ

عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فَسَأَلْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنْ تَرَكْتَ فَقَدْ تَرَكَهُ نَاسٌ يُقْتَدٰى بِهِمْ وَإِنْ قَرَأْتَ فَقَدْ قَرَأَهُ نَاسٌ يُقْتَدٰى بِهِمْ وَكَانَ الْقَاسِمُ مِمَّنْ لَا يَقْرَأُ۔

بن عمر رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرارت نہیں کرتے تھے۔ حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد سے اس بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا اگر تو ترک دے تو ایسے لوگ موجود ہیں (صحابہ کرام) جنھوں نے اسے چھوڑا اور ان کی اتباع کی جاتی ہے اور اگر تو قرارت کرے تو ایسے لوگ (صحابہ کرام) بھی موجود ہیں جنھوں نے قرارت کی اور ان کی اتباع کی جاتی ہے اور حضرت قاسم بن محمد کا تعلق ایسے لوگوں سے تھا جو (امام کے پیچھے) قرارت نہیں کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ أَنْصِتْ فَإِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا سَيَكْفِيْكَ ذٰلِكَ الْإِمَامُ۔

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرارت خلف الامام (امام کے پیچھے قرارت کرنے) کے بارے سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا تم خاموشی اختیار کرو۔ اس لیے نماز میں یکسوئی ہوتی ہے تمھیں امام کی قرارت کافی ہوگی۔

١٢٠۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ الْقُرَشِيُّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْمَا يُجْهَرُ فِيْهِ وَفِيْمَا يُخَافَتُ فِيْهِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَلَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَإِذَا صَلّٰى وَحْدَهُ قَرَأَ فِي الْأُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَلَمْ يَقْرَأْ فِي الْأُخْرَيَيْنِ شَيْئًا۔

حضرت علقمہ بن قیس کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرارت نہیں کرتے تھے نہ جہری نمازوں میں نہ سری نمازوں میں، نہ پہلی دو رکعتوں میں نہ آخری دو رکعتوں میں۔ اور جب و اکیلے نماز پڑھتے تو پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دوسر کوئی سورت پڑھتے اور آخری دو رکعتوں میں بالکل کوئی چیز نہ پڑھتے۔

١٢١۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ أَنْصِتْ لِلْقِرَاءَةِ فَإِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا

حضرت ابو وائل کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم قرارت کے سلسلے میں خاموشی اختیار کرو اس لیے نماز میں یکسوئی ہونی چاہ

وَسَيَكْفِيكَ الْإِمَامُ۔

۱۲۲۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا بُكَيْرُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ لَأَنْ أَعَضَّ عَلَى جَمْرَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ۔

۱۲۳۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ رَجُلٌ اُتُّهِمَ۔

۱۲۴۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ ابْنِ الْهَادِ قَالَ أَمَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصْرِ قَالَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَهُ فَغَمَزَهُ الَّذِي يَلِيهِ فَلَمَّا أَنْ صَلَّى قَالَ لِمَ غَمَزْتَنِي قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُدَّامَكَ فَكَرِهْتُ أَنْ تَقْرَأَ خَلْفَهُ فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَإِنَّ قِرَاءَتَهُ لَهُ قِرَاءَةٌ۔

۱۲۴۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ الْفَرَّاءُ الْمَدَنِيُّ بَعْضُ وُلْدِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ ذَكَرَ لَهُ أَنَّ سَعْدًا قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيهِ جَمْرَةٌ۔

۱۲۵۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ الْفَرَّاءُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

امام کی قراءت ہی تمھارے لیے کافی ہو گی۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امام کے پیچھے قراءت کرنے سے مجھے یہ چیز زیادہ پسند ہے کہ آگ کی انگاری چبالوں۔

حضرت منصور کا بیان ہے کہ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے سب سے قبل امام کے پیچھے قراءت کی وہ متہم کیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عصر پڑھائی۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قراءت کی، اس کے سامنے والے مقتدی نے اسے چوک ماری جب اس نے نماز مکمل کر لی تو دریافت کیا کہ تو نے مجھے چوک کیوں ماری؟ اس نے جواب دیا۔ تمھارے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تمھارا قراءت کرنا ناپسند سمجھا، یہ گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لی تو آپ نے فرمایا: پس جس کا امام ہو، امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہوتی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے کسی بیٹے کا بیان ہے میرے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے مجھے یہ بات پسند ہے کہ اس کے منہ میں آگ کی انگاری ہو۔

حضرت محمد بن عجلان کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش امام کے پیچھے قراءت کرنے والے

قَالَ لَيتَ فِي فَمِ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ حَجَرًا۔

کے منہ میں پتھر ہوتا۔

۱۲۷۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا دَاؤُدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ قَيْسٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ وبْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُوسَى ابْنِ سَعْدِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَا صَلٰوةَ لَهُ۔

حضرت موسیٰ بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے داداجان حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں (زید بن حارث) نے فرمایا: جس شخص نے امام کے پیچھے قراءت کی، اس کی نماز نہیں ہے۔

۳۵۔ بَابُ الرَّجُلِ يُسْبَقُ بِبَعْضِ الصَّلٰوةِ

مسبوق شخص کی نماز کا بیان

۱۲۸۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا فَاتَهُ شَيْءٌ مِّنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْإِمَامِ الَّتِي يُعْلِنُ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَإِذَا سَلَّمَ قَامَ ابْنُ عُمَرَ فَقَرَأَ لِنَفْسِهٖ فِيمَا يُقْضَى۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جب امام کیساتھ کچھ ایسی نماز فوت ہوجاتی جس میں بلند آواز سے قراءت کی جاتی ہے تو جب امام سلام پھیر لیتا تو عبداللہ بن عمر کھڑے ہوتے، فوت شدہ نماز خود قراءت کے ساتھ ادا کرتے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ لِأَنَّهُ يَقْضِي أَوَّلَ صَلَاتِهٖ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اس لیے اس صورت میں

ف مقتدی مسبوق جتنی نماز جماعت سے پائے پڑھ لے اور باقی ماندہ نماز کھڑے ہوکر مکمل کرلے۔ اگر مسبوق رکوع میں شامل ہوا تو جس رکعت کا رکوع ہوگا اسے اس نے پالیا۔ اگر وہ سجدہ میں شامل ہوا تو اس کی رکعت شمار نہیں ہوگی البتہ مقتدی کھڑے ہوکر جو نماز پڑھے گا اس کی ابتداء ثناء یعنی سُبحانک اللھم ۔ ۔ ۔ ۔ سے کریگا۔ رکوع میں شمولیت سے رکعت شمار ہوجائے گی اس پر یہ حدیث دلیل ہے مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ یعنی جس نے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی۔

رَحِمَہُ اللّٰہُ ۔

۱۲۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ كَانَ اِذَا جَآءَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ رَفَعُوْا مِنْ رَّكْعَتِهِمْ سَجَدَ مَعَهُمْ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَيَسْجُدُ مَعَهُمْ وَلَا يَعْتَدُّ بِهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَہُ اللّٰہُ ۔

۱۳۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ كَانَ اِذَا وَجَدَ الْاِمَامَ قَدْ صَلّٰى بَعْضَ الصَّلٰوةِ صَلّٰى مَعَہٗ مَا اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ كَانَ قَآئِمًا وَاِنْ كَانَ قَاعِدًا قَعَدَ حَتّٰى يَقْضِىَ الْاِمَامُ صَلٰوتَہٗ لَا يُخَالِفُ فِىْ شَىْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَہُ اللّٰہُ ۔

۱۳۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ ۔

مقتدی اپنی فوت شدہ نماز کے پہلے حصے کو ادا کرتا ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز ادا کرنے کیلیے آتے تو جب لوگوں کو دیکھتے کہ انھوں نے اپنے رکوع سے سر اٹھا لیا ہے تو ان کے ساتھ سجدے میں شامل ہو جاتے ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم نے دلیل پکڑی ہے کہ مقتدی لوگوں کے ساتھ سجدے میں شامل ہو جائے اور اسے رکعت شمار نہ کرتے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب امام کو پاتے کہ وہ کچھ نماز پڑھ چکا ہے تو ان کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتے اگر امام قیام کی حالت میں ہوتا تو اس کے ساتھ کھڑے ہو جاتے اور اگر وہ قعدہ کی کیفیت میں ہوتا تو اس کے ساتھ بیٹھ جاتے حتیٰ کہ امام اپنی نماز مکمل کر لیتا آپ نماز کے کسی رکن میں امام کی مخالفت نہ کرتے ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ کا قول ہے ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رکوع پا لیا بے شک اس نے نماز پا لی ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس روایت سے ہم دلیل پکڑتے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے ۔

۱۳۲ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا فَاتَتْكَ الرَّكْعَةُ فَاتَتْكَ السَّجْدَةُ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جب تمہارا رکوع فوت ہوجائے تو تمہارا سجدہ فوت ہو جائے گا ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ مَنْ سَجَدَ السَّجْدَتَيْنِ مَعَ الْإِمَامِ لَا يُعْتَدُّ بِهِمَا فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَضٰى رَكْعَةً تَامَّةً بِسَجْدَتَيْهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس نے امام کے ساتھ دو سجدے کیے انھیں رکعت شمار نہ کیا جائے جب امام سلام پھیرے تو وہ اپنے دونوں سجدوں والی رکعت مکمل کرے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۳۶ - بَابُ الرَّجُلِ يَقْرَأُ السُّوَرَ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ الْفَرِيْضَةِ

فرضوں کی ایک رکعت میں کئی سورتیں پڑھنے کا بیان

۱۳۳ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلّٰى وَحْدَهُ يَقْرَأُ فِي الْأَرْبَعِ جَمِيْعًا مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَكَانَ أَحْيَانًا يَقْرَأُ بِالسُّوْرَتَيْنِ أَوِ الثَّلٰثِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَرِيْضَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ كَذٰلِكَ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب ظہر اور عصر کی نماز اکیلے پڑھتے تو چاروں رکعت میں قراءت کرتے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قرآن کی دوسری کوئی سورت پڑھتے ، اور بعض اوقات فرضوں کی ایک رکعت میں دو یا تین سورتیں پڑھا کرتے، اور مغرب کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں بھی ایسے ہی سورۂ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت

بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُوْرَةٍ سُوْرَةٍ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلسُّنَّۃُ اَنْ تَقْرَأَ فِي الْفَرِيْضَۃِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَۃِ الْكِتَابِ وَسُوْرَۃٍ وَ فِي الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَۃِ الْكِتَابِ وَاِنْ لَّمْ تَقْرَأْ فِيْهِمَا اَجْزَاكَ وَاِنْ سَبَّحْتَ فِيْهِمَا اَجْزَاكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔

پڑھا کرتے۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم فرضوں کی پہلی دو رکعت میں سُورہ فاتحہ اور دوسری کوئی اور سورت اور آخری رکعتوں میں صرف سُورۂ فاتحہ پڑھو، یہ سنت ہے آخری رکعتوں میں اگر بالکل قراءت نہ کی تو تمہارے لیے جائز ہے اور اگر صرف ان میں سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھا تو بھی جائز ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ کا قول ہے۔

ف ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے فرائض کی پہلی دو رکعت میں منفرد اور امام کے لیے سورۃ فاتحہ کیساتھ ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ سورۃ فاتحہ کے وجوب پر یہ حدیث دلیل ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْكِتَابِ" یعنی سورت فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی" اور ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات کے واجب ہونے پر قرآن کی یہ نص ہے کہ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی جہاں سے تم کو قرآن آسان معلوم ہو اسے پڑھ لیا کرو۔ مذکورہ نمازوں کی آخری رکعات میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھی جائے گی اور کوئی سورت بالکل نہیں پڑھی جائے گی، آخری رکعات میں سورت فاتحہ کا پڑھنا مسنون ہے واجب نہیں ہے یہ حکم منفرد اور امام کے لیے ہے ورنہ مقتدی تو امام کے پیچھے ثناء کے علاوہ بالکل قراءت نہیں کرے گا کیونکہ حدیث صحیح میں امام کی قراءت کو مقتدیوں کی قراءت قرار دیا گیا ہے۔

فجر کی دونوں رکعتوں میں منفرد اور امام لازماً سورت فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سُورت ملائے گا۔ یہ تو فرائض کے سلسلے میں گفتگو تھی، سنن اور نوافل کی تمام رکعات میں سورت فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت کا ملانا بھی لازمی ہے۔

منفرد ایک رکعت میں فاتحہ کے علاوہ جتنی چاہے سورتیں پڑھ سکتا ہے لیکن امام کو مقتدیوں کی حالت مدِنظر رکھ کر قراءت کرنی چاہیے اور اسے طویل قراءت سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۳۷۔ بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ وَمَا يُسْتَحَبُّ مِنْ ذٰلِكَ

نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنے اور اسکے استحباب کا بیان

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي عَمِّيْ اَبُوْسُهَيْلٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ وَاِنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عِنْدَ دَارِ اَبِيْ جَهْمٍ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْجَهْرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ فِيْمَا يُجْهَرُ فِيْهِ بِالْقِرَاءَةِ حَسَنٌ مَالَمْ يُجْهِدِ الرَّجُلُ نَفْسَهٗ۔

حضرت ابوسہیل رضی اللہ عنہ اپنے والد (مالک بن عامر) کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز میں بلند آواز سے قراءت کیا کرتے تھے اور وہ (مالک بن عامر) ابوجہم کے گھر کے پاس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قراءت سن لیا کرتے تھے ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جہری نماز (جس نماز میں امام بلند آواز سے قراءت کرتا ہے) میں بلند آواز سے قراءت کرنا بہتر وافضل ہے لیکن کوئی شخص بتکلف اپنی آواز بلند نہ کرے۔

۳۸۔ بَابُ اٰمِيْنَ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں آمین کہنے کا بیان

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لیے جس کا آمین کہنا

ف جہری نمازوں یعنی مغرب، عشاء اور فجر میں منفرد کو اختیار حاصل ہے کہ اگر چاہے تو بلند آواز سے قراءت کرے اگر چاہے تو پست آواز سے، لیکن سری یعنی ظہر اور عصر کی نمازوں میں پست قراءت کرنا واجب اور ضروری ہے۔

إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اٰمِيْنَ۔

فرشتوں کے آمین کے ساتھ مل گیا اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین فرمایا کرتے تھے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٖ نَاْخُذُ يَنْبَغِىْ إِذَا فَرَغَ الْإِمَامُ مِنْ أُمِّ الْكِتَابِ أَنْ يُّؤَمِّنَ الْإِمَامُ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهٗ وَلَا يَجْهَرُوْنَ بِذٰلِكَ فَأَمَّا أَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ يُؤَمِّنُ مَنْ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل پکڑتے ہیں بہتر یہ ہے کہ جب امام سورۂ فاتحہ مکمل کرے تو امام اور مقتدی آمین کہیں اور آمین کہتے وقت آواز بلند نہ کی جائے لیکن امامِ اعظم ابو حنیفہ

ف سورۂ فاتحہ کے اختتام پر منفرد، امام اور مقتدی آمین کہتے ہیں اسی وقت اللہ کے فرشتے بھی آمین کہتے ہیں جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق و مطابق ہو جاتی ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں چونکہ فرشتوں کی آمین کو ہم نہیں سنتے گویا وہ پست آواز سے کہتے ہیں لہٰذا ان کے ساتھ مطابقت کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ منفرد، امام اور مقتدی بھی پست آواز سے آمین کہیں۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نمازی جب آمین کہتا ہے تو آسمان اور زمین کے فرشتے سن کر آمین کہتے ہیں۔ زمین والے فرشتے خواہ مشرق و مغرب میں رہنے والے ہوں یا جنوب و شمال میں قیام پذیر ہوں سب سنتے ہیں ایسے زمین و آسمان کے مابین بُعد دور ہونے کے باوجود آسمان والے فرشتے بھی سنتے ہیں۔ گویا فرشتوں کو من جانب اللہ آمین کی سماعت کی قوت حاصل ہے تو بلاشبہ سید المرسلین کو بطریقِ اولیٰ فرشتوں سے زیادہ قوتِ سماعت حاصل ہے اس لیے بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے احوال و اعمال سے واقف ہیں اور جو خوش بخت لوگ آپ پر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کے ساتھ درود و سلام کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُسے سنتے ہیں۔

آمین پست کہنے کے سلسلے میں حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا عمل بھی دلیل ہے کہ یہ دونوں بزرگ تسمیہ، تعوذ اور آمین پست آواز سے کہا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں علقمہ بن وائل اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے) غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے تو آپ پست آواز سے فرماتے آمین (حاشیہ مؤطا امام محمد۔ قدیمی کتب خانہ۔ کراچی)

خَلْفَ الْاِمَامِ وَلَا یُؤَمِّنُ الْاِمَامُ

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صرف مقتدی آمین کہے امام آمین نہ کہے۔

۳۹۔ بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں بھول جانے کا بیان

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ جَاءَهُ الشَّيْطٰنُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاس شیطان آجاتا ہے اور اسے بھلاتا ہے حتیٰ کہ مقتدی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے پس جب تم میں سے کسی شخص کو یہ صورتحال پیش آجائے تو وہ بیٹھ کر دو سجدے کرے۔

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا دَاؤُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ اَبِي اَحْمَدَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالَ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اَصَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَاَتَمَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا یارسول اللہ کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان امور میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ ذوالیدین نے دوبارہ عرض کیا: ان دونوں امور میں سے کوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ماندہ اپنی نماز مکمل کی۔ آپ نے سلام پھیر

وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ۔

پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے ف

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا اَمْ اَرْبَعًا فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ فَاِنْ كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِيْ صَلّٰى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ وَاِنْ كَانَتْ رَابِعَةً فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيْمٌ لِلشَّيْطَانِ۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ تو اسے کھڑا ہو جانا چاہیے ایک رکعت اور پڑھ لے۔ سلام سے قبل بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے اگر یہ رکعت جو پڑھی پانچویں ہوگی تو دو سجدوں کے ساتھ مل کر شفع بن جائے گا اور اگر یہ چوتھی ہوگی تو شیطان کے لیے ذلت و خواری کا باعث ہوگی

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ

حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ

ف فرض میں تاخیر ہو جائے یا واجب چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے مثلاً دعائے قنوت یا سورت فاتحہ یا پہلا قعدہ چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ سجدہ سہو آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بعد دائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد کیا جاتا ہے یہ تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سلام پھیرنے سے قبل سجدہ سہو کیا جائے گا سجدہ سہو کے بعد دوبارہ مکمل تشہد معہ درود اور ادعیہ پڑھا جائے گا اگر امام بھول جائے تو مقتدیوں پر بھی سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے اگر مقتدی بھول جائے تو نہ امام پر سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور نہ مقتدی پر۔ چوتھی رکعت کے بعد اگر نمازی بھول کر پانچویں رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا اگر سجدہ کرنے سے پہلے یاد آجائے تو واپس قعدہ کی طرف لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرنے سے نماز مکمل ہو جائے گی اگر پانچویں رکعت کو سجدہ سے مقید کر لیا تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی فرض نماز نوافل میں تبدیل ہو جائے گی اگر چوتھی رکعت کے بعد قعدۂ بیٹھنے کے بعد پانچویں رکعت کی طرف نمازی کھڑا ہوا تو اگر سجدہ کرنے سے قبل یاد آجائے تو واپس آجائے اور سجدۂ سہو کرنے سے نماز مکمل ہو جائیگی اور اگر پانچویں رکعت کو سجدہ سے مقید کر لیا تو پھر چھٹی رکعت بھی ساتھ ملا لے چار رکعت فرض اور دو رکعت نفل ہو جائیں گے عمداً فرض میں تاخیر کرنے یا واجب چھوڑنے کی صورت میں نماز کا اعادہ ضروری ہے (کتبِ عامہ)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سہو کے متعلق کئی توجیہات بیان کی جا سکتی ہیں پہلی تو یہ کہ آپ بھولے نہیں بلکہ بھلائے گئے ہیں اور دوسری یہ کہ بشری تقاضا کے تحت آپ سے سہو واقع ہوئی تاکہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کا منظر امت کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ وَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ وَنَظَرْنَا تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ ثُمَّ سَلَّمَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر آپ بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے تو لوگ بھی کھڑے ہو گئے جب آپ نے اپنی نماز مکمل کر لی اور ہم آپ کے سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے سے قبل بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہہ کر دو سجدے کیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا۔

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَفِيْفُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُسَيَّبِ السَّهْمِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَكَعْبًا عَنِ الَّذِيْ يَشُكُّ كَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَا: فَلْيَقُمْ وَلْيُصَلِّ رَكْعَةً اُخْرٰى قَائِمًا ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ اِذَا صَلّٰى۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا جسے شک پڑ گیا کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ ان دونوں نے جواب دیا: وہ کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھ لے۔ جب نماز مکمل کر لے تو دو سجدے کر لے۔

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنِ النِّسْيَانِ قَالَ: يَتَوَخّٰى اَحَدُكُمُ الَّذِيْ يَظُنُّ اَنَّهٗ نَسِيَ مِنْ صَلٰوتِهٖ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب نماز میں بھول جانے کے بارے سوال کیا جاتا تو وہ جواب میں کہا کرتے کہ جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز بھول جانے کا گمان ہو جائے تو وہ تحرّی (غور و فکر) کرے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا نَاءَ لِلْقِيَامِ وَتَغَيَّرَتْ حَالُهٗ عَنِ الْقُعُوْدِ وَجَبَ عَلَيْهِ لِذٰلِكَ سَجْدَتَا السَّهْوِ وَكُلُّ سَهْوٍ وَجَبَتْ فِيْهِ سَجْدَتَانِ مِنْ زِيَادٍ اَوْ نُقْصَانٍ فَسَجْدَتَا السَّهْوِ فِيْهِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ وَمَنْ اَدْخَلَ عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ الشَّكَّ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں جب کوئی قیام کے لیے کھڑا ہو جائے اور اس کے قعدہ کی حالت تبدیل ہو جائے تو اس وجہ سے اس پر دو سجدے واجب ہو جاتے ہیں جو بھی بھول ہو خواہ نماز میں کمی کی ہو یا زیادتی کی ہو تو سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے واجب ہو جاتے ہیں۔ جب

أَثَلَاثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ أَوَّلَ مَا يَعْنِي كَلِّمْ وَاسْتَقْبِلْ صَلَاتَهُ وَإِنْ كَانَ يَبْتَلِيْ بِذٰلِكَ كَثِيْرًا مَضَى عَلَى أَكْثَرِ ظَنِّهِ وَرَأْيِهِ وَلَمْ يَمْضِ عَلَى الْيَقِيْنِ فَإِنَّهُ إِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْجُ فِيْمَا يَرٰى مِنَ السَّهْوِ الَّذِيْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ وَفِيْ ذٰلِكَ آثَارٌ كَثِيْرَةٌ۔

شخص کو شیطان نے نماز میں شک ڈال دیا اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ اگر یہ شک اسے پہلی بار پیش ہوا ہو تو وہ نماز توڑ کر نئے سرے سے نماز ادا کرے اور اگر اسے شک کثرت سے پیش ہوتا ہو تو وہ اپنے گمان غالب پر عمل کرے اور گمان کسی جانب کا یقین نہ آرہا ہو تو اس پر عمل پیرا ہو گا اسے نجات حاصل نہیں ہوگی کیونکہ شیطان نے اس پر شک کا گمان مسلط کیا ہے اور اس سلسلے میں بہت سے آثار موجود ہیں۔

۱۴۲۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ صَلَّى بِهِمْ فِيْ سَفَرٍ كَانَ مَعَهُ فِيْهِ فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ نَاءَ لِلْقِيَامِ فَسَبَّحَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَرَجَعَ ثُمَّ لَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَالَ لَا أَدْرِيْ أَقَبْلَ التَّسْلِيْمِ

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک سفر میں نماز پڑھائی میں بھی لوگوں میں شامل تھا انھوں نے لوگوں کو دو رکعت پڑھائیں پھر قیام کے لیے کھڑے ہو گئے مقتدیوں میں سے کسی نے سبحان اللہ کہا تو حضرت انس واپس آ گئے پھر جب انھوں نے اپنی نماز مکمل کر لی تو دو سجدے کیے حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں رہا کہ حضرت انس نے سلام پھیرنے سے قبل دو سجدے کیے تھے یا بعد میں۔

۴۰۔ بَابُ الْعَبَثِ بِالْحَصٰى فِي الصَّلٰوةِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْ تَسْوِيَتِهِ

نماز میں کنکریاں ہٹانے انھیں برابر کرنے اور اسکے مکروہ ہونیکا بیان

۱۴۳۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَعْفَرٍ الْقَارِيُّ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ

سَوَّى الْحَصٰى تَسْوِيَةً خَفِيْفَةً وَقَالَ اَبُوْجَعْفَرَ كُنْتُ يَوْمًا اُصَلِّيْ وَابْنُ عُمَرَ وَرَائِيْ فَالْتَفَتُّ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِيْ قَفَائِيْ فَغَمَزَنِيْ ۔

کرنے کا قصد کرے تو عمل قلیل سے کنکریاں برابر کر لیتے اور حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ نے کہا : میں ایک دن نماز پڑھ رہا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر میرے پیچھے تھے میں نے ان کی طرف منہ کرکے دیکھا تو انھوں نے اپنا ہاتھ میری پشت پر رکھ دیا اور مجھے چوک لگائی ۔ ف

۱۴۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ اَنَّهٗ قَالَ رَاٰنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَعْبَثُ بِالْحَصٰى فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفْتُ نَهَانِيْ وَقَالَ اِصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فَقُلْتُ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهٗ كُلَّهَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى ۔

حضرت علی بن عبدالرحمٰن المعاوی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نماز کی حالت میں کنکریوں سے کھیلتے ہوئے مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا جب میں نماز سے فارغ ہوا تو انھوں نے مجھے (اس سے) منع کیا اور فرمایا : تم ایسا کرو جیسا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے ۔ میں نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کیا کرتے تھے ؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھ لیتے اور اپنی انگلیوں کا حلقہ بناکر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران پر رکھ لیتے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِصَنِيْعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔ فَاَمَّا تَسْوِيَةُ الْحَصٰى فَلَا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

ف مکروہات نماز میں سے بلاضرورت نمازی کا سجدہ گاہ سے کنکریاں دُور کرنا ہے البتہ ضرورت کے تحت ایک بار کنکریاں دور کی جاسکتی ہیں جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک بار کنکریاں دور کرنے کی اجازت دی تھی لیکن ان کا ترک کرنا افضل ہے اور دو بار مکروہ ہے تین یا زائد بار صاف کرنا عمل کثیر کے زمرے میں آتا ہے جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے ۔

بَأْسَ بِتَسْوِيَتِهٖ مَرَّةً وَّاحِدَةً وَّتَرْكُهَا أَفْضَلُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

ایک بار کنکریوں کو (عمل قلیل سے) برابر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور کنکریوں کا برابر نہ کرنا افضل ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۴۱- بَابُ التَّشَهُّدِ فِى الصَّلٰوةِ

نماز میں تشہّد کا بیان

۱۴۵- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَتَشَهَّدُ فَتَقُوْلُ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشہد پڑھنے وقت یہ کلمات پڑھتیں اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ "تمام جسمانی، مالی اور لسانی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور نہ اس کا کوئی شریک ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) آپ پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی نازل ہوں

۱۴۶۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ يُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ وَيَقُوْلُ قُوْلُوْا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو برسرِ منبر تشہد کی تعلیم دیتے ہوئے یوں سنا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کہو تمام جسمانی، مالی اور لسانی تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اے غیب کی خبریں

تم پر سلامتی ہو۔ ف

ف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلا قعدہ واجب اور اس میں تشہد پڑھنا مسنون ہے اور دوسرا قعدہ فرض ہے اور اس میں تشہد پڑھنا واجب ہے۔ تشہد کے بارے مختلف روایات ہیں اور ہر روایت کے الفاظ مختلف ہیں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت پر عمل کرتے ہیں اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل پیرا ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود والی روایت کئی لحاظ سے افضل وارجح ہے۔

(۱) اس میں لفظ الصلوٰت اور الطیبات سے قبل "واؤ" ہے جو واؤ قسم کی طرح تاکید وتحقیق پر دلالت کرتی ہے

(۲) اس کی تاکید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑ کر بیان کی اور اس کی تعلیم دی۔

(۳) اس روایت میں لفظ "السلام" پر الف لام استغراق کا موجود ہے جبکہ ابن عباس کی روایت میں الف و لام لفظ سلام پر نہیں ہے۔ تشہد میں "السلام علیک ایہا النبی" کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب اور نداء کے الفاظ سے پکارنا درست ہے دوسرے الفاظ میں "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کی عبارت بھی اسی طرح کی ہے جس سے اس کے جواز پر زبردست دلیل ماخوذ ہوتی ہے اگر کلمات ندائیہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا منع ہوتا تو نماز میں بھی منع ہوتا۔ کیونکہ قانون اپنی تمام جزئیات پر حاوی ہوتا ہے یعنی جو چیز ایک جگہ پر جائز ہو وہ دوسرے مقام پر بھی جائز ہوتی ہے اور جو چیز ایک جگہ میں ناجائز ہو دوسری جگہ میں بھی ناجائز ہوتی ہے۔

تشہد کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ترجمہ جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے تو یوں کہے التحیات للہ والصلوات والطیبات الخ

(ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری جلد اوّل، صفحہ ۱۱۵، نور محمد کراچی)

اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

۱۴۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَتَشَهَّدُ فَيَقُوْلُ بِسْمِ اللهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ وَالزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَشَهِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ يَقُوْلُ هٰذَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وَيَدْعُوْا بِمَا بَدَأَ لَهٗ اِذَا قَضٰى تَشَهُّدَهٗ فَاِذَا جَلَسَ فِيْ اٰخِرِ صَلٰوتِهٖ تَشَهَّدَ كَذٰلِكَ اِلَّا اَنَّهٗ يُقَدِّمُ التَّشَهُّدَ ثُمَّ يَدْعُوْا بِمَا بَدَا لَهٗ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّسَلِّمَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْاِمَامِ فَاِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ اَحَدٌ عَنْ يَّسَارِهٖ رَدَّ عَلَيْهِ ۔

دینے والے (نبی) آپ پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تشہد کے وقت یہ الفاظ پڑھتے اللہ کے نام سے شروع ۔ تمام جسمانی، مالی اور لسانی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی! آپ پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو میں نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں ہے اور میں نے اس بات کی بھی گواہی دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ کلمات پہلی دو رکعت کے بعد پڑھا کرتے جب تشہد مکمل کر لیتے تو جو چاہتے دعا پڑھتے۔ جب نماز کے آخر میں قعود کرتے تو اسی طرح تشہد پڑھتے ہاں تشہد پہلے پڑھ لیتے اور بعد میں جو چاہتے دعا پڑھتے۔ جب آپ سلام پھیرنے کا قصد کرتے تو کہتے اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) آپ پر سلامتی، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ پھر آپ دائیں طرف سلام پھیرتے (السلام علیکم) پھر امام کے سلام کا جواب دیتے اور پھر اگر کوئی بائیں طرف شخص ہوتا وہ سلام

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلتَّشَهُّدُ الَّذِیْ ذُکِرَ کُلُّہٗ حَسَنٌ وَّلَیْسَ یُشْبِہُ تَشَہُّدَ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِنْدَنَا تَشَہُّدُہٗ لِاَنَّہٗ رَوَاہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ الْعَامَّۃُ عِنْدَنَا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحِلُّ بْنُ مُحْرِزِ الضَّبِّیُّ عَنْ شَقِیْقِ بْنِ سَلَمَۃَ بْنِ وَائِلِ الْاَسَدِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَاتَہٗ ذَاتَ یَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا فَقَالَ لَا تَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ السَّلَامُ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَکْرَہُ اَنْ یُّزَادَ فِیْہِ اَوْ یُنْقَصَ مِنْہُ حَرْفٌ۔

کرنا تو آپ اس کا جواب دیتے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جس جس تشہد کا ذکر ہوا سب اچھی ہیں لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود کی تشہد جیسی نہیں۔ ہمارے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تشہد زیادہ پسندیدہ ہے کیوں کہ یہی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی و ثابت ہے اور ہمارے اکثر فقہاء اسی پر عامل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم کہا کرتے السلام علی اللہ (اللہ تعالیٰ پر سلامتی ہو) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز مکمل فرمائی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم لوگ السّلامُ علَی اللہ نہ کہا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ خود سلام ہے اور لیکن تم یہاں کہا کرو: تمام جسمانی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) آپ پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی نازل ہوں۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس تشہد میں کسی حرف کے اضافہ کرنے یا اس سے کسی حرف کے کم کرنے کو مکروہ و ناپسند تصور کرتے تھے۔

۴۲- بَابُ السُّنَّةِ فِی السَّجْدَۃِ

مسنون طریقے پر سجدہ کرنے کا بیان

۱۴۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِىْ يَضَعُ جَبْهَتَهٗ عَلَيْهِ قَالَ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ فِىْ بَرْدٍ شَدِيْدٍ وَاِنَّهٗ لَيُخْرِجُ كَفَّيْهِ مِنْ بُرْنُسِهٖ حَتّٰى يَضَعَهُمَا عَلَى الْحَصٰى۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سجدہ کرتے جس چیز پر آپ اپنی دونوں ہتھیلیاں رکھتے تو اسی پر اپنی پیشانی رکھتے۔ حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ شدید سردی کے موسم میں، میں نے ان کو دیکھا اپنے دونوں ہاتھ اپنے جُبّے سے نکال کر کنکریوں پر رکھا کرتے تھے۔ ف

۱۵۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهٗ بِالْاَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ ثُمَّ اِذَا رَفَعَ جَبْهَتَهٗ فَلْيَرْفَعْ كَفَّيْهِ فَاِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جو شخص اپنی پیشانی زمین پر رکھے اسے چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھ بھی زمین پر رکھے جب وہ اپنی پیشانی اٹھائے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ بھی زمین سے اٹھائے کیونکہ دونوں ہاتھ بھی چہرے کی طرح سجدہ کرتے ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا نَاْخُذُ يَنْبَغِىْ لِلرَّجُلِ اِذَا وَضَعَ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا اَنْ يَّضَعَ كَفَّيْهِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں نمازی شخص کو چاہیے

ف احناف کے نزدیک سجدہ مسنون کی کیفیت یوں ہے کہ دونوں پاؤں، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور پیشانی کو زمین پر دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھے ان اعضاء میں سے اگر کوئی عضو بلا عذر زمین سے اٹھا رہا تو سجدہ نہیں ہوگا ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ رُخ ہونا چاہیے سجدے میں بازو پہلوؤں سے اور ران پیٹ سے دور ہونے چاہییں اس کیفیت میں تین یا پانچ یا سات بار "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پڑھے۔ البتہ عورت سُکڑ کر سجدہ کرے گی یعنی اپنے رانوں اور بازوؤں کو خوب ملا کر سجدہ کرے۔

بِحِذَاءِ اُذُنَيْهِ وَيَجْمَعُ اَصَابِعَهٗ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَلَا يَفْتَحُهَا فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ رَفَعَهُمَا مَعَ ذٰلِكَ فَاَمَّا مَنْ اَصَابَهٗ بَرْدٌ يُؤْذِيْ وَجَعَلَ يَدَيْهِ عَلَى الْاَرْضِ مِنْ تَحْتِ كِسَاءٍ اَوْ ثَوْبٍ فَلَا بَاْسَ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

کہ جب وہ اپنی پیشانی سجدہ کے لیے رکھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھے اور اپنی انگلیوں کو جمع کر کے قبلہ کی طرف کرے اور انھیں کھولے نہ اور جب وہ اپنا سر اٹھائے تو دونوں ہاتھوں کو بھی اس کے ساتھ اٹھائے اور جس شخص کے لیے سردی نقصان دہ ہو اگر وہ اپنی چادر یا کپڑے کے نیچے سے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۴۳۔ بَابُ الْجُلُوْسِ فِى الصَّلٰوةِ

نماز میں بیٹھنے کا بیان

۱۵۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ صَلّٰى اِلٰى جَنْبِهٖ رَجُلٌ فَلَمَّا جَلَسَ الرَّجُلُ تَرَبَّعَ وَثَنٰى رِجْلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ ابْنُ عُمَرَ عَابَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ قَالَ الرَّجُلُ فَاِنَّكَ تَفْعَلُهٗ قَالَ اِنِّيْ اَشْتَكِيْ ۔

حضرت عبد بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک پہلو میں بیٹھ کر ایک شخص نے نماز پڑھی جب وہ بیٹھا اس نے اپنے پاؤں لپیٹ لیے اور چار زانو ہو کر بیٹھ گیا ۔ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس شخص کے اس عمل کو ناپسند کیا ۔ اس شخص نے آپ سے عرض کیا آپ بھی تو ایسا کرتے ہیں ؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میں بیماری کا شکار ہوں ف

ف نمازی کے لیے دونوں سجدوں کے درمیان ، پہلے قعدہ اور آخری قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت یوں ہونی چاہیے کہ بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور اس کی انگلیاں قبلہ رُخ ہوں اور اگر کوئی شخص بیمار ہو تو وہ دونوں پاؤں ایک جانب نکال کر سرین پر بیٹھ سکتا ہے کیونکہ مجبوری کے باعث (جاری ہے)

١٥٢ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَرٰى اَبَاهُ يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلٰوةِ اِذَا جَلَسَ قَالَ فَفَعَلْتُهُ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ نَنَهَانِيْ اَبِيْ فَقَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِسُنَّةِ الصَّلٰوةِ وَاِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصُبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيْ رِجْلَكَ الْيُسْرٰى ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَكَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ يَاْخُذُ بِذٰلِكَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وَاَمَّا فِي الرَّابِعَةِ فَاِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ يَقْضِي الرَّجُلُ بِاَلْيَتَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ وَيَجْعَلُ رِجْلَيْهِ اِلَى الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ ۔

١٥٣ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا صَدَقَةُ ابْنُ يَسَارٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَجْلِسُ عَلٰى عَقِبَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ اِنَّمَا فَعَلْتُهُ مُنْذُ اشْتَكَيْتُ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَجْلِسَ عَلٰى عَقِبَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَلٰكِنَّهُ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا كَجُلُوْسِهِ فِيْ صَلٰوتِهِ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے والد صاحب کو نماز کی حالت میں چار زانو بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں بھی ویسے بیٹھ گیا اور میں اس زمانہ میں بالکل کم سن تھا میرے باپ نے مجھے منع کیا اور فرمایا: یہ طریقہ نماز کی سنتوں میں سے نہیں ہے لیکن نماز کی سنت تو یہ ہے کہ تم اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر لو اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لو

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ دو رکعتوں والے قعدہ میں عمل کرنے کے لیے اسی روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں اور لیکن چار رکعتوں کے بعد والے قعدہ کے بارے فرماتے ہیں کہ نمازی اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکالے گا اور اپنی سرین پر بیٹھے گا۔

حضرت مغیرہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نماز میں دونوں سجدوں کے درمیان اپنی ایڑیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے اس بارے ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: جس وقت سے میں بیمار رہا ہوں ایسا کرتا ہوں

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم نے دلیل اخذ کی ہے نمازی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ دونوں سجدوں کے درمیان اپنی ایڑیوں پر بیٹھے اور

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ نمبر ۱۱۴ کا) احکام میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے البتہ عورت دونوں پاؤں ایک جانب نکال کر سرین پہ بیٹھے گی۔

وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔

یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۴۴- بَابُ صَلٰوۃِ الْقَاعِدِ

بیٹھ کر نماز پڑھنے کا بیان

۱۵۴- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا الزُّھْرِیُّ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ یَزِیْدَ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِیْ وَدَاعَۃَ السَّھْمِیِّ عَنْ حَفْصَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھَا قَالَتْ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ سُبْحَتِہٖ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰی کَانَ قَبْلَ وَفَاتِہٖ بِعَامٍ فَکَانَ یُصَلِّیْ فِیْ سُبْحَتِہٖ قَاعِدًا وَیَقْرَاُ بِالسُّوْرَۃِ وَیُرَتِّلُھَا حَتّٰی تَکُوْنَ اَطْوَلَ مِنْ اَطْوَلَ مِنْھَا۔

زوجہ رسول، اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفل بیٹھ کر ادا کرتے کبھی نہیں دیکھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انتقال سے ایک سال قبل نفلی نماز بیٹھ کر ادا کی۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر قرات فرماتے حتیٰ کہ سورت لمبی سے لمبی معلوم ہوتی ف

۱۵۵- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِیْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ مَوْلًی لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃُ اَحَدِکُمْ وَھُوَ قَاعِدٌ مِثْلُ نِصْفِ صَلٰوتِہٖ وَھُوَ قَائِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے اسے کھڑا ہو کر پڑھنے والے کی نسبت نصف ثواب ملتا ہے۔

۱۵۶- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا الزُّھْرِیُّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ نَالَنَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ سرزمین مدینہ طیبہ میں آئے تو ہم پر شدید مہلک

ف نماز میں قیام فرض ہے بلا عذر بیٹھ کر نماز فرض ادا کرنا درست نہیں ہاں عذر کے سبب جائز ہے عذر کے باعث امام بیٹھ کر بھی نماز پڑھا سکتا ہے لیکن مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے حضرت انس بن مالک والی روایت مسلم شریف کی اس روایت کے ساتھ منسوخ ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔ سابقہ گفتگو تو فرائض کے بارے تھی اگر کوئی شخص نوافل بیٹھ کر پڑھتا ہے تو وہ ادا ہو جائیں گے لیکن نصف ثواب ملے گا یعنی نوافل کھڑے ہو کر پڑھنے سے مکمل ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے سے نصف ثواب ملتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَبَآءٌ مِّنْ وَّعْكِهَا شَدِيْدٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فِيْ سُبْحَتِهِمْ قُعُوْدًا فَقَالَ صَلٰوةُ الْقَاعِدِ عَلٰى نِصْفِ صَلٰوةِ الْقَآئِمِ۔

بیماری نے غلبہ پا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور لوگ اس وقت بیٹھ کر نوافل ادا کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں آدھا ثواب ملتا ہے۔

١٥٧ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلّٰى صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ جَالِسٌ فَصَلَّيْنَا جُلُوْسًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ إِذَا صَلّٰى قَآئِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا أَجْمَعِيْنَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے پھر آپ گھوڑے سے نیچے گر گئے جس سبب سے آپ کے دائیں پہلو کو کچھ خراش آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازوں میں سے ایک نماز بیٹھ کر ادا فرمائی تو ہم نے بھی بیٹھ کر نماز ادا کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے متعین کیا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے جب وہ کھڑا نماز پڑھے تم بھی کھڑے ہو کر نماز ادا کرو، جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو، اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا اِلتَّطَوُّعِ مِثْلُ نِصْفِ صَلٰوتِهٖ قَآئِمًا فَأَمَّا مَا رُوِيَ مِنْ قَوْلِهٖ إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعِيْنَ فَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ وَقَدْ جَآءَ مَا قَدْ نَسَخَهٗ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل پکڑتے ہیں بیٹھ کر نفلی نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں آدھا ثواب ملتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ کا یہ ارشاد گرامی کہ "جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تم سب کے سب بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔ اس ارشاد کی ناسخ روایت بھی آئی ہے۔

١٥٨ - قَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيْلُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ أَبِيْ إِسْحٰقَ السَّبِيْعِيُّ عَنْ جَابِرٍ

حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ

ابْنِ يَزِيْدَ الْجُعْفِيِّ عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَؤُمَّنَّ النَّاسَ اَحَدٌ بَعْدِيْ جَالِسًا فَاَخَذَ النَّاسُ بِهٰذَا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی شخص ہرگز بیٹھ کر لوگوں کو نماز نہ پڑھائے۔ لوگوں نے عمل کرنے کے لیے اسی روایت سے دلیل پکڑی ہے۔

۴۵۔ بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان

۱۵۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ كَانَتْ مَيْمُوْنَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ لَيْسَ عَلَيْهَا اِزَارٌ۔

حضرت عبید اللہ خولانی کا بیان ہے زوجۂ رسول حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ایک کرتا اور اوڑھنی میں نماز پڑھ لیا کرتی تھیں اور ان پر چادر نہیں ہوتی تھی۔ ف

۱۶۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ قَالَ اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے سلسلے میں سوال کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں۔

۱۶۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ اَبُو النَّضْرِ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اُمَّ هَانِئٍ

حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، آپ

ف نماز کی شرائط میں سے ایک "سترِ عورت" ہے جب یہ شرط کسی بھی طریقہ سے پائی جائے تو نماز درست ہوگی۔ مرد کی عورت ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے جبکہ خواتین کی عورت ہاتھ، پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، عمل، جمہور صحابہ کرام کے قول اور ان کے عمل سے ثابت ہے کہ ایک کپڑے میں بھی نماز ادا کرنا جائز ہے جبکہ سترِ عورت کی شرط پائی جائے اگر ایک کپڑے سے "سترِ عورت" نہ ہوتی ہو تو اگر دوسرے کپڑے پاس ہیں تو ان کا استعمال ضروری ہے اور اگر کوئی اور کپڑا موجود نہ ہو تو ضرورت کے تحت نماز جائز ہو جائے گی۔

بِنْتَ اَبِیْ طَالِبٍ تُحَدِّثُ اَنَّهَا ذَهَبَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدَتْهُ یَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ قَالَ فَسَلَّمْتُ وَذٰلِكَ ضُحًی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِیءٍ بِنْتُ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِیءٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ فَصَلّٰی ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّیْ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا اَجَرْتُهٗ فُلَانُ ابْنُ هُبَیْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ یَا اُمَّ هَانِیءٍ۔

صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غسل کر رہے تھے اور آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھیں۔ اُمِّ ہانی کہتی ہیں کہ میں نے سلام کیا وہ چاشت کا وقت تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا میں ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمِّ ہانی! خوش آمدید! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے فارغ ہوئے تو آپ کھڑے ہوئے اور ایک کپڑا لپیٹ کر آٹھ رکعات نماز ادا فرمائی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے شخص کو قتل کرنے کا قصد رکھتے جسے میں نے پناہ دے رکھی ہے یعنی ابن ہبیرہ کو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام ہانی! جسے تم نے پناہ دی ہم نے بھی اسے پناہ دی۔

١٦٣۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ زَیْدٍ التَّیْمِیُّ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّهَا سَاَلَتْ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا تُصَلِّیْ فِیْهِ الْمَرْاَةُ قَالَتْ فِی الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ الَّذِیْ یُغَیِّبُ ظُهُوْرَ قَدَمَیْهَا۔

حضرت محمد بن زید تیمی اپنی والدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں انھوں نے زوجۂ رسول حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز ادا کر سکتی ہے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اوڑھنی اور کرتا اتنا لمبا ہو کہ عورت کے دونوں پاؤں کے اوپر کے حصّے کو چھپا دے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا کُلِّهٖ نَاْخُذُ فَاِذَا صَلَّی الرَّجُلُ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ تَوَشَّحَ بِهٖ تَوَشُّحًا جَازَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان تمام روایات سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں جب کوئی شخص ایک کپڑے کو مکمل طور پر لپیٹ کر نماز ادا کرے تو جائز ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۴۶۔ بَابُ صَلٰوۃِ اللَّیْلِ

نمازِ تہجّد کا بیان

۱۶۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ الصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّصْبِحَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازِ تہجد ادا کرنے کے بارے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دو دو رکعت ہے جب تم میں سے کسی کو صبح طلوع ہو جانے کا خوف ہو تو وہ ایک رکعت اور پڑھ لے تاکہ پڑھی ہوئی نماز طاق بن جائے ف

ف کتبِ حدیث میں نمازِ تہجد کے سلسلے میں مختلف روایات ملتی ہیں ۔ نمازِ تہجّد کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر نمازِ فجر تک ہے نمازِ عشاء کے بعد اس نماز کے لیے فقہاء نے سونا لازمی قرار دیا ہے نمازِ تہجد کی نیت کر کے کوئی شخص سوجاتا ہے تو اس پر نیند کا غلبہ رہا حتیٰ کہ صبح طلوع ہوگئی تو اسے اللہ تعالیٰ نمازِ تہجد کا ثواب عطا فرمادے گا کتبِ حدیث میں نمازِ تہجد کی رکعات کے سلسلے میں مختلف روایات ہیں کسی روایت میں سات، کسی میں نو، کسی میں گیارہ اور کسی میں تیرہ رکعات کا ذکر ہے سات والی کا مطلب ہے کہ چار نوافل تہجد کے ہیں تین وتر ہیں ۔ نو والی کا مطلب ہے کہ چھ نوافل تہجد اور تین وتر ہیں گیارہ والی کا مطلب ہے آٹھ رکعت نوافل تہجد اور تین وتر ہیں اور تیرہ والی کا مطلب ہے کہ آٹھ نوافل اور تین وتر ہیں اور دو فجر کی سنت ہیں نمازِ تہجد کی کم از کم دو رکعات اور زیادہ سے زیادہ آٹھ یعنی اگر وقت زیادہ ہو تو آٹھ رکعات نمازِ تہجد پڑھی جائے اور اگر وقت کم ہو تو دو یا چار بھی پڑھی جا سکتی ہیں جو شخص نمازِ تہجد کا عادی ہو اسے چاہیے کہ وہ عشاء کے وتر تہجّد تک مؤخر کرے اور نمازِ تہجد کے بعد انھیں ادا کرے ایک رکعت کے ساتھ وتر بنانے یا طاق بنانے کا مطلب ہے کہ ان نوافل کو طاق عدد بنایا جاتا ہے نہ یہ کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رکعت وتر ادا کرتے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وتر تین رکعت ہیں ان کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے کہ "عن عائشہ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ منہا الوتر و رکعتا الفجر (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۰۶ مجتبائی دہلی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد تیرہ رکعت پڑھتے جن میں تین رکعت وتر اور دو رکعت فجر کی بھی ہوتیں۔

١٦٥- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْهُنَّ بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے اور ان کو ایک رکعت کے ساتھ وتر بنایا کرتے تھے جب آپ نمازِ تہجد سے فارغ ہوتے تو اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے ۔

١٦٦- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قُلْتُ لَأَرْمُقَنَّ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ أَوْ فُسْطَاطَهُ قَالَ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ دُوْنَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ ۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے گمان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تہجد دیکھوں تو میں نے دہلیز یا خیمہ کے ساتھ تکیہ لگا لیا راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے اور دو رکعت مختصر ادا کیں پھر دو لمبی رکعتیں ادا کیں پھر ان سے کم لمبی دو رکعت ادا کیں پھر پہلی سے بھی کم لمبی دو رکعت ادا کیں اور پھر ان کو وتر بنایا ۔

١٦٧- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنِ امْرِءٍ تَكُوْنُ لَهُ صَلٰوةٌ بِاللَّيْلِ يَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی شخص جو رات کو نماز ادا کرتا ہے اور اس پر نیند نے غلبہ حاصل کر لیا مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے نماز کا ثواب لکھ دیتا ہے اور اس کی نیند اس کے لیے صدقہ قرار پائے گی ۔

١٦٨- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ فَاتَهُ مِنْ حِزْبِهِ شَيْءٌ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَهُ مِنْ حِيْنِ تَزُوْلُ الشَّمْسُ إِلٰى صَلٰوةِ الظُّهْرِ كَأَنَّهُ لَمْ يَفُتْهُ شَيْءٌ ۔

حضرت عبدالرحمٰن الاعرج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس کا رات کا پڑھا جانے والا کوئی وظیفہ فوت ہو جائے اگر اس نے زوال کے وقت تک ظہر کی نماز سے قبل پڑھ لیا گویا اس کی کوئی چیز فوت نہیں ہوئی ۔

١٦٩- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُصَلِّيْ

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: حضرت

كُلَّ لَيْلَةٍ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يُّصَلِّيَ حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ أَيْقَظَ أَهْلَهٗ لِلصَّلٰوةِ وَيَتْلُوْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى۔

١٧٠۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا مَخْرَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَالِبِيُّ أَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهٗ فِيْ طُوْلِهَا قَالَ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ أَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ بِالْعَشْرِ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِيْمِ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِيْ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو جتنی اللہ تعالیٰ چاہتا نماز پڑھتے اور جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو اپنے گھر والوں کو بیدار کر دیتے اور یہ آیت تلاوت کرتے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى اور آپ اپنے اہلِ خانہ کو نماز کا حکم کریں اور اسی پر صبر کریں ہم رزق کے بارے میں تم سے سوال نہیں کریں گے تم کو رزق ہم مہیا کرتے ہیں اور اچھا انجام اہلِ تقویٰ کے لیے ہے۔

حضرت مخرمہ بن سلمان کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت کریب نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انھوں نے زوجہ رسول اللہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا جو اُن کی خالہ ہیں کے پاس ایک رات ٹھہرے رہے حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ میں بستر کے عرض میں لیٹا رہا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہلِ خانہ بستر کے طول کی طرف لیٹے ہوئے تھے جب نصف رات یا اس سے کچھ وقت قبل کا یا بعد کا ہوگا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور نیند کے باعث اپنی آنکھیں اپنے ہاتھوں سے ملنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ آلِ عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لٹکی ہو ایک مشک کی طرف لپکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بہترین وضو کیا پھر نماز پڑھنے کے لیے کھڑ ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ میں بھی بیدار ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل میں

وَاَخَذَ بِاُذُنِي الْيُمْنٰى بِيَدِهِ الْيُمْنٰى نَفَتَلَهَا ثُمَّ قَالَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ سِتَّ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حِيْنَ جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

بھی کیا۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پہلو میں کھڑا ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اپنے دائیں ہاتھ مبارک سے میرا کان پکڑا اور اسے مسلنے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز ادا کی یعنی چھ بار پھر آپ نے ایک رکعت سے وتر بنایا بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے حتیٰ کہ جب مؤذن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ پھر کھڑے ہوئے اور ہلکی سی دو رکعت ادا کیں پھر آپ نکلے اور صبح کی نماز ادا کی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ صَلٰوةُ اللَّيْلِ عِنْدَنَا مَثْنٰى مَثْنٰى وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ اِنْ شِئْتَ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ وَاِنْ شِئْتَ صَلَّيْتَ اَرْبَعًا وَاِنْ شِئْتَ سِتًّا وَاِنْ شِئْتَ ثَمَانِيًا وَاِنْ شِئْتَ مَاشِئْتَ بِتَكْبِيْرَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّاَفْضَلُ ذٰلِكَ اَرْبَعًا اَرْبَعًا وَاَمَّا الْوِتْرُ فَقَوْلُنَا وَقَوْلُ اَبِي حَنِيْفَةَ فِيْهِ وَاحِدٌ وَالْوِتْرُ ثَلٰثٌ لَّا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيْمٍ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نمازِ تہجد ہمارے نزدیک دو دو رکعت ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نمازِ تہجد اگر تم چاہو دو دو رکعت پڑھ سکتے ہو اور اگر چاہو تو چار چار رکعت پڑھ سکتے ہو اگر چاہو چھ رکعت اور اگر چاہو تو آٹھ رکعت پڑھ سکتے ہو اور یا جتنی چاہو ایک تکبیر تحریمہ کے ساتھ پڑھ سکتے ہو اور بہتر چار چار رکعت ہے وتر کے سلسلے میں ہمارا اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جیسا قول ہے اور وتر تین رکعت ہیں ان کے درمیان سلام کے ساتھ فصل نہ کی جائے۔

۴۷۔ بَابُ الْحَدَثِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں وضو ٹوٹنے کا بیان

۱۷۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِي حَكِيْمٍ

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِيْ صَلٰوةٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ اَشَارَ اِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ اَنِ امْكُثُوْا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ وَعَلٰى جِلْدِهٖ اَثَرُ الْمَآءِ فَصَلّٰى ـ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازوں میں سے ایک نماز میں تکبیر کہی پھر آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس کے ساتھ لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تم رک جاؤ، آپ تشریف لیگئے پھر واپس تشریف لائے اس وقت آپ کے جسمِ مبارک پر پانی کا اثر موجود تھا پھر آپ نے نماز ادا فرمائی ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ مَنْ سَبَقَهٗ حَدَثٌ فِيْ صَلٰوةٍ فَلَا بَاْسَ اَنْ يَّنْصَرِفَ وَلَا يَتَكَلَّمُ فَيَتَوَضَّاُ ثُمَّ يَبْنِيْ عَلٰى مَا صَلّٰى وَاَفْضَلُ ذٰلِكَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ وَيَتَوَضَّاَ وَيَسْتَقْبِلَ صَلٰوتَهٗ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ـ

حضرتِ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص کو نماز کی حالت میں حدث لاحق ہو جائے اگر وہ واپس پلٹ جائے گفتگو نہ کرے اور وضو کر کے سابقہ نماز پر بناء کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور افضل و بہتر یہ ہے کہ گفتگو کرے وضو کرے اور نئے سرے سے نماز ادا کرے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

ف نماز کے دوران حدث لاحق ہونے یعنی وضو ٹوٹ جانے کی صورت میں نمازی پلٹے اور وضو کرے اگر اس نے
گفتگو نہیں کی تو سابقہ نماز پر بناء کر سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ مَنْ قَاءَ اَوْ رعف ا
امذی فی صلوٰۃ فلینصرف ولیتوضا ولیبن علیٰ صلوٰتہ مالم یتکلم یعنی جس نے نماز کی حالت میں قے کی یا اس کی نک
پھوٹی یا اس کی مذی خارج ہوئی تو وہ پلٹے وضو کرے جب تک اس نے گفتگو نہ کی ہو اپنی (سابقہ) نماز پر بنا کرے اگ
نئے سرے سے نماز شروع کرے تو یہ افضل ہے اگر وضو کرتے وقت اس نے گفتگو کا ارتکاب کر لیا تو پھر لازماً نماز ن
سرے سے پڑھے گا منفرد ہو تو اگر چاہے تو وضو کرنے کے بعد سابقہ جگہ پر آ کر بنا کرے اگر چاہے تو دوسری جگہ
بھی نماز ادا کر سکتا ہے اگر مقتدی ہے تو وضو کرنے کے بعد اگر جگہ خالی ہو تو سابقہ جگہ پر آجائے اور اگر امام ہو تو
پھرتے وقت اشارے سے کسی مقتدی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دے اور خود وضو کرنے کے بعد نماز میں شامل
جائے (ہدایہ صفحہ ۱۰۸ جلد اوّل)
اگر نمازی نے تصور کیا کہ اسے حدث لاحق ہو گیا ہے مسجد کے صحن میں اسے یاد آگیا کہ یہ تو محض گمان اور
حقیقت میں وضو نہیں ٹوٹا تھا تو وہ واپس آ کر اپنی سابقہ نماز پر بنا کرے (ہدایہ)

۴۸- بَابُ فَضْلِ الْقُرْاٰنِ وَمَا يَسْتَحِبُّ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

فضیلتِ قرآن اور ذکرِ الٰہی کے مستحب ہونے کا بیان

۱۷۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا مِّنَ اللَّيْلِ يَقْرَاُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الرَّجُلَ يُقَلِّلُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو ایک رات میں بار بار سورۃ اخلاص (قل ہو اللہ احد) پڑھتے ہوئے سنا جب صبح ہوئی تو انھوں (حضرت ابوسعید خدری) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا وہ آدمی اس سورۃ کو ہلکی پھلکی تصور کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک یہ سورہ (فضیلت کے لحاظ سے) ثلث (تہائی) قرآن کے برابر ہے۔

۱۷۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ لَاَنْ اَذْكُرَ اللّٰهَ مِنْ بُكْرَةٍ اِلَى اللَّيْلِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَحْمِلَ عَلٰى جِيَادِ الْخَيْلِ مِنْ بُكْرَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا انھوں نے فرمایا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صبح سے لے کر شام تک ذکرِ الٰہی میں مصروف ہونا مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں صبح سے شام تک گھوڑے کی پشت پر (بغرض جہاد) سوار رہوں۔ ف

ف قرآنِ کریم وہ واحد آسمانی کتاب ہے جو ہر قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ ہے کیونکہ اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم میں لی ہے اس کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اس کی تعلیم دینے والے کو خیر الناس قرار دیا گیا ہے چنانچہ ارشادِ مصطفوی ہے خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۲) تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔ (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ ذِكْرُ اللّٰهِ حَسَنٌ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ذکرِ الٰہی ہر حالت میں افضل واعلیٰ ہے

(حاشیہ گذشتہ صفحہ سے پیوستہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے واضح ہوا کہ سورۂ اخلاص تین بار پڑھنے سے مکمل قرآن کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک صحابی اپنی نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے لوگوں نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں اطلاع دی تو آپ نے اسے طلب فرمایا اور اس سورۃ کے تعین کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس صحابی نے جواب دیا کہ چونکہ اس سورت میں توحید باری تعالیٰ کا ذکر ہے اس لیے مجھے پسند ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو نے اس کا یقین کیا ہوا ہے تو یہ محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔

ذکرِ الٰہی جہاد سے اس لیے افضل ہے کہ جہاد میں شجاعت وبہادری کا منظر پیش کرنے کے باعث شیطان حملہ کر سکتا ہے اور مجاہد تکبر اور غرور کا شکار ہو سکتا ہے لیکن ذکرِ الٰہی میں ایسا نہیں ہے کتب احادیث اور اقوالِ سلف سے بے شمار اذکار منقول ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یعنی بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی جس نے لآ الٰہ الا اللہ پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ذکرِ الٰہی سے دلوں کو سکون واطمینان اور ذہن کو جلاء حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ خبردار! ذکرِ الٰہی سے قلوب کو اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے ذکر صرف اللہ اللہ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ یہ وسیع تر مفہوم کا حامل ہے تلاوتِ قرآن ذکر ہے، نماز ذکرِ الٰہی ہے لآ الٰہ الا اللہ ذکرِ الٰہی ہے نعت مصطفٰے ذکرِ الٰہی، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا ذکرِ الٰہی ہے اور اولیاء وصالحین کا تذکرہ بھی ذکرِ الٰہی ہے۔

ذکر اللہ حسن علی کل حال ذکرِ الٰہی عبادت ہے تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف اور صرف اپنی عبادت کیلئے تخلیق فرمایا اس لیے انسان کو چاہیے ہمہ وقت اور ہمہ حال ذکرِ الٰہی میں مشغول ومصروف رہے تاکہ تخلیق کا مقصد پورا ہو سکے، حتیٰ کہ جماع، جنابت اور بیت الخلاء استعمال کرتے وقت بھی دل میں ذکرِ الٰہی کا سلسلہ جاری رکھے۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔

۱۷۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تلاوتِ قرآن کرنے والے کی مثال باندھے ہوئے اونٹ کی سی ہے اگر وہ باندھا رہے تو رکا رہتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔

۷۹- بَابُ الرَّجُلِ يُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ

نمازی کو سلام کرنے کا بیان

۱۷۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّيْ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَرَجَعَ اِلَيْهِ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ اِذَا سُلِّمَ عَلٰى اَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلَا يَتَكَلَّمْ وَلْيُشِرْ بِيَدِهٖ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک ایسے شخص کے پاس گزرے جو نماز میں مصروف تھا آپ نے اسے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف لوٹے اور فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو نماز کی حالت میں سلام کیا جائے وہ گفتگو نہ کرے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ کے اشارے سے جواب دے ف۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُصَلِّيْ اَنْ يَّرُدَّ السَّلَامَ عَلٰى اِذَا سُلِّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنْ فَعَلَ فَسَدَتْ صَلٰوتُهٗ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اسی روایت سے ہم نے دلیل اخذ کرتے ہیں جب ایک شخص امام کے ساتھ نماز ادا کرے تو وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو

ف السلام علیکم کہنا مسلمانوں کا امتیازی نشان ہے لیکن حالت نماز، وضو، تلاوتِ قرآن، ورد و وظائف، درود و سلام، دینی گفتگو، علومِ اسلامیہ کی تدریس اور کھانا کھاتے وقت سلام کہنا ممنوع ہے اگر ان مواقع پر کسی نے سلام کہہ دیا تو جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

وَلَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیْہِ وَھُوَ یُصَلِّیْ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ ۔

اور اگر دو شخص امام کے ساتھ نماز ادا کریں تو وہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۵۱۔ بَابُ الصَّلٰوۃِ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ

بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھنے کا بیان

۱۷۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَۃَ الدُّؤَلِیِّ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ مَالِکِ بْنِ الْخُثَیْمِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ قَالَ اَحْسِنْ اِلٰی غَنَمِکَ وَ اَطِبْ مُرَاحَھَا وَصَلِّ فِیْ نَاحِیَتِھَا فَاِنَّھَا مِنْ دَوَآبِّ الْجَنَّۃِ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِھٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوۃِ فِیْ مُرَاحِ الْغَنَمِ وَاِنْ کَانَ فِیْہِ اَبْوَالُھَا وَبَعْرُھَا مَا اُکِلَتْ لَحْمُھَا فَلَا بَاْسَ بِبَوْلِھَا ۔

حضرت حمید بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنی بکریوں سے اچھا سلوک کرو ان کے بیٹھنے کی جگہ صاف ستھری رکھا کرو اور اس کے ایک کونے میں نماز پڑھ لیا کرو اس لیے کہ وہ جنت کے جانوروں میں سے ہیں ۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں خواہ اس جگہ ان کی مینگنیاں اور بول و براز ہو۔ اس لیے جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

ف مطلب یہ ہے کہ جس حویلی میں بکریاں وغیرہ بیٹھتی ہوں وہاں ایک صاف کونے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے یا جس جگہ پر بکریوں نے پیشاب، مینگنیاں کی ہیں خشک ہو جانے کے بعد وہ جگہ صاف کر کے پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ آفتاب کی حرارت کے نتیجے میں پیشاب والی جگہ خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے وہاں بلا کراہت نماز جائز ہے البتہ وہاں سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے ۔

۵۲- بَابُ الصَّلٰوةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا

سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت نماز پڑھنے کا بیان

۱۸۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص آفتاب کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کے وقت نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کرے۔ ف

۱۸۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ زَايَلَهَا ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا ثُمَّ اِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا ثُمَّ اِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا فَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا قَالَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ تِلْكَ السَّاعَاتِ۔

حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سورج شیطان کے سینگ کے ساتھ طلوع ہوتا ہے جب سورج بلند ہوتا ہے تو وہ دور ہو جاتا ہے جب سورج نصف النہار پر آتا ہے پھر شیطان کے ساتھ مل جاتا ہے۔ نصف النہار کے بعد سورج پھر اس سے جدا ہو جاتا ہے پھر جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے شیطان اس کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اور جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو اس سے جدا ہو جاتا ہے راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

ف اوقات ثلثہ یعنی طلوعِ آفتاب، نصف النہار اور غروب آفتاب کے وقت نماز ادا کرنا یا سجدۂ تلاوت کرنا مکروہ ہے کیونکہ ان اوقات میں شیطان اپنے سینگ کو سورج سے ملا دیتا ہے جس سے اسکی عبادت کرنیکی مشابہت لازم آتی ہے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے ایسے ہی فجر اور عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنا منع ہے البتہ فوت شدہ نماز پڑھی جا سکتی ہے ان اوقات میں نمازِ جنازہ پڑھنا بھی مکروہ ہے ہاں اگر میت کی تجہیز و تکفین کی تکمیل ہی ان اوقات میں ہوئی تو نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔ غروب آفتاب کے وقت اسی دن کی عصر ادا کی جا سکتی ہے (الہدایہ)

۱۸۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ دِیْنَارٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَقُوْلُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَطْلُعُ قَرْنَاهُ مَعَ طُلُوْعِهَا وَیَغْرُبَانِ مَعَ غُرُوْبِهَا وَكَانَ یَضْرِبُ النَّاسَ عَنْ تِلْكَ الصَّلٰوةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے تم طلوع آفتاب کے وقت اور اس کے غروب کے وقت نماز نہ پڑھو اس لیے شیطان طلوعِ آفتاب کے وقت اپنے سینگوں کو ظاہر کرتا ہے اور اس کے غروب کے وقت وہ اپنے سینگوں کو غروب کرتا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان اوقات میں نماز پڑھنے والوں کو سزا دیا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ وَیَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَیْرُهٗ عِنْدَنَا فِیْ ذٰلِكَ سَوَآءٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰہُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ان تمام روایات سے ہم یہ دلیل اخذ کرتے ہیں اور ہمارے نزدیک خواہ جمعہ کا دن ہو یا دوسرا مساوی ہیں اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۵۳- بَابُ الصَّلٰوةِ فِیْ شِدَّةِ الْحَرِّ

شدید گرمی کے وقت نماز پڑھنے کا بیان

۱۸۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ مَوْلَی الْاَسْوَدِ بْنِ سُفْیَانَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ اَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ اِلٰی رَبِّهَا عَزَّ وَجَلَّ فَاَذِنَ لَهَا فِیْ كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَیْنِ

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شدید گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو اس گرمی کی شدت جہنم کی گرمی کے سبب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم نے اللہ تعالیٰ حضور شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہر سا دو سانس لینے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس سردی کے موسم میں اور دو

نَفَسٍ فِي الشِّتَآءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا نَأْخُذُ نُبْرِدُ بِصَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الصَّيْفِ وَنُصَلِّي فِي الشِّتَآءِ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

موسم گرما میں ۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :۔ اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں گرمیوں کے موسم میں ہم نماز ظہر ٹھنڈا کر کے پڑھتے ہیں اور موسم سرما میں زوالِ شمس کے بعد پڑھتے ہیں اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۵۴۔ بَابُ الرَّجُلِ يَنْسِى الصَّلٰوةَ اَوْ تَفُوْتُهٗ عَنْ وَقْتِهَا

نماز بھول جانے کا بیان

۱۸۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ خَيْبَرَ اَسْرٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اِكْلَأْ لَنَا الصُّبْحَ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ وَكَلَأَ بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اسْتَنَدَ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ وَهُوَ مُقَابِلُ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْهُ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر سے واپس ہوئے تو رات کے وقت عازمِ سفر ہوئے یہاں تک کہ جب رات کا آخری سفری حصّہ ہوا تو آپ ایک مقام پر رُکے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ صبح کی نماز کے وقت ہمیں جگا دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سو گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ

ف امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک موسمِ گرما میں نمازِ ظہر تاخیر سے اور موسمِ سرما میں تعجیل سے پڑھنا افضل ہے ان کی اس مسئلہ میں یہ حدیث مبارکہ دلیل ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابردوا بالظھر ایک اور روایت میں آتا ہے کہ مؤذن کئی بار اجازت کے قصد سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اسے "ابرد" تو ٹھنڈا کر فرماتے رہے۔ موسم گرما میں ظہر کی نماز تاخیر سے اور ٹھنڈا کر کے پڑھنے کی توجیہہ بھی اس حدیث میں مذکور ہے یعنی گرمی دراصل جہنم کے گرم سانس کا نتیجہ ہے۔

عَيْنَاهُ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَّلَا اَحَدٌ مِّنَ الرَّكْبِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِيْ اَخَذَ بِنَفْسِكَ قَالَ اقْتَادُوْا فَبَعَثُوْا رَوَاحِلَهُمْ فَاقْتَادُوْهَا شَيْئًا ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ ثُمَّ قَالَ حِيْنَ قَضَى الصَّلٰوةَ مَنْ نَّسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۔

جس وقت اللہ تعالیٰ نے چاہا بیدار ہوئے پھر وہ اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر صبح کا انتظار کرنے لگے حتیٰ کہ ان پر نیند نے غلبہ حاصل کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت بلال اور دوسرے سواروں میں سے کوئی بیدار نہ ہوا حتیٰ کہ طلوعِ آفتاب کی شعاعیں ان پر پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے بیدار ہوئے اور فرمایا اے بلال! حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے بھی آپ لوگوں کی طرح نیند آ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم کوچ کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے کجاوے کس لیے اور کچھ مقدار میں سفر کیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان واقامت کہنے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نمازِ صبح پڑھائی۔ نماز مکمل کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو نماز بھول جائے جب اسے یاد آ جائے وہ پڑھ لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے یاد کرنے کے لیے تم نماز قائم کرو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ اِلَّا اَنْ يَّذْكُرَهَا فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل کرتے ہیں ۔ سوائے ان اوقات کے

ف اس سے مندرجہ ذیل مسائل معلوم ہوئے [۱] اوقاتِ ثلاثہ یعنی طلوعِ آفتاب، نصف النہار اور غروب آفتاب کے علاوہ کسی بھی وقت میں فوت شدہ نماز یاد آ جانے پر فوراً پڑھ لینی چاہیے کیونکہ نمازِ عصر اور فجر کے بعد بھی قضا نماز پڑھی جا سکتی ہے [۲] سونے والے مقام کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منحوس تصور کرتے ہوئے فوراً کوچ کر نکلنے کا حکم فرمایا تھا [۳] چند افراد کی نماز قضا ہو جائے تو وہ اقامت کہہ کر جماعت سے ادا کر سکتے ہیں۔

سَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَتَبْيَضَّ وَنِصْفَ النَّهَارِ حَتّٰى تَزُوْلَ وَحِيْنَ تَحْمَرَّ الشَّمْسُ حَتّٰى تَغِيْبَ اِلَّا عَصْرَ يَوْمِهٖ فَاِنَّهٗ يُصَلِّيْهَا وَاِنِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ

جن میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یعنی طلوعِ آفتاب کے وقت حتیٰ کہ وہ بلند ہو جائے نصف النہار کے وقت حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج زرد ہو جائے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے سوائے اس دن کے عصر کی نماز کے کیونکہ نمازِ عصر پڑھی جائے گی خواہ آفتاب زردی پکڑ چکا ہو اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

۱۸۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَّعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ وَّعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا وَمَنْ اَدْرَكَهَا مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے طلوعِ آفتاب سے قبل ایک رکعت پالی گویا اس نے وہ نماز پالی اور جس شخص نے غروبِ آفتاب سے قبل ایک رکعت پالی گویا اس نے مکمل نماز پالی ۔ف

⁂ ⁂ ⁂

ف مَنْ اَدْرَكَ یعنی غروبِ آفتاب سے قبل کسی نے ایک رکعت پڑھ لی اور باقی رکعات غروب کے وقت میں تو نماز بلا کراہت درست ہو گئی ۔ کیونکہ اس کی ابتداء بھی ناقص وقت میں ہوئی اور تکمیل بھی ناقص وقت میں لیکن عادتاً ایسی غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے ۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ دوسری نمازوں کی بہ نسبت نمازِ عصر کی تاکید بھی زیادہ وارد ہوئی ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے کہ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۔ اگر طلوعِ آفتاب سے قبل کسی نے ایک رکعت پڑھ لی اور دوسری عین طلوع کے وقت تو احناف کے نزدیک نماز نہیں ہو گی ۔ بلکہ دوبارہ پڑھنا ہو گی ۔ کیونکہ نمازِ فجر کامل وقت میں شروع ہوئی تھی اور ناقص وقت میں مکمل ہو رہی ہے اس لیے یہ فاسد ہو جائے گی ۔ پھر دوبارہ پڑھنا ہو گی ۔

⁂ ⁂ ⁂

۵۵۔ بَابُ الصَّلٰوةِ فِی اللَّیْلَةِ الْمُمْطِرَةِ وَفَضْلِ الْجَمَاعَةِ

بارش کی رات نماز اور جماعت کی فضیلت کا بیان

۱۸۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ نَادٰی بِالصَّلٰوةِ فِیْ سَفَرٍ فِیْ لَیْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِیْحٍ ثُمَّ قَالَ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتَ مَطَرٍ یَقُوْلُ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شدید سرد اور ٹھنڈی ہوا والی رات میں سفر کے دوران اذان کہی پھر یوں اعلان کیا اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ اے لوگو! تم اپنی اپنی رہائش گاہ میں نماز پڑھ لو پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھنڈی اور بارش والی رات مؤذن کو یوں اعلان کرنے کا حکم فرماتے اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ خبردار لوگو! تم اپنی اپنی رہائش گاہ میں نماز ادا کر لو۔ ف

ف جمہور فقہاء کے نزدیک بارش یا آندھی وغیرہ کے وقت گھر میں نماز ادا کرنا جائز ہے اگر کوئی مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کا عادی ہے تو مذکورہ رکاوٹ کے باعث گھر میں نماز ادا کرنے کے باوجود اسے مسجد اور جماعت کا ثواب مل جائے گا اگر آندھی یا بارش کے باوجود مسجد میں جا کر نماز ادا کرتا ہے تو وہ عزیمت پر عمل کرتا ہے اور وہ بہت زیادہ اجر و ثواب کا حق دار ہوگا۔

نماز باجماعت ادا کرنے کے مسئلہ میں آئمہ کا اختلاف پایا جاتا ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جماعت فرض عین ہے ان کی دلیل وہ مشہور حدیث ہے جس میں تارکین جماعت کے گھر جلانے کا ذکر ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز باجماعت فرض کفایہ ہے یعنی ایک محلہ یا گاؤں کے چند افراد باجماعت نماز پڑھ لیں تو سب کے سب بری الذمہ ہو جائیں گے ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں بیان کیا گیا کہ کسی مقام یا گاؤں میں چند افراد ہوں اور وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو وہ شیطان سے مرعوب و مغلوب ہونے کے نتیجہ میں ایسا کرتے ہیں امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے ان دونوں کی دلیل وہ روایت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سنن ہدی کی تعلیم دی (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا حَسَنٌ وَّهٰذَا رُخْصَةٌ وَالصَّلٰوةُ فِي الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ بہتر اور رُخصت ہے اور نماز با جماعت پڑھنا افضل ہے۔

۱۸۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اِنَّ اَفْضَلَ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِلَّا صَلٰوةَ الْجَمَاعَةِ۔

حضرت بسر بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہترین نماز وہ ہے جو تم گھروں میں پڑھتے ہو سوائے جماعت کی نماز کے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَكُلٌّ حَسَنٌ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور سب طریقے صحیح ہیں۔

۱۸۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهٗ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: با جماعت نماز پڑھنے سے اکیلے نماز پڑھنے کی بہ نسبت ستائیس درجے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۴ سے آگے) ان میں سے ایک با جماعت نماز ادا کرنا ہے اکیلے نماز پڑھنے کی بہ نسبت جماعت سے پڑھنے کے باعث ستائیس نمازوں کا زائد ثواب ملتا ہے۔ جماعت کے سلسلے میں قرآنِ مجید میں ان الفاظ کے ساتھ تاکید کی گئی ہے وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ یعنی تم با جماعت نماز ادا کرو۔

مذکورہ مسئلہ تو فرض نماز کے بارے میں تھا۔ سنن اور نوافل نماز گھر میں ادا کرنا سنتِ رسول ہے اس مسئلہ کی تائید و تاکید میں وہ حدیث پیش کی جا سکتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ گھر میں نوافل وغیرہ ادا کرنے سے دو فوائد حاصل ہوں گے ایک تو یہ کہ گھر میں نزولِ برکاتِ الٰہی کا سبب ہوگا اور دوسرا یہ کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنت پر عمل ہو جائے گا۔

۵۶۔ بَابُ قَصْرِ الصَّلٰوۃِ فِی السَّفَرِ

سفر میں قصر نماز پڑھنے کا بیان

۱۸۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِی السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فَزِيْدَ فِیْ صَلٰوةِ الْحَضَرِ وَ اُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا : سفر اور حضر میں (شروع شروع میں) دو دو رکعت نماز فرض کی گئی پھر حضر کی نماز میں اضافہ کیا گیا اور سفر کی نماز باقی رکھی گئی ۔ ف

ف قصر الصلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ شرعی جواز کی بناء پر نماز میں کمی کر کے ادا کرنا ، یعنی چار رکعت والے فرائض کو دو رکعت میں تبدیل کر دینا۔ قصر صرف چار رکعت والے فرائض یعنی ظہر، عصر اور عشاء میں ہوسکتی ہے نوافل اور سنن میں قصر کرنا درست نہیں۔ قصر مسافت میں آئمہ کا اختلاف پایا جاتا ہے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک مسافت قصر دو دن کی مسافت ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسافت قصر تین دن کی مسافت ہے امام صاحب کی دلیل یہ حدیث پاک ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی کہ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ امْرَأَةٌ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنے محرم کے بغیر تین دن کا سفر نہ کرے۔ تین دن کے سفر کی مسافت ۵۴ میل یا ستاون میل (۵۷) بنتی ہے اور اعشاری نظام کے لحاظ سے ۸۲/۲۶۸ کلومیٹر بنتی ہے امام شافعی ، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک کسی مقام میں مسافر چار دن تک قیام کرنے کا قصد کرے گا تو مسافر متصوّر ہوگا اور وہ قصر نماز ادا کرے گا اگر چار ایام سے زائد قیام کا قصد کرے گا تو وہ مقیم بن جائے گا اور مکمل نماز ادا کرے گا ۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر مسافر پندرہ دن یا زائد دنوں کے قیام کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ مقیم بن جائے گا اور مکمل نماز ادا کرے گا ۔

آئمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک جب مسافت شرعی کے قصد سے شہر یا محلہ یا گاؤں کی حدود سے نکل جائے تو قصر شروع کر دے گا جب تک محلہ یا گاؤں میں داخل حدود نہ ہوگا قصر کرتا رہے گا۔ قصر چونکہ انعام باری تعالیٰ ہے لہذا اس کا تارک گناہ گار ہوگا ۔

۱۹۰- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ قَصَرَ الصَّلٰوةَ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب خیبر کی طرف نکلتے تو نماز میں قصر کرتے۔

۱۹۱- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا قَصَرَ الصَّلٰوةَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حج یا عمرہ کے قصد سے نکلتے تو ذی الحلیفہ میں نماز قصر ادا فرماتے۔

۱۹۲- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى رِيمٍ فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيْرِهِ ذٰلِكَ۔

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مقام ریم کی طرف نکلتے تو اپنے اس سفر میں قصر نماز ادا فرماتے

۱۹۳- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ الْبَرِيْدَ فَلَا يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ "برید" کا سفر کرتے تو نمازِ قصر نہ پڑھتے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ إِذَا خَرَجَ الْمُسَافِرُ أَتَمَّ الصَّلٰوةَ إِلَّا أَنْ يُرِيْدَ مَسِيْرَةَ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ كَوَامِلَ بِسَيْرِ الْإِبِلِ وَمَشْيِ الْأَقْدَامِ فَإِذَا أَرَادَ ذٰلِكَ قَصَرَ الصَّلٰوةَ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مِصْرِهٖ وَيَجْعَلُ الْبُيُوْتَ خَلْفَ ظَهْرِهٖ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب مسافر (اپنے گھر سے) نکلے تو مکمل نماز ادا کرے گا مگر جب کہ مکمل تین دن کا سفر ہو جو اونٹ یا پیدل چلنے کا ہو جب مسافر اپنے سفر کا قصد کرے اور گھر سے نکل پڑے اور گھر پس پُشت ہو جائیں تو قصر نماز پڑھے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

۵۷- بَابُ الْمُسَافِرِ يَدْخُلُ الْمِصْرَ أَوْ غَيْرَهُ مَتٰى يُتِمُّ الصَّلٰوةَ

مسافر شہر وغیرہ میں داخل ہو کر کب مکمل نماز پڑھے گا

۱۹۴- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ اُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ مَالَمْ اُجْمِعْ مُكْثًا وَّاِنْ حَبَسَنِيْ ذٰلِكَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً ۔

کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میں مسافر کی نماز پڑھتا ہوں گا جب تک میں مقیم ہونے کا قصد نہ کرلوں خواہ اسی تردّد میں مجھے بارہ دن گزر جائیں ۔ ف

۱۹۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ يَا اَهْلَ مَكَّةَ اَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ ۔

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب سرزمینِ مکہ میں تشریف لاتے تو وہ لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھاتے پھر اہلِ مکہ کو فرماتے : تم اپنی نماز مکمل کرلو بیشک ہم مسافر لوگ ہیں ۔

۱۹۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُقِيْمُ بِمَكَّةَ عَشْرًا فَيَقْصُرُ الصَّلٰوةَ اِلَّا اَنْ يَشْهَدَ الصَّلٰوةَ مَعَ النَّاسِ فَيُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهِمْ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں دس دن تک قیام پذیر رہتے تو نماز قصر ادا کرتے مگر جب لوگوں میں شامل ہوکر نماز ادا کرتے تو مکمل نماز ادا فرماتے ۔

۱۹۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَنَّهُ سَاَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْمُسَافِرِ اِذَا كَانَ لَا يَدْرِيْ مَتٰى يَخْرُجُ يَقُوْلُ اَخْرُجُ الْيَوْمَ بَلْ اَخْرُجُ غَدًا بَلِ السَّاعَةَ فَكَانَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَاْتِيَ عَلَيْهِ لَيَالٍ كَثِيْرَةٌ يَقْصُرُ اَمْ مَا يَصْنَعُ

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایسے مسافر کے بارے میں سوال کیا جسے (شہر سے) نکلنے کا تردّد ہو وہ کہتا ہے میں آج نکلوں گا یا کل نکلوں گا ایسے بہت سے دن گزر گئے کیا وہ قصر کرے گا ؟

ف مسافر خواہ کسی شہر یا گاؤں میں داخل ہوجائے جب تک پندرہ دن یا پندرہ دنوں سے زائد کے قیام کی نیت نہیں کریگا نماز قصر پڑھے گا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چار دن یا اس سے زائد دنوں کے قیام کی نیت کی تو مسافر مقیم بن جائے گا اور مکمل نماز ادا کرے گا اگر مسافر امامت کرائے تو وہ نماز کے آغاز میں لوگوں کو بتادے کہ ہم لوگ مسافر ہیں اس لیے قصر کریں گے اور تم اپنی باقی ماندہ نماز مکمل کرلینا اگر مسافر مقتدی کی حیثیت سے نماز ادا کرے گا تو مکمل پڑھے گا تاکہ امام کی مخالفت لازم نہ آئے جو جائز نہیں ہے ۔

قَالَ يَقْصُرُ وَإِنْ تَمَادٰى بِهٖ ذٰلِكَ شَهْرًا۔

یا مکمل نماز پڑھے گا؟ انھوں نے جواب دیا: وہ قصر کرے گا خواہ ایسے ایک مہینہ بھی گزر جائے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ نَرٰى قَصْرَ الصَّلٰوةِ إِذَا دَخَلَ الْمُسَافِرُ مِصْرًا مِّنَ الْاَمْصَارِ وَإِنْ عَزَمَ عَلَى الْمُقَامِ إِلَّا أَنْ يَعْزِمَ عَلَى الْمُقَامِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَصَاعِدًا فَإِذَا عَزَمَ عَلٰى ذٰلِكَ أَتَمَّ الصَّلٰوةَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب کوئی مسافر کسی شہر میں داخل ہو جائے جب تک وہ پندرہ دن یا زائد مدت کے قیام کا قصد نہ کرے وہ قصر پڑھتا رہے گا۔ جب اس نے پندرہ دن یا زائد کے قیام کا قصد کر لیا تو مکمل نماز ادا کرے گا۔

۱۹۸- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَطَاءٌ نِ الْخُرَاسَانِيُّ قَالَ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مَنْ أَجْمَعَ عَلٰى إِقَامَةِ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ فَلْيُتِمَّ الصَّلٰوةَ۔

حضرت عطاء الخراسانی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے چار دن قیام کا قصد کیا وہ مکمل نماز ادا کرے گا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَسْنَا نَأْخُذُ بِهٰذَا يَقْصُرُ الْمُسَافِرُ حَتّٰى يُجْمِعَ عَلٰى إِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم عمل پیرا ہونے کے لیے اس روایت سے دلیل اخذ نہیں کرتے مسافر جب تک پندرہ دن قیام کا قصد نہ کرلے قصر کرتا رہے گا اور یہی حضرت عبداللہ بن عمر سعید بن جبیر اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔

۱۹۹- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ الْإِمَامِ أَرْبَعًا وَإِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ رَكْعَتَيْنِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے تو (حالتِ سفر) چار رکعت پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ إِذَا كَانَ الْإِمَامُ مُقِيْمًا وَالرَّجُلُ مُسَافِرًا وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں جب امام مقیم اور مقتدی مسافر ہو اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ کا قول ہے۔

۵۸۔ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِی الصَّلٰوةِ فِی السَّفَرِ

سفری نماز میں قراءت کا بیان

۲۰۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْرَأُ فِي السَّفَرِ فِي الصُّبْحِ بِالْعَشْرِ السُّوَرِ مِنْ اَوَّلِ الْمُفَصَّلِ يُرَدِّدُهُنَّ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سُوْرَةً۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں صبح کی نماز میں اوّل مفصّل کی دس سورتوں میں سے ہر رکعت میں ایک سورت پڑھتے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ يُقْرَأُ فِي الْفَجْرِ فِي السَّفَرِ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَنَحْوُهُمَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حالتِ سفر صبح کی نماز میں وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ اور وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ اور ان کی مثل کوئی سورت پڑھی جائے گی۔

۵۹۔ بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِی السَّفَرِ وَالْمَطَرِ

سفر اور بارش کی صورت میں دو نمازوں کے جمع کرنے کا بیان

۲۰۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت

ف قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی جہاں سے بھی تمھیں قرآن آسان معلوم ہو سے پڑھ لو، مطلب یہ ہے کہ مسافر ہو یا مقیم ہو فجر کی نماز ہو یا کوئی اور نماز ہو جہاں سے چاہیں قرآن پڑھ سکتے ہیں ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں معوذتین یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھا کرتے تھے اگر کسی نے سفر کی حالت میں وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ اور وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وغیرہ سورتیں پڑھیں تو جائز ہے۔

اَبْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَجَلَ بِہِ السَّیْرُ جَمَعَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ۔

عبداللہ بن عمر نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر جلدی شروع کرنے کا قصد فرماتے تو نماز مغرب اور عشاء کو جمع فرما لیتے ۔ ف

۲۰۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حِیْنَ جَمَعَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ فِی السَّفَرِ سَارَ حَتّٰی غَابَ الشَّفَقُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں جب نمازِ مغرب اور عشاء کو جمع کرتے سفر میں مصروف رہتے حتیٰ کہ شفق غروب ہو جاتی ۔

۲۰۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا دَاؤُدُ بْنُ الْحُصَیْنِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ اَخْبَرَہٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْمَعُ بَیْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِیْ سَفَرِہٖ اِلٰی تَبُوْكَ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ہرمز رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر تبوک میں نمازِ ظہر اور عصر کو جمع فرما لیا کرتے تھے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَالْجَمْعُ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ اَنْ تُؤَخَّرَ الْاُوْلٰی مِنْهُمَا فَتُصَلّٰی فِیْ اٰخِرِ وَقْتِهَا وَتُعَجَّلَ الثَّانِیَۃُ فَتُصَلّٰی فِیْ اَوَّلِ وَقْتِهَا وَقَدْ بَلَغَنَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ صَلَّی الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَخَّرَ الصَّلٰوۃَ قَبْلَ اَنْ یَّغِیْبَ الشَّفَقُ خِلَافَ مَا رَوٰی مَالِكٌ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں دونوں نمازوں کو جمع کرنے کی صورت یوں ہوگی پہلی نماز کو مؤخر کر کے اس کے آخری وقت میں ادا کیا جائے اور دوسری نماز کو جلدی کر کے اس کے اول وقت میں پڑھا جائے ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ مغرب کو آخری وقت میں شفق کے غروب ہونے سے قبل ادا کیا حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت اس کے برعکس ہے ۔

ف جن روایات سے ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا ذکر ہے اس سے مراد جمع حقیقی نہیں بلکہ جمع صوری ہے یعنی ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں ادا کیا اور دوسری کو اس کے اول وقت میں ادا کیا تو اس طرح ہر دو نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا ہوئیں تو یہ جائز ہے ورنہ ایام حج کے علاوہ ایک وقت میں دو نمازیں جمع کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ كَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا کہ نماز اپنے مقررہ وقت پر فرض ہوئی تو ہر نماز کو اس کے مسنون اور مستحب وقت میں ادا کرنا چاہیے علاوہ ازیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط بھی اس مسئلہ کی تائید کرتا ہے ۔

۲۰۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا جَمَعَ الْاُمَرَآءُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ جَمَعَ مَعَهُمْ فِى الْمَطَرِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب امراء اسلام بارش کے موقعہ پر دونوں نمازوں کو جمع کرتے تو وہ بھی ان کے ساتھ دونوں نمازوں کو جمع کر لیتے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَسْنَا نَاْخُذُ بِهٰذَا لَا نَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِىْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ اِلَّا الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ بِعَرَفَةَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِمُزْدَلِفَةَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم عمل پیرا ہونے کے لیے اس روایت سے دلیل اخذ نہیں کرتے دو نمازوں کو جمع کرنا درست نہیں ہے سوائے ظہر اور عصر کی نماز میدانِ عرفات میں اور مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں جمع کرنے کے ۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بَلَغَنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ كَتَبَ فِى الْاٰفَاقِ يَنْهَاهُمْ اَنْ يَّجْمَعُوْا بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ وَيُخْبِرُهُمْ اَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِىْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ كَبِيْرَةٌ مِّنَ الْكَبَآئِرِ اَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ الثِّقَاتُ عَنِ الْعَلَآءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُوْلٍ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی سلطنت کے کونے کونے میں خطوط ارسال فرمائے جن کے ذریعے آپ نے لوگوں کو دو نمازیں جمع کرنے سے منع فرمایا اور لوگوں کو خبردار کیا کہ ایک وقت میں دو نمازوں کا جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے اور یہ روایت ہمیں علاء بن حارث اور مکحول ایسے ثقہ راویوں کے ذریعے پہنچی ہے ۔

۶۰ - بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الدَّآبَّةِ فِى السَّفَرِ

حالتِ سفر چارپائے پر نماز پڑھنے کا بیان

۲۰۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ سفر سواری کا منہ جس طرف

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فِي السَّفَرِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ۔

۲۰۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْبَكْرِ ابْنِ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ سَعِيْدًا اَخْبَرَهٗ اِنَّهٗ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِيْ سَفَرٍ فَكُنْتُ اَسِيْرُ مَعَهٗ وَاَتَحَدَّثُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا خَشِيْتُ اَنْ يَّطْلُعَ الْفَجْرُ تَخَلَّفْتُ فَنَزَلْتُ فَاَوْتَرْتُ ثُمَّ رَكِبْتُ فَلَحِقْتُهٗ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَزَلْتُ فَاَوْتَرْتُ وَخَشِيْتُ اَنْ اُصْبِحَ فَقَالَ اَلَيْسَ لَكَ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَقُلْتُ لَا وَاللهِ قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ

ہوتا اس پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا کر لیا کرتے تھے۔ ف

حضرت ابوبکر بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے میں ان (حضرت عبداللہ بن عمر) کے ساتھ چل رہا تھا اور گفتگو کر رہا تھا حتیٰ کہ مجھے خوف لاحق ہوا کہ فجر طلوع ہو جائے گی میں ان کے پیچھے ہو گیا اور ایک مقام پر اترا اور نماز وتر پڑھی اور سوار ہو کر ان (حضرت عبداللہ) سے مل گیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کہاں گئے تھے؟ میں نے جواب دیا اے ابوعبدالرحمٰن! میں سواری سے اترا اور وتر پڑھے کیونکہ مجھے صبح طلوع ہونے کا اندیشہ ہوا تھا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کیا تمہارے لیے

ف سواری (جانور) پر سفر کی حالت میں نماز ادا کرنا جائز ہے نماز سے مراد سنت اور نوافل ہے باقی وتر اور فرائض کا سواری پر پڑھنا درست نہیں ہے۔ نوافل کی ادائیگی کے وقت سواری کا منہ قبلہ کی طرف ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ جس طرف سفر مقصود ہو اس کی طرف منہ کر کے خواہ قبلہ رُخ نہ بھی ہو درست ہے اگر سواری شوخ ہو کہ وہ دوبارہ سوار نہیں ہونے دے گی یا اس کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہو تو عذر کی بناء پر فرض نماز اور وتر بھی سواری پر ادا کرنا جائز ہے ورنہ نہیں کشتی پر نماز جائز ہے لیکن ابتداء کے وقت یعنی نماز شروع کرنے وقت منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے بعد میں پانی کے الٹ پلٹ نے کشتی کا رُخ قبلہ سے بدل ڈالا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ گاڑی پر نماز ادا کرنا درست نہیں ہے گاڑی کو کشتی پر قیاس نہیں کر سکتے کیونکہ کشتی کا تعلق زمین سے نہیں بلکہ پانی سے ہوتا ہے اگر کشتی کنارے پر کھڑی ہے تو اس سے اتر کر کنارے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ہو گی چونکہ گاڑی کا تعلق زمین کے ساتھ ہے اور یہ ہر سٹیشن پر رکتی بھی ہے اس لیے اتر کر نماز ادا کرنا ہو گا اگر نیچے اتر کر نماز ادا کرنے کا موقعہ نہ مل سکے تو وقتی طور پر قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کر لے بعد میں اس کا اعادہ کر لے (بہار شریعت)

عَلَى الْبَعِيْرِ۔

۲۰۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ سَفَرٍ يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارِهٖ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ اِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ اِيْمَاءً بِرَاْسِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَضَعَ وَجْهَهٗ عَلٰى شَيْءٍ۔

۲۰۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمْ يُصَلِّ مَعَ صَلٰوةِ الْفَرِيْضَةِ فِي السَّفَرِ التَّطَوُّعَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا اِلَّا مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَاِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ نَازِلًا عَلَى الْاَرْضِ وَعَلٰى بَعِيْرِهٖ اَيْنَمَا تَوَجَّهَ بِهٖ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَاْسَ بِاَنْ يُصَلِّيَ الْمُسَافِرُ عَلٰى دَآبَّتِهٖ تَطَوُّعًا اِيْمَاءً حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ يَجْعَلُ السُّجُوْدَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَاَمَّا الْوِتْرُ وَالْمَكْتُوْبَةُ فَاِنَّهُمَا تُصَلَّيَانِ عَلَى الْاَرْضِ وَبِذٰلِكَ جَآءَتِ الْاٰثَارُ۔

۲۰۹- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ اَيْنَمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ فَاِذَا كَانَتِ الْفَرِيْضَةُ وَالْوِتْرُ نَزَلَ فَصَلّٰى۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ نمونہ عمل نہیں ہے؟ میں نے جواب دیا کیوں نہیں قسم بخدا! نمونہ عمل ہے انھوں (حضرت عبداللہ بن عمر) نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر نمازِ وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

حضرت یحیٰی بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اپنے گدھے پر سوار ہوکر ایک سفر میں نماز پڑھ رہے ہیں جبکہ سواری کا منہ قبلہ شریف کی طرف نہیں تھا اور آپ رکوع اور سجود اپنے سر کے اشارے سے کرتے تھے اور اپنا چہرہ کسی چیز پر نہیں رکھتے تھے۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں فرض نماز کے ساتھ نفلی نماز نہیں پڑھتے تھے فرضی نماز سے قبل اور نہ اس کے بعد میں سوائے رات کی نماز (وتر و نفل) کے۔ کبھی اسے سواری سے اُتر کر پڑھ لیتے اور کبھی سواری پر اور سواری کا منہ جس طرف بھی ہوتا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مسافر نفلی نماز سواری پر ادا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں سواری کا منہ جس طرف بھی ہو سجدے میں رکوع کی نسبت زیادہ جھکے لیکن وتر اور فرضی نماز زمین پر پڑھی جائے اور اس سلسلے میں بہت سے آثار آئے ہیں۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نفلی نماز اپنی سواری پر ادا فرماتے اور سواری کا منہ جس طرف بھی ہوتا لیکن وتر اور فرض اتر کر زمین

ادا فرماتے ۔

۲۱۰۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَزِيْدُ عَلَى الْمَكْتُوْبَةِ فِي السَّفَرِ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ لَا يُصَلِّيْ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَ يُحْيِي اللَّيْلَ عَلٰى ظَهْرِ الْبَعِيْرِ اَيْنَمَا كَانَ وَجْهُهٗ، وَيَنْزِلُ قُبَيْلَ الْفَجْرِ فَيُوْتِرُ بِالْاَرْضِ فَاِذَا قَامَ لَيْلَةً فِيْ مَنْزِلٍ اَحْيَى اللَّيْلَ ۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حالتِ سفر میں دو رکعت سے زائد فرض نہ پڑھتے ان سے قبل نفلی نماز کا اضافہ فرماتے اور نہ اس کے بعد بلکہ تمام رات سواری میں نوافل پڑھنے میں گزار دیتے خواہ سواری کا منہ کس طرف بھی ہوتا رات کے آخری حصے میں تھوڑی دیر کے لیے زمین پر اترتے تو وتر پڑھتے اگر آپ رات کے وقت کسی مقام پر قیام فرماتے تو تمام رات نوافل میں گزار دیتے ۔

۲۱۱۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَحِبْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ كُلَّهَا عَلٰى بَعِيْرِهٖ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ وَيُوْمِيْ بِرَاْسِهٖ اِيْمَاءً وَيَجْعَلُ السُّجُوْدَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ وَالْوَتْرَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَنْزِلُ لَهُمَا فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ يُوْمِيْ بِرَاْسِهٖ وَيَجْعَلُ السُّجُوْدَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ ۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ سے لے کر مدینہ طیبہ تک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا وہ اپنی سواری پر مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے تمام نمازیں ادا کرتے رہے ۔ رکوع اور سجود اپنے سر کے اشارے کے ساتھ ادا کرتے تھے اور سجدے کے لیے رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھکتے تھے البتہ وتر اور فرض سواری سے اتر کر ادا کرتے تھے میں نے ان سے اس بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی نماز ادا کرتے تھے اور اپنے سر کے اشارے سے رکوع اور سجود ادا فرماتے اور سجود کے لیے رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھکتے

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ وَلَا يَضَعُ جَبْهَتَهٗ، وَلٰكِنْ يُشِيْرُ لِلرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ بِرَاْسِهٖ فَاِذَا نَزَلَ اَوْتَرَ ۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہما اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی سواری کی پشت پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے سواری کا منہ جس طرف بھی ہوتا اور اپنی پیشانی کسی چیز پر نہیں رکھتے تھے لیکن رکوع اور سجود اپنے سر کے اشارے سے کرتے تھے اور

وتر سواری سے اتر کر ادا کرتے ۔

۲۱۳- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ الضَّبِّيِّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ تَطَوُّعًا يُوْمِيْ اِيْمَآءً وَّيَقْرَأُ السَّجْدَةَ فَيُوْمِيْ وَيَنْزِلُ لِلْمَكْتُوْبَةِ وَالْوِتْرِ۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر نفلی نماز پڑھ لیا کرتے سواری کا منہ خواہ کس طرف بھی ہوتا اور نماز اشارے سے ادا فرماتے اور جب سجدہ پڑھتے تو اشارے سے سجدہ ادا کر لیتے وتر اور فرض ادا کرنے کے لیے سواری سے اُتر پڑتے ۔

۲۱۴- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ اَيْنَمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ صَلَّى التَّطَوُّعَ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوْتِرَ نَزَلَ فَاَوْتَرَ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سواری کا منہ خواہ کس طرف بھی ہوتا تو آپ نفلی نماز اپنی سواری پر پڑھ لیا کرتے اور جب وتر ادا کرنے ہوتے تو سواری سے اتر کر ادا کرتے ۔

۶۱- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّيْ فَيَذْكُرُ اَنَّ عَلَيْهِ صَلٰوةً فَآئِتَةً

نماز کی ادائیگی کی حالت میں فوت شدہ نماز یاد آجانیکا بیان

۲۱۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ نَّسِيَ صَلٰوةً مِّنْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يَذْكُرْهَا اِلَّا وَهُوَ مَعَ الْاِمَامِ فَاِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ فَلْيُصَلِّ صَلَاتَهُ الَّتِيْ نَسِيَ ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدَهَا الصَّلٰوةَ الْاُخْرٰى۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے جس شخص کو فوت شدہ نماز امام کی اقتداء میں پڑھتے ہوئے یاد آجائے جب امام سلام پھیرے وہ پہلے اپنی فوت شدہ نماز ادا کرے بعد میں باقی ماندہ نماز ادا کرے ف

ف نمازوں میں ترتیب ضروری ہے اگر کسی کے ذمہ فوت شدہ نماز ہے تو جب تک اسے ادا نہ کیا جائے آگے والی نماز کا پڑھنا جائز نہیں ہوگا اگر کوئی شخص جماعت سے نماز ادا کر رہا ہو اور اسی دوران اُسے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاخُذُ اِلَّا فِي خَصْلَةٍ وَّاحِدَةٍ اِذَا ذَكَرَهَا وَهُوَ فِي صَلٰوةٍ فِي اٰخِرِ وَقْتِهَا يَخَافُ اِنْ بَدَأَ بِالْاُوْلٰى اَنْ يَّخْرُجَ وَقْتُ هٰذِهِ الثَّانِيَةِ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَهَا فَلْيَبْدَأْ بِهٰذِهِ الثَّانِيَةِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ يُصَلِّي الْاُوْلٰى بَعْدَ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں سوائے ایک صورت کے وہ یہ ہے کہ کسی ایسے وقت میں فوت شدہ نماز یاد آجائے اگر فوت شدہ پڑھے گا تو وقتی نماز تنگی وقت کے باعث فوت ہو جائے گی تو اس سلسلے میں حکم یہ ہے کہ وہ وقتی نماز پڑھ لے اور فوت شدہ نماز بعد میں پڑھ لے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت سعید بن مسیب رحمہما اللہ کا قول ہے۔

۶۲- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ فِيْ بَيْتِهِ ثُمَّ يُدْرِكُ الصَّلٰوةَ

نماز پڑھ لینے کے بعد دوبارہ جماعت کیساتھ پڑھنے کا بیان

۲۱۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ يُقَالُ لَهٗ بُسْرُ بْنُ مِحْجَنٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ رَسُوْلُ

حضرت بسر رضی اللہ عنہ اپنے والد محجن کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ (محجن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے نماز کے لیے اذان کہی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جبکہ ایک شخص (محجن) اپنی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۶ کا) فوت شدہ نماز یاد آگئی تو وہ جماعت سے فراغت کے بعد پہلے فوت شدہ نماز پڑھے پھر باقی ماندہ ادا کرے گا۔ تین چیزوں سے ترتیب باطل ہو جاتی ہے ۱۔ نسیان یعنی بھول جانے سے یعنی پہلی فوت شدہ نماز یاد نہیں تو دوسری نماز پڑھ لی تو دوسری نماز جائز ہو جائے گی ۲۔ تنگی وقت یعنی اگر سابقہ فوت شدہ نماز ادا کرے گا تو وقتی نماز فوت ہو جائے گی تو ترتیب باطل ہو جائے گی پہلے وقتی نماز ادا کی جائے گی اور بعد میں دوسری فوت شدہ نماز۔ ۳۔ کہ فوت شدہ نمازوں کی تعداد چھ یا زائد ہو جائے اگر کسی نے وقتی نماز ادا کر لی ہے پھر فوت شدہ نماز یاد آگئی تو فوت شدہ نماز کی ادائیگی کے بعد اگر وقت باقی ہے تو وقتی نماز کا اعادہ کیا جائے گا (الہدایہ)

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَالرَّجُلُ فِیْ مَجْلِسِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّیَ مَعَ النَّاسِ اَلَسْتَ رَجُلًا مُسْلِمًا قَالَ بَلٰی وَلٰکِنِّیْ قَدْ کُنْتُ صَلَّیْتُ فِیْ اَھْلِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَ اِنْ کُنْتَ قَدْ صَلَّیْتَ۔

جگہ پر بیٹھا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ کیوں نہیں؟ لیکن میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم (مسجد میں) آجاؤ تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھا کرو خواہ تم نے گھر میں نماز پڑھ لی ہو۔ ف

۲۱۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃَ الْمَغْرِبِ اَوِ الصُّبْحِ ثُمَّ اَدْرَکَھُمَا فَلَا یُعِیْدُ لَھُمَا غَیْرَ مَا قَدْ صَلَّاھُمَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: جس شخص نے مغرب یا صبح کی نماز پڑھ لی ہو اور پھر انھیں جماعت کے ساتھ پائے تو دوبارہ ان کا اعادہ نہ کرے۔

۲۱۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَفِیْفُ بْنُ عَمْرٍو السَّھْمِیُّ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ اَسَدٍ اَنَّہٗ سَاَلَ اَبَا اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ فَقَالَ اِنِّیْ اُصَلِّیْ ثُمَّ اٰتِی الْمَسْجِدَ فَاَجِدُ الْاِمَامَ یُصَلِّیْ اَفَاُصَلِّیْ مَعَہٗ قَالَ نَعَمْ صَلِّ مَعَہٗ وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلَہٗ مِثْلُ سَھْمِ جَمْعٍ اَوْ سَھْمِ جَمْعٍ۔

حضرت عفیف بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قبیلہ بنی اسد سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ میں نماز پڑھ چکا تھا پھر میں مسجد میں آؤں جبکہ امام لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہو کیا میں دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا ہاں تم امام کے ساتھ نماز پڑھو جس شخص نے ایسا کیا اسے جماعت کی مثل ثواب ملے گا یا

ف اگر کوئی شخص انفرادی طور پر نماز ادا کر چکا ہو پھر اسے جماعت مل جائے تو وہ جماعت میں شامل ہو سکتا ہے شمولیت کی صورت میں یہ جماعت سے دوبارہ پڑھی جانے والی نماز نفل ہو جائے گی۔ فرض کی ادائیگی کے بعد دو نمازوں کی جماعت میں شمولیت کی جا سکتی ہے ایک نمازِ ظہر ہے دوسری نمازِ عشاء ہے باقی تینوں عصر، مغرب اور فجر میں شمولیت درست نہیں ہوگی عصر کی نماز میں اس لیے کہ عصر کی نماز کے بعد نوافل ادا کرنا درست نہیں ہے مغرب کی نماز میں شمولیت اس لیے جائز نہیں کہ اس کی تین رکعت ہیں اور نوافل تین رکعت نہیں ہو سکتے اور فجر کی نماز میں اس لیے شمولیت درست نہیں کہ فجر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنا جائز نہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاخُذُ وَنَاخُذُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ اَيْضًا اَنْ لَّا تُعِيْدَ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ لِاَنَّ الْمَغْرِبَ وَتْرٌ فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ تُصَلَّى التَّطَوُّعُ وَتْرًا وَلَا صَلٰوةَ تَطَوُّعٍ بَعْدَ الصُّبْحِ وَكَذٰلِكَ الْعَصْرُ عِنْدَنَا وَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

جماعت کا ثواب ملے گا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت اور حضرت عبداللہ بن عمر کے قول سے دلیل اخذ کرتے ہیں وہ یہ کہ نمازِ مغرب اور صبح کی نماز امام کے ساتھ دوبارہ نہ پڑھی جائے۔ مغرب کی اس لیے کہ وہ تین رکعت ہے اور نوافل تین رکعت نہیں ہو سکتے۔

اور صبح کی اس لیے کہ صبح کی نماز کے بعد نوافل نہیں ہوتے اور ایسے ہی ہمارے نزدیک نمازِ عصر کیونکہ وہ نمازِ مغرب اور نمازِ صبح کے قائم مقام ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۶۳- بَابُ الرَّجُلِ تَحْضُرُهُ الصَّلٰوةُ وَالطَّعَامُ بِاَيِّهِمَا يَبْدَأُ

نماز کے وقت کھانا حاضر ہو تو پہلے کیا کیا جائے؟ کا بیان

۲۱۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يُقَرَّبُ اِلَيْهِ الطَّعَامُ فَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَا يَعْجَلُ عَنْ طَعَامِهٖ حَتّٰى يَقْضِيَ مِنْهُ حَاجَتَهٗ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا تو وہ اپنے گھر میں امام کی قراءت کی آواز سنتے تو وہ کھانا کھانے میں عجلت سے کام نہ لیتے حتیٰ کہ اس سے اپنی ضرورت پوری کر لیتے ف۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا نَرٰى بِهٰذَا بَاْسًا وَنُحِبُّ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس میں

ف اگر کھانا تیار ہو اور نماز کا وقت بھی ہو چکا ہو تو پہلے کھانا کھایا جائے گا پھر نماز پڑھی جائے گی اگر کھانا ترک کر کے نماز میں مصروف ہو جائے تو یہ کراہت سے خالی نہیں ہو گا کیونکہ نماز میں نمازی کی توجہ کھانے کی طرف مائل رہے گی اور یکسوئی حاصل نہیں ہو گی۔

اَنْ تَرَ نَتَوَخَّ تِلْكَ السَّاعَةَ ۔

کوئی حرج نہیں سمجھتے اور ہم اس وقت کھانے کیلیے رکنے کو اچھا نہیں سمجھتے ۔

۶۴۔ فَضْلِ الْعَصْرِ وَالصَّلٰوةِ بَعْدِ الْعَصْرِ

نمازِ عصر کی فضیلت اور اس کے بعد نماز پڑھنے کا بیان

۲۲۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيْدَ اَنَّهُ رَاٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَضْرِبُ الْمُنْكَدِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا صَلٰوةَ تَطَوُّعٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نمازِ عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے پر منکدر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ رہے تھے ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم یہی اخذ کرتے ہیں کہ نمازِ عصر کے بعد نفلی نماز جائز نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

ف نمازِ عصر کا ذکر قرآن پاک میں خصوصیت سے کیا گیا ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى یعنی تم نمازوں پر حفاظت کرو بالخصوص صلوٰۃ وسطیٰ یعنی نمازِ عصر کی۔ ایک حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ نمازِ مغرب اور نمازِ عصر کے وقت فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کیسا پایا؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز میں تھے اور جب ہم ان کے پاس سے آئے تو اس وقت بھی نماز میں مصروف تھے۔
اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نمازِ فجر اور نمازِ عصر پڑھی تو اسے اللہ تعالیٰ کبھی دوزخ میں داخل نہیں کرے گا (مسلم شریف)
نمازِ عصر کے بعد نوافل ادا کرنا جائز نہیں ہے البتہ فوت شدہ نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں کیونکہ فوت شدہ نماز اوقاتِ ثلاثہ یعنی غروبِ آفتاب طلوعِ آفتاب اور نصف النہار کے علاوہ جب بھی پڑھی جائے جائز ہے ۔

۲۲۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَالَّذِي يَفُوتُهُ الْعَصْرُ كَانَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص کی نمازِ عصر فوت ہوگئی گویا اس کے اہلِ خانہ اور مال و متاع سب کچھ تباہ ہو گیا ہو۔

۶۵- بَابُ وَقْتِ الْجُمُعَةِ وَمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيْبِ وَالدِّهَانِ

نمازِ جمعہ کے وقت، خوشبو اور تیل کے استعمال کے استحباب کا بیان

۲۲۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي عَمِّي اَبُوْسُهَيْلِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ اَرٰى طِنْفِسَةً لِعَقِيْلِ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تُطْرَحُ اِلٰى جِدَارِ الْمَسْجِدِ الْغَرْبِيِّ فَاِذَا غَشِيَ الطِّنْفِسَةَ كُلَّهَا ظِلُّ الْجِدَارِ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلَى الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَقِيْلُ قَائِلَةَ الضَّحَاءِ۔

حضرت ابوسہیل بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے والد (مالک) کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی کی مغربی دیوار کے پاس جمعۃ المبارک کے دن حضرت عقیل بن ابی طالب کے لیے ایک بوریا بچھا ہوا دیکھا کرتا تھا جب دیوار کا سایہ بوریے پر مکمل طور پر چھا جاتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نمازِ جمعۃ المبارک ادا کرنے کیلیے برآمد ہوتے پھر ہم واپس پلٹتے تو چاشت کے بدلے قیلولہ کرتے۔ (ف)

۲۲۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرُوْحُ اِلَى الْجُمُعَةِ اِلَّا وَهُوَ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نمازِ جمعہ کے لیے خوشبو اور تیل

ف نمازِ جمعہ کا وقت:۔ چونکہ نمازِ جمعہ نمازِ ظہر کا خلیفہ ہے اس کا وقت بھی نمازِ ظہر والا ہے۔ نمازِ ظہر کا وقت زوال کے بعد سے لے کر سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے تک باقی رہتا ہے اس وقت کے دوران نمازِ جمعہ ادا کی جاسکتی ہے۔ گرمیوں کے موسم میں تاخیر سے پڑھنا اور موسمِ سرما میں تعجیل سے پڑھنا مسنون ہے۔ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے وقت نئے کپڑے پہننا یا دُھلے ہوئے کپڑے استعمال کرنا، تیل لگانا، سرمہ لگانا، خوشبو لگانا، غسل کرنا اور اوّل وقت میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے آنا مسنون ہے۔

مُدَّهَنٍ مُتَطَيِّبٌ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مُحْرِمًا ۔

استعمال کیے بغیر نہ جاتے مگر جب کہ آپ حالتِ احرام میں ہوتے ۔

۲۲۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ وَالنِّدَاءُ الثَّالِثُ الَّذِيْ زِيْدَ هُوَ النِّدَاءُ الْاَوَّلُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نمازِ جمعہ کی تیسری اذان کا اضافہ فرمایا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : ان تمام روایات سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور تیسری اذان جس کا اضافہ کیا گیا وہ پہلی اذان ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۶۶۔ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ وَمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الصَّمْتِ

نمازِ جمعہ میں قراءت اور خاموشی کے استحباب کا بیان

۲۲۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الْمَازِنِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ اَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَاَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ مَاذَا كَانَ يَقْرَاُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَثَرِ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَاُ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے نعمان بن بشیر سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن سورۃ جمعہ کے بعد کیا پڑھتے تھے؟ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھا کرتے تھے ۔

ف نمازِ جمعہ میں سورۃ فاتحہ کے بعد جو بھی سورۃ امام پڑھے گا درست ہے لیکن ایک رکعت میں مسنون یہ ہے کہ سورہ جمعہ کی آخری آیات کی قراءت کرے کیونکہ ان آیات میں نمازِ جمعہ کے متعلق مضمون بیان کیا گیا ہے اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھی جائے ۔
نمازِ جمعہ کے لیے اوّل وقت میں مسجد میں جانا باعثِ اجر و ثواب ہے مسجد میں پہنچنے کے بعد نوافل ورد وظائف (جاری ہے)

٢٢٦- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ ثَعْلَبَةَ ابْنِ اَبِيْ مَالِكٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا زَمَانَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُصَلُّوْنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَخْرُجَ عُمَرُ فَاِذَا خَرَجَ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَعْلَبَةُ جَلَسْنَا نَتَحَدَّثُ فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ وَقَامَ عُمَرُ سَكَتْنَا فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ مِّنَّا۔

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب تک آپ نمازِ جمعہ کے خطبہ کے لیے تشریف نہ لاتے لوگ نماز (نفل) میں مصروف رہتے جب آپ تشریف لاتے اور منبر پر جلوہ فرما ہوتے تو مؤذن اذان کہتا۔ حضرت ثعلبہ نے فرمایا ہم (علمی و فقہی) گفتگو میں محو رہتے حتیٰ کہ جب مؤذن خاموشی اختیار کر لیتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے تو ہم خاموشی اختیار کر لیتے اور کوئی شخص بھی ہم میں سے بات چیت نہ کرتا۔

٢٢٧- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ خُرُوْجُهٗ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَكَلَامُهٗ يَقْطَعُ الْكَلَامَ۔

حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ امام کا خروج نماز کو موقوف کرتا ہے اور خطبہ کی ابتداء گفتگو کو موقوف کر دیتی ہے۔

٢٢٨- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو النَّضْرِ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ قَلَّمَا يَدَعُ ذٰلِكَ اِذَا خَطَبَ اِذَا قَامَ الْاِمَامُ فَاسْتَمِعُوْا وَاَنْصِتُوْا فَاِنَّ لِلْمُنْصِتِ الَّذِيْ لَا يَسْمَعُ مِنَ الْحَظِّ مِثْلَ مَا لِلسَّامِعِ الْمُنْصِتِ۔

حضرت مالک بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ عام طور پر اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے: جب امام خطبہ کے لیے کھڑا ہو تو تم سنو اور خاموشی اختیار کرو کیونکہ ایسا خاموش رہنے والا جو آواز نہ سن رہا ہو کو بھی آواز سن کر خاموشی اختیار کرنے والے کی مثل ثواب ملتا ہے۔

٢٢٩- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ فَقَدْ لَغَوْتَ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اپنے کسی ساتھی کو امام کے خطبہ کے دوران خاموش رہنے کے بارے کہنا بھی بیہودہ ولغو گفتگو کا حصہ ہوگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ١٥٢ کا) اور درود و سلام پڑھنے میں مصروف رہنا چاہیے خطبہ جمعہ فرض ہے اس لیے اسے نہایت خاموشی اور توجہ سے سنا جائے دخول مسجد کے بعد بالعموم اور دورانِ خطبہ بالخصوص خاموشی اختیار کرنا چاہیے کیونکہ یہ بھی نماز کا ایک حصہ ہے۔

۲۳۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَاٰى فِيْ قَمِيْصِهٖ دَمًا وَالْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَنَزَعَ قَمِيْصَهٗ فَوَضَعَهٗ -

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ اپنے والد (قاسم بن محمد) کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے (قاسم بن محمد) نے اپنی قمیص پر خون کا دھبہ اس وقت دیکھا جبکہ امام منبر پر خُطبہ جمعہ دے رہا تھا۔ انھوں (قاسم بن محمد) نے اپنی قمیص اُتار کر رکھ دی۔

۶۷- بَابُ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ وَاَمْرِ الْخُطْبَةِ

عیدین کی نماز اور خُطبہ کے حکم کا بیان

۲۳۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِى الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ فَقَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْاٰخَرُ يَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ مِنْ لُحُوْمِ نُسُكِكُمْ قَالَ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِىْ يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيْدَانِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْ اَهْلِ الْعَالِيَةِ اَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّرْجِعَ فَلْيَرْجِعْ فَقَدْ اَذِنْتُ لَهٗ فَقَالَ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ -

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوعبید نے فرمایا: میں امیرالمومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز میں شریک ہوا آپ نمازِ عید سے فارغ ہو کر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ان دو دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ عید الفطر کا دن تمھارے لیے روزے موقوف کرنے کا دن ہے اور دوسرا ایسا دن ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو انھوں نے کہا میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازِ عید میں شریک ہوا جب انھوں نے نمازِ عید سے فراغت حاصل کی، خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا تمھارے لیے آج کے دن دو عیدیں جمع کر دی گئی ہیں دیہاتوں میں رہنے والوں میں سے کوئی شخص اگر جمعہ کا انتظار کو پسند کرتا ہے تو وہ انتظار کرے اور اگر واپس پلٹنا چاہتا ہے تو پلٹ سکتا ہے بیشک میں نے اس

اجازت دے دی ہے راوی کا بیان ہے کہ پھر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازِ عید میں شریک ہوا جس دقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھیراؤ کیا گیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب نمازِ عید سے فراغت حاصل کی تو خطبہ ارشاد فرمایا۔ ف

۲۳۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن

ف عید کا لفظ عود سے بنا ہے جس کا معنی ہے "بار بار آنا" چونکہ عید کا دن بھی سال بعد بار بار آتا ہے اس لیے اسے "عید" کہا جاتا ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں لوگوں کو ملاحظہ فرمایا کہ انھوں نے سال میں دو دن ایسے متعین کر رکھے ہیں کہ ان میں کھیل وکود کا مظاہرہ کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وہ دو دن چھوڑ کر دو دن یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ اپنانے کی تعلیم دی۔ عید الفطر رمضان المبارک کے روزے مکمل کرنے کے شکرانے میں منائی جاتی ہے اور عید الاضحیٰ سُنّتِ ابراہیمی کے شکرانے میں منائی جاتی ہے۔ عید الفطر یکم شوال اور عید الاضحیٰ ذی الحجہ کی دس تاریخ کو منائی جاتی ہے عید کی دو رکعت ہیں نمازِ عید واجب ہے یہ نماز ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر نمازِ جمعہ فرض ہے۔ نمازِ عید کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد سے لے کر زوال کا وقت شروع ہونے تک ہے۔ عیدین کے دن نمازِ عید سے قبل یہ امور مسنون ہیں، غسل کرنا، صبح کی نماز محلّہ کی مسجد میں ادا کرنا نئے کپڑے یا دُھلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا تیل لگانا، سرمہ لگانا، نمازِ عید ادا کرنے سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا، نماز کے لیے عید گاہ میں جلدی آنا، عید الفطر کے دن نماز سے قبل کوئی میٹھی چیز استعمال کرنا، نمازِ عید الفطر کے دن آہستہ تکبیریں کہتے ہوئے مسجد کی طرف جانا اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر مسجد کی طرف آتے وقت بلند آواز سے تکبیریں کہنا۔

نمازِ عید کا طریقہ کار یوں ہے کہ سب سے پہلے نیت باندھ کر کھڑا ہو جائے ثناء پڑھے پھر تین زائد تکبیریں کہی جائیں ہر تکبیر پر رفع یدین کیا جائے تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیے جائیں بعد میں مقتدی خاموش رہے گا امام سُورۃ فاتحہ اور کوئی سُورۃ پڑھے گا رکوع وسجود کے بعد حسبِ معمول دوسری رکعت پڑھی جائے البتہ رکوع جانے سے قبل تین زائد تکبیریں کہی جائیں گی باقی نماز حسبِ معمول ادا کی جائے گی نماز کے اختتام پر امام لوگوں کو دو خُطبے دے گا جو نمازِ عید کی اہمیت وفضیلت اور دیگر امور پر مشتمل ہوں۔

يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَذُكِرَ اَنَّ اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانَ يَصْنَعَانِ ذٰلِكَ۔

خطبہ سے پہلے نمازِ عید پڑھ لیتے۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی ایسے کیا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ وَ اِنَّمَا رَخَّصَ عُثْمَانُ فِي الْجُمُعَةِ لِاَهْلِ الْعَالِيَةِ لِاَنَّهُمْ لَيْسُوْا مِنْ اَهْلِ الْمِصْرِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان تمام روایات سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جمعہ کے سلسلے میں دیہاتی لوگوں کو اس لیے رخصت دی تھی وہ شہری باشندے نہیں تھے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۶۸۔ بَابُ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ قَبْلَ الْعِيْدِ اَوْ بَعْدَهٗ

نمازِ عید سے پہلے اور بعد نوافل پڑھنے کا بیان

۲۳۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ لَا يُصَلِّيْ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَا بَعْدَهَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عید الفطر کے دن نمازِ عید سے پہلے نوافل پڑھتے تھے اور نہ اس کے بعد ف

۲۳۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ اَنْ يَّغْدُوَ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد (قاسم بن محمد) کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ (قاسم بن محمد) ... سے قبل چار رکعت نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا صَلٰوةَ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِيْدِ فَاَمَّا بَعْدَهَا فَاِنْ شِئْتَ صَلَّيْتَ وَاِنْ شِئْتَ لَمْ تُصَلِّ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نمازِ عید سے پہلے کوئی نماز نہیں اور اس کے بعد اگر تم چاہو تو نماز پڑھو اور اگر چاہو تو نہ پڑھو اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ...

ف عیدین کے دن طلوعِ آفتاب کے بعد اور نمازِ عید سے قبل گھر میں یا عید گاہ میں نوافل ادا کرنا ممنوع و مکروہ ہے نماز... کے بعد عید گاہ میں نوافل ادا کرنا مکروہ ہے لیکن گھر میں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں

قول ہے۔

۶۹- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِیْ صَلٰوةِ الْعِیْدَیْنِ

عیدین کی نماز میں قراءت کا بیان

۲۳۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ سَعِیْدِ الْمَازِنِیُّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاَلَ اَبَا وَاقِدِ اللَّیْثِیَّ مَاذَا كَانَ یَقْرَاُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْاَضْحٰی وَالْفِطْرِ قَالَ كَانَ یَقْرَاُ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ میں کن سورتوں کی قراءت کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ "قٓ" اور سورۃ "قمر" کی قراءت فرماتے ف

۷۰- بَابُ التَّكْبِیْرِ فِی الْعِیْدَیْنِ

عیدین کی تکبیروں کا بیان

۲۳۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ قَالَ شَهِدْتُ الْاَضْحٰی وَالْفِطْرَ مَعَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَكَبَّرَ فِی الْاُوْلٰی سَبْعَ تَكْبِیْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِی الْاٰخِرَةِ بِخَمْسِ تَكْبِیْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوا انھوں (حضرت ابو ہریرہ) نے پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور

ف عیدین کی دو رکعت ہیں۔ حسب معمول ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد کوئی بھی سورت پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ قرآن پاک میں فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کا حکم عام ہے البتہ پہلی رکعت میں سورت قٓ اور دوسری رکعت میں سورہ قمر پڑھنا سنت ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي التَّكْبِيْرِ فِي الْعِيْدَيْنِ وَاَخَذْتُ بِهٖ فَهُوَ حَسَنٌ وَاَفْضَلُ ذٰلِكَ عِنْدَنَا مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ عِيْدٍ تِسْعًا خَمْسًا وَاَرْبَعًا فِيْهِنَّ تَكْبِيْرَةُ الْاِفْتِتَاحِ وَتَكْبِيْرَتَا الرُّكُوْعِ وَيُوَالِيْ بَيْنَ الْقِرَاءَتَيْنِ وَيُؤَخِّرُهَا فِي الْاُوْلٰى وَيُقَدِّمُهَا فِي الثَّانِيَةِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

دوسری رکعت میں بھی قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عیدین کی نماز میں تکبیروں کے سلسلے میں لوگوں کا اختلاف پایا جاتا ہے جو طریقہ بھی تم اختیار کرو وہ اچھا ہے اور ہمارے ہاں بہترین طریقہ وہ ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نماز عید میں کل نو تکبیریں کہا کرتے تھے پانچ تکبیریں پہلی رکعت میں مع تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر کے اور قرأت کے متصل، پہلی رکعت میں تکبیروں کے بعد قرأت کرتے اور دوسری رکعت میں قرأت تکبیروں سے مقدم کرتے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

ف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہی جائیں گی اور دوسری میں پانچ۔ یہ حدیث امام شافعی کی دلیل ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلی رکعت میں تین تکبیریں ثناء کے بعد اور تین ہی دوسری رکعت میں قرأت کے بعد کہی جائیں گی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ حدیث ہے کہ عن سعید بن العاص قال سالت ابا موسیٰ وحذیفۃ کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الاضحٰی والفطر؟ فقال ابوموسیٰ کان یکبر اربعًا تکبیرۃ علی الجنائز (مشکوٰۃ ص ۱۲۶ مجتبائی دہلی)
ترجمہ: حضرت سعید بن عاص کا بیان ہے کہ میں نے ابوموسیٰ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الاضحیٰ اور نماز عید الفطر میں کتنی تکبیریں پڑھا کرتے تھے؟ تو ابوموسیٰ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں جنازوں پہ پڑھا کرتے تھے۔
یعنی ہر رکعت میں چار تکبیریں پہلی رکعت میں ایک تکبیر تحریمہ کی اور تین زائدہ اور دوسری میں ایک تکبیر رکوع کی اور تین زائدہ ہوتی تھیں۔

۷۱- بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَمَا فِيْهِ مِنَ الْفَضْلِ

رمضان کے مہینے میں نماز تراویح اور اسکی فضیلت کا بیان

۲۳۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ كَثُرُوْا مِنَ الْقَابِلَةِ ثُمَّ اجْتَمَعُوا اللَّيْلَةَ الثَّالِثَةَ اَوِالرَّابِعَةَ فَكَثُرُوْا فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْ قَدْ صَنَعْتُمُ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ اِلَّا اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يُّفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ۔

حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی۔ پھر آئندہ رات بہت زیادہ شامل ہوئے پھر تیسری یا چوتھی رات مزید کثرت سے لوگ آئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف نہ لائے جب صبح ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا بے شک میں نے وہ سارا کچھ دیکھ لیا جو تم نے گزشتہ رات کیا میں تمھارے پاس صرف اس خوف سے نہیں آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور یہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔ ف

ف معلوم ہوا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تشریف لا کر صرف تین بار نمازِ تراویح ادا فرمائی۔ بعد میں فرضیت کے خوف سے آپ مسجد میں تشریف نہیں لائے اس سے مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کا ہر عمل بارگاہِ ایزدی میں اتنا پسندیدہ ہے کہ اسی پسندیدگی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ فرض فرما دیتا ہے حج وغیرہ کے تمام ارکان مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کے اعمال کا انتخاب کیا گیا ہے۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز تراویح کی تعداد ۲۰ ہے ان کی دلیل وہ مشہور حدیث ہے جسے حضرت یزید بن رومان نے بیان کیا ہے کہ "كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان ثلاث وعشرين ركعة" (موطا امام مالک) یعنی حضرت عمر کے زمانہ میں لوگ تئیس رکعت نماز پڑھا کرتے تھے تین رکعت وتر اور بیس رکعت نماز تراویح۔

دورِ رسالت اور دورِ صدیقی میں نماز تراویح با جماعت نہیں پڑھی جاتی تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (جاری ہے)

۲۳۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلٰثًا قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ عَيْنَايَ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ -

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان کے مہینے میں کیسی تھی؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں صرف گیارہ رکعت کا اضافہ فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت پڑھتے تم ان کی عمدگی اور طول کے بارے نہ پوچھو پھر آپ چار رکعت ادا فرماتے ان کی خوبصورتی اور طول کے بارے نہ پوچھو پھر آپ تین رکعت ادا فرماتے۔ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر ادا کرنے سے قبل سو جاتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۹) اس کا اہتمام کیا اور یہ سلسلہ آج تک مسلمانوں میں جاری ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نمازِ تراویح میں نمازیوں کو دیکھ کر ان الفاظ کے ساتھ خوشی کا اظہار فرمایا "نعم البدعۃ ھٰذہٖ" یعنی یہ بدعت بہت اچھی ہے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ ہر بدعت کو گمراہی قرار دینا جہالت ہے۔
نماز تراویح کا نام، باجماعت اہتمام، وقت کا انتخاب اور رکعات کی تعداد کا تعین وغیرہ ایسے امور ہیں جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے اخذ کیے گئے ہیں علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین۔ یعنی تمھارے لیے میرا طریقہ اور خلفائے راشدین کا طریقہ بہترین عمل ہے۔
نمازِ تراویح کی فضیلت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے واضح ہو جاتی ہے "من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه" یعنی جس شخص نے ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر رکعت کے بدلے اللہ تعالیٰ رمضان کی برکت و عظمت کے باعث ایک فرض کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے کیونکہ روایات سے ثابت ہے کہ رمضان کا مہینہ شروع ہوتے ہی مسلمان کے ثواب میں اضافہ کر دیا جاتا ہے فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر اور نفل کا ثواب فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۳۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُرَغِّبُ النَّاسَ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَ بِعَزِیْمَۃٍ فَیَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَتُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ کَانَ الْاَمْرُ فِیْ خِلَافَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیام رمضان (نماز تراویح) کی ترغیب دیتے لیکن زور دے کر نہ کہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور ابن شہاب نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے لیکن یہ طریقہ آج بھی موجود ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں بھی یہی سلسلہ جاری رہا۔

۲۴۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ اَنَّہٗ خَرَجَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَیْلَۃً فِیْ رَمَضَانَ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ یُصَلِّی الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ بِصَلَاتِہِ الرَّھْطُ فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَظُنُّنِیْ لَوْ جَمَعْتُ ھٰؤُلَآءِ عَلٰی قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَکَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَھُمْ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَہٗ لَیْلَۃً اُخْرٰی وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوۃِ قَارِئِھِمْ فَقَالَ نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ وَالَّتِیْ یَنَامُوْنَ عَنْھَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِیْ یَقُوْمُوْنَ فِیْھَا یُرِیْدُ اٰخِرَ اللَّیْلِ وَکَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ اَوَّلَہٗ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبد القاری رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں نکلے اس وقت لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے ایک آدمی کہیں کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہے اور چند آدمی کہیں کھڑے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم بخدا! میں گمان کرتا ہوں کہ اگر تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیا تو کتنا اچھا ہو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عمل کا پختہ قصد فرمایا اور لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر رمضان کی ایک دوسری رات میں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا لوگ اس وقت اپنے قاری (حضرت ابی بن کعب) کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ان کو دیکھ کر) فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَنْ يُّصَلِّیَ النَّاسُ تَطَوُّعًا بِاِمَامٍ لِاَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ اَجْمَعُوْا عَلٰى ذٰلِكَ وَرَاَوْهُ حَسَنًا وَقَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبِيْحًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ قَبِيْحٌ -

جس نماز سے لوگ غفلت کی نیند سو جاتے ہیں وہ اس سے افضل ہے جسے وہ ابتداءً قائم کرتے ہیں۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ان تمام روایات سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کے مہینے میں لوگ نفلی نماز باجماعت ادا کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے اور مسلمان اسے اچھا تصور کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے اور جس کو لوگ برا تصور کریں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بری ہوتی ہے۔

۷۲- بَابُ الْقُنُوْتِ فِی الْفَجْرِ

صبح کی نماز میں دعاءِ قنوت پڑھنے کا بیان

۲۴۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَقْنُتُ فِی الصُّبْحِ -

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صبح کی نماز میں دعا قنوت نہیں پڑھتے تھے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے

ف حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف رمضان کے مہینے میں فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھی جائے گی لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام مالکی وتروں کی آخری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھی جائے گی اگر دعائے قنوت بھول کر چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز مکمل ہو جائیگی اگر اسے عمداً چھوڑ دیا تو نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ ۔

ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۴۳- بَابُ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فِی الْجَمَاعَۃِ وَاَمْرِ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ

صبح کی نماز باجماعت پڑھنے اور فجر کی دو سنتوں کی فضیلت کا بیان

۲۴۲- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِہَابٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ سُلَیْمَانَ بْنِ اَبِیْ حَثْمَۃَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَیْمَانَ بْنَ اَبِیْ حَثْمَۃَ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ وَاَنَّ عُمَرَ غَدَا اِلَی السُّوْقِ وَکَانَ مَنْزِلُ سُلَیْمَانَ بَیْنَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ فَمَرَّ عُمَرُ عَلٰی اُمِّ سُلَیْمَانَ فِی الصُّبْحِ فَقَالَتْ بَاتَ یُصَلِّیْ فَغَلَبَتْہُ عَیْنَاہُ فَقَالَ عُمَرُ لَاَنْ اَشْہَدَ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقُوْمَ لَیْلَۃً ۔

حضرت ابوبکر بن سلیمان رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن صبح کی نماز میں حضرت سلیمان بن ابی حثمہ کو نہ پایا یا صبح ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازار تشریف لے گئے اور حضرت سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کا گھر بازار اور مسجد کے درمیان تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو (ان) سے فرمایا: میں نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کو نماز صبح میں نہیں دیکھا؟ ان کی والدہ نے جواب دیا وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے تو انکو نیند آگئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رات بھر نماز پڑھنے سے صبح کی نماز میں شامل ہونا میرے نزدیک زیادہ اچھا ہے ۔ ف

ف نماز پنجگانہ میں سے ایک نماز فجر ہے اس کی فضیلت کے سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

۱- حضرت عمارہ بن رویبہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "لن یلج النار احد صلّٰی قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا" جس شخص نے عصر اور فجر کی نماز ادا کی وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

۲۴۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يُخَفِّفَانِ ۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان سے خاموشی اختیار کر لیتا اور صبح کا وقت شروع ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے قبل ہلکی سی دو رکعت پڑھ لیتے ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ صبح کی نماز سے قبل دو مختصر رکعت پڑھی جائیں ۔

۲۴۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا رَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا شَانُهُ فَقَالَ نَافِعٌ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے صبح کی دو سنت پڑھیں اور لیٹ گیا حضرت عبد اللہ بن عمر

---

۲ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من صلّی البردین دخل الجنة یعنی جس شخص نے عشاء اور فجر کی نماز پڑھی وہ جنت میں داخل ہوگا ۔

۳ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من صلّی صلوٰة الصبح فھو فی ذمة اللہ یعنی جس نے صبح کی نماز ادا کی وہ حفاظتِ ربانی میں ہو جاتا ہے ۔

۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ومن صلّی الصبح فی جماعة فکانما صلّی اللیل کلّه اور جس شخص نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی گویا اس نے تمام رات نمازیں گزاری (مشکوٰة ص ۶۲ مجتبائی دہلی)

صبح کے فرائض سے پہلے دو سنت، سنت مؤکدہ اور قریب الواجب ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہمیشہ پڑھی ہیں - ان کے پڑھنے کی فضیلت کے سلسلے میں حدیث ملاحظہ فرمائیں ۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس شخص نے ایک دن میں بارہ رکعت نماز پڑھی تو اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے وہ بارہ یہ ہیں چار ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے قبل (مشکوٰة ص ۱۰۳ مجتبائی دہلی) صبح کی سنت کسی عذر کی بناء پر چھوٹ جائیں تو طلوعِ آفتاب کے بعد اور زوال کے وقت سے قبل پڑھی جا سکتی ہیں ان سنتوں کے علاوہ اور سنتوں کی قضا نہیں ہوتی بہتر یہ ہے کہ نوافل اور سنن گھر میں پڑھی جائیں کیونکہ ہمارے رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا اسی لیے آپ نے فرمایا: تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ ۔

فَقُلْتُ يَفْصِلُ بَيْنَ صَلَاتِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَيُّ فَصْلٍ اَفْضَلُ مِنَ السَّلَامِ ۔

رضی اللہ عنہ نے اس کے لیٹنے کی وجہ دریافت فرمائی حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جواب دیا وہ اپنی نماز کے درمیان فصل کرتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: السلام علیکم کے علاوہ کون سی فصل افضل ہو سکتی ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۴۷۔ بَابُ طُوْلِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ وَمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّخْفِيْفِ

نماز میں طویل اور مختصر قراءت کرنے کا بیان

۲۴۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّهِ اُمِّ الْفَضْلِ اَنَّهَا سَمِعَتْهُ يَقْرَاُ وَالْمُرْسَلَاتِ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ اَنَّهَا لَاٰخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الْمَغْرِبِ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنی والدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے ان سے سورہ "والمرسلات" کی قراءت سنی۔ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! تمھاری اس سورت کی قراءت نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی یاد تازہ کر دی ہے کیونکہ یہ وہ آخری سورت ہے جسکی قراءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں کی ف

ف سب نمازوں میں سورت فاتحہ کے علاوہ جو بھی سورت پڑھنے کے لیے تجویز کی جائے جائز ہے لیکن مسنون یہ ہے کہ فجر اور ظہر میں طوال مفصل، عصر اور عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھی جائیں (جاری ہیں)

۲۴۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ فِي الْمَغْرِبِ -

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْعَامَّةُ عَلٰى اَنَّ الْقِرَاءَةَ تُخَفَّفُ فِي صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ يُقْرَأُ فِيْهَا بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَنَرٰى اَنَّ هٰذَا كَانَ شَيْئًا فَتُرِكَ اَوْ لَعَلَّهٗ كَانَ يُقْرَأُ بَعْضَ السُّوْرَةِ ثُمَّ يَرْكَعُ -

حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہا اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ مغرب میں سورہ "والطور" کی قرادت کرتے ہوئے سنا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عام فقہاء کا خیال ہے نماز مغرب میں مختصر قرادت کی جائے۔ نمازِ مغرب میں قصار مفصل پڑھی جائیں۔ اور ہمارا خیال ہے کہ یہ شروع شروع میں پڑھی جاتی تھیں پھر ترک کر دی گئیں شاید سورتوں کا کچھ حصہ پڑھا جاتا ہوگا پھر رکوع کیا جاتا ہوگا

۲۴۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ مختصر قرادت کرے کیونکہ لوگوں میں بیمار، کمزور اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب اکیلا پڑھے تو جتنی چاہے لمبی قرادت کر سکتا ہے۔

بقیہ حاشیہ ص ۱۶۵) سورہ حجرات سے بروج تک طوال مفصل بروج سے لم یکن الذین تک اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر قرآن تک قصار مفصل ہیں۔ وتر کی نماز میں پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ دوسری رکعت میں قل یاایہا الکفرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد پڑھنا مسنون ہے نماز جمعہ اور عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری رکعت میں ہل اتاک پڑھنا مسنون ہے۔

(بہار شریعت جلد نمبر ۴ ص ۸۱، ۸۲)

قرادت کے وقت امام کو مقتدیوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلکی پھلکی قرادت کرنے کی تاکید فرمائی ہے تاکہ بوڑھے اور کمزور مقتدیوں کے لیے پریشانی کا سبب نہ بنے ہاں اگر منفرد ہو تو اسے اختیار ہے خواہ لمبی قرادت کرے یا مختصر۔ منفرد اگر طاقت رکھتا ہو تو ایک رکعت میں پورا قرآن بھی پڑھ سکتا ہے۔ اگر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیا تو دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد الم سے شروع کیا جائے پہلی رکعت دوسری رکعت کی نسبت لمبی ہونی چاہیے الٹا قرآن پڑھنا یعنی پہلی رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھی اور دوسری میں سورۃ کوثر بھول کر ہو تو معاف ہے اور اگر عمدًا ہو تو سخت گناہ ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

٧٥۔ بَابُ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلٰوۃِ النَّهَارِ

نمازِ مغرب دن کے وتر ہیں، کا بیان

٢٢٨۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلٰوۃُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلٰوۃِ النَّهَارِ۔

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مغرب کی نماز گویا دن کی نماز کے وتر ہیں ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَیَنْبَغِیْ لِمَنْ جَعَلَ الْمَغْرِبَ وِتْرَ صَلٰوۃِ النَّهَارِ کَمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ اَنْ یَكُوْنَ وِتْرُ صَلٰوۃِ اللَّیْلِ مِثْلَهَا لَا یَفْصِلُ بَیْنَهُمَا بِتَسْلِیْمٍ کَمَا لَا یُفْصَلُ فِی الْمَغْرِبِ بِتَسْلِیْمٍ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں جس شخص کے خیال میں نمازِ مغرب دن کے وتر ہیں تو اسے چاہیے کہ جب رات کے وتر ادا کرے درمیان میں سلام کے ذریعے فصل نہ کرے جیسے دن کے وتروں یعنی مغرب کی نماز میں سلام کے ساتھ فصل نہیں کی جاتی اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

ف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی زبردست دلیل ہے۔ یعنی جس طرح مغرب کی تین رکعت کو دن کے وتر کہا جاتا ہے اور ایک رکعت کو جدا کر کے نہیں پڑھا جاتا۔ بالکل اسی طرح رات کے بھی تین وتر ہیں اور ان میں بھی فصل وجدائی نہیں ہے۔ دن اور رات کے وتروں کے درمیان صرف اتنا فرق ہے کہ رات کے وتر واجب ہیں اور دن کے وتر یعنی مغرب کی تین رکعت فرض ہیں۔

۷۶- بَابُ الْوَتْرِ

نمازِ وتر کا بیان

۲۴۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ مُرَّةَ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ قَالَ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَخْبَرْتُكَ كَيْفَ اَصْنَعُ اَنَا قَالَ اَخْبِرْنِيْ قَالَ اِذَا صَلَّيْتُ الْعِشَآءَ صَلَّيْتُ بَعْدَهَا خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ اَنَامُ فَاِنْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ صَلَّيْتُ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِنْ اَصْبَحْتُ اَصْبَحْتُ عَلٰى وَتْرٍ۔

حضرت ابومرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کس طرح پڑھتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خاموش ہوگئے۔ انھوں نے دوبارہ سوال کیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر خاموشی اختیار کرلی اور تیسری بار سوال کرنے پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں تم کو بتا دیتا ہوں کہ میں کیسے کرتا ہوں۔ ابومرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں مجھے بتائیں چنانچہ انھوں نے (حضرت ابوہریرہ) کہا: جب میں عشاء کی نماز پڑھ لیتا ہوں تو اس کے بعد میں پانچ رکعت نماز پڑھتا ہوں اور پھر سو جاتا ہوں اگر پھر رات کو بیدار ہو جاؤں تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور اگر مجھے صبح ہو جائے تو صرف وتر پڑھ لیتا۔ ف

۲۵۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ بِمَكَّةَ وَالسَّمَآءُ مُتَغَيِّمَةٌ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک رات سرزمین مکہ مکرمہ میں تھے

ف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وتر کی تین رکعات ہیں اور یہ نماز واجب ہے اس نماز کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ دوسری رکعت میں قل یاایہا الکفرون اور تیسری میں قل ہواللہ احد پڑھنا مسنون ہے ا[illegible] وقت عشاء کی نماز ہے اس کا محل نمازِ عشاء کے فرائض کے بعد سے لیکر صبح کاذب تک ہوتا ہے نماز وتر انفراد[illegible] طور پر پڑھی جاتی ہے البتہ رمضان المبارک کے مہینہ میں باجماعت پڑھی جاتی ہے جو شخص نماز تہجد کا عادی ہو تو ا[illegible] کے لیے بہتر ہے کہ نماز وتر کو صبح تک مؤخر کرے۔

فَخَشِيَ الصُّبْحَ فَاَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ فَرَاٰى عَلَيْهِ لَيْلًا فَشَفَعَ بِسَجْدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى سَجْدَتَيْنِ سَجْدَتَيْنِ فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ۔

اور آسمان ابر آلود تھا ان کو صبح ہونے کا اندیشہ ہوا تو انھوں نے ایک رکعت وتر پڑھ لیا پھر انھوں نے دیکھا کہ بادل دور ہو گئے اور رات ہونا واضح ہو گیا تو انھوں نے ایک رکعت مزید پڑھ کر اپنی نماز کو شفع بنا لیا پھر وہ دو دو رکعت نماز ادا کرتے رہے اور جب صبح ہونے کا اندیشہ ہوا تو ایک رکعت کے ساتھ وتر بنایا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بِقَوْلِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ نَاْخُذُ لَانَرٰى اَنْ يُّشْفَعَ اِلَى الْوِتْرِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلٰوةِ الْوِتْرِ وَلٰكِنَّهٗ يُصَلِّيْ بَعْدَ وِتْرِهٖ مَا اَحَبَّ وَلَا يَنْقُضُ وِتْرَهٗ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں ہماری یہ رائے ہرگز نہیں ہے کہ وتر سے فراغت کے بعد ایک رکعت ساتھ شامل کر کے شفع بنایا جائے لیکن وتر مکمل کرنے کے بعد جتنی چاہے کوئی نفلی نماز پڑھ سکتا ہے اور وتر میں کسی قسم کی کمی نہ کی جائے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

بَابُ الْوِتْرِ عَلَى الدَّآبَّةِ

سواری پر وتر پڑھنے کا بیان

۲۵۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْتَرَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ۔

حضرت سعید بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر وتر پڑھ لیتے تھے۔ ف

ف سواری پر نماز نوافل ادا کرنا جائز ہے لیکن واجبات کا وقت فرائض کی ادائیگی کے وقت کے بعد شروع ہوتا ہے نوافل وغیرہ سواری پر پڑھے جا سکتے ہیں لیکن وتروں اور فرائض کی ادائیگی کے وقت سواری سے اترنا ضروری ہے ہاں اگر سواری شوخ ہو کہ وہ اترنے کے بعد دوبارہ سوار نہیں ہونے دیگی تو سواری پر ہی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدْ جَآءَ هٰذَا الْحَدِيْثُ وَ جَآءَ غَيْرُهٗ فَاَحَبُّ اِلَيْنَا اَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ تَطَوُّعًا مَا بَدَا لَهٗ فَاِذَا بَلَغَ الْوِتْرَ نَزَلَ فَاَوْتَرَ عَلَى الْاَرْضِ وَهُوَ قَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ الْعَآمَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک تو یہ حدیث ہے اور اس کے برعکس حدیث بھی موجود ہے ہمارے نزدیک پسندیدہ عمل یہ ہے کہ نوافل جتنے بھی کوئی چاہے اپنی سواری پر پڑھ سکتا ہے اور جب وتر ادا کرنے ہوں تو سواری سے اتر کر زمین پر ادا کرے یہی عمر فاروق اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۷۸- بَابُ تَاخِيْرِ الْوِتْرِ

وتر دیر سے پڑھنے کا بیان

۲۵۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاُوْتِرُ وَاَنَا اَسْمَعُ الْاِقَامَةَ اَوْ بَعْدَ الْفَجْرِ يَشُكُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو یوں کہتے ہوئے سنا: بلاشبہ میں وتر پڑھ لیتا ہوں جبکہ اقامت (صبح کی) آواز سن رہا ہوں یا فجر کے بعد۔ عبد الرحمٰن بن قاسم کو شک ہے کہ انھوں نے ان میں سے کون سی بات کہی۔ ف

ف یہ تمام آثار ضعف پر محمول کیے جائیں گے کیونکہ ان کے مقابل حدیث صحیح موجود ہے کہ وتر کا وقت صبح صادق تک ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ مَنْ خاف اَنْ لّا یقوم من اٰخر اللیل فلیوتر اوّله ومن طمع ان یقوم اٰخرہٗ فلیوتر اٰخر اللیل فان صلوٰۃ اٰخر اللیل مشھودۃ وذٰلک افضل (مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۱ مجتبائی دہلی) جسے اس بات کا خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں بیدار نہیں ہو سکے گا تو اسے چاہیے کہ رات کے پہلے حصہ میں وتر پڑھ لے۔ (جاری ہے)

۲۵۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاُوْتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے اپنے والدِ گرامی (قاسم بن محمد) کو یوں فرماتے ہوئے سنا: بے شک میں نمازِ فجر کے بعد وتر پڑھتا ہوں

۲۵۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَا اُبَالِيْ لَوْ اُقِيْمَتِ الصُّبْحُ وَاَنَا اُوْتِرُ۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے: مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ صبح کی اقامت کہی جائے اور میں اس وتر پڑھنے میں مصروف ہوں۔

۲۵۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْكَرِيْمِ ابْنِ اَبِي الْمُخَارِقِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ رَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ لِخَادِمِهٖ اُنْظُرْ مَاذَا صَنَعَ النَّاسُ وَقَدْ ذَهَبَ بَصَرُهٗ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدِ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الصُّبْحِ فَقَامَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَوْتَرَ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے ہوتے جب بیدار ہوتے تو اپنے خادم سے فرماتے تم دیکھو کہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہو چکی تھی خادم جاتا پھر آ کر عرض کرتا بیشک لوگ صبح کی نماز سے فارغ ہو چکے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر وتر پڑھتے اور پھر صبح کی نماز ادا کرتے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۰ کا) اور جسے امید ہو کہ وہ آخری حصّہ میں بیدار ہو جائے گا اسے چاہیے کہ رات کے آخری حصّہ میں وتر پڑھے اس لیے کہ رات کے آخری حصّہ میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور افضل ہے۔ علاوہ ازیں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا عمل بھی دلیل ہے کہ نمازِ وتر کا وقت صبح صادق سے قبل تک ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معمول رات کے اوّل وقت میں وتر پڑھنے کا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کے آخری حصّہ میں وتر پڑھا کرتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تم احتیاط پر عمل پیرا ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تم اجتہاد پر عمل کرتے ہو۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ وتر رات کے اوّل وقت، وسط اور آخری حصّہ میں پڑھے جا سکتے ہیں طلوعِ فجر کے وقت میں وتر کی نماز کے فوت ہو جانے کی صورت میں پڑھی جائے گی کیونکہ وتر واجب ہیں ترتیب کے قاعدہ کے مطابق فجر کی نماز سے قبل ان کا پڑھنا ضروری ہے۔

۲۵۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ كَانَ يَؤُمُّ يَوْمًا فَخَرَجَ يَوْمًا لِلصُّبْحِ فَاَقَامَ الْمُؤَذِّنُ الصَّلٰوةَ فَاَسْكَتَهٗ حَتّٰى اَوْتَرَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ -

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے تو آپ ایک دن صبح کی نماز کے لیے نکلے اس وقت مؤذن صبح کی نماز کی اقامت کہہ رہا تھا آپ نے مؤذن کو خاموش کرا دیا پھر نماز وتر ادا کی اور پھر بعد میں نمازِ صبح پڑھائی -

قَالَ مُحَمَّدٌ اَحَبُّ اِلَيْنَا اَنْ يُّوْتَرَ قَبْلَ اَنْ يَّطْلُعَ الْفَجْرُ وَلَا يُؤَخِّرَهٗ اِلٰى طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَاِنْ طَلَعَ قَبْلَ اَنْ يُوْتِرَ فَلْيُوْتِرْ وَلَا يَتَعَمَّدُ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک پسندیدہ امر یہ ہے کہ طلوعِ فجر سے قبل وتر پڑھ لیے جائیں اور طلوعِ فجر تک انھیں مؤخر نہ کیا جائے اگر وتر ادا کرنے سے قبل فجر طلوع ہو جائے تو پہلے وتر پڑھے جائیں اور قصداً ایسے نہ کیا جائے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے -

۷۹- بَابُ السَّلَامِ فِى الْوَتْرِ

نمازِ وتر میں سلام پھیرنے کا بیان

۲۵۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يُسَلِّمُ فِى الْوَتْرِ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةِ حَتّٰى يَاْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ -

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وتر کی دو رکعت اور ایک رکعت کے درمیان سلام پھیرا کرتے تھے اور بعد میں اپنے بعض امور کے سلسلہ میں حکم دیا کرتے ف

ف ان آثار سے واضح ہو جاتا ہے کہ نماز وتر ایک رکعت نہیں بلکہ تین رکعات ہیں یہی بات صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے عمل سے ثابت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر تین رکعت ہوتے تھے اور آپ دو رکعت کے بعد نہیں بلکہ تیسری اور آخری رکعت کے بعد "السلام علیکم" کہا کرتے تھے -

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّلَسْنَا نَاْخُذُ بِهٰذَا وَلٰكِنَّا نَاْخُذُ بِقَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَلَا نَرٰى اَنْ يُّسَلِّمَ بَيْنَهُمَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ نہیں کرتے بلکہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے دلیل اخذ کرتے ہیں ہمارے خیال میں ان دونوں کے درمیان سلام پھیرنا صحیح نہیں ہے۔

٢٥٨ - قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْجَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ مَابَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰى صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثَمَانَ رَكْعَاتٍ تَطَوُّعًا وَّثَلٰثَ رَكْعَاتِ الْوِتْرِ وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء اور نمازِ صبح کے درمیان تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے ان میں آٹھ رکعت نفل، تین رکعت وتر اور دو رکعت صبح کی سنت)۔

٢٥٩ - قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنِّيْ تَرَكْتُ الْوِتْرَ بِثَلٰثٍ وَّ وَاِنَّ لِيْ حُمْرَ النَّعَمِ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے اس کے عوض سُرخ اونٹ بھی دیے جائیں تو وتر کی تین رکعت ترک کرنا میں پسند نہیں کروں گا۔

٢٦٠ - قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وتر مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہیں۔

٢٦١ - قَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ الْمَكْفُوْفُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ الْوِتْرُ ثَلٰثٌ كَصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وتر تین رکعت ہیں جس طرح نمازِ مغرب کی تین رکعت ہیں۔

٢٦٢ - قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَلْوِتْرُ كَصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وتر نمازِ مغرب کی طرح ہیں۔

٢٦٣ - قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اَجْزَاَتْ رَكْعَةٌ وَّاحِدَةٌ قَطُّ۔

حضرت حصین بن ابراہیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک رکعت وتر ہرگز جائز نہیں ہے۔

۲۶۴- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ الْحَنَفِيُّ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَهْوَنُ مَا يَكُوْنُ الْوِتْرُ ثَلٰثُ رَكْعَاتٍ

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نمازِ وتر کی کم از کم تعداد تین رکعات ہیں۔

۲۶۵- قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ۔

حضرت سعید بن ہشام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

۸۰- بَابُ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

قرآن کے سجود کا بیان

۲۶۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ مَوْلَى الْاَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ بِهِمْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيْهَا۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو انھوں نے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ کی قراءت کی۔ تو اس میں انھوں نے سجدہ کیا جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سجدہ کیا۔ ف

ف قرآنِ پاک میں کل چودہ سجدہ تلاوت ہیں وہ چودہ مقامات یہ ہیں سورہ اعراف، سورہ رعد، النحل، بنی اسرائیل مریم، سورہ حج کا پہلا رکوع، سورہ النمل، الم تنزیل، صٓ، حم السجدہ، النجم، اذا السّماء اور اقراء ہے۔ ان سورتوں میں آیت سجدہ تلاوت کرنے کی وجہ سے سجدہ، تلاوت کرنیوالے پر اور سامع پر واجب ہوجاتا ہے اگر امام نے آیت سجدہ تلاوت کی تو مقتدیوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوجائیگا۔ اوقات مکروہ یعنی طلوعِ آفتاب، غروب آفتاب اور نصف النہار کے وقت مکروہ ہے اور اگر کسی مقتدی نے آیت سجدہ پڑھ لی تو سجدہ تلاوت نہ امام پر واجب ہوگا اور نہ مقتدی پر۔ اگر امام نے آیت سجدہ تلاوت کی تو نماز سے خارج کسی آدمی نے سن لی تو سامع پر سجدۂ تلاوت (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَكَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ لَا یَرٰی فِیْهَا سَجْدَةً۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ کا قول ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس (سُورۃ میں) سجدہ نہیں ہے۔

۲۶۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَرَاَ بِهِمِ النَّجْمَ فَسَجَدَ فِیْهَا ثُمَّ قَامَ فَقَرَاَ سُوْرَةً اُخْرٰی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو اس میں سورہ "النجم" کی قراءت کی اور آپ پھر کھڑے ہوئے تو کسی دوسری سورۃ کی قراءت کی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَكَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ لَا یَرٰی فِیْهَا سَجْدَةً۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اور حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں سجدہ نہیں ہے۔

۲۶۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ اَنَّ عُمَرَ قَرَاَ سُوْرَةَ الْحَجِّ فَسَجَدَ فِیْهَا سَجْدَتَیْنِ وَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ فُضِّلَتْ بِسَجْدَتَیْنِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مصر کے ایک شخص نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورہ حج کی تلاوت کی تو آپ نے اس میں دو سجدے کیے اور مزید فرمایا: اس سورۃ کو دو سجدوں کے ذریعے فضیلت دی گئی ہے۔

۲۶۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۴) واجب ہو جائے گا۔ اگر کسی ایسے شخص نے آیت سجدہ تلاوت کی جو شاملِ جماعت نہیں تھا تو جماعت میں شامل لوگوں پر سجدہ واجب ہو جائیگا لیکن وہ نماز میں سجدہ تلاوت نہیں کرینگے، بلکہ فراغت کے بعد کریں گے۔ اگر کسی نے ایک مجلس میں ایک آیتِ سجدہ بار بار تلاوت کی تو ایک ہی سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔ اگر کسی نے ایک مجلس میں آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ تلاوت کرلیا پھر دوبارہ آیتِ سجدہ تلاوت کی تو اسے دوبارہ سجدہ تلاوت کرنا ہوگا۔ نماز میں یا خارج نماز میں دوسری آیات پڑھ لینا اور آیاتِ سجدہ کو ترک کر دینا مکروہ ہے البتہ آیاتِ سجدہ کو پڑھ لینا اور دوسری آیات کو چھوڑ دینا مکروہ و ممنوع نہیں ہے (الہدایہ)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ رَاٰهُ سَجَدَ فِیْ سُوْرَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَیْنِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ رُوِیَ هٰذَا عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَرٰی فِیْ سُوْرَةِ الْحَجِّ اِلَّا سَجْدَةً وَاحِدَةً الْاُوْلٰی وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے سُورۂ حج میں دو سجدے کیے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے میں سُورہ حج میں صرف ایک سجدہ ہے اور وہ پہلا ہے اور اسی سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۸۱- بَابُ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَیِ الْمُصَلِّیْ

نمازی کے آگے سے گزُرنے کا بیان

۲۷۰- مَالِكٌ حَدَّثَنَا سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ اَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ نِ الْجُهَنِیَّ اَرْسَلَهٗ اِلٰی اَبِیْ جُهَيْمِ نِ الْاَنْصَارِیِّ يَسْاَلُهٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِی الْمَارِّ بَيْنَ يَدَیِ الْمُصَلِّیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَيْهِ فِیْ ذٰلِكَ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ لَا اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ شَهْرًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلا[م] ابونصر کا بیان ہے کہ حضرت بسر بن سعید رضی اللہ عن[ہ] نے بتایا کہ حضرت زید بن خالد جہنی نے انھیں ... ابوجہیم انصاری کے پاس بھیجا تاکہ ان (ابوجہیم) ... پوچھا جائے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ ... سے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے بار[ے] ... کیا سنا ہے؟ ابوجہیم انصاری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اگر معلوم ہوتا کہ اس پر اس گزرنے ... کتنا گناہ ہے تو چالیس تک رکے رہنا اس کے ... نمازی کے آگے سے گزرنے سے زیادہ بہتر ہوتا ... کا کہنا ہے کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ ...

سترۃ۔

۲۷۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَدَعْ اَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ۔

۲۷۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ كَعْبٍ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ كَانَ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ كَانَ اَنْ يُّخْسَفَ بِهٖ خَيْرًا لَّهٗ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ يُكْرَهُ اَنْ يَّمُرَّ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ فَاِنْ اَرَادَ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْرَاْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يُقَاتِلْهُ فَاِنْ قَاتَلَهٗ كَانَ مَا يَدْخُلُ عَلَيْهِ فِيْ صَلَاتِهٖ مِنْ قِتَالِهٖ اِيَّاهُ اَشَدَّ عَلَيْهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو وہ اپنے آگے سے کسی کو نہ گزرنے دے اگر گزرنے والا نہ رُکے تو اس سے جھگڑا کرے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

حضرت عطاء بن یسار کا بیان ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم ہوتا تو اس کا اس پر کتنا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جانا اُسے آگے سے گزرنے سے زیادہ بہتر ہوتا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی شخص کا نمازی کے آگے سے گزرنا مکروہ ہے جب کوئی آگے سے گزرنے کا قصد کرے تو اسے اپنی طاقت کے مطابق روکے لیکن اس سے جھگڑا نہ کرے کیونکہ جھگڑے سے جو

چالیس دن کہا یا چالیس مہینے کہا اور یا چالیس سال کہا۔

ف نمازی کے آگے سے گزرنا بہت بڑا گناہ ہے کوئی بھی چیز یعنی انسان، حیوان، چرند اور پرند وغیرہ نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو روکو کیونکہ وہ شیطان ہے ایک اور روایت میں ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو گزرنے کا گناہ معلوم ہو جائے تو وہ چالیس تک رُکا رہے۔ راوی کا بیان ہے کہ چالیس سے مراد چالیس سال ہیں اور ایک روایت میں تو صراحۃً چالیس سال کا ذکر موجود ہے بہرحال نمازی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے جس سے ہر صاحبِ ایمان کو بچنا ضروری ہے۔

نمازی کو حتی المقدور کے مشہور اصول کے مطابق اپنے سامنے سترہ رکھ لینا چاہیے تاکہ آگے سے گزرنے والا گناہگار نہ ہو۔ سترہ کم از کم ایک ہاتھ اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا اور ایک انگلی کے برابر موٹا ہونا چاہیے منفرد سترہ اپنے سامنے رکھے گا اگر باجماعت نماز پڑھ رہے ہوں تو سترہ امام کے سامنے رکھا جائے گا اگر مقتدیوں کے سامنے سترہ نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں سترہ کے آگے سے گزرنے والا بالکل گناہگار نہیں ہوگا اور اگر کسی کو سترہ میسر نہ آسکے تو وہ زمین پر لکیر کھینچ دے وہ سترہ کا کام دے گی۔ (بہارِ شریعت)

مِنْ مَرِّ هٰذَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَوٰى فِيْهِ قِتَالَهٗ اِلَّا مَا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَلَيْسَتِ الْعَامَّةُ عَلَيْهَا وَلٰكِنَّهَا عَلٰى مَا وَصَفْتُ لَكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

نقصان ہو سکتا ہے وہ نمازی کے آگے سے گزرنے سے زیادہ ہو سکتا ہے ہمیں ابوسعید خُدری کے علاوہ کسی اور سے جھگڑے والی روایت معلوم نہیں ہوئی ۔ عام فقہاء کی رائے بھی اس کے برعکس ہے لیکن جھگڑے کے سلسلہ میں صحیح مذہب ہم نے بیان کر دیا اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۲۷۳ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ مِّنْ مَّارٍّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : کوئی چیز نماز کو فاسد نہیں کرتی ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ نمازی کے آگے سے کسی بھی چیز کے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۸۲ ۔ بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّطَوُّعِ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ

مسجد میں داخل ہوتے وقت نوافل کے استحباب کا بیان

۲۷۴ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ ۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو وہ مسجد میں بیٹھنے سے قبل دو رکعت نماز ادا کرے ۔ ف

ف دخولِ مسجد کے وقت تعظیم مسجد کے سلسلے میں دو نوافل ادا کرنے کو تحیۃ المسجد کے نوافل کہا جاتا ہے جنہیں ترک کرنا مکروہ تنزیہی ہے یہی حضرت ابوقتادہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا ا جاری ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا تَطَوُّعٌ وَّهُوَ حَسَنٌ وَّلَيْسَ بِوَاجِبٍ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ نفلی نماز اور مستحب ہے لیکن واجب نہیں ہے۔

۸۳- بَابُ الْاِنْفِتَالِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز سے فراغت کے بعد منہ پھیرنے کا بیان

۲۷۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يُحَدِّثُ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلَى الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِيْ انْصَرَفْتُ اِلَيْهِ مِنْ قِبَلِ شِقِّي الْاَيْسَرِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَنْصَرِفَ عَلٰى يَمِيْنِكَ قُلْتُ رَاَيْتُكَ وَانْصَرَفْتُ اِلَيْكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَاِنَّكَ قَدْ اَصَبْتَ فَاِنَّ قَائِلًا يَقُوْلُ انْصَرِفْ عَلٰى يَمِيْنِكَ

حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ انھوں نے واسع بن حبان رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا: میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی پشت قبلہ کی طرف کر کے بیٹھے ہوئے تھے جب میں نماز سے فارغ ہوا میں اپنی بائیں طرف سے ان کی طرف پھرا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمھیں اپنی دائیں طرف سے پھرنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو دیکھا تو آپ کی طرف پھر گیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے بالکل درست کیا کچھ لوگوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان میں تشریف فرما تھے میں بھی آپ کے پاس بیٹھ گیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا دخولِ مسجد کے بعد تمھیں کس چیز نے تحیۃ المسجد کی نماز سے روکا ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ اور صحابہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو وہ نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے، جن اوقات میں نماز مکروہ ہے یعنی طلوعِ آفتاب، استواءِ آفتاب غروبِ آفتاب، طلوعِ فجر کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تحیۃ المسجد کے نوافل پڑھنا درست نہیں جب کوئی شخص مسجد حرام میں داخل ہو تحیۃ المسجد کے نوافل سے قبل طواف بیت اللہ کرے، اگر کوئی شخص مسجدِ نبوی میں داخل ہو تو بارگاہِ رسالت میں صلوٰۃ و سلام پیش کرنے سے قبل تحیۃ المسجد کی نماز ادا کرے۔

فَإِذَا كُنْتَ تُصَلِّيْ إِنْصَرِفْ حَيْثُ أَحْبَبْتَ عَلٰى يَمِيْنِكَ أَوْ يَسَارِكَ وَيَقُوْلُ نَاسٌ إِذَا قَعَدْتَ عَلٰى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَقَدْ رَقِيْتُ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَاجَتِهٖ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔

خیال ہے کہ نماز سے فراغت کے بعد صرف دائیں طرف منہ پھیرنا چاہیے جب تم نماز سے فراغت حاصل کر لو تو تم اپنی دائیں طرف بھی پھر سکتے ہو اور بائیں طرف بھی اور اسی طرح کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رُخ کیا جائے اور نہ بیت المقدس کی طرف حالانکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قضاءِ حاجت کرتے ہوئے دیکھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور بیت المقدس کی طرف تھا ف۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِقَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ نَأْخُذُ يَنْصَرِفُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ عَلٰى أَيِّ شِقَّيْهِ أَحَبَّ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ بِالْخَلَاءِ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ بَيْتَ الْمَقْدِسِ إِنَّمَا يُكْرَهُ أَنْ يَسْتَقْبِلَ بِذٰلِكَ الْقِبْلَةَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جو شخص اپنی نماز مکمل کر کے سلام پھیرے تو وہ جس طرف چاہے پھر سکتا ہے بیت الخلاء میں، قضاءِ حاجت اور پیشاب کرتے وقت بیت المقدس کی طرف منہ کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے اور یہی امام اعظم

ف امام کا فراغتِ نماز کے بعد دائیں جانب یا بائیں جانب یا نمازیوں کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا مسنون ہے سیدھا آگے کو منہ کر کے دعا مانگنا خلاف سنت ہے منفرد بھی فراغت نماز کے بعد دائیں طرف یا بائیں جانب منہ کر سکتا ہے۔ بیت الخلاء میں بیٹھتے وقت اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ قبلہ شریف کی جانب نہ منہ ہو اور نہ پشت ہو۔ علاوہ ازیں راستے میں بیٹھ کر یا قبرستان کی طرف منہ کر کے یا سورج یا چاند کی طرف منہ کر کے یا جس جانب سے ہوا آرہی ہو اور یا لوگوں کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا منع ہے احترام قبلہ کے سلسلہ میں ایک مشہور ترین روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانہ میں ایک امام مسجد نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوک دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو عدم احترام قبلہ کے سبب اسے امامت سے معزول فرما دیا۔

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۸۴۔ بَابُ صَلٰوةِ الْمُغْمٰى عَلَيْهِ

بے ہوشی کے عالم میں نماز پڑھنے کا بیان

۲۷۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَلَمْ يَقْضِ الصَّلٰوةَ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی پھر انھیں افاقہ ہوگیا تو انھوں نے نماز قضا نہ کی ف

۲۷۷ - قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا اُغْمِيَ عَلَيْهِ اَكْثَرُ مِنْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَاَمَّا اِذَا اُغْمِيَ عَلَيْهِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً اَوْ اَقَلَّ قَضٰى صَلٰوتَهٗ بَلَغَنَا عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ اَنَّهٗ اُغْمِيَ عَلَيْهِ اَرْبَعَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَضٰهَا اَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ اَبُوْ مَعْشَرٍ الْمَدِيْنِيُّ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب ایک دن اور رات سے زائد عرصہ کسی پر بے ہوشی طاری رہی ہو لیکن جب کسی پر ایک دن اور رات یا اس سے کم عرصہ بے ہوشی طاری رہے تو وہ اپنی (فوت شدہ) نماز قضا کرے گا ۔ ہمیں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت پہنچی ہے کہ ان پر چار نمازوں تک بے ہوشی طاری رہی پھر افاقہ ہوگیا تو انھوں نے اپنی نمازیں قضا کیں حضرت ابو معشر المدینی رضی اللہ عنہ نے اپنے احباب میں سے کسی کے ذریعے اس کی خبر دی ۔

ف اگر کسی شخص پر ایک رات دن سے زیادہ وقت بے ہوشی طاری رہی تو بعد میں افاقہ ہونے کی صورت میں اس پر نماز کی قضاء لازم نہیں آئے گی ۔ اگر ایک رات و دن سے کم یا تین چار نمازوں تک بے ہوشی رہی تو نماز کی قضاء لازم ہوگی ۔ ایسے ہی کوئی شخص ایک یا دو نمازیں بے ہوشی میں گزار دیتا ہے تو ان نمازوں کی قضا ضروری ہوگی ۔ پانچ نمازوں یا پانچ نمازوں سے کم مدت بے ہوشی طاری رہی تو ان نمازوں کی قضاء لازم ہوگی ۔ کیونکہ القلیل کالمعدوم کے مشہور قاعدہ کے مطابق اس بے ہوشی کو کالعدم تصور کیا جائے گا ۔

۸۵- بَابُ صَلٰوةِ الْمَرِيْضِ

بیمار کی نماز کا بیان

۲۷۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيْضُ السُّجُوْدَ اَوْمٰى بِرَاْسِهٖ -

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کوئی بیمار سجدہ کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ اپنے سر کے اشارے سے (رکوع اور) سجود کرے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى عُوْدٍ وَلَا شَيْءٍ يَرْفَعُ اِلَيْهِ وَيَجْعَلُ سُجُوْدَهٗ اَخْفَضَ مِنْ رُكُوْعِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ بیمار کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی لکڑی پر سجدہ کرے اور کسی چیز کو چہرے کی طرف اٹھانا بھی جائز نہیں ہے بیمار اپنے سجدے میں

ف مریض اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھنے کی قوت نہ رکھتا ہو تو بیٹھ کر رکوع اور سجود سے ادا کرے رکوع اور سجود کرنے میں واضح فرق رکھے اگر اسے رکوع اور سجود کی بھی طاقت نہ ہو تو اشارے سے رکوع اور سجود کر کے نماز ادا کرے۔ رکوع کی نسبت سجدہ کا اشارہ پست کرے اگر بیٹھ کر بھی نماز ادا نہ کر سکتا ہو تو لیٹ کر ادا کرے اور رکوع و سجود اشارہ سے کرے اگر رکوع اشارہ سے کرنے کی بھی ہمت نہ ہو تو نماز مؤخر کر دے دل یا آنکھ کے اشارہ سے نماز ادا کرنا درست نہیں ہے۔ اگر مریض کو قیام پر تو قدرت حاصل ہے لیکن رکوع اور سجود پر نہیں تو وہ بیٹھ کر رکوع اور سجود اشارے سے کر کے نماز مکمل کرے۔ مریض نے کچھ نماز تو قیام کر کے پڑھی پھر اسے قیام پر قدرت نہ رہی تو باقی بیٹھ کر رکوع اور سجود سے کر کے نماز مکمل کی تو درست ہے اگر مریض نے کچھ نماز اشارے یا عدم طاقت کی بناء پر رکوع اور سجود اشارے سے پڑھی پھر رکوع اور سجود پر قدرت حاصل ہو گئی تو نماز نئے سرے سے پڑھے گا بغیر کسی شرعی عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے نماز کراہت سے خالی نہیں اور بعض فقہاء کے نزدیک اسکی نماز سرے سے ہوگی ہی نہیں کشتی میں کسی عذر کے بغیر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے البتہ کھڑے ہو کر ادا کرنا افضل و بہتر ہے لیکن امام شافعی اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز ادا کرنے سے نہیں ہوگی جو مریض پانچ نمازوں یا ان سے کم تک بیہوش رہا تو وہ فوت شدہ نمازوں کی قضا کریگا اور جو پانچ نمازوں سے زیادہ بے ہوش رہا تو اس پر فوت شدہ نمازوں کی قضا لازم نہیں ہے۔

رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھکے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۸۶- بَابُ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ

مسجد میں تھوکنے وغیرہ کی کراہت کا بیان

۲۷۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى بُصَاقًا فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قِبَلَ وَجْهِهٖ اِذَا صَلّٰى۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قبلہ کی طرف تھوک دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھرچ دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جب وہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے۔ (ف)

قَالَ مُحَمَّدٌ يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ لَّا يَبْصُقَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلْيَبْصُقْ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرٰى۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نمازی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے سامنے تھوکے یا اپنی دائیں جانب تھوکے بلکہ اسے اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنا چاہیے۔

ف نمازی کے لیے اپنی دائیں جانب یا بائیں جانب بلا عذر مسجد میں تھوکنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ اس شرط سے بائیں جانب تھوکنے کی اجازت ہے کہ تھوک کو دبا دیا جائے چونکہ عصر حاضر میں مساجد کے فرش پختہ ہوتے ہیں تھوک کا دبانا مشکل ہے اس لیے مسجد میں ہر جانب تھوکنا ممنوع ہے البتہ ضرورت کے تحت اپنی قمیص یا دوسرا کپڑا وغیرہ استعمال کیا جا سکتا ہے بحالت نماز ہو یا غیر نماز قبلہ کی جانب بہر صورت تھوکنا منع ہے سید المرسلین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار کو اپنے دستِ اقدس سے صاف فرمایا تھا۔ ہمارے لیے مسجد میں تھوکنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

۸۷- بَابُ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ يَعْرَقَانِ فِي ثَوْبٍ

جنبی اور حائضہ کا پسینہ کپڑے کو تر کر دے، کا بیان

۲۸۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَعْرَقُ فِي الثَّوْبِ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِهٖ مَالَمْ يُصِبِ الثَّوْبَ مِنَ الْمَنِيِّ شَيْءٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پسینہ حالتِ جنابت کپڑے کو لگ جاتا وہ اسی کپڑے سے نماز پڑھ لیتے ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ حالتِ جنابت میں پسینہ اگر کپڑوں کو لگ جائے انھی کپڑوں میں نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر منی وغیرہ کپڑے کو لگ جائے تو پھر اس کپڑے سے نماز درست نہیں ہوگی اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۸۸- بَابُ بَدْءِ اَمْرِ الْقِبْلَةِ وَمَا نُسِخَ مِنْ قِبْلَةِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

تحویلِ قبلہ اور بیت المقدس کی منسوخی کے حکم کا بیان

۲۸۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے،

ف جنابت نجاست حکمی ہے حقیقی نہیں اس لیے حالتِ جنابت میں پہنے ہوئے کپڑے پاک ہیں اور ان میں نماز پڑھنا جائز ہے خواہ پسینہ سے بھیگ گئے ہوں۔ حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کپڑوں میں مجامعت فرماتے ان میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے؟ تو انھوں نے جواب دیا ہاں۔ تو معلوم ہوا کہ حالتِ جنابت (جاری ہے)

دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ إِذْ اَتَاهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ ۔

کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ (قباء میں) لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (آج) رات کو قرآن نازل ہوا جس میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے انھوں نے اپنے چہرے قبلہ کی طرف کر لیے جبکہ وہ شام کی طرف اپنے چہرے کر کے نماز پڑھ رہے تھے اور وہ کعبۃ اللہ کی طرف پھر گئے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ فِيْمَنْ اَخْطَاَ الْقِبْلَةَ حَتّٰى صَلّٰى رَكْعَةً اَوْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ عَلِمَ اَنَّهٗ يُصَلِّيْ إِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ فَلْيَنْحَرِفْ إِلَى الْقِبْلَةِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں ایسے شخص کے بارے جو غیر قبلہ رُخ بھول کر نماز پڑھ رہا تھا حتیٰ کہ جب اس نے

(بقیہ حاشیہ ص ۱۸۴ کا) پہنے ہوئے کپڑے نجس نہیں ہوتے۔ حائضہ عورت کے پسینے وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے البتہ اگر خون وغیرہ کپڑوں کو لگ جائے تو نجس ہو جائیں گے ورنہ نہیں ۔

ف سابقہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی کفار نے آپ پر اعتراض کیا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے رسولِ صادق ہو تو تمھارا قبلہ بیت المقدس کی بجائے "کعبۃ اللہ" ہونا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تحویلِ قبلہ کا قصد فرمایا تو عین نماز کی حالت میں آپ پر آیۃ کریمہ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الخ نازل ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ نماز بیت اللہ کی جانب اپنا چہرہ انور پھیر لیا اور ساتھ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی ایسا ہی کیا۔ گویا کچھ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے پڑھی، اور کچھ نماز بیت اللہ کی طرف۔ اور جس مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا اس کا نام مسجد ذو قبلتین ہے یہ نماز عصر کی تھی۔ حضور کے پیچھے نماز ادا کرنے والوں میں سے ایک شخص نے دوسرے مقام پر نماز ادا کرنے والے بنو حارثہ کو بھی تحویلِ قبلہ کی اطلاع دی تو وہ بھی قبلہ کی طرف پھر گئے اس مختصر سی گفتگو سے معلوم ہوا اگر کوئی شخص تحری کے بعد غلط سمت منہ کر کے نماز ادا کرے تو دورانِ نماز اسے یاد آجائے کہ یہ غلط سمت ہے اور وہ درست سمت کی طرف اپنا چہرہ پھیر لیتا ہے تو دونوں سمتوں والی نماز درست ہو جائے گی ۔

فَیُصَلِّی مَا بَقِیَ وَ یَعْتَدُّ بِمَا مَضٰی وَ ھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ۔

ایک رکعت یا دو رکعت نماز پڑھ لی تو اسے علم ہوا میں غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ قبلہ کی طرف پھر جائے اور باقی ماندہ نماز ادا کرے اور سابقہ نماز کو شمار کرے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۸۹۔ بَابُ الرَّجُلِ یُصَلِّیْ بِالْقَوْمِ وَھُوَ جُنُبٌ اَوْ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ

جنبی آدمی کا یا بغیر وضو کے لوگوں کو نماز پڑھانے کا بیان

۲۸۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ حَکِیْمٍ اَنَّ سُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّی الصُّبْحَ ثُمَّ رَکِبَ اِلَی الْجُرُفِ ثُمَّ بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ رَاٰی فِیْ ثَوْبِہٖ اِحْتِلَامًا فَقَالَ لَقَدِ احْتَلَمْتُ وَمَا شَعَرْتُ وَلَقَدْ سُلِّطَ عَلَی الْاِحْتِلَامِ مُنْذُ وُلِّیْتُ اَمْرَ النَّاسِ ثُمَّ غَسَلَ مَا رَاٰی فِیْ ثَوْبِہٖ وَنَضَحَہٗ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّی الصُّبْحَ بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ ۔

حضرت اسماعیل بن ابی حکیم کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صبح کو نماز پڑھائی پھر آپ مقام "جرف" کی طرف روانہ ہوگئے سورج طلوع ہونے کے بعد انھوں نے اپنے کپڑے پر احتلام (منی) کے اثرات دیکھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے احتلام ہوگیا جبکہ مجھے اس کا علم تک نہیں ہوا جس وقت سے مجھے خلیفہ بنایا گیا ہے میرا یہی حال ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا دھویا اس پر پانی بہایا اور خود بھی غسل کیا پھر آپ نے طلوعِ آفتاب کے بعد صبح کی نماز (دوبارہ) پڑھی ف ۔

ف اگر سہواً جنابت یا بے وضو کی حالت میں لوگوں کو نماز پڑھا دی ، وقت گزرنے کے بعد جنابت یا بے وضو ہونے کا علم ہوا تو غسل جنابت اور وضو کرنے کے بعد نماز کا اعادہ کیا جائے گا اور ایسے امام پر لازم ہے کہ وہ مقتدیوں کو نماز کے اعادہ کے سلسلہ میں اطلاع کرے ورنہ سب کا گناہ اسی پر ہوگا اعادہ کی وجہ یہ ہے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّ بِهٰذَا نَاْخُذُ نَرٰى اَنَّ مَنْ عَلِمَ ذٰلِكَ مِمَّنْ صَلّٰى خَلْفَ عُمَرَ فَعَلَيْهِ اَنْ يُّعِيْدَ الصَّلٰوةَ كَمَا اَعَادَهَا عُمَرُ لِاَنَّ الْاِمَامَ اِذَا فَسَدَتْ صَلَاتُهٗ فَسَدَتْ صَلٰوةُ مَنْ خَلْفَهٗ، وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں ہمارا خیال ہے کہ جو شخص ایسے (جنبی) امام کے پیچھے نماز ادا کرے تو جب اس کو اس کا علم ہو جائے تو دوبارہ نماز پڑھے جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز کا اعادہ کیا کیونکہ جب امام کی نماز فاسد ہو جاتی ہے تو اس کے پیچھے پڑھنے والوں کی بھی فاسد ہو جاتی ہے، اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۹۰- بَابُ الرَّجُلِ يَرْكَعُ دُوْنَ الصَّفِّ اَوْ يَقْرَأُ فِىْ رُكُوْعِهٖ

کسی شخص کا صف سے دور رکوع کرنا یا رکوع میں قراءت کرنیکا بیان

۲۸۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَوَجَدَ النَّاسَ رُكُوْعًا فَرَكَعَ ثُمَّ دَبَّ حَتّٰى وَصَلَ الصَّفَّ۔

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو انھوں نے لوگوں کو رکوع کی حالت میں پایا۔ حضرت زید وہیں سے رکوع میں چلے گئے پھر آہستہ آہستہ چل کر صف میں شامل ہو گئے ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۶ کا) کہ نماز کی شرائط میں سے ایک باوضو ہونا اور جنابت سے پاک ہونا ہے جب شرط مفقود ہو گئی تو مشروط بھی مفقود ہو گیا لہذا لامحالہ نماز کا اعادہ ضروری ہوگا۔

ف وضو وغیرہ سے فراغت کے بعد کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے کہ اس وقت امام رکوع میں جا چکا ہے تو وہ صف سے دور ہی رکوع میں چلا جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ زمین کے ساتھ پاؤں مس کرتے ہوئے صف میں شامل جماعت ہو جاتا ہے تو یہ جائز ہے لیکن بہتر و افضل یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ اگر ابتداءً شامل ہو جائے جتنی نماز مل جائے پڑھ لے باقی ماندہ نماز اکیلا ہو کر پڑھ لے رکوع اور سجود میں تسبیحات یعنی علی الترتیب سبحان ربی العظیم (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا يُجْزِئُ وَاَحَبُّ اِلَيْنَا اَنْ لَّا يُرْكَعَ حَتّٰى يَصِلَ اِلَى الصَّفِّ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ـ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جائز ہے لیکن ہمارے نزدیک بہترین عمل یہ ہے کہ صف میں پہنچ کر رکوع کیا جائے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۲۸۴ - قَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ ابْنُ فُضَالَةَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ اَبَا بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى حَتّٰى وَصَلَ الصَّفَّ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ ـ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صف سے دور رکوع کیا پھر چل کر صف میں شامل ہو گئے جب انھوں نے اپنی نماز مکمل کر لی تو اس بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمھارے شوق میں اضافہ فرمائے لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰكَذَا نَقُوْلُ وَهُوَ يُجْزِئُ وَاَحَبُّ اِلَيْنَا لَا يُفْعَلَ ـ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم بھی ایسا ہی کہتے ہیں وہ جائز ہے لیکن ہمارے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے۔

۲۸۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِي الرُّكُوْعِ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کے کپڑے، زرد کپڑے پہننے سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ تُكْرَهُ الْقِرَاءَةُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ـ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۷ کا) اور سبحان ربی الاعلیٰ طاق کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھی جائیں ان تسبیحات کی بجائے تلاوت کلام نہ صرف خلاف سنت ہے بلکہ مکروہ ہے

۹۱- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي وَهُوَ يَحْمِلُ الشَّيْءَ

کسی چیز کو اٹھا کر نماز پڑھنے کا بیان

۲۸۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ السُّلَمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِاَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی زینب اور حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹی امامہ کو نماز کی حالت میں اٹھا لیا کرتے تھے جب سجدہ کرتے اسے بٹھا دیتے اور جب قیام کے لیے اٹھتے تو اسے اٹھا لیتے ف

۹۲- بَابُ الْمَرْاَةِ تَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلِ يُصَلِّي وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَهِيَ نَائِمَةٌ اَوْ قَائِمَةٌ

نمازی کے آگے کسی عورت کے سونے یا کھڑی ہونے کا بیان

۲۸۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي اَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ف عمل قلیل سے نمازی کسی چیز کو اٹھا سکتا ہے لیکن عمل کثیر سے ایسا کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے نماز کے ایک رکن میں نماز کے منافی کسی فعل کے ارتکاب کر لینے کو عمل قلیل کہا جاتا ہے اگر وہ عمل ایک رکن میں تین یا تین سے زائد بار کیا جائے تو عمل کثیر ہو جائیگا عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی جبکہ عمل کثیر سے ٹوٹ جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی شریعت مطہرہ میں خود مختار ہے آپ تو حسنین کریمین کے لیے بھی اپنے سجدے کو لمبا فرما دیتے تھے ایسے ہی سرکار اپنی صاحبزادی حضرت زینب کی بیٹی اور اپنی نواسی امامہ رضی اللہ عنہا کو نماز کے دوران کندھوں پر سوار کر لیا کرتے تھے۔

عَوْفٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي الْقِبْلَةِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ۔

سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں قبلہ کی جانب ہوتے جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو مجھے ٹھونک لگاتے تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوجاتے میں پھر بچھا لیتی۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ نَائِمَةٌ أَوْ قَائِمَةٌ أَوْ قَاعِدَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ وَإِلَى جَنْبِهِ أَوْ تُصَلِّي إِذَا كَانَتْ تُصَلِّيْ فِيْ غَيْرِ صَلَاتِهِ إِنَّمَا يُكْرَهُ أَنْ تُصَلِّيَ إِلَى جَنْبِهِ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُمَا فِيْ صَلٰوةٍ وَّاحِدَةٍ أَوْ يُصَلِّيَانِ مَعَ إِمَامٍ وَّاحِدٍ فَإِنْ كَانَتْ كَذٰلِكَ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ مرد نماز پڑھ رہا ہو جبکہ اس کے سامنے یا اس کے پہلو میں عورت سو رہی ہو یا کھڑی اور یا بیٹھی اور یا اس کے پہلو میں نماز پڑھ رہی ہو لیکن وہ مرد کے علاوہ کوئی دوسری نماز پڑھ رہی ہو جبکہ دونوں کی نماز ایک ہو یا دونوں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو عورت کی نماز مکروہ ہوگی لیکن اس صورت میں

ف حالتِ نماز میں مرد کی دائیں طرف یا بائیں طرف یا آگے یا پیچھے کچھ فاصلے پر عورت ہو تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی عورت جب مرد کے برابر کھڑی ہو جائے تو چند شرائط کی بنیاد پر مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی وہ شرائط یہ ہیں۔ (۱) عورت مشتہاۃ ہو یعنی وطی کے قابل ہو خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ یا بوڑھی ہو (۲) مرد اور عورت کے درمیان فاصلہ نہ ہو (۳) رکوع اور سجود والی نماز ہو (۴) تکبیر تحریمہ میں دونوں کی نماز مشترک ہو یعنی عورت نے مرد کی اقتداء کی ہو یا دونوں نے کسی امام کی اقتدار کی ہو (۵) ادا کے لحاظ سے دونوں کی نماز مشترک یعنی عورت مرد کی اقتدار میں نماز میں مصروف ہو یا دونوں کسی اور امام کی اقتدار میں نماز پڑھ رہے ہوں (۶) مرد اور عورت دونوں کا منہ ایک ہی جہت ہو، یعنی اندھیرے میں مرد کا منہ ایک طرف اور عورت کا دوسری طرف تو نماز فاسد نہیں ہوگی (۷) عورت عاقلہ ہو اور اگر مجنونہ برابر کھڑی ہوگئی تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (۸) امام صاحب نے مرد کے ساتھ عورت کی امامت کی نیت کر لی ہو (۹) ایک رکن ادا کرنے کی مقدار دونوں محاذی رہے ہوں (۱۰) دونوں نماز ادا کرنے کا طریقہ جانتے ہوں اور (۱۱) مرد عاقل و بالغ ہو۔
(بہارِ شریعت)

مرد کی نماز فاسد ہو جائیگی اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۹۳- بَابُ صَلٰوۃِ الْخَوْفِ

نمازِ خوف کا بیان ف

۲۸۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ صَلٰوۃِ الْخَوْفِ فَاِنْ يَّتَقَدَّمُ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب نمازِ خوف کے بارے میں

ف دشمن کے ساتھ جنگ کا مسئلہ پیش آجائے تو بھی ہر نماز کو اپنے اپنے وقت میں باجماعت پڑھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ صلوٰۃ خوف کے ادا کرنے کے کئی طریقے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں (۱) تمام مجاہدین ایک امام کی اقتداء میں نماز ادا کریں کہ مجاہدین کے دو گروہ بنا لیے جائیں ایک نماز میں شامل ہو اور دوسرا دشمن کا مقابلہ کرے امام پہلے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے اور وہ دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے اور دوسرا گروہ نماز ادا کرنے کے لیے آجائے امام صاحب دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے پھر تشہد کے بعد امام صاحب سلام پھیر دیں گے اور دونوں گروہ اپنی باقی ماندہ رکعت مکمل کریں گے پہلی جماعت دوسری رکعت بطور لاحق ادا کرے گی ۔ اور دوسری جماعت بطور مسبوق ادا کرے گی ۔ (۲) پہلا طریقہ تو اس صورت میں تھا کہ مجاہدین ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کا قصد کریں ۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مجاہدین کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے ایک گروپ امام کے پیچھے مکمل نماز ادا کرے جبکہ دوسرا دشمن کے مقابلے اور دفاع میں رہے نماز مکمل کر کے پہلا گروپ دشمن کے مقابلے میں چلا جائے اور دوسرا اپنے لیے امام کے پیچھے مکمل نماز ادا کرے (۳) اگر دشمن کے مقابلہ میں مجاہدین کم ہوں یا مقابلہ گھمسان کا ہو تو پھر بھی نماز معاف نہیں ہے بلکہ ایسے موقع پر انفرادی طور پر جس طرح بھی ادا ہو سکے سواری یا پیدل خواہ منہ قبلہ کی طرف ہو یا نہ ہو بہر حال نماز ادا کریں ۔

فائدہ :۔ پہلے طریقے میں امام ایک رکعت نماز فجر اور قصر کی صورت میں پڑھائے گا مغرب کی نماز میں پہلی جماعت کو دو رکعت اور دوسری کو ایک رکعت پڑھائے گا جب مجاہدین مسافر نہ ہوں تو ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں امام پہلے گروہ کو دو رکعت پڑھائے اور دو ہی دوسرے کو ۔ باقی ماندہ دو دو رکعت پہلا گروہ لاحق اور دوسرا مسبوق جیسی نماز ادا کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الْإِمَامُ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمْ سَجْدَةً وَّتَكُوْنُ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ وَلَمْ يُصَلُّوْا فَإِذَا صَلَّى الَّذِيْنَ مَعَهُ سَجْدَةً إِسْتَأْخَرُوْا مَكَانَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا وَلَا يُسَلِّمُوْنَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ سَجْدَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْمُ كُلٌّ وَّاحِدَةٍ مِّنَ الطَّآئِفَتَيْنِ فَيُصَلُّوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَةً سَجْدَةً بَعْدَ انْصِرَافِ الْإِمَامِ فَيَكُوْنُ كُلٌّ وَّاحِدَةٍ مِّنَ الطَّآئِفَتَيْنِ قَدْ صَلُّوْا سَجْدَتَيْنِ فَإِنْ كَانَ خَوْفًا هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرِ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ نَافِعٌ وَّلَا أُرٰى عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ إِلَّا حَدَّثَهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ وَكَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ لَا يَأْخُذُ بِهٖ۔

سوال کیا جاتا تو فرماتے : امام اپنے ساتھ لوگوں کے ایک گروہ کو لے کر ایک رکعت پڑھائے اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہے اور نماز نہ پڑھے جب امام کے ساتھ وہ گروہ ایک رکعت پڑھ لے تو پیچھے ہٹ کر اس گروہ کی جگہ آجائے جو نماز نہیں پڑھ رہے تھے اور سلام نہ پھیریں وہ گروہ آگے بڑھے جس نے نماز ادا نہیں کی وہ امام کے ساتھ ایک رکعت نماز ادا کرے پھر امام نماز سے فارغ ہو جائے گا اور دونوں گروہوں کی ایک ایک رکعت ہوگئی پھر بعد میں ہر گروہ اپنے طور پر ایک ایک رکعت امام کے فارغ ہونے کے بعد پڑھ لے ایسے ہر گروہ کی دو رکعت ہو جائیں گی اگر خوف شدید ہو تو مسلمان (مجاہدین) چلتے ہوئے، کھڑے ہوئے یا سواری پر قبلہ کا رُخ ہو یا نہ نماز ادا کریں۔ حضرت نافع (راوی حدیث) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے بیان نہیں کی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کیا ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس روایت سے عمل کے لیے دلیل اخذ نہیں کرتے تھے۔

۹۴- بَابُ وَضْعِ الْيَمِيْنِ عَلَى الْيَسَارِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنے کا بیان

۲۸۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اَبُوْحَازِمٍ وَلَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّهٗ يَنْمِيْ ذٰلِكَ -

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ ان میں سے ہر ایک نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں کلائی پر رکھے - حضرت ابوحازم (راوی حدیث) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اس حدیث کو مرفوعًا بیان کرتے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ يَنْبَغِيْ لِلْمُصَلِّيْ اِذَا قَامَ فِيْ صَلٰوتِهٖ اَنْ يَّضَعَ بَاطِنَ كَفِّهِ الْيُمْنٰى عَلٰى رُسْغِهِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ وَيَرْمِيْ بِبَصَرِهٖ اِلٰى مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نمازی کے لیے مناسب یہ ہے کہ جب وہ نماز میں کھڑا ہو اپنے دائیں ہاتھ کے باطن کو بائیں ہاتھ کے جوڑ پر اپنی ناف کے نیچے رکھے اور اپنی نظر اپنی سجدہ گاہ پر رکھے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے -

---

ف تکبیر تحریمہ کے بعد نمازی اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر ناف کے نیچے اس طرح رکھے گا کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت اور جوڑ پر آجائے یہی وہ طریقہ ہے جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو تعلیم دیا - ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں یہ الفاظ موجود ہیں ثُمَّ وَضَعَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ لیتے -

۹۵۔ بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نماز میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کا بیان

۲۹۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِیِّ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیُّ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ كَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ ہم آپ پر درود شریف کیسے عرض کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یوں کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (اے اللہ! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر درود بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجا اور تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد میں برکت فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برکت فرمائی بیشک تو صاحبِ حمد اور بزرگی والا ہے۔ ف

ف ایک روایت میں واضح طور ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ سوال نماز میں درود شریف پڑھنے کے سلسلے میں کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں درود ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم وتلقین فرمائی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خارج نماز میں جو چاہیں درود پڑھ سکتے ہیں چونکہ قرآنِ پاک میں صلّوا اور سلّموا کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ صلوٰۃ اور سلام دونوں کو اکٹھا کرکے پڑھنا چاہیے۔ درودِ ابراہیمی میں صرف درود ہے سلام نہیں ہے لہٰذا درودِ ابراہیمی پڑھنے سے آیت پر عمل نہیں ہو سکتا اسی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے مشہور دیوبندی عالم مولوی محمد زکریا صاحب نے اپنے مقالہ فضائل درود میں لکھا ہے کہ میرے نزدیک صلوٰۃ اور سلام دونوں کو جمع کرکے ہا ہیں (جاری ہے

۲۹۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نُعَيْمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرُ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْاَنْصَارِيُّ اَخْبَرَهٗ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ الَّذِيْ اُرِيَ النِّدَآءُ فِي النَّوْمِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَخْبَرَهٗ فَقَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ مَعَنَا فِيْ مَجْلِسِ ابْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ پر جلوہ فرما ہوئے اس موقعہ پر ابونعمان بشیر بن نعمان رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے تو ہم آپ پر کس طرح درود عرض کریں؟ راوی فرماتے ہیں کہ اس سوال پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کاش ہم سوال نہ کرتے

(حاشیہ گذشتہ صفحہ ۱۹۴ کا) الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا بہتر ہے کتنی افسوس ناک بات ہے اگر یہی بات علماء اہلِ سنت کہہ دیں تو ان پر کفر وشرک کے فتووں کی بارش کر دی جاتی ہے لیکن اپنے گھر کے علماء جو چاہیں کہہ دیں تو مواخذہ نہیں ہوتا۔ مولانا محمد زکریا صاحب نے بالکل حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے دوٹوک الفاظ میں بیان فرمایا جس سے قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا ہر مسلمان نماز میں یہ الفاظ "اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" پڑھتا ہے جسے کوئی بھی بدعت وشرک نہیں کہتا حالانکہ اَیُّھا حرف ندا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان کلمات کی تعلیم رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمائی۔ اگر حرفِ ندا کے ساتھ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا ناجائز ہوتا تو آپ قطعاً اس کی تعلیم نہ فرماتے۔ جس سے معلوم ہوا کہ علماء اہلِ سنت اور عوام اہلسنّت، محافلِ میلاد جلسہائے عوام، جمعۃ المبارک کے اجتماع، اذان سے قبل، اذان کے بعد، مشکلات ومصائب کے وقت بطور استغاثہ یا رسول اللہ یا بطور ہدیہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے ہیں یہ جائز وروا ہے۔

مولانا محمد زکریا صاحب نے اپنی تالیف "فضائل درود"، کو فضائل اعمال کا حصہ بنایا تھا اور یہ کتاب پاک وہند میں مسلسل شائع ہوتی رہی لیکن تبلیغی کارفرماؤں سے جب درود وسلام کے سلسلے میں مذکورہ حوالہ کے ساتھ سلسلہ سوالات کا شروع ہوا تو انھوں نے اس مقالہ کو کتاب سے خارج کر دیا۔ اب ان لوگوں نے مقالہ مذکورہ کو کتاب سے خارج کر کے نہ صرف مؤلف کی روح کو اذیت دی ہے بلکہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی بے مروّتی کا ثبوت دیا۔

⁂ ⁂ ⁂

اَبُوالنُّعْمَانِ اَمَرَنَا اللّٰہُ اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ قَالَ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَمَنَّیْنَا اِنَّا لَمْ نَسْاَلْہُ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ وَ السَّلَامُ کَمَا قَدْ عُلِّمْتُمْ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ کُلٌّ ھٰذَا حَسَنٌ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یوں کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولادِ محمد پر درود بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اولادِ ابراہیم پر درود بھیجا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولادِ محمد پر برکت فرما جس طرح تو نے تمام جہانوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برکت فرمائی۔ بے شک تو حمد والا اور بزرگی والا ہے اور سلام کے بارے تم جانتے ہو۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہر طریقے سے درود شریف پڑھنا اچھا ہے۔

۹۶۔ بَابُ الْاِسْتِسْقَآءِ

بارش طلب کرنے کا بیان

۲۹۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّہٗ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِیْمِنِ الْمَازِنِیَّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ زَیْدِنِ الْمَازِنِیَّ یَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُصَلّٰی فَاسْتَسْقٰی وَحَوَّلَ رِدَآءَہٗ حِیْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ۔

حضرت عباد بن تمیم المازنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ کو یوں کہتے ہوئے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقاء پڑھی اور اپنی چادر پھیری جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور قبلہ کی طرف تھا۔

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قَالَ مُحَمَّدٌ اَمَّا اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَكَانَ لَا يَرٰى فِى الْاِسْتِسْقَآءِ صَلٰوةً وَّاَمَّا فِىْ قَوْلِنَا فَاِنَّ الْاِمَامَ يُصَلِّىْ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُوْ وَيُحَوِّلُ رِدَآءَهٗ فَيَجْعَلُ الْاَيْمَنَ عَلَى الْاَيْسَرِ وَالْاَيْسَرَ عَلَى الْاَيْمَنِ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ اَحَدٌ اِلَّا الْاِمَامُ -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک استسقاء کے لیے نماز نہیں (صرف دعا) ہے۔ لیکن اس سلسلے میں ہمارا قول یہ ہے کہ امام لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے پھر دعا کرتے اور اپنی چادر پھیرتے چادر اس طرح پھیرے کہ اس کا دایاں حصہ بائیں طرف اور بایاں حصہ دائیں طرف آجائے۔ چادر صرف امام پھیرے

۹۷- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّىْ ثُمَّ يَجْلِسُ فِىْ مَوْضِعِهِ الَّذِىْ صَلّٰى فِيْهِ

نماز سے فارغ ہو کر اسی جگہ بیٹھنے کا بیان

۲۹۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے

(حاشیہ صفحہ نمبر ۱۹۶ کا) **ف** نماز استسقاء کے مختلف طریقے کتب احادیث میں موجود ہیں قحط سالی کے وقت طلب بارش کے لیے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام نوافل کی طرح دو رکعت نفل ادا فرمائے اور دعا فرمائی اور بعد میں چادر پلٹی اور بعض روایات سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف طلب باراں کے لیے دعا فرمائی ہے چنانچہ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے ان کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المصلی فاستسقٰی وحوّل رداءہ حین استقبل القبلۃ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلبِ باراں کی دعا کی اور قبلہ رخ رہتے ہوئے آپ نے اپنی چادر پلٹی (مشکوٰۃ باب الاستسقاء فصل دوم)

جمہور آئمہ کے نزدیک طلبِ باراں کیلیے نماز بھی ہے اور دعا بھی جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک صرف دعا ہے نماز نہیں طلب باراں کیلیے دعا کرنی ہو یا نماز پڑھنی ہو بہر صورت یہ عمل عاجزی و انکساری کی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیہ کلمات دہرائے جائیں بعد میں صرف امام صاحب اپنی چادر پلٹی کرے یعنی اوپر والے حصے کو نیچے اور نیچے والے کو اوپر کرنے۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ ثُمَّ جَلَسَ فِيْ مُصَلَّاهُ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ فَاِنْ قَامَ مِنْ مُصَلَّاهُ فَجَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ لَمْ يَزَلْ فِيْ صَلٰوةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ

کوئی شخص نماز سے فارغ ہوکر اسی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لیے یوں دعا کرتے رہتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ (اے اللہ تو اس پر رحم فرما اے اللہ! تو اسے بخش دے اے اللہ تو اس پر مہربانی فرما) اور اگر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر مسجد میں دوسری جگہ بیٹھ کر نماز کے انتظار کے لیے بیٹھ جائے تو جب تک وہ نماز سے فارغ نہیں ہوگا اسے نماز میں مصروف رہنے کا ثواب ملتا ہے ف

۹۸۔ بَابُ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ

فرض پڑھنے کے بعد نوافل پڑھنے کا بیان

۲۹۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهٖ وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ ظہر سے قبل دو رکعت پڑھتے۔ دو ظہر کی نماز کے بعد، دو رکعت نمازِ مغرب کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعت نمازِ عشاء کے بعد پڑھتے اور نمازِ جمعہ کے بعد مسجد میں نماز ادا نہ فرماتے

ف ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے اچھی جگہ مسجد ہے اور بدترین جگہ بازار ہے مطلب یہ ہے کہ مسجد اس لیے بہترین جگہ ہے کہ ذکرِ رحمٰن کے لیے ہے اور بازار اسلیے برا مقام قرار دیا گیا ہے کہ وہ ذکرِ شیطان کا مقام ہے مسجد میں نماز کے انتظار کے لیے بیٹھنے والے کو بھی نماز میں مصروف ہونے کے برابر ثواب ملتا ہے اور جو شخص نماز سے فراغت کے بعد اپنی جگہ میں بیٹھا رہتا ہے یا اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتا ہے تو اللہ کے فرشتے اسکے لیے مسلسل بخشش و رحم کی دعا کرتے رہتے ہیں، فرشتے اللہ کی معصوم مخلوق ہے ان کی دعا کی قبولیت ہر قسم کے شک و شبہ سے بلند و بالا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص کی یقینی طور پر بخشش ہو جاتی ہے۔

الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰی يَنْصَرِفَ فَيَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا تَطَوُّعٌ وَهُوَ حَسَنٌ وَقَدْ بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ فَسَاَلَهُ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ فَاُحِبُّ اَنْ يَصْعَدَ لِي فِيْهَا عَمَلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُفْصَلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ فَقَالَ لَا اَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ بُكَيْرُ بْنُ عَامِرِ نِ الْبَجَلِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

حتیٰ کہ آپ گھر واپس تشریف لے آتے پھر آپ (گھر میں) دو رکعت ادا فرماتے ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نفلی نماز ہے جو مستحب بھی ہے۔ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل اور زوال آفتاب کے بعد پڑھتے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان چار رکعت کے بارے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان کے دروازے اس وقت کھول دیے جاتے ہیں میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل ان کی طرف چڑھ جائے صحابی نے عرض کیا کیا ان (چار رکعت) کے درمیان سلام کے ساتھ فصل کی جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت بکیر بن عامر البجلی، ابراہیم، شعبی اور ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی ہم تک پہنچی ہے۔

❖ ❖ ❖

ف فرائض کی ادائیگی میں جو نقائص پیدا ہو جاتے ہیں ان کو سنن و نوافل سے مکمل کیا جائے گا۔ اس لیے فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ سنن و نوافل کو بھی نہایت ہی اہتمام سے ادا کرنا چاہیے۔ سنن و نوافل کا اپنے گھر میں ادا کرنا مسنون ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی طریقہ کار تھا۔ طلوعِ فجر کے بعد، نماز عصر کے بعد، طلوعِ آفتاب، غروب آفتاب اور استوائے آفتاب کے اوقات کے علاوہ جب چاہیں نوافل ادا کیے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ ان پانچ اوقات میں ادا کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے۔ نماز پنجگانہ میں پڑھے جانے والے نوافل جب فوت ہو جائیں تو ان کی قضاء نہیں ہوتی۔

۹۹۔ بَابُ الرَّجُلِ يَمَسُّ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ جُنُبٌ اَوْ عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ

حالت جنابت اور بغیر وضو کے کسی شخص کا قرآن کو چھونے کا بیان

۳۹۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ اِنَّ فِی الْكِتَابِ الَّذِیْ كَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ لَا يَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط عمرو بن حزم کی طرف تحریر فرمایا اس میں موجود تھا کہ صرف پاک شخص قرآن کو چھو سکتا ہے ف

۳۹۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَسْجُدُ الرَّجُلُ وَلَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے: صرف پاک آدمی سجدہ کر سکتا ہے اور قرآن پڑھ سکتا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِلَّا فِیْ خَصْلَةٍ وَّاحِدَةٍ لَا بَاْسَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ عَلٰى غَيْرِ طُهْرٍ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ جُنُبًا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان تمام روایات سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن اس طرح میں استثناء ہے وہ یہ کہ بغیر وضو قرآن پاک کی تلاوت کی جا سکتی ہے (چھونا درست نہیں) مگر جب کہ کوئی شخص جنبی ہو۔

ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کے نام عریضہ میں تحریر فرمایا تھا "لا یمس القرآن الا طاهر" یعنی قرآن کو صرف پاک شخص چھو سکتا ہے اور قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے "لا یمسه الا المطهرون" یعنی قرآن کو صرف پاک وصاف لوگ ہی چھو سکتے ہیں ان دلائل سے معلوم ہوا کہ حالت جنابت یا بغیر وضو کے قرآن کو چھونا سخت منع ہے البتہ جب قرآن کو نقصان پہنچنے کا خوف ہو تو جنبی اور بے وضو آدمی بطور حفاظت پکڑ سکتا ہے علاوہ ازیں کپڑے کے ساتھ بھی پکڑ سکتے ہیں بے وضو شخص زبانی پڑھ سکتا ہے لیکن جنبی جس طرح چھو نہیں سکتا اسی طرح اسے زبان سے پڑھ بھی نہیں سکتا۔

۱۰۱- بَابُ الرَّجُلِ يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَالْمَرْأَةُ تَجُرُّ ذَيْلَهَا فَيَعْلَقُ بِهِ قَذَرٌ وَّمَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ

ناپاک جگہ سے مرد یا عورت کے کپڑے کو نجاست لگ جائے کا بیان

۲۹۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُمَارَةَ ابْنِ عَامِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ اُمِّ وَلَدٍ لِاِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهَا سَاَلَتْ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّي امْرَاَةٌ اُطِيْلُ ذَيْلِي وَاَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ -

حضرت ابراہیم بن عبد الرحمٰن کی امّ ولد کا بیان ہے کہ انھوں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ میں عورت ہوں میں اپنا دامن لٹکا کر ایسی جگہ سے چلتی ہوں کہ وہ جگہ نجس ہے؟ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد والی جگہ اسے پاک کر دیتی ہے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ مَا لَمْ يَعْلَقْ بِالذَّيْلِ قَذَرٌ فَيَكُوْنُ اَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ الْكَبِيْرِ الْمِثْقَالِ فَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَلَا يُصَلِّيَنَّ فِيْهِ حَتّٰى يَغْسِلَهُ، وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَنِيْفَةَ -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر درہم کا اندازہ کپڑے کے دامن کو نجاست لگ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر درہم سے کثیر ہو جائے تو کپڑا دھوئے بغیر ہرگز نماز نہ پڑھی جائے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

ف حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جیسی ایک اور روایت ہے کہ قبیلہ بنو اشہل کی ایک عورت نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ ہمارے ہاں سے جو راستہ مسجد کو جاتا ہے اس میں بارش کا نجس پانی جمع ہو جاتا ہے تو ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس پانی کے بعد پاک راستہ بھی ہے؟ تو عورت نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پاک راستہ اس پلیدی کو دُور کر دیتا ہے۔

زمین پر کپڑے گھسیٹنے کی احادیث مبارکہ میں بڑی مذمت آئی ہے لیکن یہ مسئلہ صحابیات رضی اللہ عنہن کے اعلیٰ درجے کے پردہ کے اہتمام کی وجہ سے تھا بہرحال نجاست کے سلسلہ میں فقہی مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک درہم کی مقدار سے زائد نجاست کپڑے کو لگ جائے تو اس کا دھونا فرض ہے اگر ایک درہم کا اندازہ ہو تو اس کا دھونا واجب ہے اور اگر ایک درہم سے کم مقدار میں ہو تو اس کا دھونا افضل ہے۔

١٠١- بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ

جہاد کی فضیلت کا بیان

٢٩٨- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الَّذِي لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ وَلَا صَلٰوةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ.

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال ایسے روزے دار اور عبادت گزار کی ہے جو نہ روزے سے اکتاتا ہے اور نہ نماز سے تھکتا ہے حتیٰ کہ وہ (گھر) واپس لوٹ آئے (ف)

٢٩٩- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے یہ بات بہت پسند ہے

ف اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (١) توحید باری تعالیٰ اور رسالتِ محمدی کی گواہی دینا (٢) نماز قائم کرنا (٣) زکوٰۃ ادا کرنا (٤) رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور (٥) بیت اللہ کا حج کرنا۔ جہاد خواہ ارکانِ خمسہ میں سے نہیں ہے لیکن اس کی اہمیت کسی طرح بھی ان سے کم نہیں ہے اسلام کا تحفظ جہاد اور جذبہ جہاد کے سبب ہوتا ہے جہاد ہے تو اسلام ہے متن میں مذکورہ حدیث کے علاوہ اور بھی بے شمار احادیث موجود ہیں چنانچہ فضیلتِ جہاد کے سلسلہ میں موطا امام مالک میں ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال تکفل اللّٰہ لمن جاھد فی سبیلہ لا یخرجہ من بیتہ الا الجہاد فی سبیلہ وتصدیق کلماتہ ان یدخلہ الجنۃ او یردہ الی مسکنہ الذی خرج منہ مع ما نال من اجر اوغنیمۃ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صرف اللہ کی رضا کے لیے اور کلمہ حق کی تصدیق کے لیے گھر سے نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن بن جاتا ہے اسے جنت میں داخل کرے گا یا وہ گھر کی طرف مال غنیمت کے ساتھ لوٹے گا۔

٭ ٭ ٭

اَنْ اُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی فَاُقْتَلُ فَکَانَ اَبُوْهُرَیْرَةَ یَقُوْلُ ثَلَاثًا اَشْهَدُ بِاللّٰهِ ۔

کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہا کرتے تھے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ایسے فرمایا ۔

۱۰۲۔ بَابُ مَا یَکُوْنُ مِنَ الْمَوْتِ شَهَادَةً

شہادت کی موت کا بیان

۳۰۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَابِرِ ابْنِ عَتِیْكٍ عَنْ عَتِیْكِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَتِیْكٍ وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَتِیْكٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ یَعُوْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهٗ قَدْ غُلِبَ فَصَاحَ بِهٖ فَلَمْ یُجِبْهُ فَاسْتَرْجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غُلِبْنَا عَلَیْكَ یَا اَبَا الرَّبِیْعِ فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَکَیْنَ فَجَعَلَ ابْنُ عَتِیْكٍ یُسَکِّتُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُنَّ فَاِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْکِیَنَّ بَاکِیَةٌ قَالُوْا وَمَا الْوُجُوْبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذَا مَاتَ قَالَتِ ابْنَتُهٗ وَاللّٰهِ اِنِّیْ کُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ شَهِیْدًا فَاِنَّكَ کُنْتَ قَضَیْتَ

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں شدید تکلیف میں پایا آپ نے انھیں بلند آواز سے پکارا وہ جواب نہ دے سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالربیع ! اللہ تعالیٰ اپنے عمل پر غالب ہے ۔ عورتوں کی چیخ و پکار بلند ہوئی اور انھوں نے رونا شروع کر دیا ۔ ابن عتیک عورتوں کو خاموش کرانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھیں اپنی حالت پر چھوڑ دو جب واجب ہو جائے تو کوئی رونے والی ہرگز نہ روئے ۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وجوب کیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا وفات پانا ۔ متوفی کی بیٹی نے کہا قسم بخدا مجھے امید ہے کہ تم شہید ہو کیونکہ تم نے اپنا سامان جہاد تیار کر لیا تھا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جَهَازَكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَوْقَعَ اَجْرَهٗ عَلٰى قَدْرِ نِيَّتِهٖ وَمَا تَعُدُّوْنَ الشَّهَادَةَ قَالُوْا اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ——— اَلْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِيْقِ شَهِيْدٌ وَالَّذِيْ يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيْدٌ وَالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجَمْعٍ شَهِيْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی نیت کے مطابق اس کا ثواب متعین فرما دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کس چیز کو شہادت تصور کرتے ہو تو لوگوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جانے کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جانے کے علاوہ شہادت کی سات اقسام ہیں (۱) طاعون کی مرض کے نتیجے میں مرنے والا شہید ہے (۲) پانی میں غرق ہونے والا شہید ہے (۳) نمونیہ کی مرض میں مرنے والا شہید ہے (۴) آگ میں جل کر مرنے والا شہید (۵) دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے (۶) وضع حمل کے وقت فوت ہونے والی عورت شہید ہے اور (۷) ہیضہ کی بیماری میں ہلاک ہونے والا شہید ہے۔ ف

ف دونوں روایات میں تطبیق یہ ہے کہ پانچ والی روایت حصر کے لیے نہیں ہے لہذا ایک روایت پانچ اور دوسری میں سات اقسام بیان کر دینے میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ دونوں روایات میں شہید حکمی کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔ یعنی ان کو شہید کا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ شہید شرعی وہ ہے جسے مشرک لوگ قتل کر دیں یا جنگ کے میدان میں پایا گیا اور اس کے جسم پر زخم وغیرہ کے اثرات موجود ہوں اور یا مسلمان ظلماً قتل کر دیں اس کے قتل کے سبب دیت لازم نہ آتی ہو ایسے شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا لیکن کفن دے کر نماز جنازہ پڑھا جائے گا اور جس شخص کو اہل حرب یا باغی لوگوں نے یا ڈاکوؤں نے قتل کیا تو اسے بھی غسل نہیں دیا جائیگا (ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۶۲، مکتبہ امدادیہ ملتان) شہید حکمی کو غسل دیا جائے گا، کفن دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ شہید کو قرآن میں زندہ قرار دیا گیا ہے گویا وہ اپنی فانی زندگی دے کر غیر فانی زندگی حاصل کر لیتا ہے عارضی زندگی دے کر مستقل زندگی لے لیتا ہے چنانچہ قرآن کے الفاظ یہ ہیں وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (ترجمہ) "جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں تم انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اُن کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے" اور قرآن پاک میں ایک جگہ شہید کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ زندہ ہیں من جانب اللہ ان کو باقاعدہ رزق دیا جاتا ہے اور وہ رزق کھاتے ہیں۔

(جاری ہے)

۳۰۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا سُمَيٌّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ وَقَالَ الشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدَمِ وَالشَّهِيْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص (راستہ میں) چل رہا تھا اس نے راستے میں کانٹوں کی چھڑی پائی تو اس نے اسے دُور کردیا اللہ تعالیٰ نے اسے عزت دی اور اسے بخش دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید کی پانچ اقسام ہیں (۱) ہیضہ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے (۲) طاعون سے فوت ہونے والا شہید ہے (۳) پانی میں ڈوب کر مر جانے والا شہید ہے (۴) جو دیوار کے نیچے دب کر فوت ہوجائے شہید ہے اور (۵) اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا شہید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو اذان کہنے اور پہلی صف میں کھڑا ہونے کے اجر و ثواب کا علم ہوجاتا تو وہ اس عمل کو صرف قرعہ اندازی کے باعث کر پاتے اگر لوگوں کو مسجد میں پہلے آنے کے ثواب کا علم ہوتا تو وہ ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کرتے اور اگر انھیں عشاء اور صبح کی نماز کے اجر و ثواب کا علم ہوتا تو وہ ان دونوں کو ادا کرنے کے لیے ضرور آتے خواہ انھیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔

۲- اَبْوَابُ الْجَنَائِزِ

۱- بَابُ الْمَرْاَةِ تَغْسِلُ زَوْجَهَا

عورت کا اپنے شوہر کو غسل دینے کا بیان

۳۰۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۴ کا) شہادت کے وقت شہید کو بالکل تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ بعض روایات میں بیان کیا گیا ہے شہید کو شہادت کے وقت کانٹا لگنے کے برابر بھی تکلیف نہیں ہوتی۔

ابن ابی بکر ان اسماء بنت عمیس امرأة ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ غسلت ابا بکر حین توفی ثم خرجت فسألت من حضرھا من المھاجرین فقالت انی صائمة وان ھذا یوم شدید البرد فھل علی من غسل قالوا لا۔

زوجہ ابوبکر صدیق حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات کے بعد غسل دیا جب بنت عمیس غسل دینے کے بعد نکلیں تو مہاجرین میں سے جو لوگ موجود تھے ان سے کہا میں روزہ سے ہوں اور آج سردی بھی ہے کیا مجھ پر غسل کرنا واجب ہے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں ف

ف اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت اپنے مرحوم شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیا مرد اپنی زوجہ مرحومہ کو غسل دے سکتا ہے؟ اس مسئلہ میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے جبکہ امام ابوحنیفہ، امام ثوری اور اوزاعی وغیرہ منع کرتے ہیں مسلک بناء پر ان کے نزدیک بھی جائز ہو جائیگا کیونکہ ضرورت و مجبوری کے سبب ناجائز امور جائز ہو جاتے ہیں۔

میت کو غسل دینے والے کے لیے غسل کرنا واجب نہیں ہوتا البتہ اگر کسی نے غسل کر لیا تو کوئی حرج نہیں اس غسل کو مستحب کہا جائے گا۔

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے یعنی اہلِ محلہ یا گاؤں میں سے چند افراد غسل دے دیں تو سب کے سب بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ سب لوگ گناہ گار ہوں گے۔ میت پر مکمل طور پر ایک بار پانی بہانا فرض اور تین بار سنت ہے غسل دینے کا مسنون طریقہ یوں ہے کہ سب سے پہلے کسی کپڑے وغیرہ سے میت کے لیے پردہ کیا جائے تاکہ غسل دینے والوں کے علاوہ دوسرے لوگ نہ دیکھ سکیں پھر میت کے کپڑے اتار کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے پھر میت کو استنجی کرایا جائے پھر معروف طریقہ کے مطابق وضو کرایا جائے یعنی پہلے منہ دھویا جائے لیکن منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالا جائے اگر روئی پانی سے بھگو کر ناک اور دانت وغیرہ صاف کر دیے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ بعد میں کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوئے جائیں سر کا مسح کیا جائے اور آخر میں دونوں پاؤں دھوئے جائیں۔ پاؤں دھونے میں دائیں پاؤں کو پہلے دھویا جائیگا۔ وضو سے فراغت کے بعد میت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے لیکر پاؤں تک دائیں کروٹ کو دھویا جائے پھر دائیں کروٹ پہ لٹا کر پہلے کی طرح بائیں کروٹ کو دھویا جائے بعد ازاں تمام جسم پر پانی بہا دیا جائے بعد میں میت کو ٹیک لگا کر بٹھایا جائے اور آہستہ آہستہ پیٹ کو دبایا جائے اگر پیٹ سے کوئی گندگی وغیرہ برآمد ہوئی تو اسے دھو دیا جائے دوبارہ غسل یا وضو کی ضرورت نہیں آخر میں کپڑے وغیرہ سے جسم کو پانی سے خشک کر دیا جائے اور تکفین کا مرحلہ مکمل کیا جائے۔

(جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ اَنْ تَغْسِلَ الْمَرْاَةُ زَوْجَهَا اِذَا تُوُفِّيَ وَلَا غُسْلَ عَلٰى مَنْ غَسَلَ الْمَيِّتَ وَلَا وُضُوْءَ اِلَّا اَنْ يُّصِيْبَهٗ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ فَيَغْسِلَهٗ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ عورت اگر اپنے متوفی شوہر کو غسل دے تو کوئی حرج نہیں اور غسل دینے والے پر غسل ضروری ہے اور نہ وضو البتہ اگر پانی کے چھینٹے وغیرہ کہیں پڑ جائیں تو اسے دھو ڈالے۔

۲۔ بَابُ مَا يُكَفَّنُ بِهِ الْمَيِّتُ

میّت کو کفن دینے کا بیان

۳۰۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ الْمَيِّتُ يُقَمَّصُ وَيُؤَزَّرُ وَيُلَفُّ بِالثَّوْبِ الثَّالِثِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ كُفِّنَ فِيْهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میت کو قمیص پہنائی جائے، چادر پہنائی جائے اور ایک تیسرے کپڑے میں لپیٹ کر کفن دیا جائے اور اگر کوئی اور کپڑا میسر نہ ہو تو ایک کپڑے میں اسے کفن دیا جائے ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۶ کا) غسل دہندہ نمازی، پرہیزگار اور امانت دار ہونا چاہیے اگر غسل کے دوران کوئی خوش کن چیز دیکھے تو احباب سے بیان کر سکتا ہے اور اگر کوئی پریشان کن چیز ظہور میں آئے تو اسے ہرگز بیان نہ کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تم اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کرو اور برائیاں بیان نہ کرو۔ غسل دینے کا زیادہ حق دار قریبی رشتہ دار ہے اور دوسرے لوگ بھی معاونت کر سکتے ہیں۔ غسل کے پانی میں بیری وغیرہ کے پتے ڈال کر گرم کر لیا جائے اور صابن وغیرہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ف کفن کی تین اقسام ہیں (۱) سنت (۲) کفایت (۳) ضرورت

مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں (۱) قمیص، (۲) لفافہ (۳) ازار (چادر)

عورت کے لیے مسنون پانچ کپڑے ہیں (۱) قمیص (۲) لفافہ (۳) ازار (۴) سینہ بند (۵) اوڑھنی۔ کفن کفایت مرد کے لیے کم از کم دو کپڑے ہیں یعنی لفافہ اور ازار اور اس سے کم مکروہ ہے اور عورت کیلیے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ الْاِزَارُ يُجْعَلُ لِفَافَةً مِثْلَ الثَّوْبِ الْاٰخَرِ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْ اَنْ يُؤَزَّرَ وَلَا يُعْجِبُنَا اَنْ يُنْقَصَ الْمَيِّتُ فِيْ كَفَنِهٖ مِنْ ثَوْبَيْنِ اِلَّا مِنْ ضَرُوْرَةٍ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں ہمارے نزدیک تہبند لفافے کی طرح استعمال کیا جائے گا بجائے اس کے کہ اسے زندہ لوگوں کی طرح پہنایا جائے ہمارے نزدیک میت کے کفن میں دو کپڑوں سے بھی کم کرنا پسندیدہ نہیں ہے مگر ضرورت کے تحت اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۳۔ بَابُ الْمَشْيِ بِالْجَنَائِزِ وَالْمَشْيِ مَعَهَا

جنازے کو اٹھانے اور اس کے ساتھ چلنے کا بیان

۳۰۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَسْرِعُوْا بِجَنَائِزِكُمْ فَاِنَّمَا هُوَ خَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهٗ اَوْ شَرٌّ تُلْقُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنازہ لے جانے میں جلدی کرو اس لیے (اگر) وہ اچھا ہوگا تو تم اسے اس کے مقام پر جلدی پہنچا دو گے یا برا ہوگا تو تم اسے اپنی گردنوں سے اتار دو گے۔ ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۷ کا) کفن کافی تین کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) ازار (۳) اوڑھنی اس سے کم کراہت سے خالی نہیں ہے
اور کفن ضرورت مرد اور عورت دونوں کیلیے کم از کم اتنا ہو کہ تمام جسم چھپ جائے (الہدایہ جلد اول صفحہ ۱۵۹ ا امدادیہ)

ف جنازہ کو کندھا دینا سنت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو
کندھا دیا تھا سنت یہ ہے کہ میت کو چار آدمی اٹھائیں کسی عذر کی بناء پر دو آدمی بھی اٹھالیں تو جائز ہے۔ میت کو کندھا
دینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے آگے والے بائیں پائے کو اپنے دائیں کندھے پر رکھے۔ پھر اسی طرح پیچھے والے پا
کو کندھے پر رکھا جائے بعد ازاں میت کے آگے والے دائیں پائے کو بائیں کندھے پر رکھا جائے اور پھر اسی طرح پیچھے
والے پائے کو کندھے پر رکھا جائے ہر پایا اٹھاتے وقت کم از کم دس قدم چلا جائے تو چار پایوں کی مقدار (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ السُّرْعَةُ بِهَا أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنَ الْإِبْطَاءِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک میت کو جلدی لے جانا تاخیر سے لے جانے سے بہتر ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۳۰۵- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ أَمَامَ الْجَنَازَةِ وَالْخُلَفَاءُ هَلُمَّ جَرًّا وَابْنُ عُمَرَ۔

حضرت زہری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے آگے چلتے۔ خلفائے راشدین اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا عمل بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی مثل تھا۔

۳۰۶- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هُدَيْرٍ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَدِّمُ النَّاسَ أَمَامَ جَنَازَةِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ۔

حضرت ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے آگے چلنے کے لیے لوگوں کو تلقین کر رہے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ الْمَشْيُ أَمَامَهَا حَسَنٌ وَالْمَشْيُ خَلْفَهَا أَفْضَلُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میت کے آگے چلنا اچھا ہے اور اس کے پیچھے چلنا افضل ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۰۸ کا) چالیس قدم ہو جائیگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص چالیس قدم تک جنازے کو کندھا دیتا ہے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور ایک روایت ہے کہ جو میت کے چار پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ یقینی طور پر اس کی مغفرت فرما دیتا ہے جنازہ تیار ہو جائے تو فوراً نماز جنازہ پڑھ کر اس کی تدفین کا انتظام کرنا چاہیے تاخیر سے بالکل کام نہ لیا جائے جنازہ لے جاتے وقت اس کے آگے چلنا بھی جائز ہے لیکن پیچھے چلنا افضل ہے آگے چلنے کی صورت میں اتنا فاصلہ ہونا چاہیے کہ دیکھنے والا محسوس کرے کہ وہ جنازہ میں شریک نہیں ہے جنازہ کے ساتھ آگ لے جانا مکروہ ہے جنازہ تیز رفتار میں لے جانا چاہیے لیکن اتنا تیز نہ ہو کہ میت کو جھٹکے لگیں لوگ جب جنازہ قبر پہ لے جائیں اسے زمین پر رکھنے سے قبل زمین پر بیٹھنا مکروہ ہے۔

۴- بَابُ الْمَيِّتِ لَا يُتْبَعُ بِنَارٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ اَوْ مِجْمَرَةٍ فِيْ جَنَازَتِهٖ

جنازے کے ساتھ آگ یا دھونی لیجانے کی ممانعت کا بیان

۳۰۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيُّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنْ يُّتْبَعَ بِنَارٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ اَوْ مِجْمَرَةٍ فِيْ جَنَازَتِهٖ۔

حضرت سعید بن ابی سعید المقبری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میت کے ساتھ آگ لے جانے اور دھونی لے جانے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ف ا

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے تھے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۵- بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

جنازے کے لیے کھڑا ہونے کا بیان

۳۰۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدُ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے اور بعد میں بیٹھ جاتے ف ۲

ف ا فقہاء کرام نے صراحۃً فرمایا ہے کہ میت کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے اس سلسلے میں حضرت ابوہریرہ کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ کے ساتھ آگ لیکر نہ جانا (موطا امام مالک)

ف ۲ جنازہ دیکھکر کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو ترک فرما دیا تھا اگر کوئی شخص نماز جنازہ میں شامل ہونا چاہتا ہے تو وہ کھڑا ہو سکتا ہے اور جنازے میں شامل ہو جائے (حاشیہ موطا امام محمد)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا نَرَى الْقِيَامَ لِلْجَنَازَةِ كَانَ هٰذَا شَيْئًا فَتُرِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں ہماری رائے یہ ہے کہ جنازہ دیکھ کر کھڑا نہیں ہونا چاہیے یہ بات شروع میں تھی بعد میں متروک ہوگئی اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

٦- بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ

نمازِ جنازہ اور دُعاء کا بیان

۳۰۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ يُصَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ اَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ اُخْبِرُكَ اَتْبَعُهَا مِنْ اَهْلِهَا فَاِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ عَلٰى نَبِيِّهٖ ثُمَّ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ۔

حضرت سعید المقبری رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نماز جنازہ کیسے پڑھی جاتی ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! میں تمھیں بتاتا ہوں میں جنازے کے ساتھ اس کے گھر سے لے کر چلتا ہوں جب اسے رکھ دیا جاتا ہے تو میں تکبیر (اللہ اکبر) کہتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں پھر میں کہتا ہوں اے اللہ! وہ تیرا بندہ ہے تیرے بندے کا بیٹا ہے اور تیری بندی کا بیٹا ہے وہ گواہی دیتا تھا کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے رسول ہیں اور تو اس (میت) کے بارے خوب جانتا ہے اگر وہ نیک تھا تو اس کی نیکی میں اضافہ فرما اور اگر وہ برا تھا تو اس سے درگزر وعفو فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں اس کے ثواب سے

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا قِرَاءَةَ عَلَى الْجَنَازَةِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں ہے۔ اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۳۱۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ سَلَّمَ حَتّٰى يُسْمِعَ مَنْ يَّلِيْهِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھاتے تو اتنی بلند آواز سے سلام پھیرتے کہ ان کے ساتھ والے لوگ سن لیتے۔

محروم نہ کرنا اور تو اس کے بعد ہمیں امتحان میں نہ ڈالنا۔ ف

ف نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے یعنی اہل محلہ یا گاؤں میں سے چند افراد پڑھ لیں تو تمام بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ سب گناہگار قرار پائیں گے۔ مسلمانوں کا امیر جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ اس کے بعد حسب مراتب میت کے ورثاء۔ اگر ورثاء کی اجازت کے بغیر جنازہ پڑھا گیا تو وہ دوبارہ پڑھ سکتے ہیں البتہ تدفین کے بعد نہیں پڑھ سکتے۔ بعدازاں محلہ کا امام مسجد جنازہ پڑھانے کا حقدار ہے۔ اگر ورثاء ابتداءً امام مسجد کو نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دیں تو بھی جائز ہے۔

نماز جنازہ پڑھانے کا مسنون طریقہ یوں ہے کہ لوگ امام کے پیچھے طاق عدد صفیں بنا کر نماز جنازہ کی نیت کر کے کھڑے ہو جائیں نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جائیں گی پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھی جائے گی دوسری تکبیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جائے گا تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کی جائے اگر میت بالغ ہو تو یہ دعا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا الخ پڑھی جائے اگر نابالغ لڑکا ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا الخ اور اگر لڑکی ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا الخ پڑھی جائے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔ سلام پھیرتے ہی صفیں توڑ دی جائیں گی۔ نماز جنازہ میں ثناء، درود اور دعائیں بلند آواز سے نہیں پڑھی جائیں گی۔ نماز جنازہ میں قراءت نہیں ہوتی۔ مرد کی نماز جنازہ ہو تو امام اس کے سر کے مقابل کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہو تو امام جنازے کے وسط میں کھڑا ہوگا۔ نماز جنازہ کے اختتام پر تمام شرکاء میت کے لیے خصوصی دعا کریں کیونکہ حدیث پاک میں موجود ہے کہ جب نماز جنازہ پڑھ لو تو میت کے لیے خصوصی دعا کرو۔ نماز جنازہ میں اگر کوئی شخص کچھ تکبیریں کہی جانے کے بعد شامل ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی تکبیریں پوری کرے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَيَسَارِهٖ وَيُسْمِعُ مَنْ يَّلِيْهِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ دائیں طرف اور بائیں طرف اتنی آواز سے سلام پھیرا جائے کہ قریب والے لوگ سن لیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

۳۱۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ اِذَا صُلِّيَتَا لِوَقْتِهِمَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نمازِ عصر کے بعد اور نمازِ فجر کے بعد نماز جنازہ پڑھ لیا کرتے تھے جبکہ یہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِيْ تَيْنِكَ السَّاعَتَيْنِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ اَوْ تَتَغَيَّرِ الشَّمْسُ بِصُفْرَةٍ لِلْمَغِيْبِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں ان اوقات میں نماز جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں جبکہ طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے باعث سورج کا رنگ زرد نہ پڑ گیا ہو اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۷- بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

۳۱۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ مَا صُلِّيَ عَلٰى عُمَرَ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھا گیا ف

ف نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا مکروہ ہے کیونکہ سرزمین مدینہ طیبہ میں جنازہ گاہ مسجد سے علیحدہ بنائی گئی تھی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز جنازہ پڑھا یا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو جنازہ مسجد میں پڑھا گیا تو یہ عذر پر محمول کیا جائے گا۔ یعنی کسی عذر اور مجبوری کے سبب نماز جنازہ مسجد میں بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يُصَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ وَكَذٰلِكَ بَلَغَنَا عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَمَوْضِعُ الْجَنَازَةِ بِالْمَدِيْنَةِ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ الْمَوْضِعُ الَّذِيْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ فِيْهِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور ایسے ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہم تک پہنچی ہے۔ مدینہ طیبہ میں جنازہ گاہ مسجد سے باہر تھی یہ وہی جگہ تھی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھایا کرتے تھے۔

۸۔ بَابُ يَحْمِلُ الرَّجُلُ الْمَيِّتَ اَوْ يُحَنِّطُهٗ وَيُغَسِّلُهٗ هَلْ يَنْقُضُ ذٰلِكَ وُضُوْءَهٗ

میت کو اٹھانے، اسے خوشبو لگانے یا غسل دینے سے کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

۳۱۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَنَّطَ ابْنًا لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهٗ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی میت کو خوشبو لگائی اور اُسے اٹھایا اور پھر مسجد میں داخل ہوئے وضو کیے بغیر انھوں نے نماز پڑھی ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا وُضُوْءَ عَلٰى مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً وَلَا مَنْ حَنَّطَ مَيِّتًا اَوْ كَفَّنَهٗ اَوْ غَسَّلَهٗ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص نے جنازہ کو اٹھایا، خوشبو لگائی، کفن دیا اور یا غسل دیا اس پر وضو نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

ف وہ امور جن سے وضو فاسد ہو جاتا ہے، کا ذکر وضو کے بیان میں گزر چکا ہے، ان میں یہ امور نہیں ہیں۔ اس لیے میت کو غسل دینے، اسے خوشبو لگانے، اٹھانے، کفن دینے اور دفن کرنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا۔

۹- بَابُ الرَّجُلِ تُدْرِكُهُ الْجَنَازَةُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ

نمازِ جنازہ کے لیے باوضو ہونے کا بیان

۳۱۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا يُصَلِّى الرَّجُلُ عَلٰى جَنَازَةٍ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِىْ اَنْ يُّصَلِّىَ عَلَى الْجَنَازَةِ اِلَّا طَاهِرٌ فَاِنْ فَاجَاَتْهُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ طُهُوْرٍ تَيَمَّمَ وَصَلّٰى عَلَيْهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ بغیر وضو کے کوئی شخص نماز جنازہ نہ پڑھے۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس روایت سے ہم یہ دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کوئی شخص وضو کے بغیر نماز جنازہ نہ پڑھے اگر کسی کو اچانک یہ صورت پیش آ جائے کہ جنازہ تیار ہو اور وہ بے وضو ہو تو وہ تیمم کرکے نماز جنازہ میں شریک ہو سکتا ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۰- بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ

میت کی تدفین کے بعد نمازِ جنازہ پڑھنے کا بیان

۳۱۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

ف اگر کسی کا وضو نہ ہو جبکہ نماز جنازہ بالکل تیار ہے اگر وضو کرنے جائیگا تو شامل نہ ہو سکے گا تو وہ فوراً تیمم کرکے جنازہ میں شامل ہو جائے۔ ایسے نماز عیدین کے موقع پر بھی ہے کہ اگر وضو کرکے نماز میں شامل ہونے کی اُمید نہ ہی ہو تو تیمم کرکے نماز میں شمولیت کی جا سکتی ہے نماز جنازہ اور نماز عیدین کا خلیفہ نہیں ہے اس لیے ان دونوں کیلیے ضرورت کے تحت تیمم جائز ہے جبکہ باقی نمازوں کا خلیفہ ہے یعنی ان کو بطور قضا پڑھا جا سکتا ہے لہٰذا ان کے لیے تیمم جائز نہیں۔

سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی وفات کے بارے اسی دن بتا دیا تھا جس دن وہ فوت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو لے کر جنازہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی ف

ف امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں ہے غائبانہ نماز جنازہ کے جواز میں شاہ حبشہ نجاشی کا واقعہ پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کی کئی وجوہات ہیں مثلاً (۱) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اس لیے اس سے استدلال قائم کرنا درست نہیں (۲) یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرب و بعد برابر ہیں گویا نجاشی کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھا ۔
میت کو اگر نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو اس کے پھٹنے سے قبل قبر پر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے ماہرین کا کہنا ہے کہ گرمیوں کے موسم میں تین دن کے بعد اور سردیوں کے موسم میں ایک دن کے بعد میت پھٹ جاتی ہے ۔
فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ کے الفاظ امام اعظم ابوحنیفہ کے موقف کی تائید و حمایت میں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ میں صرف چار تکبیرات کہتے تھے ۔
اگرچہ رات کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نماز پڑھ لی تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھی اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شریعت مطہرہ میں خود مختار ہیں جو چاہیں کر سکتے ہیں ۔ لیکن اس کو بنیاد بناتے ہوئے کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے ۔
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رات کی تاریکی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینا اور تکلیف دینا عظمت و شان کے خلاف تصور کیا اس لیے خود جنازہ پڑھ لیا اس بات کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خائن وغیرہ (معاذ اللہ) کہنا جہالت، بغض و عناد اور اللہ و رسول سے دشمنی کا نتیجہ ہے صحابہ کرام ہی وہ جماعت ہے جنھوں نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسب فیض کیا انکی عظمت و شان کے بارے بیشمار آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ موجود ہیں قرآن نے ان نفوس قدسیہ کی عظمت و فضیلت ان الفاظ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے بیان کی جبکہ حدیث رسول کے الفاظ یہ ہیں اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم اوکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے کامیاب ہو جاؤ گے ۔

٣١٦- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مِسْكِيْنَةً مَرِضَتْ فَأُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرَضِهَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُ الْمَسَاكِيْنَ وَيَسْأَلُ عَنْهُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَتْ فَآذِنُوْنِيْ بِهَا قَالَ فَأُتِيَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا فَكَرِهُوْا أَنْ يُؤْذِنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ شَأْنِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ آمُرْكُمْ أَنْ تُؤْذِنُوْنِيْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْنَا أَنْ نُخْرِجَكَ لَيْلًا أَوْ نُوْقِظَكَ قَالَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلٰى قَبْرِهَا فَصَلّٰى عَلٰى قَبْرِهَا فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ۔

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مسکین عورت بیمار ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بیماری کے سلسلے میں عرض کیا گیا، راوی کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکینوں کی عیادت فرمالیا کرتے تھے اور ان کے بارے پوچھتے بھی رہتے تھے۔ راوی کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب وہ بوڑھی عورت فوت ہوجائے تم مجھے اطلاع دینا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس مسکینہ کا جنازہ رات کے وقت لایا گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینا اچھا نہ سمجھا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ مجھے اطلاع دینا؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا حضور! رات کے وقت آپ کو نکالنا اور آپ کو بیدار کرنا ہم نے اچھا نہ سمجھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے حتیٰ کہ لوگوں نے اس مسکینہ کی قبر پر صف بندی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیروں کے ساتھ قبر پر نماز جنازہ پڑھائی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ التَّكْبِيْرُ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعُ تَكْبِيْرَاتٍ وَلَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُصَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ قَدْ صُلِّيَ عَلَيْهَا وَلَيْسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا كَغَيْرِهٖ أَلَا يُرٰى أَنَّهٗ صَلّٰى عَلَى النَّجَاشِيِّ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَدْ مَاتَ بِالْحَبَشَةِ فَصَلٰوةُ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہیں جس میت پر نماز جنازہ پڑھی جاچکی ہو اس پر دوبارہ نہ پڑھی جائے اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسروں کی طرح تصور نہیں کرنا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمین مدینہ طیبہ میں نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَرَکَۃٌ وَّ طُھُوْرٌ فَلَیْسَتْ کَغَیْرِھَا مِنَ الصَّلَوَاتِ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ ۔

جبکہ وہ حبشہ میں فوت ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز برکت وطہارت کے لیے تھی عام لوگوں کی نماز جیسی نہیں تھی؟ اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۱۔ بَابُ مَارُوِیَ اَنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکَآءِ الْحَیِّ

زندوں کے رونے کے سبب میت کو عذاب ہونے کا بیان

۳۱۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ لَا تَبْکُوْا عَلٰی مَوْتَاکُمْ فَاِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکَآءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ ۔

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے مُردوں پر نہ رویا کرو اس لیے کہ میت کو اہلِ خانہ کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے ف

۳۱۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَمْرَۃَ ابْنَۃِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّھَا اَخْبَرَتْہُ اَنَّھَا سَمِعَتْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذُکِرَ لَھَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ اِنَّ الْمَیِّتَ

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زندوں کے رونے کے باعث میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

ف کیا زندوں کے رونے کے سبب میت کو عذاب ہوتا ہے؟ اس میں کئی اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ روایت اپنے ظاہر پر دال ہے کہ اہلِ خانہ کے رونے کے سبب میت کو عذاب ہوتا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ غیر مسلم کو عذاب ہوتا ہے مسلمان کے متعلق یہ حکم نہیں ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بیان سے اسکی تصدیق ہوتی ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ اگر میت نے رونے کی وصیت کی ہو تو اہلِ خانہ کے رونے کی وجہ اسے عذاب دیا جاتا ہے ورنہ نہیں تیسرا قول زیادہ بہتر ہے کیونکہ اگر اس نے وصیت نہیں کی تو اہلِ خانہ کے رونے یا بے صبری کی سزا اسے دی جانا خلافِ عقل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِابْنِ عُمَرَ اَمَا اِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ قَدْ نَسِيَ اَوْ اَخْطَأَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَنَازَةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا ۔

فرمایا : اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائے انھوں نے جھوٹ نہیں کہا وہ بھول گئے ہیں یا ان سے غلطی واقع ہوئی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک جنازے پر ہوا جس پر آہ و بکا کی جا رہی تھی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لوگ میت پر رو رہے ہیں جبکہ میت کو قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِقَوْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہماری دلیل ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۱۲- بَابُ الْقَبْرِ يُتَّخَذُ مَسْجِدًا اَوْ يُصَلّٰى اِلَيْهِ اَوْ يُتَوَسَّدُ

قبر کو سجدہ گاہ بنانے یا اس کی طرف نماز پڑھنے یا اسے تکیہ بنانے کا بیان

۳۱۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے کہ انھوں نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا ۔ ف

ف پہلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا (غیر اللہ کو) ۔ لیکن امت محمدیہ کے لیے یہ سجدہ قطعی طور پر حرام ہے بعض روایات میں آتا ہے کہ ایک اونٹ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنا سر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں مبارکوں پر رکھ دیا یہ دیکھ کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں ہم زیادہ حق دار ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم بھی سجدہ کر لیں ؟ آپ نے فرمایا میری شریعت میں سجدہ حرام ہے اگر اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے ۔ ان روایات کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ کسی پیر کو یا ولی اور نبی کی قبر کو سجدہ کرنا کفر ہے اگر کسی نے اپنی جہالت کی وجہ سے کیا تو اسے چاہیے کہ آئندہ ایسا نہ کرے (جاری ہے)

۳۲۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَتَوَسَّدُ عَلَيْهَا وَيَضْطَجِعُ عَلَيْهَا قَالَ بَشَرٌ يَعْنِی الْقُبُوْرَ -

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں یہ روایت ملی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے تکیہ لگا لیا کرتے تھے اور اس پر لیٹ جاتے تھے حضرت بشیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یعنی قبروں پر۔

(حاشیہ گذشتہ صفحہ کا) اور اگر کسی نے دانستہ طور پر کہا تو گویا اس نے کفر کا ارتکاب ہے اسے تجدید ایمان کرنا چاہیے اور توبہ کرنی چاہیے۔ اور اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ اولیاء صالحین اور انبیاء کرام علیہم السّلام کے مزارات پر جانا حرام اور شرک ہے ان مقامات پر جاکر آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے فاتحہ خوانی کرنا جائز ہے مسلمانوں کی قبور پر فاتحہ خوانی کے سلسلے میں جانا سنت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، شہداء احد کی قبور پر تشریف لے جاتے تھے۔ قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھنا یا اس پر بیٹھنا منع ہے کیونکہ یہ صاحب قبر کی عظمت کے خلاف ہے ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص قبر پر ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرماتے ہوئے فرمایا لَا تُوْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ یعنی تو صاحب قبر کو اذیت نہ دے۔ قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھنا یا اس کے اوپر بیٹھنا ممنوع ہے اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لیے مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی مشہور کتاب "حرمت سجدہ تعظیم" کا مطالعہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳- کِتَابُ الزَّکوٰۃِ

۱- بَابُ زَکوٰۃِ الْمَالِ

مال کی زکوٰۃ کا بیان

۳۳۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِیُّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے

ف۱ زکوٰۃ کا معنی ومفہوم: زکوٰۃ:۔ زکی یزکی سے باب تفعیل کا خلاف قیاس مصدر ہے۔ اس کا معنی بڑھنا، پاک کرنا ہے اور اصطلاحی اور فقہی لحاظ سے زکوٰۃ سے مراد وہ مال ہے جو اصل مال سے کسی فقیر وغیرہ کو دینے کیلیے علیحدہ کیا جاتا ہے۔

فرضیت زکوٰۃ کی حکمت:۔ اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے لوگ پیدا فرمائے (۱) امراء اور (۲) غرباء۔ امراء پر زکوٰۃ واجب فرمادی تاکہ مال ومتاع تمام لوگوں میں گردش کرتا رہے ان میں سخاوت کا جذبہ پیدا ہو اور ساتھ ساتھ غرباء کا بھی گزر اوقات ہوتا رہے۔

تاریخ فرضیت زکوٰۃ: زکوٰۃ کب فرض ہوئی اس بارے متعدد اقوال ہیں (۱) ہجرت سے قبل واجب ہوئی تھی۔ (۲) سرزمین مدینہ طیبہ میں ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی تھی۔ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں پہلے قول کو قابلِ اعتماد قرار دیا ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت:۔ قرآن وحدیث میں عبادات میں سے نماز کے بعد جس کو زیادہ بطور تاکید بیان کیا ہے وہ زکوٰۃ ہے عام طور پر نماز اور روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ترتیب سے عوام الناس میں عبادات کی اصطلاحات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں زکوٰۃ کا ذکر نماز کے بعد متصل ہونا چاہیے نہ کہ سب سے آخر میں۔ (جاری ہے)

عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ هٰذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّ دَيْنَهُ حَتّٰى تَحْصُلَ اَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّوْا مِنْهَا الزَّكٰوةَ ۔

یہ مہینہ (رجب) تمھاری زکوٰۃ کا مہینہ ہے جس پر قرض ہو اسے چاہیے کہ اپنا قرض ادا کر دے حتٰی کہ تمھارا مال باقی بچ جائے اور اس سے تم زکوٰۃ نکال دو ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ مَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَهُ مَالٌ فَلْيَدْ فَعْ دَيْنَهُ مِنْ مَالِهٖ فَاِنْ بَقِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ فَفِيْهِ زَكٰوةٌ وَتِلْكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ اَوْ عِشْرُوْنَ مِثْقَالًا ذَهَبًا فَصَاعِدًا اَوْ اِنْ كَانَ الَّذِيْ بَقِيَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا يَدْ فَعُ مِنْ مَالِهِ الدَّيْنَ فَلَيْسَتْ فِيْهِ الزَّكٰوةُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں جس شخص پر قرض ہو اور اس کے پاس مال موجود ہو تو چاہیے کہ وہ اپنے مال سے قرض ادا کرے۔ قرض کی ادائیگی کے بعد اگر اتنا مال بچ جائے جس پر زکوٰۃ ہوتی ہے تو اس سے زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ وہ دو سو درہم یا بیس مثقال سونا ہے اور یا اس مقدار سے زائد سونا ہو۔ اگر زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اس سے کم مقدار میں سونا باقی بچا ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۳۲۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ اَنَّهُ سَاَلَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ وَعَلَيْهِ مِثْلُهُ مِنَ الدَّيْنِ اَعَلَيْهِ الزَّكٰوةُ فَقَالَ لَا ۔

حضرت یزید بن خصیف رضی اللہ عنہ نے حضرت سلیمان بن سلیمان رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا جس کے پاس مال ہو اور اسی مال کی مقدار اس پر قرض ہے کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ انھوں نے (حضرت سلیمان بن یسار) نے کہا نہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۲۱ کا) ارکانِ خمسہ والی حدیث اور دیگر احادیث میں نماز کے بعد زکوٰۃ کو بیان کیا گیا ہے جس سے حج اور روزہ کی بہ نسبت اس کی اہمیت و افادیت واضح ہو جاتی ہے۔

ف مال زکوٰۃ کی شرح :۔ وجوب زکوٰۃ کی شرح یہ ہے کہ کسی کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی اور یا کوئی اور چیز ہو جو ان دونوں میں سے کسی کی مالیت کی ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے اور کسی کا قرض بھی نہ ہو تو زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اگر اس پر قرض ہو اگر قرض کی ادائیگی کے بعد نصاب کے مطابق رقم باقی رہی تو زکوٰۃ واجب ہو گی ورنہ نہیں۔

أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ ۔

ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۲۔ بَابُ مَا يَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ

ان چیزوں کا بیان جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

۳۲۳ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَكَانَ أَبُوْحَنِيْفَةَ يَأْخُذُ بِذٰلِكَ إِلَّا فِي خَصْلَةٍ وَاحِدَةٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْمَا أَخْرَجَتِ الْأَرْضُ الْعُشْرُ مِنْ قَلِيْلٍ أَوْ كَثِيْرٍ إِنْ كَانَتْ تُشْرَبُ سَيْحًا أَوْ تَسْقِيْهَا السَّمَاءُ وَإِنْ كَانَتْ تُشْرَبُ بِغَرْبٍ أَوْ دَالِيَةٍ فَنِصْفُ عُشْرٍ وَهُوَ قَوْلُ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ وَمُجَاهِدٍ ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں۔ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ نہیں ہے ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بھی اسی پر ہے لیکن ایک چیز میں مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے جس چیز کو بھی زمین اگاتی ہے خواہ وہ کثیر ہو یا قلیل اس میں عشر ہے بشرطیکہ اسے چشمہ (نہر) یا بارش سے سیراب کیا گیا ہو اور اگر زمین ڈول وغیرہ سے سیراب ہوتی ہو تو اس میں نصف عشر ہوگا اور

ف پانچ وسق سے کم کھجوروں، پانچ اوقیہ یعنی دوسو درہم سے کم چاندی میں اور پانچ اونٹوں سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ زمین کی پیداوار میں دیگر آئمہ نصاب کا تعین کرتے ہیں لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غلہ، پھل اور سبزیوں وغیرہ میں خواہ کثیر ہوں یا قلیل زکوٰۃ (عشر) واجب ہوتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ زمین جو چیز بھی اگائے اس پر زکوٰۃ ہے۔

یہی ابراہیم نخعی اور مجاہد رحمہما اللہ کا قول ہے۔

۳۔ بَابُ الْمَالِ مَتٰی تَجِبُ فِیْهِ الزَّکٰوۃُ

مال میں زکوٰۃ کب واجب ہوتی ہے

۳۲۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا تَجِبُ فِیْ مَالٍ زَکٰوۃٌ حَتّٰی یَحُوْلَ عَلَیْهِ الْحَوْلُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِلَّا اَنْ یَّکْتَسِبَ مَالًا فَیَجْمَعَهٗ اِلٰی مَالٍ عِنْدَهٗ مِمَّا یُزَکّٰی فَاِذَا وَجَبَتِ الزَّکٰوۃُ فِی الْاَوَّلِ زَکَّی الثَّانِیْ مَعَهٗ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک مال پر سال نہ گزر جائے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے سوائے اس مسئلہ کے وہ یہ کہ جو نیا مال حاصل ہو اسے ایسے مال کے ساتھ جمع کیا جس سے زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو پھر جب پہلے مال میں زکوٰۃ واجب ہو گی تو اس کے ساتھ دوسرے مال کی بھی زکوٰۃ دینا ہو گی۔ اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ کا قول ہے۔

۴۔ بَابُ الرَّجُلِ یَکُوْنُ لَهُ الدَّیْنُ هَلْ عَلَیْهِ فِیْهِ زَکٰوۃٌ

جس شخص کے پاس مال قرض ہو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟

۳۲۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلا

ف شرعی نصاب کے مطابق جب دولت جمع ہو جائے اور اس پر سال گذر جائے زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائ کے لیے کوئی مہینہ متعین نہیں ہے جس مہینے کی تاریخ کو نصاب پر سال مکمل ہو جائے گا زکوٰۃ واجب ہو جائے گی سا گزرنے سے قبل کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ نکال دیتا ہے ادا ہو جائے گی۔

مُكَاتَبٍ لَهُ قَاطَعَهُ بِمَالٍ عَظِيمٍ قَالَ قُلْتُ هَلْ فِيهِ زَكٰوةٌ قَالَ الْقَاسِمُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ لَا يَأْخُذُ مِنْ مَالٍ صَدَقَةً حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ قَالَ الْقَاسِمُ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اِذَا اَعْطَى النَّاسَ اَعْطِيَاتِهِمْ يَسْأَلُ الرَّجُلَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ قَدْ وَجَبَتْ فِيهِ الزَّكٰوةُ فَاِنْ قَالَ نَعَمْ اَخَذَ مِنْ عَطَائِهِ زَكٰوةَ ذٰلِكَ الْمَالِ وَاِنْ قَالَ لَا سَلَّمَ اِلَيْهِ عَطَاءَهُ۔

حضرت محمد بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے اپنے مکاتب غلام کے بارے دریافت کیا جس نے انھوں نے بھاری مال وصول کر کے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ محمد بن عقبہ نے پوچھا کہ کیا اس مال پر زکوٰۃ ہے۔ قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے مال سے زکوٰۃ وصول نہیں کرتے تھے جس پر سال نہ گزرا ہو۔ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نے کہا: جب حضرت ابوبکر صدیق لوگوں کو وظائف عنایت فرماتے تو ان سے پوچھ لیتے کیا تیرے پاس اتنا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ اگر وہ ہاں میں جواب دیتا تو اس کے وظیفے سے آپ زکوٰۃ کاٹ لیتے اور اگر وہ نفی میں جواب دیتا تو اسے مکمل طور پر وظیفہ عنایت فرما دیتے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۳۲۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُوْنٍ عَنْ اَبِيْهَا قَالَ كُنْتُ اِذَا قَبَضْتُ عَطَائِيْ مِنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ سَاَلَنِيْ هَلْ عِنْدَكَ مَالٌ وَجَبَ عَلَيْكَ فِيْهِ الزَّكٰوةُ فَاِنْ قُلْتُ نَعَمْ اَخَذَ مِنْ

حضرت عائشہ بنت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہا اپنے والد (قدامہ) کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ انھوں (قدامہ بن مظعون) نے کہا جب میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اپنا وظیفہ حاصل کرتا تھا تو مجھ سے پوچھ لیتے تھے کہ کیا تمھارے پاس اتنا مال ہے

ف کسی شخص کے پاس شرعی نصاب کے مطابق دولت ہو لیکن وہ سب دولت بطور قرض وصول کی ہوئی ہے اس دولت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین کا بھی یہی طریقہ کار رہا کہ قرض کے علاوہ کوئی شخص صاحب زکوٰۃ ہوتا اس سے زکوٰۃ وصول کرتے تھے ورنہ نہیں۔

عَنْ عَطَآئِیْ زَکٰوۃَ ذٰلِكَ الْمَالِ وَاِلَّا دَفَعَ اِلَیَّ عَطَآئِیْ۔

جس پہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اگر میں ہاں میں جواب دے دیتا تو آپ رضی اللہ عنہ میرے وظیفے سے کٹوتی کر لیتے اور اگر نفی میں جواب دیتا تو میرا وظیفہ (سب کا سب) مجھے دے دیتے۔

۵۔ بَابُ زَکٰوۃِ الْحُلِیِّ

زیور کی زکوٰۃ کا بیان

۳۲۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عَآئِشَۃَ کَانَتْ تَلِیْ بَنَاتِ اَخِیْهَا یَتَامٰی فِیْ حَجْرِهَا لَهُنَّ حُلِیٌّ فَلَا تُخْرِجُ مِنْ حُلِیِّهِنَّ الزَّکٰوۃَ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی کی یتیم لڑکیوں کی کفالت کرتی تھیں، ان کے پاس زیور تھا حضرت عائشہ اس زیور سے زکوٰۃ نہیں نکالتی تھیں ف

۳۲۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُحَلِّیْ بَنَاتِهٖ وَجَوَارِیَهٖ فَلَا یُخْرِجُ مِنْ حُلِیِّهِنَّ الزَّکٰوۃَ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی لڑکیوں اور لونڈیوں کو زیور پہناتے تو ان کے زیور سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے

قَالَ مُحَمَّدٌ اَمَّا مَاکَانَ مِنْ حُلِیِّ جَوْهَرٍ وَّلُؤْلُؤٍ فَلَیْسَتْ فِیْهِ الزَّکٰوۃُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَاَمَّا مَاکَانَ مِنْ حُلِیِّ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّۃٍ فَفِیْهِ الزَّکٰوۃُ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جواہرات اور موتیوں کے زیوروں میں بالکل زکوٰۃ نہیں ہوتی لیکن اگر سونے یا چاندی کا زیور ہو تو اس میں زکوٰۃ ہے

ف جو زیورات موتیوں اور جواہرات وغیرہ کے ہوں ان پر زکوٰۃ بالکل واجب نہیں ہوتی اور جو زیورات سونے یا چاندی کے ہوں ان پر زکوٰۃ ہوگی۔ اگر یتیم بچوں کی ملکیت میں دولت ہو، اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ ہاں اگر کسی نے اس دولت کو تجارت میں لگایا ہوا ہو تو تجارت میں لگانے والا ان کے مال سے زکوٰۃ نکال سکتا ہے۔

اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِكَ لِیَتِیْمٍ اَوْ یَتِیْمَۃٍ لَمْ یَبْلُغَا فَلَا تَکُوْنُ فِیْ مَالِهَا زَکٰوۃٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

سوائے نابالغ یتیموں کے۔ اور ان کے مال میں بھی زکوٰۃ نہیں ہوتی اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۶۔ بَابُ الْعُشْرِ

عُشر کا بیان

۳۲۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ کَانَ یَاْخُذُ مِنَ النَّبَطِ مِنَ الْحِنْطَۃِ وَالزَّیْتِ نِصْفَ الْعُشْرِ یُرِیْدُ اَنْ یَّکْثُرَ الْحِمْلُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ وَیَاْخُذُ مِنَ الْقِطْنِیَّۃِ الْعُشْرَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں زمین والے لوگوں کی گندم اور زیتون سے نصف عشر (بیسواں حصّہ) وصول کرتے اور اگر وہ لوگ اپنی اجناس مدینہ میں لے آتے تو آپ ان کا نصف عشر معاف کر دیتے اور باقی اجناس سے عشر (دسواں حصّہ) وصول کرتے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ یُؤْخَذُ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّۃِ مِمَّا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لِلتِّجَارَۃِ مِنْ قِطْنِیَّۃٍ اَوْ غَیْرِ قِطْنِیَّۃٍ نِصْفُ الْعُشْرِ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ وَمِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ اِذَا دَخَلُوْا اَرْضَ الْاِسْلَامِ بِاَمَانٍ الْعُشْرُ مِنْ ذٰلِكَ کُلِّهٖ وَکَذٰلِكَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ زِیَادَ بْنَ حُدَیْرٍ وَاَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ذمی لوگوں کی ہر قسم کی اجناس سے جن سے تجارت کی جا سکتی ہو سال میں ایک مرتبہ نصف عشر (بیسواں حصّہ) وصول کیا جائے گا اور اہلِ حرب لوگ جب امن لیکر دار الاسلام میں داخل ہو جائیں تو ان کی ہر جنس سے عشر وصول کیا جائے گا اور ایسے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ فیما سقت السماء العشر یعنی جس کھیت کو آسمان سیراب کرے اس میں عشر ہے نصاب مقرر کیے بغیر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زمین کی ہر پیداوار میں عشر ہے بارانی زمین یعنی جسے آسمان سیراب کرے کی پیداوار میں عشر ہے اور جس زمین کو اونٹوں وغیرہ کی مدد سے سیراب کیا جائے اس میں نصف عشر ہے۔

حِيْنَ بَعَثَهُمَا عَلَى عُشُوْرِ الْكُوْفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت زیاد بن حدیر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کو حکم دیا جب انھیں کوفہ اور بصرہ سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۷۔ بَابُ الْجِزْيَةِ

جزیہ کا بیان

۳۳۰۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ مِنْ مَجُوْسِ الْبَحْرَيْنِ الْجِزْيَةَ وَأَنَّ عُمَرَ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ فَارِسَ وَأَخَذَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنَ الْبَرْبَرِ۔

حضرت زہری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فارس کے مجوسیوں سے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بربر کے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا ۔ف

۳۳۱۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ الْجِزْيَةَ عَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَعَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ وَمَعَ ذٰلِكَ أَرْزَاقَ الْمُسْلِمِيْنَ وَضِيَافَةَ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں کے پاس چاندی ہوتی ان پر چالیس درہم اور جن کے پاس سونا ہوتا ان پر چار دینار جزیہ مقرر کیا ۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کی ضروریات پورا کرنا اور تین دن تک مہمان نوازی بھی ۔

۳۳۲۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ف جزیہ سے مراد وہ ٹیکس ہے جو غیر مسلموں سے ان کے تحفظ کے سبب قبول کیا جاتا ہے امیر المومنین کو اختیار حاصل ہے جتنا مناسب سمجھے حالات کے مطابق جزیہ نافذ کر سکتا ہے ۔

عَنْهُ كَانَ يُؤْتٰى بِنَعَمٍ كَثِيْرَةٍ مِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ قَالَ مَالِكٌ أُرَاهُ تُؤْخَذُ مِنْ أَهْلِ الْجِزْيَةِ فِيْ جِزْيَتِهِمْ۔

پاس بطور جزیہ کثیر تعداد میں اونٹ آتے تھے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ اونٹ بطور جزیہ وصول کیے جاتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلسُّنَّةُ أَنْ تُؤْخَذَ الْجِزْيَةُ مِنَ الْمَجُوْسِ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُنْكَحَ نِسَآؤُهُمْ وَلَا تُؤْكَلَ ذَبَائِحُهُمْ وَكَذٰلِكَ بَلَغَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ عُمَرُ الْجِزْيَةَ عَلٰى أَهْلِ سَوَادِ الْكُوْفَةِ عَلَى الْمُعْسِرِ اِثْنَا عَشَرَ دِرْهَمًا وَعَلَى الْوَسَطِ أَرْبَعَةً وَعِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَعَلَى الْغَنِيِّ ثَمَانِيَةً وَأَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَأَمَّا مَا ذَكَرَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ مِنَ الْاِبِلِ فَإِنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ لَمْ يَأْخُذِ الْاِبِلَ فِيْ جِزْيَةٍ عَلِمْنَاهَا إِلَّا مِنْ بَنِيْ تَغْلِبَ فَإِنَّهُ أَضْعَفَ عَلَيْهِمُ الصَّدَقَةَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ جِزْيَتَهُمْ فَأَخَذَ مِنْ إِبِلِهِمْ وَبَقَرِهِمْ وَغَنَمِهِمْ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجوسیوں سے جزیہ سنت ہے۔ ان کی عورتوں سے نکاح کرنا درست نہیں اور نہ ان کے ہاتھ سے ذبح شدہ جانوروں کا کھانا صحیح ہے ایسے ہی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روایت پہنچی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ میں سے مسکین لوگوں پر بارہ درہم، متوسط لوگوں پر چوبیس درہم اور مالداروں پر اڑتالیس درہم جزیہ مقرر فرمایا تھا۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اونٹوں کا ذکر کیا ہے ہماری معلومات کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی تغلب کے علاوہ کسی سے بطور جزیہ اونٹ نہیں لیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر دوگنا جزیہ مقرر کر دیا تھا جسے پورا کرنے کے لیے ان کے اونٹ گائے اور بکریاں وصول کرتے تھے۔

۸۔ بَابُ زَكٰوةِ الرَّقِيْقِ وَالْخَيْلِ وَالْبَرَاذِيْنِ

غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ کا بیان

۳۳۳۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ صَدَقَةِ الْبَرَاذِيْنِ فَقَالَ أَوَفِي الْخَيْلِ صَدَقَةٌ۔

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے گھوڑے کی زکوٰۃ کے بارے سوال کیا؟ انھوں نے جواب دیا: کیا گھوڑے میں بھی زکوٰۃ ہے؟

۳۲۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهٖ وَلَا فِي فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَيْسَ فِي الْخَيْلِ صَدَقَةٌ سَائِمَةً كَانَتْ اَوْ غَيْرَ سَائِمَةٍ وَاَمَّا فِي قَوْلِ اَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ فَاِذَا كَانَتْ سَائِمَةً يُطْلَبُ نَسْلُهَا فَفِيْهَا الزَّكٰوةُ اِنْ شِئْتَ فِي كُلِّ فَرَسٍ دِيْنَارٌ وَاِنْ شِئْتَ فَالْقِيْمَةُ ثُمَّ فِي كُلِّ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَهُوَ قَوْلُ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان پر اپنے غلام اور اپنے گھوڑے کی زکوٰۃ نہیں ہے ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے وہ چر کر گزارا کرنے والا ہو یا نہ۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب گھوڑا سال کا اکثر حصہ چر کر گزارا کرتا اور اس سے افزائش نسل بھی مقصود ہو تو اس میں زکوٰۃ ہے اگر تم چاہو تو ہر گھوڑے کے عوض ایک دینار بطور زکوٰۃ ادا کر دو اور اگر چاہو تو قیمت لگا کر اڑھائی فیصد درہم کے حساب سے رقم ادا کر دو اور یہی حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

۳۲۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ اِلَيْهِ اَنْ لَا يَاْخُذَ مِنَ الْخَيْلِ وَلَا الْعَسَلِ صَدَقَةً۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَمَّا الْخَيْلُ فَهِيَ عَلٰى مَا وَصَفْتُ لَكَ وَاَمَّا الْعَسَلُ فَفِيْهِ الْعُشْرُ اِذَا اَصَبْتَ مِنْهُ الشَّيْءَ الْكَثِيْرَ خَمْسَةَ فِرَاقٍ فَصَاعِدًا وَاَمَّا اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ فِي قَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ الْعُشْرُ

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں لکھا کہ گھوڑے اور شہد سے زکوٰۃ وصول نہ کی جائے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گھوڑے کا حکم ہم نے تمھیں بیان کر دیا ہے لیکن شہد جب پانچ فرق کی مقدار تک پہنچ جائے یا اس سے زائد ہو جائے تو اس میں عشر ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے

ف جو گھوڑا یا غلام اپنی خدمت گاری کے لیے ہو اس کی زکوٰۃ نہیں اگر (غلاموں، خواہ دور حاضر میں نہیں ہیں) گھوڑوں اور گدھوں کو بطور تجارت رکھا ہوا ہے ان کی قیمت لگا کر اڑھائی روپے فی صد کے حساب سے زکوٰۃ دی جائے گی۔ شہد خواہ کم ہو یا زیادہ تعین کے بغیر اس پر عُشر ہے کیونکہ صحیح حدیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد پر عشر مقرر فرمایا (واللہ تعالیٰ اعلم)

وَقَدْ بَلَغَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ جَعَلَ فِي الْعَسَلِ الْعُشْرَ۔

نزدیک شہد قلیل ہو یا کثیر اس میں عشر ہے اور ہم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت پہنچی ہے کہ آپ نے شہد میں عشر مقرر فرمایا تھا۔

۳۳۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ اَهْلَ الشَّامِ قَالُوْا لِاَبِيْ عُبَيْدَةَ ابْنِ الْجَرَّاحِ خُذْ مِنْ خَيْلِنَا وَرَقِيْقِنَا صَدَقَةً فَاَبٰى ثُمَّ كَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ اِنْ اَحَبُّوْا فَخُذْهَا مِنْهُمْ وَارْدُدْهَا عَلَيْهِمْ يَعْنِيْ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ وَارْزُقْ رَقِيْقَهُمْ۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ شام کے باشندوں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمارے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ وصول کریں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا پھر انھوں نے اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب لکھا اگر وہ لوگ خوشی سے زکوٰۃ دیتے ہیں تو تم ان سے وصول کر لو اور انھیں لوگوں پر تقسیم کر دو یعنی ان لوگوں کے فقراء اور غلاموں میں تقسیم کر دو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْقَوْلُ فِيْ هٰذَا الْقَوْلُ الْاَوَّلُ وَلَيْسَ فِيْ فَرَسِ الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ وَلَا فِيْ عَبْدِهٖ اِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس مسئلہ میں پہلا قول زیادہ صحیح ہے کہ مسلمان کے گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ نہیں ہے البتہ صدقہ فطر ضرور ہے۔

۹- بَابُ الرِّكَازِ

کان کا بیان

۳۳۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ لِبِلَالِ ابْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ مِنْ مَعَادِنِ الْقَبَلِيَّةِ وَهُوَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ اِلَى الْيَوْمِ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا اِلَّا الزَّكٰوةَ۔

حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال بن حارث المزنی رضی اللہ عنہ کو فرع کے علاقہ میں ایک کان عنایت فرمائی اس کان سے زکوٰۃ (خمس) کے علاوہ آج تک کوئی چیز وصول نہیں کی ف

ف دفینہ سے مراد وہ قیمتی چیز ہے جو زمین میں کفار کی دفن کی ہوئی برآمد ہو جیسے ان کے درہم و دینار وغیرہ (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْحَدِیْثُ الْمَعْرُوْفُ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الرِّکَازِ الْخُمُسُ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الرِّکَازُ قَالَ الْمَالُ الَّذِیْ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْاَرْضِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ ہٰذِہِ الْمَعَادِنِ فَفِیْہَا الْخُمُسُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ الْعَامَّۃِ مِنْ فُقَہَائِنَا -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مشہور حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کان میں خمس ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ "رکاز" (کان) کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دولت جو اللہ تعالیٰ نے اس دن سے زمین میں پیدا فرمادی جس دن زمین و آسمان کو پیدا فرمایا۔ وہ کانیں ہیں ان میں خمس ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۱۰- بَابُ صَدَقَۃِ الْبَقَرِ

گائے کی زکوٰۃ کا بیان

۳۳۸- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا حُمَیْدُ بْنُ قَیْسٍ عَنْ طَاؤسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ الْجَبَلِ اِلَی الْیَمَنِ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّاْخُذَ مِنْ کُلِّ ثَلٰثِیْنَ بَقَرَۃً تَبِیْعًا وَّمِنْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ مُسِنَّۃً فَاُتِیَ بِمَا دُوْنَ ذٰلِکَ فَاَبٰی اَنْ یَّاْخُذَ مِنْہُ شَیْئًا وَقَالَ لَمْ اَسْمَعْ فِیْہِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا حَتّٰی اَرْجِعَ اِلَیْہِ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول الل
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو
یمن کی طرف بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ تیس گائے میں سے ایک
سال کا بچھڑا یا بچھڑی اور چالیس گائے میں سے دو سال
بچھڑا یا بچھڑی وصول کرنے کا حکم دیا۔ اس تعداد سے کم
سے کسی نے زکوٰۃ پیش کی تو حضرت معاذ بن جبل رضی ا
عنہ نے اس سے وصول کرنے سے انکار کر دیا اور فرما
اس بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم س

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۱ کا) اور کان سے مراد وہ چیز ہے جو قدرتی طور پر زمین میں موجود تھی اور اسے دریافت کر لیا گیا مثلاً سونا ا
چاندی وغیرہ۔ دفینہ اور کان دونوں میں خمس (پانچواں حصہ) بطور زکوٰۃ وصول کیا جائے گا اس کے علاوہ کوئی اور ٹیکس وغیر
بالکل وصول نہیں کیا جائے گا خمس کے وصول کے لیے سال گزرنا ضروری نہیں۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَّقْدِمَ مُعَاذٌ۔

کچھ نہیں سنا۔ البتہ واپس (بارگاہ رسالت میں) جاکر اس بارے سنوں گا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے آنے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَيْسَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِيْنَ مِنَ الْبَقَرِ زَكٰوةٌ فَاِذَا كَانَتْ ثَلٰثِيْنَ فَفِيْهَا تَبِيْعٌ اَوْ تَبِيْعَةٌ وَّالتَّبِيْعُ الْجُذَعُ الْحَوْلِيُّ اِلٰى اَرْبَعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا مُسِنَّةٌ وَّهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالْعَامَّةِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ تیس گائے سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے جب تعداد تیس ہوجائے تو ان میں سے ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی ہوگی۔ انتالیس تک ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی ہوگی اور جب تعداد چالیس تک پہنچ جائے تو ان میں دو سالہ بچھڑی یا بچھڑا دینا ہوگا اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۱۔ بَابُ الْكَنْزِ

کنز (دفینے) کا بیان

۳۳۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الْكَنْزِ فَقَالَ هُوَ الْمَالُ الَّذِيْ لَا تُؤَدّٰى زَكٰوتُهٗ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کنز کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: کنز وہ مال ہوتا ہے

ف وجوب زکوٰۃ کے لیے کم از کم تیس گائے ہیں۔ تیس سے کم گائے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی تیس سے انتالیس تک ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی دی جائے گی۔ چالیس سے انسٹھ تک دو سالہ بچھڑی یا بچھڑا۔ ساٹھ سے انہتر تک دو سالہ دو بچھڑیاں یا بچھڑے، ستر سے اناسی تک ایک دو سالہ بچھڑی اور ایک ایک سالہ۔ اسّی سے نوے تک دو دو سالہ دو بچھڑیاں، نوے سے ننانوے تک ایک سالہ تین بچھڑیاں یا بچھڑے اور جب تعداد ایک سو ہوجائے، ایک سالہ دو بچھڑیاں اور ایک دو سالہ بچھڑی زکوٰۃ دینی ہوگی۔ یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق ہے۔

جس سے زکوٰۃ نہ ادا کی جائے ف

۳۴۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ مَالٌ وَّلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُمْكِنَهٗ فَيَقُوْلُ اَنَا كَنْزُكَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس شخص کے پاس مال ہو اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی، قیامت کے دن وہ مال ایک زہریلے سانپ کی شکل میں آئے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نشان ہوں گے وہ اس شخص کے پیچھے دوڑے گا حتیٰ کہ اس پر غلبہ حاصل کرلے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں۔

۱۲۔ بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

کس کے لیے صدقہ جائز ہے؟

قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ اِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا اَوْ لِغَارِمٍ اَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهٖ اَوْ لِرَجُلٍ لَهٗ جَارٌ مِسْكِيْنٌ تُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ فَاَهْدٰى

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف پانچ اہلِ ثروت صدقہ لے سکتے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا (۲) عاملِ زکوٰۃ (زکوٰۃ وصول کرنے والا) (۳) مقروض (۴) وہ آدمی جو قیمتہً کسی غریب سے وصول کرلے اور (۵) وہ آدمی جس کا ہمسایہ مسکین ہو اسے

ف دفینہ خواہ ذاتی زمین یا دوسرے کی زمین اور یا کسی مباح میں پایا جائے اس سے خمس (پانچواں حصہ) وصول کیا جائے گا۔ اگر دریافت ہونے والے دفینے پر مسلمانوں کی علامات پائی گئیں۔ یعنی اس پہ کلمہ طیبہ لکھا ہے یا کوئی اور علامت پائی جائے تو اس کا حکم لقطہ کا ہے یعنی اس کا اعلان کیا جائے گا اگر مالک آگیا تو دیا جائے گا ورنہ پانے والا اگر صاحبِ نصاب نہیں تو وہ خود تصرّف میں لا سکتا ہے۔ ورنہ وہ صدقہ کر دیا جائے گا یعنی غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اگر کسی حربی غیر مسلم نے دفینہ پایا تو اس سے سب کا سب امیر اسلام وصول کرے گا۔

إِلَى الْغَنِيِّ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَالْغَازِي فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِذَا كَانَ لَهُ عَنْهَا غِنًى يَقْدِرُ بِغِنَاهُ عَلَى الْغَزْوِ لَمْ يُسْتَحَبَّ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهَا شَيْئًا وَكَذٰلِكَ الْغَارِمُ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ وَفَاءٌ بِدَيْنِهِ وَفَضْلٌ تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ لَمْ يُسْتَحَبَّ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهَا شَيْئًا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ ۔

صدقہ دیا گیا تو اس نے اپنے پڑوسی کے گھر بھیج دیا۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ مجاہد فی سبیل اللہ کے پاس اگر اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے دولت ہو تو اسے صدقہ لینا بہتر نہیں ہے اس طرح اگر مقروض کے قرضہ ادا کرنے کے بعد نصاب زکوٰۃ کی مقدار مال بچ جاتا ہے تو اسے بھی صدقہ لینا اچھا نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۳۔ بَابُ زَكٰوةِ الْفِطْرِ

صدقۂ فطر کا بیان

۳۴۲۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ إِلَى الَّذِي تُجْمَعُ عِنْدَهُ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمَيْنِ أَوْ ثَلٰثَةٍ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عید الفطر کے دن سے دو یا تین دن قبل جس عامل کے پاس صدقۂ فطر جمع کیا جاتا انکے پاس صدقۂ فطر بھیج دیا کرتے تھے۔ ف۲

ف۱ مصارف: اسلامی نقطہ نظر سے مصارفِ زکوٰۃ یہ ہیں (۱) مسکین، (۲) فقیر (۳) مسافر (۴) مقروض (۵) اور مجاہد فی سبیل اللہ مالِ زکوٰۃ ان سب میں تقسیم کر دیا جائے یا ایک کو دے دیا جائے دونوں صورتیں درست ہیں۔ (نوٹ) مسکین وہ ہوتا ہے جس کے پاس ایک وقت کا بھی کھانا نہ ہو فقیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس ایک وقت کا کھانا موجود ہو اور بعض فقہاء نے اس کا عکس کہا۔ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ دینا منع ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں (۱) سید: زکوٰۃ چونکہ ایک طرح کی میل کچیل ہے اس لیے سادات کرام کو اس کا دینا انکی شایان شان نہیں ہے (۲) کافر: کافر کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی کیونکہ اسلام کے اصول صرف مسلمانوں پر لاگو ہوتے ہیں (۳) غنی چونکہ وہ خود صاحبِ نصاب ہونے کے سبب زکوٰۃ دینے کا حق دار ہے۔

ف۲ صدقۂ فطر کا سبب: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صدقۂ فطر کا وجوب کا سبب عید الفطر کا دن ہے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَبِھٰذَا نَاخُذُ یُعْجِبُنَا تَعْجِیْلُ زَکٰوۃِ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ یَّخْرُجَ الرَّجُلُ اِلَی الْمُصَلّٰی وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ عیدگاہ کی طرف جانے سے قبل صدقہ فطر ادا کر دیا جائے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۴- بَابُ صَدَقَۃِ الزَّیْتُوْنِ

زیتون کی زکوٰۃ کا بیان

۳۴۳- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ صَدَقَۃُ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہا

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۳۵ کا) صدقہ فطر کا حکم :۔ صدقہ فطر واجب ہے کیونکہ صحیح حدیث موجود ہے کہ جب تک صدقہ فطر ادا نہ کیا جائے روزے زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتے ۔ صدقہ فطر کس پر واجب ہے ؟ صدقہ فطر ہر اس مسلمان صاحب نصاب پر واجب ہے جو عید الفطر کی صبح پائے وہ اپنی طرف سے اور اپنی اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے ۔ غیر مسلم اور جو شخص صاحب نصاب نہ ہو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے ۔ صدقہ فطر کی ادائیگی کیلئے نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں۔ صدقہ فطر کی مقدار :۔ کھجور، کشمش اور جو وغیرہ ایک صاع فی کس کے حساب سے صدقہ فطر دیا جائے گا ۔ آٹا، گندم اور انگور نصف صاع فی کس کے حساب سے بطور زکوٰۃ دیا جائے گا ۔ اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشادِ گرامی موجود ہے کہ ایک صاع گندم دو آدمیوں کی جانب سے دی جائے خواہ وہ دونوں چھوٹے ہوں یا بڑے، آزاد ہوں یا غلام، اور خواہ مرد ہوں یا عورتیں۔ صاع کی مقدار :۔ ایک صاع ساڑھے چار سیر کا ہوتا ہے اور نصف صاع اڑھائی سیر کا ہوتا ہے۔ ایک صاع یا نصف صاع جنس بھی بطور زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اور حساب کر کے قیمت بھی ادا کی جا سکتی ہے ۔ ادائیگی کا وقت :۔ صدقہ فطر کا سبب خواہ عید الفطر کا دن ہے لیکن اس دن سے قبل بھی کسی نے ادا کر دیا تو درست ہے ورنہ نماز عید ادا کرنے سے قبل ضرور ادا کر دینا چاہیے۔ اگر کسی شخص نے نماز عید سے قبل بھی صدقہ فطر ادا نہ کیا وہ ساقط نہیں ہوگا ۔ بعد میں ادا کرے گا ۔

صدقہ فطر کے مصارف :۔ صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔

الزَّيْتُوْنِ الْعُشْرُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ خَمْسَةُ اَوْسُقٍ فَصَاعِدًا اَوَلَا يُلْتَفِتُ فِيْ هٰذَا اِلَى الزَّيْتِ اِنَّمَا يُنْظَرُ فِيْ هٰذَا اِلَى الزَّيْتُوْنِ وَاَمَّا فِيْ قَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَفِيْ قَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ۔

زیتون کا صدقہ عشر ہے ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب زیتون پانچ وسق یا اس سے زائد ہو جائے (تو پھر زکوٰۃ واجب ہو گی) زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے زیتون کے تیل کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا بلکہ اس کے پھل کا حساب لگایا جائے گا اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

ف امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زیتون کا کوئی تعین نہیں ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے جو چیز بھی زمین اگاتی ہے اس میں زکوٰۃ ہے۔

۴- اَبْوَابُ الصِّيَامِ ف۱

۱- بَابُ الصَّوْمِ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَالْاِفْطَارِ لِرُؤْيَتِهٖ ۱

چاند دیکھ کر روزہ شروع کرنے اور چاند دیکھ کر افطار کرنے کا بیان

۳۴۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: تم روزہ نہ رکھو حتیٰ کہ تم چاند

ف صوم کا معنی ومفہوم :- لفظ "صوم" کا لغوی معنی الامساک یعنی رک جانا ہے اور اصطلاحی معنی کے لحاظ
سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہنے کو صوم (روزہ) کہا جاتا ہے۔

تاریخ فرضیت روزہ :- دو ہجری کو شعبان المعظم کے مہینے میں رمضان کے مہینے کے روزے فرض ہوئے
حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر امت مصطفوی تک تمام لوگوں پر روزے فرض رہے ہیں خواہ اوقات، ایام، مہینے اور
سلسلہ طریق کار مختلف تھا۔ علامہ مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ باری فرماتے ہیں۔ شروع شروع میں عاشورہ کا روزہ فرض تھا پھر اس
منسوخ کر کے ایام بیض کے روزے فرض کیے گئے۔ لوگوں نے ان روزوں کو مشقت سمجھا تو انھیں اختیار دے دیا گیا
چاہیں تو روزے رکھیں اور اگر چاہیں تو ہر روزہ کے عوض مسکین کو کھانا کھلا دیں بعد میں یہ اختیار کا سلسلہ بھی منسوخ کر
کے رمضان المبارک کے روزے فرض کیے گئے۔ روزے کا وقت عشاء کے وقت سے لے کر غروب آفتاب تک
یعنی سحری کا تصور بالکل نہیں تھا بعد میں پھر امت مصطفوی پر انعام کیا گیا کہ وقت میں تبدیلی کر دی گئی کہ صبح صادق سے لے
غروب آفتاب تک روزے کا وقت مقرر کر دیا گیا۔ سحری کھانا سنت نبوی اور انعام قرار دیا گیا۔

فرضیت روزہ :- نماز، زکوٰۃ اور حج کی طرح رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے روزے فرض ہیں نہ رکھنے وا
فاسق اور انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(جاری ہے)

تَصُومُوا حَتّٰی تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ ۔	دیکھ لو اور تم روزہ افطار نہ کرو حتیٰ کہ تم چاند دیکھ لو اگر آسمان ابر آلود ہو تو تم (تیس دن) مکمل کر لو ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۸ کا) **فوائد روزہ** :۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے روزے کے متعدد فوائد بیان فرمائے ہیں ان میں سے چند مشہور ترین یہ ہیں (۱) روزہ کے سبب خواہش نفسانی اور نفس امارہ پر کنٹرول ہو جاتا ہے (۲) روزہ کے سبب مساکین اور غرباء کے ساتھ مدد و حسن سلوک کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ روزہ کے باعث بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی وجہ سے غرباء کی حالت و کیفیت کا تصور ذہن میں آجاتا ہے (۳) روزے کے سبب انسانوں میں مساوات، موافقات اور مواخات کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ایسے اونچے نیچے اور امیر و غریب کا امتیاز بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اقسام روزہ :۔ روزے کی تین اقسام ہیں (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت

(۱) فرض :۔ رمضان المبارک کے مہینے کے روزے ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہیں

(۲) واجب :۔ نذر ماننے سے جو روزے لازم آتے ہیں وہ واجب ہیں

(۳) نفل :۔ مندرجہ بالا دونوں اقسام کے علاوہ جو بھی روزہ ہے وہ نفلی ہوگا۔

فضیلت ماہ رمضان :۔ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ جونہی رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوتا ہے جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے جملہ دروازے بند کر دیے جاتے ہیں حتیٰ کہ جنت کا ایک بھی دروازہ بند نہیں رہتا اور دوزخ کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور ایک روایت میں آتا ہے کہ مسلمان کی نیکی کے ثواب میں اضافہ کر دیا جاتا ہے نفل ادا کرنے والے کو فرض کے برابر اجر دیا جاتا ہے اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ یعنی جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کی رات میں قیام کیا اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دے گا۔

فضیلتِ روزہ :۔ رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے روزے رکھنے کے سبب تمام گناہ مٹ جاتے ہیں چنانچہ حدیثِ رسول کے الفاظ ہیں مَنْ صَامَ رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه یعنی جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے تمام گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں روزہ کو ڈھال قرار دیا گیا ہے چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ یعنی روزہ ڈھال ہے ایک اور روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے دار کے لیے خصوصی انعام کا اعلان فرمایا ہے چنانچہ حدیث قدسی کے الفاظ ہیں اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یعنی روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر میں خود دوں گا۔ (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۲۔ مَتٰی یَحْرُمُ الطَّعَامُ عَلَی الصَّآئِمِ

صائم (روزے دار) پر کب کھانا حرام ہوتا ہے؟

۳۴۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِلَالًا یُّنَادِیْ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان کہتے تھے تم کھاؤ اور پیو۔ ابن مکتوم (مؤذن رسول) کے اذان کہنے تک۔ ف۲

(حاشیہ صفحہ نمبر ۲۳۹ کا) ف شعبان المعظم کی انتیسویں تاریخ کو لوگ رمضان المبارک کا چاند دیکھیں اگر نظر آجائے تو روزوں کا آغاز کردیں ورنہ شعبان کے تیس دن مکمل کر کے روزے رکھنا شروع کردیے جائیں اگر انتیسویں تاریخ کو بادل ہوں اور چاند نظر نہ آئے تو تیس دن مکمل کیے جائیں۔ شعبان المعظم کی تیسویں تاریخ کو بھی بادل کے سبب چاند نظر نہ آئے تو آئندہ دن کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اسلامی مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے یا تیس دن کا، اس سے زائد نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح رمضان المبارک کی انتیسویں تاریخ کو چاند دیکھا جائے گا اگر نظر آجائے روزہ رکھنا ترک کردیا جائے گا ورنہ تیس دن مکمل کیے جائیں گے اگر بادلوں کے سبب رمضان کی انتیسویں تاریخ کو چاند نظر نہ آئے تو پھر رمضان کے تیس دن مکمل کیے جائیں گے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا) ف۱ حضرت بلال رضی اللہ عنہ لوگوں کو سحری کے لیے اٹھانے کی غرض سے رات کے آخری حصہ میں اذان کہا کرتے تھے جبکہ حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ سحری کے اختتام اور صبح صادق شروع ہوتے ہی صبح کی نماز کے لیے اذان کہا کرتے تھے۔ یہی وقت یعنی صبح صادق روزہ اور صبح کی نماز کے آغاز کا وقت ہے۔ گویا صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک روزہ دار کے لیے کھانا، پینا اور جماع حرام ہوتا ہے۔

۳۴۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ سَالِمٍ مِثْلَهٗ قَالَ وَكَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ لَا يُنَادِیْ حَتّٰى يُقَالَ لَهٗ قَدْ اَصْبَحْتَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ كَانَ بِلَالٌ يُنَادِیْ بِلَيْلٍ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِسُحُوْرِ النَّاسِ وَكَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ يُنَادِیْ لِلصَّلٰوةِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَلِذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ اس وقت اذان نہیں کہتے تھے جب تک انھیں نہ کہہ دیا جاتا کہ تم نے صبح کر دی ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت بلال رضی اللہ عنہ رمضان المبارک کے مہینے میں لوگوں کی سحری کے لیے اذان کہا کرتے تھے اور حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ طلوعِ فجر کے بعد صبح کی نماز کے لیے اذان کہا کرتے تھے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن امّ مکتوم کی اذان تک کھاؤ اور پیو۔

۳- بَابُ مَنْ اَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا فِیْ رَمَضَانَ

جان بوجھ کر کسی کے رمضان کا روزہ توڑنے کا بیان

۳۴۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَفْطَرَ فِیْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ اَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اَوْ اِطْعَامِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ مِّنْ تَمْرٍ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَجِدُ اَحَدًا اَحْوَجَ اِلَيْهِ مِنِّیْ قَالَ كُلْهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رمضان المبارک میں روزہ توڑ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بطور کفارہ غلام آزاد کرنے یا دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھنے اور یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ اس شخص نے عرض کیا حضور میں تو کوئی چیز بھی نہیں پاتا۔ بارگاہِ رسالت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ طباق پکڑ لو اور اسے تقسیم کر دو۔ اس نے عرض کیا حضور! مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا اَفْطَرَ الرَّجُلُ مُتَعَمِّدًا فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِاَكْلٍ اَوْ شُرْبٍ اَوْ جِمَاعٍ فَعَلَيْهِ قَضَاءُ يَوْمٍ مَكَانَهٗ وَكَفَّارَةُ الظِّهَارِ اَنْ يَّعْتِقَ رَقَبَةً فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَطْعَمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ حِنْطَةٍ اَوْ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ۔

خود ہی کھجوریں کھالو ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب کسی شخص نے رمضان کے مہینے میں جان بوجھ کر کھانے یا پینے اور جماع کے سبب روزہ توڑ لیا تو اس پر اس دن کی قضا اور ظہار کا کفارہ لازم آتا ہے وہ یہ کہ ایک غلام آزاد کرے اگر (غلام) نہ پائے تو دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ہر مسکین کو آدھا ٹوپہ گندم یا پورا ٹوپہ کھجور یا جو کا دیا جائے

ف جس شخص نے رمضان المبارک کا روزہ رکھنے کے بعد عمدًا (جان بوجھ کر) چھوڑ دیا۔ اس پر قضا اور کفارہ لازم آئے گا اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھے اور یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ کفارے کی ادائیگی میں یہی ترتیب معتبر ہوگی یعنی سب سے قبل یہ ہے کہ وہ غلام آزاد کرے۔ چونکہ یہ سلسلہ دورِ حاضر میں ناپید ہے۔ لہٰذا یہ متروک ہے اور اس کے بعد دو مہینوں کا ذکر ہے لہٰذا وہ مسلسل دو مہینوں کے روزے رکھے گا اگر کسی عذر یا بیماری کے سبب درمیان میں کوئی روزہ چھوٹ گیا تو روزے نئے سرے سے دوبارہ رکھنے پڑیں گے اگر کسی شخص میں عذر یعنی بڑھاپے وغیرہ کے سبب روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا اور ساتھ ساتھ اس روزے کے عوض روزہ بھی رکھنا ہوگا۔

مقامِ مصطفٰی: ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی شریعت مطہرہ میں خود مختار ہے عمدًا روزہ توڑنے والے کے لیے قانون یہ تھا کہ وہ غلام آزاد کرے یا مسلسل دو مہینوں کے روزے رکھے اور یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرما رہے ہیں کہ تم خود ہی کھجوریں کھالو تمہارا کفارہ بھی ادا ہو جائے گا اور ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ چیز پسند ہے کہ وضو کے لیے مسواک لازم قرار دے دوں لیکن اس میں اپنی امت کی مشقت دیکھتا ہوں اس لیے ایسا نہیں کرتا۔ اسی طرح کی بہت سی روایتیں ہیں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کا پتہ چلتا ہے۔ جو لوگ اختیارِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں ان کو ان روایتوں پر غور کرنا چاہیے اور عقلِ سلیم و فراست سے کام لیتے ہوئے اپنے باطل نظریے سے تائب ہونا چاہیے۔

۴- بَابُ الرَّجُلُ يَطْلُعُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ

جنابت کی حالت میں رمضان المبارک کے مہینے میں صبح طلوع ہونیکا بیان

۳۴۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ اَبِيْ يُوْنُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الْبَابِ وَاَنَا اَسْمَعُ اِنِّيْ اُصْبِحُ جُنُبًا وَاَنَا اُرِيْدُ الصَّوْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُصْبِحُ جُنُبًا ثُمَّ اَغْتَسِلُ فَاَصُوْمُ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنَّكَ لَسْتَ مِثْلَنَا فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَخْشَاكُمْ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَاَعْلَمَكُمْ بِمَا اَتَّقِيْ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک شخص نے دروازے پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا جبکہ میں سن رہی تھی کہ میں نے جنابت کی حالت میں صبح کی ہے اور میں روزہ رکھنے کا بھی ارادہ رکھتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنابت کی حالت میں صبح کرتا ہوں پھر میں غسل کر لیتا ہوں اور میں روزہ بھی رکھتا ہوں۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہماری مثل نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے سب گناہ بخش دیے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا قسم بخدا میں زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈروں اور تقویٰ کے بارے میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ ف

ف اگر کسی نے جنابت کی حالت میں صبح کی تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے کیونکہ جنبی ہونا روزے کے منافی نہیں ہے۔ جنبی ہونا بھی عام ہے خواہ احتلام کے سبب ہو یا جماع کے باعث۔ البتہ یہ بات ضرور ملحوظ خاطر رہے کہ طلوع فجر کے بعد غسل کرتے وقت جب حلق میں یا ناک میں پانی ڈالے تو نہایت احتیاط سے کام لیا جائے کہ کہیں پانی حلق سے نیچے پیٹ میں نہ اُتر جائے۔

بے مثل بشر: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ہمارے جیسی نہیں بلکہ آپ کی بشریت بھی نورانیوں پر فوقیت رکھتی ہے آپکی بشریت ایسی ہے کہ (جاری ہے)

۳۴۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا سُمَیٌّ مَّوْلٰی اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یَقُوْلُ کُنْتُ اَنَا وَ اَبِیْ عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ وَھُوَ اَمِیْرُ الْمَدِیْنَۃِ فَذُکِرَ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ مَنْ اَصْبَحَ جُنُبًا اَفْطَرَ فَقَالَ مَرْوَانُ اُقْسِمُ عَلَیْكَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَتَذْھَبَنَّ اِلٰی اُمَّیِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَۃَ وَاُمِّ سَلَمَۃَ فَتَسْاَلُھُمَا عَنْ ذٰلِكَ قَالَ فَذَھَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَذَھَبْتُ مَعَہٗ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی عَائِشَۃَ فَسَلَّمْنَا عَلٰی عَائِشَۃَ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ کُنَّا عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ فَذُکِرَ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ مَنْ اَصْبَحَ جُنُبًا اَفْطَرَ ذٰلِكَ الْیَوْمَ قَالَتْ لَیْسَ کَمَا قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَتَرْغَبُ عَمَّا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ قَالَ لَا وَاللّٰہِ قَالَتْ فَاَشْھَدُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَیْرِ اِحْتِلَامٍ ثُمَّ یَصُوْمُ ذٰلِكَ الْیَوْمَ قَالَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ فَسَاَلَھَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ کَمَا قَالَتْ عَائِشَۃُ فَخَرَجْنَا

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سمیّ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: کہ میں اور میرے والد عبدالرحمٰن مدینہ طیبہ کے گورنر مروان بن حکم کے پاس موجود تھے وہاں بیان کیا گیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے جنابت کی حالت میں صبح کی، اس کا روزہ نہیں ہو سکتا۔ مروان نے کہا: اے عبدالرحمٰن! میں تم کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور اس مسئلہ کے بارے ان سے پوچھو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اور عبدالرحمٰن دونوں مل کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ کو سلام عرض کیا پھر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اُمّ المومنین! ہم مروان کے پاس تھے کہ وہاں یہ ذکر ہوا کہ حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جنابت کی حالت میں صبح کی وہ اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جیسے حضرت ابُوہریرہ نے فرمایا ویسے نہیں ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۳ کا) حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آپ کے قدموں کو بوسہ دینے میں سعادت سمجھتے ہیں صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اِنَّكَ لَسْتَ مِثْلَنَا واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے نہیں ہیں۔ یہی صحابہ کا عقیدہ ہے جو لوگ سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل قرار دیتے ہیں انھیں غور کرنا چاہیے کہ کیا صحابہ کا عقیدہ بھی ایسا تھا؟ اگر جواب نفی میں ہو تو پھر تمھارا عقیدہ چہ معنی دارد؟

حَتّٰی جِئْنَا مَرْوَانَ فَذَكَرَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا قَالَتَا فَقَالَ اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ لَتَرْكَبَنَّ دَابَّتِيْ فَاِنَّهَا بِالْبَابِ فَلْتَذْهَبَنَّ اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَاِنَّهٗ بِاَرْضِهٖ بِالْعَقِيْقِ فَلْتُخْبِرَنَّهٗ ذٰلِكَ قَالَ فَرَكِبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَرَكِبْتُ مَعَهٗ حَتّٰی اَتَيْنَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَتَحَدَّثَ مَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَاعَةً ثُمَّ ذَكَرَ لَهٗ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا عِلْمَ لِيْ بِذٰلِكَ اِنَّمَا اَخْبَرَنِيْهِ مُخْبِرٌ۔

اے عبدالرحمٰن! کیا تم ایسے طریقے سے روگردانی کرتے ہو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنایا حضرت عبدالرحمٰن نے عرض کیا قسم بخدا ہرگز نہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دیتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احتلام سے نہیں بلکہ جماع کے باعث جنابت کی حالت میں صبح کرتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کا روزہ رکھتے۔ ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ ہم وہاں سے نکلے اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرح فرمایا پھر ہم وہاں سے چل کر مروان کے پاس آئے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے انھیں (مروان کو) وہ سب کچھ بتایا جو دونوں امہات المومنین نے فرمایا تھا حضرت مروان نے کہا اے ابو محمد! (عبدالرحمٰن) میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میری سواری جو دروازہ پر کھڑی ہے پر سوار ہوکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ضرور جاؤ گے کہ وہ اس وقت عقیق میں واقع اپنی زمین میں موجود ہیں اور انھیں (ابوہریرہ کو) اس مسئلہ کے بارے بتا دو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سوار ہوکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے کچھ دیر تک حضرت عبدالرحمٰن ان سے گفتگو کرتے رہے پھر ان کو اس مسئلہ کے بارے آگاہ کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس کے بارے کوئی علم نہیں تھا کسی راوی نے مجھے

اسے بتا دیا تھا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ مَنْ اَصْبَحَ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ ثُمَّ اغْتَسَلَ بَعْدَ مَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ وَكِتَابُ اللّٰهِ تَعَالٰى يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ يَعْنِي الْجِمَاعَ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ يَعْنِي الْوَلَدَ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ يَعْنِيْ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ قَدْ رُخِّصَ لَهٗ اَنْ يُّجَامِعَ وَيَبْتَغِيَ الْوَلَدَ وَيَاْكُلَ وَيَشْرَبَ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَمَتٰى يَكُوْنُ الْغُسْلُ اِلَّا بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَهٰذَا لَا بَأْسَ بِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص نے احتلام کے بغیر جماع کے نتیجے میں رمضان کے مہینے میں جنابت کی حالت میں صبح کی پھر اس نے غسل کر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کتاب اللہ (قرآن) اسے بیان کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمھارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی بیوی سے جماع کرنا حلال قرار دیا جاتا ہے وہ تمھارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ تم اپنے آپ سے خیانت کرتے تھے اس نے تمھاری توبہ قبول کر لی اور تمھیں معاف فرما دیا۔ اب تم ان سے جماع کر سکتے ہو (یعنی جماع) تم طلب کرو وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے متعین کر دی ہے یعنی اولاد۔ تم کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے یعنی فجر کے طلوع ہونے تک۔ جب مرد کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ جماع کر سکتا ہے، اولاد طلب کر سکتا ہے اور طلوع فجر تک کھا بھی سکتا ہے اور پی بھی سکتا ہے تو طلوع فجر کے علاوہ غسل کب ممکن ہو سکتا ہے؟ لہٰذا غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۵۔ بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّآئِمِ

روزہ کی حالت میں بوسہ لینے کا بیان

۳۵۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا قَبَّلَ امْرَاَتَهٗ وَهُوَ صَائِمٌ فَوَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ وَجْدًا شَدِيْدًا فَاَرْسَلَ امْرَاَتَهٗ تَسْاَلُ لَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَدَخَلَتْ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْهَا اُمُّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَرَجَعَتْ اِلَيْهِ فَاَخْبَرَتْهُ بِذٰلِكَ فَزَادَهٗ ذٰلِكَ شَرًّا فَقَالَ اِنَّا لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِلُّ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ مَا شَاءَ فَرَجَعَتِ الْمَرْاَةُ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَوَجَدَتْ عِنْدَهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ فَاَخْبَرَتْهُ اُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَ اَلَا اَخْبَرْتِهَا اِنِّيْ اَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَتْ قَدْ اَخْبَرْتُهَا فَذَهَبَتْ اِلٰى زَوْجِهَا فَاَخْبَرَتْهُ فَزَادَهٗ ذٰلِكَ شَرًّا وَقَالَ اِنَّا لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِلُّ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ مَا شَاءَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِهٖ ۔

ایک آدمی نے روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا اپنی بیوی کا۔ اس سبب وہ بہت پریشان ہوا اس نے اپنی بیوی کو بھیجا تاکہ اس کے بارے مسئلہ پوچھ کر آئے، وہ عورت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسے بتایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے وہ عورت اپنے خاوند کے پاس آئی تو مسئلہ کے سلسلے میں اپنے خاوند کو بتایا اس سے مرد کی پریشانی میں اضافہ ہوا اس نے کہا بے شک ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو چیز چاہی حلال قرار دے دی وہ عورت دوبارہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت حضرت ام سلمہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عورت کو کیا ہوا ہے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے بتا دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نے انھیں نہیں بتایا کہ میں خود ایسے کرتا ہوں؟ حضرت ام المومنین نے عرض کیا میں نے انھیں بتایا۔ انھوں نے واپس جا کر اپنے خاوند کو اس کے بارے بتایا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہو گئے اور اس کے خاوند نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو چیز چاہتا ہے حلال قرار دے دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا

خدا کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کی حدود کے بارے میں زیادہ جاننے والا ہوں ۔ف

۳۵۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَائِشَةَ ابْنَةَ طَلْحَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا هُنَالِكَ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَدْنُوَ اِلٰى اَهْلِكَ تُقَبِّلُهَا وَتُلَاعِبُهَا قَالَ اُقَبِّلُهَا وَاَنَا صَائِمٌ قَالَتْ هُوَ۔

حضرت عمر بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو النضر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھیں کہ ان کے پاس وہاں ان کے خاوند عبد اللہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ آ گئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے فرمایا: اپنی بیوی کے پاس جانے سے تمہارے لیے کیا رکاوٹ ہے ؟ تم اس کا بوسہ بھی لے سکتے ہو اور اس کے ساتھ مزاح بھی کر سکتے ہو اس (عبد اللہ) نے عرض کیا کیا روزے کی حالت میں میں بوسہ لے سکتا ہوں ؟ اس پر

ف روزہ کی حالت میں بیوی سے بوسہ وکنار کیا جا سکتا ہے اگر کسی کو خوف ہو کہ بوسہ اسے جماع تک پہنچا دے گا تو وہ بوسہ سے پرہیز کرے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور اپنی زوجہ کے بوسہ کے سلسلہ میں اجازت مانگتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اجازت دے دیتے ہیں۔ اس کے بعد ایک دوسرا شخص حاضر خدمت ہوتا ہے وہ اجازت کے سلسلہ میں عرض کرتا ہے آپ اسے اجازت نہیں دیتے۔ پہلا آنے والا عمر رسیدہ تھا وہ بوسہ کے وقت اپنے نفس پر مکمل طور پر قابو پا سکتا تھا۔ اس لیے اسے اجازت دے دی۔ دوسرا نوجوان تھا اسے اس لیے اجازت نہ دی تاکہ وہ جماع تک نہ پہنچ جائے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے نفس پر قابو پا سکتا ہے۔ زوجہ کا بوسہ لینا اس کے لیے جائز ہے اور جو قابو نہ پا سکے اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ اس حدیث میں اِنَّا لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو دعوت غور و فکر دے رہا ہے جو قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کی رٹ لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر قرار دیتے ہوئے بالکل نہیں شرماتے۔ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قُل انما انا بشر مثلکم کا مفہوم نہیں آتا تھا

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِالْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ إِذَا مَلَكَ نَفْسَهُ عَنِ الْجِمَاعِ فَإِنْ خَافَ أَنْ لَا يَمْلِكَ نَفْسَهُ فَالْكَفُّ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ قَبْلَنَا۔

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا - ہاں

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بوس وکنار کی اجازت ایسے روزہ دار کے لیے ہے جو اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکے کہ وہ جماع تک نہ پہنچ جائے اور جو اپنے آپ پر قابو نہ پا سکتا ہو تو اس کے لیے باز رہنا بہتر ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور دوسرے ہمارے فقہاء کا قول ہے۔

۳۵۲ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْقُبْلَةِ وَالْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روزہ دار کو بوس وکنار اور مباشرت سے منع فرمایا کرتے تھے۔

۶- بَابُ الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ

روزہ دار کے پچھنے لگوانے کا بیان

۳۵۳ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ إِنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ بَعْدَ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روزے کی حالت میں پچھنے لگوالیا کرتے تھے۔ پھر وہ غروب آفتاب کے بعد بھی پچھنے لگوالیا کرتے۔ ف

۳۵۴ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ أَنَّ سَعْدًا وَابْنَ عُمَرَ كَانَا يَحْتَجِمَانِ وَهُمَا صَائِمَانِ۔

حضرت زہری کا بیان ہے کہ حضرت سعد اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روزے کی حالت میں پچھنے لگوالیا کرتے تھے۔

ف روزے کی حالت میں پچھنے لگوانے میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر کمزوری آنے کا اندیشہ ہو تو پچھنے نہیں لگوانے چاہئیں کیونکہ ممکن ہے یہ ضعف وکمزوری دوسرے روزے رکھنے سے انسان کو عاجز کردے۔ جن روایات میں پچھنے نہ لگوانے کا ذکر ہے ان کا یہی مطلب ومفہوم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِالْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ وَإِنَّمَا كُرِهَتْ مِنْ أَجْلِ الضُّعْفِ فَإِذَا أُمِنَ ذٰلِكَ فَلَا بَأْسَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: روزے کی حالت میں پچھنے لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہے کمزوری اور ضعف آنے کے سبب روزے کی حالت میں پچھنے لگوانا مکروہ ہے جب اس سے امن وتحفظ ہو تو کوئی حرج نہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۳۵۵ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَبِي قَطُّ احْتَجَمَ إِلَّا وَهُوَ صَائِمٌ۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد (عروہ) کو ہمیشہ روزے کی حالت میں پچھنے لگواتے ہوئے دیکھا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۷۔ بَابُ الصَّائِمِ يَذْرَعُهُ الْقَيْءُ أَوْ يَتَقَيَّأُ

روزہ دار پر قے کا غلبہ ہونے یا جان بوجھ کر قے کرنیکا بیان

۳۵۶ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنِ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جس شخص نے روزے کی حالت میں عمداً قے کی تو اس پر اس کی قضا واجب ہے اور جس کو از خود قے آئے تو اس پر کوئی چیز نہیں۔

ف جس شخص نے قصداً روزے کی حالت میں قے کی اگر منہ بھر ہو تو روزہ فاسد ہو جائیگا ورنہ نہیں اگر غیر اختیاری طور پر قے ہو جائے منہ بھر ہو گئی یا نہیں۔ اگر منہ بھر نہ ہو حلق میں لوٹی یا لوٹائی اور یا نہ لوٹی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا لاگر قے منہ بھر ہے اور حلق میں خود لوٹائی خواہ قلیل ہو روزہ ٹوٹ جائیگا اگر غیر اختیاری طور پر حلق میں اتر گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا (بہار شریعت) روزہ فاسد ہونیکی صورت میں بقیہ دن بھی احترام رمضان کی وجہ سے کھانے پینے اور جماع سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۸- بَابُ الصَّوْمِ فِی السَّفَرِ

سفر میں روزہ رکھنے کا بیان

۳۵۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا یَصُوْمُ فِی الصَّوْمِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔

۳۵۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ عُبَیْدِاللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ فِیْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰی بَلَغَ الْكَدِیْدَ ثُمَّ اَفْطَرَ فَاَفْطَرَ النَّاسُ مَعَهٗ وَكَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فِیْ رَمَضَانَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال رمضان المبارک کے مہینے میں نکلے حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم "کدید" مقام پر پہنچے تو آپ نے روزہ افطار کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ روزہ افطار کیا۔ فتح مکہ رمضان المبارک کے مہینہ میں ہوا تھا۔ راوی حدیث کا

ف مسافر پر رب العالمین نے بے شمار انعامات فرمائے ان میں سے ایک انعام روزہ رکھنے میں اختیار دینا بھی ہے یعنی مسافر کو حالتِ سفر میں اختیار ہے چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے نہ رکھے اور واپسی پر آکر رکھ لے۔ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسافر کا سفر مشقت کا نہ ہو تو روزہ رکھنا نہ رکھنے سے افضل ہے۔ کیونکہ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بحالتِ سفر روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔ یہاں سفر سے مراد شرعی سفر ہے جس کے سبب سے نماز قصر پڑھی جاتی ہے، وہ پیدل تین دن کا سفر ہے یا ستاون میل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ قرآنِ پاک میں مسافر کے روزے کے بارے ارشاد ہے "فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ"، یعنی جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا مسافر ہو وہ بعد میں روزوں کی قضا کر لے۔ جونہی بیمار صحت مند ہو جائے اور مسافر واپس آجائے فوراً روزے مکمل کر لیں۔

قَالَ وَكَانُوْا يَأْخُذُوْنَ بِالْاَحْدَثِ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ مَنْ شَآءَ صَامَ فِي السَّفَرِ وَمَنْ شَآءَ صَامَ فِي السَّفَرِ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ وَالصَّوْمُ اَفْضَلُ لِمَنْ قَوِيَ عَلَيْهِ وَاِنَّمَا بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْطَرَ حِيْنَ سَافَرَ اِلٰى مَكَّةَ لِاَنَّ النَّاسَ شَكَوْا اِلَيْهِ الْجُهْدَ مِنَ الصَّوْمِ فَاَفْطَرَ لِذٰلِكَ وَقَدْ بَلَغَنَا اَنَّ حَمْزَةَ الْاَسْلَمِيَّ سَاَلَهٗ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ فَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ قَبْلِنَا۔

بیان ہے کہ لوگ (صحابہ کرام) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اعمال میں سے نئے نئے عمل کو اپناتے تھے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص چاہے سفر میں روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔ جسے قدرت حاصل ہو اس کے لیے روزہ رکھنا افضل ہے۔ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جب مکہ کی طرف سفر کیا تو روزہ نہ رکھا اس لیے کہ لوگوں نے آپ کی خدمت میں روزہ کے شاق ہونے کی شکایت کی تھی جس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے روزہ نہ رکھا اور ہم کو یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سفر میں روزہ کے بارے میں سوال کیا، تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو نہ رکھو۔ اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے دیگر فقہاء کا قول ہے۔

۹۔ بَابُ قَضَاءِ رَمَضَانَ هَلْ يُفَرَّقُ

قضاء رمضان کے روزے کیا علیحدہ علیحدہ رکھے جائیں؟

۳۵۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يُفَرَّقُ قَضَاءُ رَمَضَانَ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قضاء رمضان کے روزے متفرق طور پر نہ رکھے جائیں۔ ف

ف رمضان المبارک کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا میں صائم کو اختیار حاصل ہے چاہے تو مسلسل طور پر (جاری ...

٣٦٠ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا شِهَابٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ اخْتَلَفَا فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ قَالَ أَحَدُهُمَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ وَقَالَ الْآخَرُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان قضاءِ رمضان کے مسئلہ میں اختلاف ہوگیا ان دونوں میں سے ایک نے کہا: وہ متفرق طور پر رکھے جائیں اور دوسرے نے کہا: کہ متفرق طور پر نہ رکھے جائیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ الْجَمْعُ بَيْنَهُ أَفْضَلُ وَإِنْ فَرَّقْتَ وَأَحْصَيْتَ الْعِدَّةَ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ قَبْلَنَا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قضاءِ رمضان کے روزے مسلسل رکھنا افضل ہے اور اگر گنتی صحیح طریقے سے کی جائے تو متفرق طور پر رکھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے سابقہ فقہاء کا قول ہے۔

١٠ - بَابُ مَنْ صَامَ تَطَوُّعًا ثُمَّ أَفْطَرَ

نفلی روزہ رکھ کر توڑ دینے کا بیان

٣٦١ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ أَنَّ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَصْبَحَتَا صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ لَهُمَا طَعَامٌ فَأَفْطَرَتَا عَلَيْهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَبَدَرَتْنِي بِالْكَلَامِ وَكَانَتْ ابْنَةَ أَبِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي

حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں نے نفلی روزہ رکھا، ان کے لیے ہدیہ پیش کیا گیا تو دونوں نے اس سبب روزہ افطار کرلیا۔ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا گفتگو میں مجھ سے سبقت لے گئیں وہ اپنے باپ کی عظیم بیٹی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۲ کا) رکھے یا متفرق طور پر دونوں طرح جائز ہے مسلسل رکھنا بہتر ہے کیونکہ ایسے سستی اور کوتاہی کی گنجائش باقی نہیں رہتی ۔

اَصْبَحْتُ اَنَا وَعَائِشَۃُ صَائِمَتَیْنِ مُتَطَوِّعَتَیْنِ فَاُهْدِیَ لَنَا طَعَامٌ فَاَفْطَرْنَا عَلَیْهِ فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْضِیَا یَوْمًا مَکَانَهٗ

تھیں ۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفلی روزہ رکھا، ہمارے لیے کچھ کھانا بطور ہدیہ پیش کیا گیا تو ہم نے اس سبب روزہ افطار کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو حکم دیا کہ تم ایک روزہ کی قضا کر لو ف۱

قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا نَاْخُذُ مَنْ صَامَ تَطَوُّعًا ثُمَّ اَفْطَرَ فَعَلَیْهِ الْقَضَاءُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّۃِ قَبْلَنَا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص نے نفلی روزہ رکھا پھر اسے توڑ دیا تو اس پر قضا واجب ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے سابقہ فقہاء کا قول ہے

۱۱۔ بَابُ تَعْجِیْلِ الْاِفْطَارِ

روزہ جلدی افطار کرنے کا بیان

۳۶۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ہمیشہ سلامتی پر رہیں گے جب تک افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے ف۲

ف۱ جب کسی نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہو پھر کسی طور یعنی مہمان کے اصرار یا کسی مسلمان کی دعوت کے سبب توڑ لیا تو اس پر صرف اس روزے کی قضا لازم آئے گی ۔ کیونکہ اصولِ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے کہ نفلی عبادت جب شروع کر لی جائے تو اس کی تکمیل واجب ہو جاتے ہیں ۔

ف۲ غروبِ آفتاب کے ساتھ ہی افطاری کا وقت ہو جاتا ہے اور افطاری میں عجلت سے کام لینا چاہیے۔ ایک روایت میں ہے کہ دو چیزوں میں جلدی سے کام لو (۱) افطاری اور دوسری نماز مغرب میں ادائیگی میں ۔ ایک روایت میں ہے کہ جب تک لوگ روزہ کی افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے سلامتی پر رہیں گے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ تَعْجِيْلُ الْاِفْطَارِ وَصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ اَفْضَلُ مِنْ تَاخِيْرِهِمَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: افطار اور نمازِ مغرب میں جلدی کرنا تاخیر سے افضل ہے۔ اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور عام فقہاء کا قول ہے۔

۳۶۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِيْنَ يَنْظُرَانِ اللَّيْلَ الْاَسْوَدَ قَبْلَ اَنْ يُّفْطِرَ ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فِيْ رَمَضَانَ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما دونوں جب رات کی تاریکی دیکھتے تو افطار سے قبل نمازِ مغرب ادا کرتے پھر نماز کے بعد رمضان المبارک میں روزہ افطار کرتے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَهٰذَا كُلُّهٗ وَاسِعٌ فَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ مَنْ شَاءَ اَفْطَرَ بَعْدَهَا وَكُلُّ ذٰلِكَ لَا بَاْسَ بِهٖ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت میں ہر قسم کی وسعت ہے کہ جو شخص چاہے نماز سے قبل روزہ افطار کرے اور جو چاہے نماز کے بعد افطار کرے ان دونوں صورتوں میں کوئی حرج نہیں۔

۱۲- بَابُ الرَّجُلِ يُفْطِرُ قَبْلَ الْمَسَاءِ يَظُنُّ اَنَّهٗ قَدْ مَسٰى

غروب آفتاب سے قبل بھول کر روزہ افطار کر لینے کا بیان

۳۶۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَفْطَرَ

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بادل کے دن بہ گمان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۴ کا) اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین آدمی وہ ہے جو روزہ جلدی افطار کرتا ہے چنانچہ حدیث قدسی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں قال اللہ تعالیٰ احب عبادی الی اعجلهم فطرًا (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۷۵ مجتبائی دہلی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ بندہ ہے جو افطاری میں جلدی کرے تاخیر سے روزہ افطار کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسے مجوسیوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔

فِیْ یَوْمِ رَمَضَانَ فِیْ یَوْمِ غَیْمٍ وَرَاٰی اَنَّہٗ قَدْ اَمْسٰی اَوْغَابَتِ الشَّمْسُ فَجَآءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَالَ اَلْخَطْبُ یَسِیْرٌ وَقَدِ اجْتَھَدْنَا۔

کرتے ہوئے کہ شام ہو چکی ہے یا سورج غروب ہو چکا ہے، روزہ افطار کر لیا آپ (عمر فاروق) کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنین سورج ظاہر ہو گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قضا آسان ہے بیشک ہم نے کوشش کی ہے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ مَنْ اَفْطَرَ وَھُوَ یَرٰی اَنَّ الشَّمْسَ قَدْ غَابَتْ ثُمَّ عَلِمَ اَنَّھَا لَمْ تَغِبْ لَمْ یَاْکُلْ بَقِیَّۃَ یَوْمِہٖ وَلَمْ یَشْرَبْ وَعَلَیْہِ قَضَآءُہٗ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس شخص نے یہ گمان کرتے ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا ہے، روزہ افطار کر لیا پھر معلوم ہوا کہ سورج غروب نہیں ہوا تھا، وہ شخص باقی دن میں نہ کوئی چیز کھائے اور نہ پیئے اس پر اس روزہ کی قضا ہو گی اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۳- بَابُ الْوِصَالِ فِی الصِّیَامِ

مسلسل روزے رکھنے کا بیان

۳۶۵- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال (مسلسل) کے

ف گرد و غبار یا بادل کے سبب کسی کو محسوس ہوا کہ سورج غروب ہو گیا ہے اس نے روزہ افطار کر لیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا۔ صائم (روزے دار) باقی ماندہ وقت کچھ نہیں کھائے گا اس پر صرف اس دن کی قضاء لازم آئے گی جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ واقعہ پیش آیا۔ ایسے ہی سحری کے وقت اس خیال سے تا دیر کھاتا رہا کہ ابھی صبح صادق کا وقت نہیں ہوا بعد میں معلوم ہوا کہ صبح صادق کا وقت کافی دیر سے شروع ہو چکا ہے وہ اس دن رمضان کے احترام کے لیے کھانے پینے اور جماع کرنے سے اجتناب کرے رمضان کے بعد اس روزے کی وہ قضائی کرے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

روزوں سے منع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں تم جیسا نہیں ہوں بے شک مجھے کھلایا بھی جاتا ہے اور پلایا بھی جاتا ہے ف

۳۶۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا لَكُمْ بِهٖ طَاقَةٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم وصال کے روزوں سے بچو ، تم وصال کے روزوں سے بچو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں تم جیسا نہیں ہوں میں اپنے پروردگار کے حضور رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے تم اپنی طاقت کے مطابق کام کیا کرو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ اَلْوِصَالُ مَكْرُوْهٌ وَهُوَ اَنْ يُّوَاصِلَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَوْمَيْنِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ وصال کا روزہ مکروہ ہے

ف وصال کے روزہ کا مطلب ہے ابھی ایک روزہ افطار نہیں کیا دوسرا روزہ رکھ لینا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے روزے رکھا کرتے تھے آپ کو دیکھ کر صحابہ نے بھی یہ سلسلہ شروع کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی امت کے لیے سراپا رحمت ہے۔ آپ ہر وقت اپنی امت کی آسانی اور سہولت کے بارے سوچا کرتے تھے۔ آپ نے مسلسل نماز تراویح با جماعت ادا نہ فرمائی تاکہ وہ نماز بھی فرض نہ ہو جائے مسواک کو وضو کے وقت لازمی قرار دینے کا قصد فرمایا پھر فوراً ارادہ ملتوی فرمایا۔ ممکن ہے امت کو مسواک میسر نہ آئے تو گنہگار قرار پائے اور عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کرنے کا قصد فرمایا پھر ملتوی کر دیا تاکہ امت مسلمہ پر شاق نہ گزرے۔

عظمت مصطفیٰ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان اور بے مثل وبے مثیل ہونے کی (جاری ہے)

فِی الصَّوْمِ لَا یَاْکُلُ فِی اللَّیْلِ شَیْئًا وَّھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَالْعَامَّۃِ۔

وصال کے روزہ کی صورت یہ ہے کہ دو دنوں کے روزوں کے درمیان رات کو کوئی چیز نہ کھائی جائے اور نہ پی جائے۔ اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۴۔ بَابُ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَۃَ

عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے کا بیان

۳۶۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا سَالِمٌ اَبُوالنَّضْرِ عَنْ عُمَیْرٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ ابْنَۃِ الْحَارِثِ اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا فِیْ صَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عَرَفَۃَ فَقَالَ بَعْضُھُمْ صَآئِمٌ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ لَیْسَ بِصَآئِمٍ فَاَرْسَلَتْ اُمُّ الْفَضْلِ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ وَھُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَۃَ فَشَرِبَہٗ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کے بارے شک کیا کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں اور کچھ نے کہا آپ روزے سے نہیں ہیں تو حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میدانِ عرفات میں تشریف فرما تھے تو آپ صلی اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۷ کا)

عظیم الشان دلیل ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے حضور رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی اور پلاتا بھی ہے اس لیے میں تم جیسا نہیں ہوں۔ ان دونوں روایات میں خواہ ظاہری طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کر کے فرمایا تھا لیکن حقیقت میں اس سے مراد قیامت تک آنیوالے لوگ ہیں یعنی کوئی بھی مخلوق کا فرد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہیں ہو سکتا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ مَنْ شَآءَ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ اِنَّمَا صَوْمُہٗ تَطَوُّعٌ فَاِنْ كَانَ اِذَا صَامَہٗ يُضْعِفُہٗ ذٰلِكَ عَنِ الدُّعَآءِ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَالْاِفْطَارُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ۔

علیہ وسلم نے نوش فرمالیا ف۱

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص چاہے عرفہ کے دن کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے کیونکہ یہ روزہ نفلی ہے۔ جس شخص کو اس دن روزہ رکھنے کے سبب دعاء میں کمزوری آنے کا امکان ہو تو اس کے لیے روزہ رکھنے سے نہ رکھنا افضل ہے۔

۱۵- بَابُ الْاَيَّامِ الَّتِيْ يُكْرَهُ فِيْهَا الصَّوْمُ

ان دنوں کا بیان جن میں روزہ رکھنا مکروہ ہے

۳۶۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صِيَامِ اَيَّامِ مِنًى۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قیام) منیٰ کے دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ف۲

ف۱ امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حاجی کے لیے عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنا مسنون و مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عرفہ ۹ ذی الحجہ کا روزہ نہیں رکھا تھا حضرت اُمِّ فضل کے علاوہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بھی تمام لوگوں کی موجودگی میں میدان عرفات میں بارگاہِ رسالت میں دودھ پیش کیا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمالیا۔ یوم عرفہ میں روزہ نہ رکھنے کے استحباب کی توجیہہ شارحین نے یہ بیان کی ہے کہ اس سے حاجی میں ضعف و کمزوری پیدا ہو جائیگی جو ارکانِ حج ادا کرنے کے سلسلے میں رکاوٹ یا سستی کا سبب بن سکتی ہے البتہ غیر حاجی یوم عرفہ میں روزہ رکھ سکتا ہے۔

ف۲ اللہ تعالیٰ نے امت مصطفوی پر جو انعامات فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے سال میں پانچ دن اظہارِ مسرت اور خورد و نوش کے لیے عطا فرما دیے وہ عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ کے دن ہیں۔ ان دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے، کیونکہ حدیثِ پاک میں ان کو اکل و شرب کے ایام قرار دیا گیا ہے۔

۳٦۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ اَبِيْ مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْهِ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَقَرَّبَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لِاَبِيْهِ اِنِّيْ صَائِمٌ قَالَ كُلْ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُنَا بِالْفِطْرِ فِيْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ۔

عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں اپنے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ان کے لیے کھانا پیش کیا گیا انھوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم بھی کھانا کھاؤ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے کہا: میں روزہ دار ہوں۔ باپ (عمرو بن العاص) نے کہا تم کھانا کھاؤ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان دنوں میں روزہ نہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَامَ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ لِمُتْعَةٍ وَّلَا لِغَيْرِهَا لِمَا جَاءَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ قَبْلِنَا وَقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ يَصُوْمُهَا الْمُتَمَتِّعُ الَّذِيْ لَا يَجِدُ الْهَدْيَ اَوْ فَاتَتْهُ الْاَيَّامُ الثَّلٰثَةُ قَبْلَ يَوْمِ النَّحْرِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا - اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کسی کے لیے ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے خواہ متمتع ہو یا غیر متمتع۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس روزہ کی ممانعت ثابت ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ متمتع جس کو قربانی میسر نہ ہوا ور یا قربانی سے پہلے تین دن اس کے فوت (یعنی ان میں روزہ نہ رکھ سکا ہو) ہو گئے ہوں وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

١٦ - بَابُ النِّيَّةِ فِي الصَّوْمِ مِنَ اللَّيْلِ

رات کو روزہ کی نیت کرنے کا بیان

۳۷۰ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت

قَالَ لَا يَصُوْمُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے فجر سے قبل نیت نہیں کی وہ روزہ نہ رکھے۔ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَمَنْ أَجْمَعَ أَيْضًا عَلَى الصِّيَامِ قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ فَهُوَ صَائِمٌ وَقَدْ رَوٰى ذٰلِكَ غَيْرُ وَاحِدٍ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ قَبْلَنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس شخص نے زوال سے قبل روزے کی نیت کر لی اس کا روزہ درست ہے یہ روایت کثیر لوگوں سے مروی ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے سابقہ فقہاء کا قول ہے۔

۱۷- بَابُ الْمُدَاوَمَةِ عَلَى الصِّيَامِ

ہمیشہ روزے رکھنے کا بیان

۳۷۱- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى يُقَالَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى يُقَالَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلسل) روزے رکھتے حتیٰ کہ کہا جاتا کہ آپ افطار نہیں کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلسل) افطار کرتے حتیٰ کہ کہا جاتا کہ

ف دل میں کسی کام کرنے کا پختہ اور حتمی قصد کر لینے کو نیت کہا جاتا ہے۔

روزہ کی تین اقسام ہیں (۱) فرض (۲) واجب اور (۳) نفل۔ مثلاً رمضان کا روزہ، نذر کا روزہ اور مسنون و مستحب روزہ علی الترتیب۔ فرض اور واجب روزہ کا وقت اگر متعین ہو مثلاً رمضان کا ادا روزہ اور نذر معین کا روزہ اس کے لیے رات کو نیت کی جائے گی اگر رات کو نیت نہ کی زوال کے وقت تک بھی نیت معتبر ہو گی۔ جب کہ اس وقت تک کھانے پینے اور جماع کا ارتکاب نہ کیا ہو لیکن فرض اور واجب روزہ کا وقت متعین نہ ہو، مثلاً رمضان کی قضاء کا روزہ اور نذر غیر معین کا روزہ اس کے لیے رات کو نیت کرنا ضروری ہے۔ زوال سے قبل کی نیت معتبر نہیں ہو گی، نفلی روزہ کی نیت رات کو بھی کر سکتے ہیں اور زوال سے قبل بھی جبکہ روزہ کے منافی کسی کام کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

لَا يَصُوْمُ وَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَاَيْتُهٗ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ صِيَامًا مِّنْهُ فِيْ شَعْبَانَ۔

آپ روزہ نہیں رکھیں گے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے مہینہ کے علاوہ کسی مکمل مہینے کے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ شعبان کے مہینے سے زیادہ کسی میں روزے رکھتے ہوئے دیکھا ف

ف روزہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ایک رابطہ کا نام ہے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے
علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی روزے رکھا کرتے تھے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ہمیں بھی اس کی تعلیم و تربیت
دی۔ رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوتے ہی سرکش شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے جنت کے تمام دروازے کھول دیئے
جاتے ہیں دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں نفل کا ثواب بڑھا کر فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برا
کر دیا جاتا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ یعنی جس نے
ایمان کی حالت میں اللہ کی رضا کیلیے رمضان المبارک کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے علاوہ دوسرے مہینوں میں مختلف دنوں کے روزہ رکھا کرتے تھے آپ پیر اور جمعرات کے
دنوں میں روزے رکھتے۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے ان دو دنوں میں روزہ رکھنے کی توجیہہ بھی بیان فرمائی کہ پیر اور جمعرا
کے دنوں میں اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش ہوں می
روزے سے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض یعنی اسلامی مہینے کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھا کرتے ا
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کی تلقین کرتے۔ آپ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے
اے ابوذر! جب تم کسی مہینے میں روزہ رکھو تو اس کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو۔ نفلی روزہ کی فضیلت
سلسلے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے روزہ رکھا اللہ
اس کے اور جہنم کے درمیان ایک خندق بنا دے گا جس کا بُعد زمین و آسمان کے درمیان جتنا ہوگا ایک اور روایت میں آتا
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رضائے الٰہی کے لیے ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے
سال کی مسافت کا اندازہ دور کر دے گا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص رمضان المبارک کے بعد شوال کے چھ روزے
ہے اللہ تعالیٰ اسے سال بھر کے روزوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ قرآن میں بھی یہی فیصلہ فرمایا گیا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَ
فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے بعد جس مہینے میں سب سے زیادہ روزے رکھتے تھے وہ شعبا
کا مہینہ ہے ایک روایت میں ہے کہ آپ اس تمام مہینے کے روزے رکھا کرتے تھے آپ سے جب اسکی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا اس
اللہ تعالیٰ کے حضور اعمال پیش کیے جاتے ہیں مجھے یہ پسند ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔

۱۸۔ بَابُ صَوْمِ یَوْمِ عَاشُوْرَآءَ

عاشورہ کے روزہ کا بیان

۳۷۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِیَةَ بْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ عَامَ حَجٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ یَا اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ اَیْنَ عُلَمَآؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِهٰذَا الْیَوْمِ هٰذَا یَوْمُ عَاشُوْرَآءَ لَمْ یَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ صِیَامَهٗ اَنَا صَائِمٌ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَصُمْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیُفْطِرْ۔

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے بر سرِ منبر فرماتے ہوئے اس سال سنا جس سال انھوں نے حج کیا: کہ اے اہلِ مدینہ! تمھارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: یہ عاشورا کا دن ہے اس دن کا روزہ اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض نہیں کیا جبکہ میں روزے سے ہوں جو شخص چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ صِیَامُ یَوْمِ عَاشُوْرَآءَ كَانَ وَاجِبًا قَبْلَ اَنْ یُّفْتَرَضَ رَمَضَانُ ثُمَّ نَسَخَهٗ شَهْرُ رَمَضَانَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ مَنْ شَآءَ صَامَهٗ وَمَنْ شَآءَ لَمْ یَصُمْهُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةِ قَبْلَنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے قبل عاشورا کا روزہ فرض تھا پھر رمضان کے روزے فرض ہونے کے باعث اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی اب وہ نفلی روزہ ہے جو شخص چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے

ف رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے قبل عاشورا (دس محرم) کے روزے واجب تھے جب رمضان المبارک کے مہینے کے روزے فرض ہوئے تو عاشورا کا روزہ منسوخ ہو گیا اور سنت کی حیثیت سے باقی رہ گیا۔ اعلانِ نبوت سے قبل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اعلان فرمادیا جو چاہے عاشورا کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ عاشورہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن دس انبیاء کرام یعنی حضرت موسیٰ، حضرت نوح، حضرت یونس، حضرت آدم، حضرت یوسف، حضرت عیسیٰ، حضرت داؤد، حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب اور (جاری ہے)

روزہ نہ رکھے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے سابقہ فقہاء کا قول ہے ۔

۱۹- بَابُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

شب قدر کا بیان

۳۷۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں تلاش کرو ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۳ کا) سید الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم الصلوٰۃ والسلام پر خصوصی انعامات فرمائے اس نسبت سے عاشورا کا نام دیا گیا ۔

ف جمہور محدثین کے نزدیک لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو قطعی طور پر اس شب کا تعین نہیں کیا گیا البتہ اکثر محدثین کا کہنا ہے کہ وہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے ۔

شب قدر کے تعین نہ کرنے کی حکمت :۔ شب قدر کے تعین نہ کرنے میں بھی وہ حکمت ہے جو جمعۃ المبارک کے دن مقبولیت کی گھڑی متعین نہ کرنے میں ہے وہ گھڑی اس لیے متعین نہیں کی گئی تاکہ مسلمان اس کے حصول کے لیے تمام دن دعا و استغفار اور عبادت وغیرہ میں مصروف رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ انعامات کا حقدار بن سکے رات کا تعین اس لیے نہیں کیا گیا تاکہ مسلمان اس کے حصول کے لیے آخری عشرہ کی تمام طاق راتیں عبادت گزاری کرکے اللہ تعالیٰ کے حضور کثیر انعامات کے حقدار قرار پائیں ۔

فضائل شب قدر :۔ شب قدر کی عظمت و فضیلت میں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ قرآن نے اس کے قیام کو ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے چنانچہ قرآن کے الفاظ یہ ہیں لیلۃ القدر خیر من الف شہر یعنی شب قدر ہزار مہینے سے افضل و اعلیٰ ہے ۔

بخشش کی رات :۔ اس رات میں قیام کرنے سے انسان کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں (جاری ہے)

۳۷۴- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۶۴ کا) چنانچہ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں "من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یعنی جس نے شب قدر میں ایمان کی حالت اور رضائے الٰہی کے لیے قیام کیا اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

نزولِ قرآن کی رات :- شب قدر وہ عظمت وشان والی رات ہے جس میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن پاک نازل ہوا اس نزول سے مراد لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ہے، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر نزول کا سلسلہ تیئس سال تک جاری رہا چنانچہ اس سلسلے میں قرآن کے الفاظ یہ ہیں انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یعنی ہم نے قرآن شبِ قدر میں (آسمان دنیا پر) نازل کیا۔

شبِ قدر میں پاکستان کا تحفہ :- بلاشبہ شب قدر انعامات باری تعالیٰ کی رات ہے اس رات کے انعامات بے شمار ہیں۔ ان میں سے ایک "قیامِ پاکستان" کا تحفہ ہے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس سے انکار ناممکن ہے کہ شبِ قدر میں جو رحمت کی بارش ہوتی ہے اس کا ایک قطرہ قیام پاکستان ہے ہمارے اسلاف یعنی دو قومی نظریہ کے بانی حضرت مجدد الف ثانی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی، پیر سید جماعت علی شاہ، حضرت پیر محدث کچھوچھوی، علامہ عبد العلیم صدیقی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، محدث اعظم مولانا سردار احمد فیصل آبادی علامہ احمد سعید کاظمی صاحب، علامہ محمد اقبال اور قائد اعظم رحمہم اللہ کی کوششوں سے پاکستان کا قیام تو عمل میں آگیا لیکن اس کا مقصد پچاس سال گزرنے کے باوجود حاصل نہ ہو سکا دورِ حاضر میں صرف ایک ہی ایسی شخصیت ہے جس پر تمام عالمِ اسلام کی نظریں لگی ہوئی ہیں کہ وہ یہ فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں وہ شخصیت قائد ملتِ اسلامیہ امام الشاہ احمد نورانی الصدیقی صدر جمعیت علماء پاکستان ہے۔ مشائخ عظام، علماء کرام اور مفتیان ذی وقار اپنا فریضہ سمجھتے ہوئے معاونت فرمائیں۔ انشاء اللہ العزیز نفاذ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل قریب آسکتی ہے اور قیامِ پاکستان کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ پاکستان اور اسلام کا چولی دامن کا تعلق ہے۔ چونکہ قیامِ پاکستان کا مقصد نفاذِ اسلام تھا اب اسلام کی بنیاد پر ہی قائم رہ سکتا ہے۔

۲۰۔ بَابُ الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف کا بیان

۳۷۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِيْ اِلَيَّ فَاُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف بیٹھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے تو میں اس پر کنگھی کر دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت انسانی کے بغیر گھر میں تشریف نہ لاتے۔ ف

ف **اعتکاف کا مفہوم**:۔ اعتکاف کا لغوی معنی "رک جانا" ہے اصطلاحی اور شرعی معنی کے لحاظ سے اللہ کی رضا کے لیے عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔

اقسام اعتکاف:۔ اعتکاف کی تین اقسام ہیں (۱) واجب (۲) سنت مؤکدہ کفایہ اور (۳) مستحب

اعتکاف واجب:۔ اعتکاف واجب نذر کا اعتکاف ہے یعنی کسی نے اعتکاف کی نذر مانی تو مقصود حاصل ہونے پر اعتکاف کرنا واجب ہوگا۔ اعتکاف واجب کم از کم ایک دن کا ہوگا لیکن زیادہ کی حد نہیں ہے جتنے دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی اتنی راتوں کا اعتکاف کرنا بھی ضروری ہوگا۔ اس اعتکاف کی صحت کیلیے روزہ شرط ہے اگر کسی نے روزہ نہ رکھا خواہ کسی عذر کی بناء پر، اعتکاف واجب ادا نہیں ہوگا۔

اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ:۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے سنت کا مطلب ہے کہ یہ حدیث رسول اور عمل مصطفوی سے ثابت ہے مؤکدہ کا مطلب ہے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دائمی طور پر کیا ہے اور کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک گاؤں یا محلہ میں سے چند افراد یا ایک فرد بھی کر لیتا ہے تو سب کے سب بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ سب گناہگار ہوں گے اس اعتکاف کے لیے بھی روزہ شرط ہے اگر کسی نے اس اعتکاف کے دوران روزہ ترک کر دیا خواہ بیماری یا کسی اور عذر کی بنا پر ترک کیا اعتکاف نہیں ہوگا اس اعتکاف کیلیے ضروری ہے کہ معتکف بیسویں رمضان المبارک کی تاریخ کو غروب آفتاب کے وقت اعتکاف گاہ میں پہنچ جائے ورنہ اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ادا نہیں ہوگا

(جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَخْرُجُ الرَّجُلُ اِذَا اعْتَكَفَ اِلَّا لِلْغَائِطِ اَوِ الْبَوْلِ وَاَمَّا الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ فَيَكُوْنُ فِيْ مُعْتَكِفِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ معتکف قضائے حاجت اور پیشاب کے علاوہ مسجد سے نہ نکلے وہ خورد و نوش اعتکاف گاہ میں کرے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۶ سے) **اعتکاف مستحب**:۔ اعتکاف مستحب یہ ہے کہ کسی بھی مقصد کے لیے کوئی شخص مسجد میں جائے تو اعتکاف کی نیت کرلے مثلاً نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیّت کرلے نماز کے ساتھ اسے اعتکاف کا ثواب بھی مل جائے گا۔ یہ اعتکاف کم از کم وقت کا بھی ہوسکتا ہے حتیٰ کہ ایک لمحہ کا بھی ہوسکتا ہے اس اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں ہے۔

اعتکاف گاہ:۔ اعتکاف کے لیے سب سے زیادہ افضل مسجد حرام ہے اس کے بعد مسجد نبوی ہے اور تیسرے نمبر پر مسجد اقصیٰ ہے اس کے بعد علاقہ کی جامع مسجد ہے مسجد جماعت میں بھی اعتکاف کیا جاسکتا ہے۔ عورت اپنے گھر میں اعتکاف کے لیے کسی جگہ کا تعین کرلے۔

فضائل اعتکاف:۔ اعتکاف ایک قدیمی اور اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین عبادت ہے اعتکاف کی حالت میں انسان برائیوں سے محفوظ رہتا ہے اور نیک اعمال میں مصروف و مشغول رہتا ہے معتکف مریض کی عیادت، نماز جنازہ میں شرکت اور دیگر نیک اعمال کے لیے نہیں جاسکتا لیکن اللہ تعالیٰ اسے ان کا اجر و ثواب عطا فرمادیتا ہے ایک روایت میں ہے کہ جو شخص رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دو حج اور دو عمروں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

مسائل اعتکاف:۔ اعتکاف ہر مسلمان عاقل بیٹھ سکتا ہے اس کے لیے بلوغ شرط نہیں لہٰذا چھوٹا لڑکا بھی بیٹھ سکتا ہے معتکف کے لیے قرآن کا پڑھا ہوا ہونا شرط نہیں ہے لہٰذا جس نے قرآن نہیں پڑھا وہ بھی اعتکاف بیٹھ سکتا ہے اعتکاف کے لیے جامع مسجد ہونا ضروری نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی کیا جاسکتا ہے مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سجدہ کیا جاتا ہے یعنی نماز ادا کی جاتی ہے۔ لہٰذا وضو والی جگہ، طہارت خانے، غسل خانے اور جوتوں والی جگہ مسجد سے خارج ہے اگر معتکف ان مقامات پر بلا عذر شرعی گیا تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔

اعذار شرعی:۔ اعذارِ شرعی کے بغیر معتکف مسجد سے باہر نہیں جاسکتا اعذارِ شرعی یہ ہیں:۔ (۱) بول و براز کے لیے (۲) غسل واجب (انزال کی صورت میں) کیلیے (۳) وضو کیلیے اگر وضو نہ ہوا اور نمازِ جمعہ ادا کرنے کیلیے اگر اس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو ان امور کے علاوہ اگر معتکف مسجد سے ایک ساعت کیلیے بھی نکلا تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ (جاری ہے)

۳۷۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِاللهِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْوُسْطَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتّٰى اِذَا كَانَ لَيْلَةَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ يَخْرُجُ فِيْهَا مِنِ اعْتِكَافِهٖ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے ایک سال آپ نے ایسے ہی اعتکاف کیا جب اکیسویں رات ہوئی یہ ایسی رات تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اعتکاف گاہ سے باہر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا اسے چاہیے کہ وہ آخری عشرے کا بھی اعتکاف کرے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۷ سے آگے) **معتکف کیلیے جائز امور:۔** معتکف کے لیے تلاوت کلام، ورد و وظائف، درود و سلام، نعت خوانی، اذان، خطاب، درسِ قرآن، درسِ حدیث دینا یا سننا، دینی کتب کا مطالعہ، مسائل دریافت کرنا یا بیان کرنا، امامت کرنا، تجارت کرنا بالشرط کہ سامان مسجد میں نہ لایا جائے کھانا پینا اور سونا وغیرہ امور جائز ہیں ایسے ہی مسجد میں، مسجد چھت پر اور مسجد کے تہہ خانے میں قیام کرنا جائز ہے جبکہ سیڑھیاں مسجد کے بیچ سے جاتی ہوں۔

غسل کا مسئلہ:۔ معتکف حالتِ اعتکاف میں واجب غسل (انزال کی صورت میں) کے علاوہ غسل خانوں میں جا کر کسی قسم کا غسل نہیں کر سکتا خواہ وہ غسل سنت (جمعۃ المبارک کا) ہو اور خواہ گرمی وغیرہ کا ہو۔ بعض معتکفین غسل کا اصرار کرتے ہوئے عجیب انداز میں کہتے ہیں کہ گرمی کے سبب جسم شرابور ہو جاتا ہے اور غسل کے بغیر جسم سے گرمی دور نہیں کی جا سکتی اس لیے غسل کی اجازت ہونی چاہیے۔ ان حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ بات تو ایسی ہے جیسے کوئی روزے دار یہ کہہ دے کہ گرمیوں کے موسم میں دن بڑے ہوتے ہیں اور گرمی شدید ہوتی ہے لہٰذا کھانا کھانے اور پانی پینے کی اجازت ہونی چاہیے۔ البتہ معتکف کے لیے غسل گرمی کے جواز کی ایک صورت ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ مسجد میں ٹب وغیرہ رکھ کر اس میں غسل کر لیا جائے اور پانی مسجد کے باہر گرا دیا جائے واللہ اعلم بالصواب۔

ضروری مسئلہ:۔ معتکف کے لیے بالکل خاموشی اختیار کیے رکھنا مکروہ ہے وہ ضرورت کے مطابق اور اچھی باتیں کر سکتا ہے۔ مثلاً کسی کی خیریت دریافت کرنا، پیغام دینا، کسی چیز کے لینے دینے کا کرنا، ضرورت کی چیز طلب کرنا وغیرہ۔ ایسے ہی چہرے پر نقاب اوڑھنا بھی مکروہ ہے کیونکہ یہ ریاکاری اور دکھاوے کا سبب ہے شوال کا چاند نظر آتے ہی اعتکاف مکمل ہو جاتا ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

مَعِيْ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ وَقَدْ رَاَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا وَقَدْ رَاَيْتُنِيْ مِنْ صُبْحَتِهَا اَسْجُدُ فِيْ مَآءٍ وَّطِيْنٍ فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِيْ كُلِّ وَتْرٍ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ فَمَطَرَتِ السَّمَآءُ مِنْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ سَقْفُهٗ عَرِيْشًا فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ فَاَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ عَلَيْنَا وَعَلٰى جَبْهَتِهٖ وَاَنْفِهٖ اَثَرُ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صُبْحِ لَيْلَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ۔

میں نے شب قدر دیکھی پھر مجھے بھلا دی گئی میں نے اپنے آپ کو اس کی صبح میں کیچڑ میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ پس تم شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو اور اسے ہر طاق رات میں تلاش کرو۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس رات آسمان سے بارش ہوئی اور مسجد کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی۔ مسجد ٹپکی، حضرت ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ میری آنکھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے آپ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کا اثر تھا یہ رمضان المبارک کی اکیسویں تاریخ کا واقعہ ہے۔

۳۷۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ سَاَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ الزُّهْرِيَّ عَنِ الرَّجُلِ الْمُعْتَكِفِ يَذْهَبُ لِحَاجَتِهٖ تَحْتَ سَقْفٍ قَالَ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں نے ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ معتکف قضاءِ حاجت کی غرض سے مکان کی چھت پر جا سکتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا، اس میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ لِلْمُعْتَكِفِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقْضِيَ الْحَاجَةَ مِنَ الْغَائِطِ اَوِ الْبَوْلِ اَنْ يَّدْخُلَ الْبَيْتَ وَاَنْ يَّمُرَّ تَحْتَ السَّقْفِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ معتکف اگر قضاءِ حاجت یا پیشاب کی غرض سے گھر میں داخل ہو یا مکان کی چھت سے گزرا تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۵۔ کتابُ الحَجِّ ؎۱

۱۔ بَابُ الْمَوَاقِیْتِ

احرام باندھنے کے مقامات کا بیان

۳۷۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُھِلُّ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ مِنْ ذِی الْحُلَیْفَۃِ وَیُھِلُّ اَھْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَۃِ وَیُھِلُّ اَھْلُ نَجْدٍ مِنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اہلِ مدینہ ذوالحلیفہ سے، اہلِ شام جحفہ سے اور اہلِ نجد قرن سے احرام باندھیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کا گمان ہے، رسول اللہ

؎۱ حج کا مفہوم :۔ لغت میں حج ”قصد و ارادہ کو کہا جاتا ہے۔ اصطلاح میں خاص دنوں میں مقامات مخصوصہ پر مخصوص ارکان یعنی طواف بیت اللہ، صفا و مروہ کے درمیان سعی و قوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ اور رمی جمار کو بجالانے کو حج کہا جاتا ہے۔

حج بیک وقت جانی اور مالی عبادات کا مجموعہ ہے۔

تاریخِ حج :۔ حج بھی قدیمی اور تاریخی عبادت ہے یہ تاریخِ اسلام میں نو ہجری میں حج فرض ہوا۔ نو ہجری میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پہلی مرتبہ فریضہ حج ادا کیا آئندہ سال یعنی دس ہجری کو رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حج ادا کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا اور آخری حج تھا اسے حج الوداع کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

فرضیتِ حج :۔ ہر مسلمان عاقل بالغ جو بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو پر زندگی میں ایک بار

(جاری ہے)

قَرْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ قَالَ وَيُهِلُّ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اہلِ یمن یلملم سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۷۰ سے آگے) فرض ہے اس کی فرضیت نصِ قطعی سے ثابت ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا "اور اللہ کے لیے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہیں"۔ ایسے ہی حدیثِ مبارکہ سے فرضیت حج کا ثبوت ملتا ہے حدیثِ پاک میں ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (۱) توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدیہ کی گواہی (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا (۵) بیت اللہ کا حج کرنا۔

تاریخ تعمیر کعبۃ اللہ :۔ تعمیر بیت اللہ کی تاریخ تخلیق انسانیت سے قدیم ہے سب سے پہل اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی پھر امرِ الٰہی پر حضرت آدم علیہ السلام نے از سرِ نو اس کی تعمیر کی اور فرشتوں نے معاونت کی۔ طوفانِ نوح کے نتیجہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے دستِ اقدس سے بنا ہوا کعبۃ اللہ شہید ہو گیا نئی بنیادوں پر تعمیر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر پیغمبروں یعنی حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو مامور کیا۔ مدت مدید اور حوادثِ زمانہ کے سبب کعبۃ اللہ پھر منہدم ہو گیا۔ قریش مکہ نے اس کی تعمیر جدید کا سلسلہ شروع کیا جس میں رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عملی طور پر حصہ لیا اور بعد ازاں کعبۃ اللہ کی تعمیر و مرمت حجاج بن یوسف کے زمانہ میں ہوئی موجودہ کعبۃ اللہ کی عمارت اسی زمانہ کی تعمیر شدہ ہے۔ تاریخ اسلام میں حجاج بن یوسف کے زمانہ کو ظلم و ستم کے باعث تاریک ترین زمانہ کہا جاتا ہے لیکن اس سے چند ایسے کام انجام پا گئے جن کو بلاشبہ قابلِ ستائش قرار دیا جا سکتا ہے وہ کارنامے تعمیر بیت اللہ اور قرآن پہ اعراب لگانا وغیرہ ہیں۔

شرائط حج :۔ حج بیت اللہ کے وجوب کی پانچ شرائط ہیں (۱) مسلمان ہونا (۲) آزاد ہونا (۳) صاحب عقل ہونا (۴) بالغ ہونا (۵) بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھنا

فریضہ حج کے ادا کی شرائط :۔ ادائے حج کی تین شرائط ہیں (۱) اسلام (۲) مکان (۳) ایامِ مخصوصہ کے اوقاتِ مخصوصہ۔

ارکانِ حج :۔ حج بیت اللہ کے دو ارکان ہیں (۱) وقوفِ عرفات (۲) طوافِ زیارت

واجباتِ حج :۔ واجبات حج سات ہیں (۱) میقات سے قبل احرام باندھنا (۲) یوم عرفہ میں غروب آفتاب تک میدانِ عرفات میں قیام کرنا (۳) وقوف مزدلفہ (۴) صفا و مروہ کے درمیان سعی (دوڑ) کرنا (۵) رمی جمار یعنی شیطان کو کنکریاں مارنا (۶) حلق یعنی سر منڈوانا یا کچھ بال کٹوا دینا (۷) غیر ملکی کے لیے طواف صدر کرنا۔

حج کی سنتیں :۔ حج میں مشہور ترین چھ سنتیں ہیں (۱) طواف قدوم (۲) طواف قدوم میں (جاری ہے)

اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ۔

احرام باندھیں ف

۳۷۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُّهِلُّوْا مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَمَّا هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثُ فَسَمِعْتُهُنَّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اہلِ مدینہ ذوالحلیفہ سے، اہلِ شام جحفہ سے اور اہلِ نجد قرن سے احرام باندھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان تین مواقیت کے بارے میں نے خود رسول اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۱ سے آگے) رمل (ٹہل کر چلنا) کرنا (۳) سبز نشانوں کے مابین تیزی سے دوڑنا (۴) مخصوص ایام میں منٰی میں رات گزارنا (۵) طلوعِ آفتاب کے بعد منٰی سے میدان عرفات کی طرف جانا (۶) طلوعِ آفتاب سے پہلے مزدلفہ کی طرف روانہ ہونا۔

ممنوعاتِ حج: ۔ جو امور ایامِ حج میں ممنوع ہیں وہ یہ ہیں (۱) جماع (۲) بال کتروانا (۳) ناخن ترشوانا (۴) خوشبو کا استعمال کرنا (۵) سر اور منہ پر کپڑا اڈالنا (۶) سلا ہوا کپڑا استعمال کرنا (۷) دوسرے محرم کے سر کے بال مونڈنا (۸) حل یا حرم میں شکار کرنے کی کوشش کرنا

فلسفہ حج: ۔ پروردگارِ عالم کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اعمالِ ابراہیمی کو زندہ رکھنے کیلیے ان پر عمل پیرا ہونا حج کی روح اور فلسفہ حج ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہا، انھوں نے غیر سلے ہوئے کپڑے استعمال کیے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا اور لوگوں کو اس کی دعوت دی اور اپنے چہیتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ اسی طرح ہم بھی ان امور کو قابلِ عمل قرار دیتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہو جائیں علاوہ ازیں مخصوص ایام میں سر کے بال نہ منڈوانا، سر اور چہرے کو کپڑے سے نہ ڈھانپنا، عملِ زوجیت سے اجتناب کرنا، جنسی خواہشات سے مکمل پرہیز کرنا، خوشبو کا استعمال نہ کرنا اور رنگین کپڑوں کا استعمال میں نہ لانا وغیرہ وغیرہ امور۔ یہ تمام امور پوری انسانیت کو اتحاد، اخوت اور تقویٰ کی شاہراہ پر گامزن کرتے ہیں۔

ف میقات کا مفہوم: ۔ مواقیت، میقات کی جمع ہے میقات کا لغوی معنی کسی چیز کے لیے وقت متعین کرنا ہے اور اس کا اصطلاحی معنی ہے وہ مقام یا جگہ جہاں سے حج یا عمرہ کرنے والے بغیر احرام باندھے مکہ مکرمہ کی طرف نہیں گزر سکتے۔ مواقیت پانچ ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں (۱) اہلِ مدینہ کے لیے میقات ذوالحلیفہ ہے (۲) اہلِ عراق کے لیے ذات عراق (۳) اہلِ شام کیلیے جحفہ (۴) اہلِ نجد کیلیے قرن اور اہلِ یمن کے لیے یلملم میقات مقرر ہے باہر سے آنے والے لوگ جب ان مقامات سے گزریں تو حج یا عمرہ کی نیت کر کے احرام باندھ لیں وہ لوگ جو مواقیت اور مکہ مکرمہ کے درمیان رہتے ہیں ان کا میقات حل ہے یعنی خارج حرم۔ اور جو لوگ مکہ مکرمہ کے باشندے ہوں اگر ان کا قصد حج کا ہو تو ان کا میقات حرم ہے (جاری ہے)

مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُخْبِرْتُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاَمَّا اَهْلُ
الْيَمَنِ فَيُهِلُّوْنَ مِنْ يَلَمْلَمَ۔

۳۸۰ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ
اَحْرَمَ مِنَ الْفُرْعِ۔

۳۸۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي الثِّقَةُ عِنْدِيْ اَنَّ
ابْنَ عُمَرَ اَحْرَمَ مِنْ اِيْلِيَاءَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ۔

هٰذِهٖ مَوَاقِيْتُ وَقَّتَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يُّجَاوِزَهَا اِذَا اَرَادَ حَجًّا اَوْ عُمْرَةً
اِلَّا مُحْرِمًا فَاَمَّا اِحْرَامُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مِنَ الْفُرْعِ
وَهُوَ دُوْنَ ذِي الْحُلَيْفَةِ اِلَى مَكَّةَ فَاِنَّ اَمَامَهَا وَقْتٌ
اٰخَرُ وَهُوَ الْجُحْفَةُ وَقَدْ رُخِّصَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ
اَنْ يُّحْرِمُوْا مِنَ الْجُحْفَةِ لِاَنَّهَا وَقْتٌ مِنَ الْمَوَاقِيْتِ
بَلَغَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ
اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَمْتِعَ بِثِيَابِهٖ اِلَى الْجُحْفَةِ
فَلْيَفْعَلْ اَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ اَبُوْ يُوْسُفَ عَنْ اِسْحٰقَ
ابْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور مجھے یہ روایت بھی پہنچی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہلِ یمن
یلملم سے احرام باندھیں۔

حضرت نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر
رضی اللہ عنہ نے مقام "فرع" سے احرام باندھا

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے ایک
قابلِ اعتماد راوی کی روایت پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ نے "ایلیاء" (مسجد اقصیٰ) سے
احرام باندھا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ وہ مقامات
(مواقیت) ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے
ہیں لہٰذا جو شخص حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو ان مقامات سے
احرام کے بغیر نہ گزرے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہ کا "فرع" سے احرام باندھنا جبکہ ذوالحلیفہ کے مقابلہ
میں مکہ مکرمہ کے زیادہ قریب ہے اور اس سے آگے ایک
میقات جحفہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مدینہ
کو رخصت دی کہ وہ جحفہ سے احرام باندھیں کیونکہ وہ بھی
ایک مستقل میقات ہے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تم میں سے جو شخص پسند کرتا ہو جحفہ تک اپنے کپڑوں سے
استفادہ کر سکتا ہے حضرت محمد بن علی نے یہ روایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں بیان فرمائی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۷۲ سے آگے) اور اگر عمرہ کا قصد ہے تو پھر ان کا میقات حل ہے۔
(ہدایہ شریف جلد اول صفحہ ۲۱۵، ۲۱۶، امدادیہ ملتان)

٢- بَابُ الرَّجُلِ يُحْرِمُ فِي دُبُرِ الصَّلٰوةِ وَحَيْثُ يَنْبَعِثُ بِهٖ بَعِيْرُهٗ

نماز کے بعد سواری کی حالت میں احرام باندھنے کا بیان

٣٨٢- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ فَاِذَا انْبَعَثَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ اَحْرَمَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد ذوالحلیفہ میں نماز پڑھا کرتے جب اپنی سواری پر سوار ہوتے تو احرام باندھ لیتے ف۱

٣٨٣- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِيْ تَكْذِبُوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ۔

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا یہ تمھارا وہ مقام ہے جس کے متعلق تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا باندھتے ہو (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں احرام باندھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس سے احرام باندھا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ يُحْرِمُ الرَّجُلُ اِنْ شَآءَ فِيْ دُبُرِ صَلَاتِهٖ وَاِنْ شَآءَ حِيْنَ يَنْبَعِثُ بِهٖ بَعِيْرُهٗ وَكُلٌّ حَسَنٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جو شخص چاہے وہ نماز کے بعد احرام باندھ سکتا ہے اور جو چاہے اپنی سواری پر بیٹھ کر احرام باندھ سکتا ہے اور یہ دونوں صورتیں درست ہیں اور یہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

ف۱ میقات سے احرام باندھنے سے قبل غسل کرنا، خوشبو استعمال کرنا اور نوافل ادا کر لینا مسنون ہے۔ نوافل کی ادائیگی کے بعد اگر کوئی سواری پر سوار ہو کر احرام باندھے تو بھی جائز ہے کیونکہ روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری کی حالت میں احرام باندھا تھا اور اگر کوئی غیر سواری کی حالت میں احرام باندھے تب بھی جائز ہے اور احرام باندھتے وقت اس طرح دعا کرے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ

۳- بَابُ التَّلْبِيَةِ

تلبیہ کہنے کا بیان

۳۸۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ تَلْبِيَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ يَزِيْدُ فِيْهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ ہے۔ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ - لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں اور سلطنت تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں) حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ان الفاظ کا اضافہ فرماتے لَبَّيْكَ لبيك لبيك وسعديك، والخير بيديك والرغباء اليك والعمل میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں اور میں حاضر ہوں اور خیر تیرے ہاتھ میں ہے۔ تمام سوالات اور اعمال کی قبولیت کا مرکز تو ہے فِ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ التَّلْبِيَةُ هِيَ التَّلْبِيَةُ الْاُوْلٰى الَّتِيْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ تلبیہ صرف یہی پہلا ہے

ف تلبیہ کے مسنون الفاظ یہ ہیں لبیك اللھم لبیك، لبیك لا شریك لك لبیك - لبیك ان الحمد والنعمۃ لك والملك لا شریك لك اگر حضرت عبداللہ بن عمر کی طرح ان الفاظ میں اضافہ بھی کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے ایک مرتبہ تلبیہ کہنا سنت اور تین بار کہنا مستحب ہے۔ (جاری ہے)

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا زِدْتَّ فَحَسَنٌ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَائِنَا ۔

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور جو تم اضافہ کرو وہ اچھا ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

۴۔ بَابُ مَتٰی تُقْطَعُ التَّلْبِیَۃُ

تلبیہ موقوف کرنے کے مواقع کا بیان

۳۸۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ الثَّقَفِیُّ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَھُمَا غَادِیَانِ اِلٰی عَرَفَۃَ كَیْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ قَالَ كَانَ یُھِلُّ الْمُھِلُّ فَلَا یُنْكَرُ عَلَیْہِ وَیُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا یُنْكَرُ عَلَیْہِ ۔

حضرت محمد بن ابی بکر ثقفی کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا جبکہ دونوں میدانِ عرفات کی طرف چل رہے تھے کہ تم اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہتا اسے کوئی روکتا نہ تھا اور تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا تو اسے بھی کوئی منع نہ کرتا تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۷۵ کا) کیفیت تلبیہ :۔ مرد کے لیے بلند آواز سے تلبیہ کہنا مستحب و مستحسن ہے جبکہ عورت پست آواز سے تلبیہ کہے گی کیونکہ عورت کی آواز بھی عورت ہے جس کا چھپانا ضروری ہے ۔

اوقات تلبیہ :۔ تلبیہ مندرجہ ذیل اوقات اور مواقع پر کہا جائے گا (۱) صبح صادق کی سفیدی کے وقت (۲) جب رات کو تاریکی چھا جائے (۳) جب کسی بلند جگہ پر چڑھے (۴) جب کسی پست زمین کی طرف اترے (۵) جب رفقاء سے ملاقات کرے (۶) جب رفقاء سے جدا ہو (۷) اٹھتے اور بیٹھتے وقت (۸) نماز سے فراغت کے بعد (۹) مساجد میں داخل ہوتے وقت (۱۰) جب اچھی چیز نظر آئے (۱۱) رمی جمرات کے وقت (۱۲) طوافِ افاضہ کے وقت اور حج کے جملہ افعال و ارکان ادا کرتے وقت ۔

ف گذشتہ باب میں بارہ ایسے مقامات بیان کیے گئے ہیں جہاں تلبیہ کہنا ہے ان کے علاوہ دیگر مقامات پر تلبیہ نہیں کہنا چاہیے ۔ علاوہ ازیں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے وقت اور طواف بیت اللہ کے وقت بھی تلبیہ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ ان مقامات کے لیے ادعیہ مسنون موجود ہیں جو پڑھی جائیں گی ۔

۳۸۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُلَّ ذٰلِكَ قَدْ رَاَيْتُ النَّاسَ يَفْعَلُوْنَهٗ فَاَمَّا نَحْنُ فَنُكَبِّرُ ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : یہ سب کچھ (تکبیر اور تلبیہ) میں نے لوگوں کو کرتے ہوئے دیکھا لیکن ہم تو تکبیر کہتے تھے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بِذٰلِكَ نَاْخُذُ عَلٰى اَنَّ التَّلْبِيَةَ هِيَ الْوَاجِبَةُ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اِلَّا اَنَّ التَّكْبِيْرَ لَا يُنْكَرُ عَلٰى حَالٍ مِنَ الْحَالَاتِ وَالتَّلْبِيَةُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ اِلَّا فِيْ مَوْضِعِهَا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ۔ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے تھے کہ تلبیہ اس دن ضروری ہے اور تکبیر ہر وقت کہی جا سکتی ہے جبکہ تلبیہ صرف اپنے مقامات مخصوصہ پر کہا جائے گا ۔

۳۸۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَدَعُ التَّلْبِيَةَ اِذَا انْتَهٰى اِلَى الْحَرَمِ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُلَبِّيْ حَتّٰى يَغْدُوَ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَةَ فَاِذَا غَدَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حرم شریف میں داخل ہوتے طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت تلبیہ موقوف کر دیتے پھر تلبیہ کہنا شروع کر دیتے پھر جب صبح کے وقت منیٰ سے میدان عرفات کی طرف جاتے تو پھر تلبیہ موقوف کر دیتے ۔

۳۸۸ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ اِذَا رَاحَتْ اِلَى الْمَوْقِفِ ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب میدان عرفات میں جائیں تو تلبیہ موقوف فرما دیتیں ۔

۳۸۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ اَبِيْ عَلْقَمَةَ اَنَّ اُمَّهٗ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَنْزِلُ بِعَرَفَةَ بِنَمِرَةَ ثُمَّ تَحَوَّلَتْ فَنَزَلَتْ فِي الْاَرَاكِ فَكَانَتْ عَائِشَةُ تُهِلُّ مَا كَانَتْ فِيْ مَنْزِلِهَا وَمَنْ كَانَ مَعَهَا فَاِذَا رَكِبَتْ وَتَوَجَّهَتْ اِلَى الْمَوْقِفِ تَرَكَتِ الْاِهْلَالَ وَكَانَتْ تُقِيْمُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْحَجِّ فَاِذَا كَانَ قَبْلَ هِلَالِ الْمُحَرَّمِ

حضرت علقمہ بن ابی علقمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میدان عرفات میں "نمرہ" کے مقام پر نزول فرمائیں پھر وہاں سے کوچ کر کے "اراک" مقام میں اترتیں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا جب اپنے گھر میں ہوتیں تو آپ اور ساتھ والے لوگ تلبیہ کہا کرتیں پھر جب سوار ہو کر موقف کی طرف جائیں تو تلبیہ ترک فرما دیتیں ۔ حج کی

خَرَجَتْ حَتّٰی تَأْتِیَ الْجُحْفَةَ فَتُقِیْمُ بِهَا حَتّٰی تَرَی الْهِلَالَ فَإِذَا رَأَتِ الْهِلَالَ أَهَلَّتْ بِالْعُمْرَةِ۔

ادائیگی کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہوجائیں۔ محرم کا چاند نظر آنے سے قبل وہاں سے چل کر حجفہ میں آکر قیام اختیار فرمالیتیں۔ یہ قیام محرم کا چاند نظر آنے تک رہتا۔ جب آپ رضی اللہ عنہا چاند دیکھ لیتیں تو عمرہ کا احرام باندھ لیتیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَقِرَانٍ لَبّٰی حَتّٰی يَرْمِيَ الْجَمْرَةَ بِأَوَّلِ حَصَاةٍ رَمْيِ يَوْمِ النَّحْرِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يُقْطَعُ التَّلْبِيَةُ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ لَبّٰی حَتّٰی يَسْتَلِمَ الرُّكْنَ لِلطَّوَافِ بِذٰلِكَ جَاءَتِ الْآثَارُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهٖ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس شخص نے حج مفرد یا حج قران کا احرام باندھ لیا تو وہ تلبیہ کا آغاز کردے۔ تلبیہ کا سلسلہ جمرہ اُولیٰ کو کنکریاں مارنے تک جاری رکھا جائے گا۔ رمی کے بعد تلبیہ موقوف کردیا جائے اور جس شخص نے اکیلے عمرہ کا احرام باندھا وہ طواف میں رکن یمانی کے استلام تک تلبیہ کہتا رہے اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کے آثار آئے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۵۔ بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ

تلبیہ کے وقت آواز بلند کرنے کا بیان

۳۹۰۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ خَلَّادَ ابْنَ السَّائِبِ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَمَرَنِيْ أَنْ آمُرَ أَصْحَابِيْ وَمَنْ مَّعِيَ أَنْ يَّرْفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ

بنی حارث بن خزرج نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے انھوں نے مجھے کہا کہ میں اپنے صحابہ اور اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ کہتے وقت اپنی آواز بلند کریں ف

ف تلبیہ پست آواز سے بھی کہا جاسکتا ہے اور بلند آواز سے بھی۔ البتہ بلند آواز سے کہنا مستحسن مسنون اور افضل ہے بلا تکلف حد تک بلند آواز سے تلبیہ کہا جائے ہاں عورت تلبیہ کہتے وقت اپنی آواز کو پست رکھے گی تاکہ اس کی آواز فتنہ کا سبب نہ بن جائے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ اَفْضَلُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ تلبیہ کہتے وقت آواز بلند کرنا افضل ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۶۔ بَابُ الْقِرَانِ بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

حج اور عمرہ کے قِران کا بیان

۳۹۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ نَوْفَلٍ الْاَسَدِیُّ اَنَّ سُلَیْمَانَ ابْنَ یَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ کَانَ مِنْ اَصْحَابِهٖ مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّمَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنْهُمْ مَنْ جَمَعَ بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَحَلَّ مَنْ کَانَ اَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعَ بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَلَمْ یَحِلُّوْا۔

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن الاسدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ نے انھیں بتایا کہ حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام نے صرف حج کا احرام باندھا، کچھ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا اور کچھ ایسے بھی تھے جنھوں نے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا جن نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا انھوں نے (عمرہ کی ادائگی کے بعد) احرام کھول دیا، جنھوں نے حج یا حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا انھوں نے احرام نہ کھولا۔ ف

ف حج کی تین اقسام ہیں (۱) حج قران (۲) حج تمتع (۳) حج مفرد۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک قران، تمتع سے اور تمتع مفرد سے افضل ہے ہر ایک کی تعریف وطریقہ کار مندرجہ ذیل ہے۔

حج قران:۔ حج قران یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھ لیا جائے سرزمین مکہ مکرمہ میں پہنچنے کے بعد پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے یعنی طواف بیت اللہ اور صفا ومروہ کے درمیان سعی (دوڑنا) کرے اس کے بعد بحالتِ احرام ٹھہرا رہے اور پھر ایام حج میں ارکان حج ادا کرنے کا آغاز کر دے یعنی طواف بیت اللہ اور صفا ومروہ کے درمیان سعی وغیرہ شیطان کو کنکریاں مارنے سے فراغت حاصل کرے دم دے یعنی کوئی (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور عام فقہاء کا قول ہے۔

۳۹۲- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ خَرَجَ فِي الْفِتْنَةِ مُعْتَمِرًا أَوْ قَالَ إِنْ صُدِدْتُّ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَسَارَ حَتّٰى إِذَا ظَهَرَ عَلٰى ظَهْرِ الْبَيْدَاءِ الْتَفَتَ إِلٰى أَصْحَابِهِ وَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا جَاءَ الْبَيْتَ طَافَ بِهِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا سَبْعًا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ وَرَاٰى ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَأَهْدٰى۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فتنہ کے زمانہ میں عمرہ کے قصد سے نکلے اور فرمایا اگر مجھے بیت اللہ سے روکا گیا تو ہم ایسا ہی کریں گے جیسا ہم نے رسول اللہ کے ساتھ مل کر کیا تھا۔ حضرت نافع (راوی حدیث) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر نکلے عمرہ کا تلبیہ کہا اور چل پڑے حتیٰ کہ مقام بیداء پر پہنچے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا: حج اور عمرہ بالکل ایک جیسے ہیں بے شک میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج کی بھی نیت کر لی ہے وہاں سے نکل کر آپ بیت اللہ میں آئے تو کعبۃ اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سات سات چکر کی سعی کی اور اس پر اضافہ نہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۹ سے) جانور ذبح کرے یہ دم قران کا دم کہلاتا ہے اگر جانور ذبح کرنے کی قدرت نہیں تو حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور سات روزے واپسی پر گھر پہنچ کر رکھے۔

حج تمتع:- حج تمتع کا طریقہ کار یوں ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات سے صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جائے سرزمین مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد طواف بیت اللہ کیا جائے۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی جائے سر منڈوایا جائے یا کچھ بال ترشوائے جائیں اور بعد میں عمرہ کا احرام کھول دیا جائے پھر مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر مقیم ہو جائے اور حج کے دن حرم سے حج کا احرام باندھ لیا جائے اور حج کے افعال کی ادائیگی کا آغاز کر دیا جائے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد کوئی جانور ذبح کیا جائے۔ یہ دم تمتع کا دم کہلاتا ہے اگر کوئی جانور ذبح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ایام حج میں تین دن کے روزے رکھے اور سات روزے گھر پہنچنے کے بعد رکھے جائیں۔

حج مفرد:- صرف اکیلا حج یا عمرہ ادا کرنے کو حج مفرد کہا جاتا ہے عمرہ کے افعال حج بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی ہے اور حج کے افعال طواف بیت اللہ، سعی، وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ اور رمی جمار وغیرہ ہیں۔

۳۹۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَبْلَ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةٍ وَدَخَلَ عَلَيْهِ النَّاسُ يَسْاَلُوْنَهُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ ثَائِرَ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّيْ ضَفَّرْتُ رَاْسِيْ وَاَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ مُّفْرَدَةٍ فَمَاذَا تَرٰى قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ كُنْتُ مَعَكَ حِيْنَ اَحْرَمْتَ لَاَمَرْتُكَ اَنْ تُهِلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا فَاِذَا قَدِمْتَ طُفْتَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكُنْتَ عَلٰى اِحْرَامِكَ لَا تَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَتّٰى تَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا يَوْمَ النَّحْرِ وَتَنْحَرُ هَدْيَكَ وَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ خُذْ مَا تَطَايَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَاَهْدِ فَقَالَتْ لَهُ امْرَاَةٌ فِي الْبَيْتِ وَمَا هَدْيُهُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ هَدْيُهُ ثَلٰثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ هَدْيُهُ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى اِذَا اَرَدْنَا الْخُرُوْجَ قَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا شَاةً لَكَانَ اُرٰى اَنْ اَذْبَحَهَا اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَصُوْمَ۔

نہ کیا اسے کافی تصور کیا اور قربانی کی۔

حضرت صدقہ بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کیونکہ میں یوم ترویہ سے دو تین دن پہلے ہی ان کے پاس آیا تھا اور اس وقت مسائل پوچھنے کے لیے لوگ ان کے پاس آئے ہوئے تھے کہ اس دوران ان کے پاس ایک یمنی شخص آیا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے اس نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے اپنے سر کے بال گوندھ لیے اور میں نے اکیلے عمرہ کا احرام باندھا ہے تو اس سلسلے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم نے احرام باندھا تھا اگر اس وقت میں تمھارے ساتھ ہوتا تو میں تمھیں حج اور عمرہ دونوں (قران) کے احرام باندھنے کا حکم دیتا، جب تم بیت اللہ میں آتے تو اس کا طواف کرتے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو بعد میں احرام کی حالت میں رہتے کوئی چیز حلال نہ ہوتی حتیٰ کہ قربانی کے دن سب کچھ حلال ہو جاتا اور تم اپنی قربانی کرتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے پراگندہ بال کاٹ دو اور ہدی دو۔ ایک عورت نے گھر میں پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن "ہدی" کیا چیز ہے؟ آپ نے جواب دیا ہدیہ (اس کی ہدی) عورت نے تین بار سوال کیا آپ نے تین بار جواب میں فرمایا ہَدْیُہٗ (اس کی قربانی) راوی حدیث کا بیان ہے کہ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ جب ہم نے وہاں سے نکلنے کا قصد کیا تو انھوں نے فرمایا خدا کی قسم! اگر مجھے ایک بکری بھی

مل جائے تو اس کا ذبح کرنا میرے نزدیک روزہ رکھنے سے زیادہ بہتر ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ الْقِرَانُ أَفْضَلُ كَمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَإِذَا كَانَتِ الْعُمْرَةُ وَقَدْ حَضَرَ الْحَجَّ فَطَافَ لَهَا وَسَعٰى فَلْيُقَصِّرْ ثُمَّ لْيُحْرِمْ بِالْحَجِّ فَإِذَا كَانَ يَوْمَ النَّحْرِ حَلَقَ وَشَاةٌ تُجْزِيْهِ كَمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ قران افضل ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص نے عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا بھی ارادہ کر لیا تو وہ طواف بیت اللہ اور سعی کر کے اپنے بال کتوا دے پھر حج کے لیے نئے سرے سے احرام باندھے اور یوم نحر میں اسے بکری کی قربانی کرنا بھی درست ہے جس طرح حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا اور یہی حضرت امام اعظم ابوحنیف رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے فقہاء کا قول ہے۔

۳۹۴۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حَدَّثَنَا أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ عَامَ حَجِّ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ لَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ قَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ۔

حضرت محمد بن نوفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کے حج کے سال حضرت سعد بن ابی وقاص اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہما کو تمتع کے مسئلہ میں گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا تمتع وہی شخص کر سکتا ہے جو احکام الٰہی سے بے علم ہوا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تم نے کہا وہ بہت برا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا جبکہ ہم بھی آپ کے ساتھ تو ہم نے بھی تمتع کیا تھا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ الْقِرَانُ عِنْدَنَا أَفْضَلُ مِنَ الْإِفْرَادِ بِالْحَجِّ وَإِفْرَادِ الْعُمْرَةِ فَإِذَا قَرَنَ طَافَ بِالْبَيْتِ لِعُمْرَتِهِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَطَافَ بِالْبَيْتِ لِحَجَّتِهِ وَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمار
نزدیک حج مفرد اور اکیلے عمرہ سے قران افضل ہے
صاحب قران پہلے طواف بیت اللہ اور صفا و مر
درمیان سعی اپنے عمرہ کے لیے کرے اور بعد میں حج

سَعْيٌ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ طَوَافَانِ وَ سَعْيَانِ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْ طَوَافٍ وَّاحِدٍ وَ سَعْيٍ وَّاحِدٍ ثَبَتَ ذٰلِكَ بِمَا جَآءَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ اَمَرَ الْقَارِنَ بِطَوَافَيْنِ وَسَعْيَيْنِ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا ۔

طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرے ۔ ہمارے نزدیک دو طواف ایک طواف سے اور دو سعی ایک سعی سے بہتر ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی اسی طرح ثابت ہے کیونکہ انھوں نے قارن (حج اور عمرہ کو جمع کرنے والا) کو دو طواف اور دو بار سعی کرنے کرنے کا حکم دیا اسی سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

۳۹۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِفْصِلُوْا بَيْنَ حَجِّكُمْ وَعُمْرَتِكُمْ فَاِنَّهٗ اَتَمُّ لِحَجِّ اَحَدِكُمْ وَاَتَمُّ لِعُمْرَتِهٖ اَنْ يَّعْتَمِرَ فِيْ غَيْرِ اَشْهُرِ الْحَجِّ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے حج اور عمرہ کے درمیان فصل کرو کیونکہ فصل تمھارے حج اور عمرہ کو مکمل کرنے والی ہے اس (فصل) کی صورت یہ ہے کہ حج کے مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں عمرہ کیا جائے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ يَعْتَمِرُ الرَّجُلُ وَيَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِهٖ ثُمَّ يَحُجُّ وَيَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَيَكُوْنُ • ذٰلِكَ فِيْ سَفَرَيْنِ اَفْضَلُ مِنَ الْقِرَانِ اَفْضَلُ مِنَ الْحَجِّ مُفْرَدًا وَّالْعُمْرَةِ مِنْ مَّكَّةَ وَمِنَ التَّمَتُّعِ وَالْحَجِّ مِنْ مَّكَّةَ لِاَنَّهٗ اِذَا قَرَنَ كَانَتْ عُمْرَتُهٗ وَحَجَّتُهٗ مِنْ بَلَدِهٖ وَاِذَا تَمَتَّعَ كَانَتْ حَجَّتُهٗ مَكِّيَّةً وَّاِذَا اَفْرَدَ بِالْحَجِّ كَانَتْ عُمْرَتُهٗ مَكِّيَّةً فَالْقِرَانُ اَفْضَلُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آدمی عمرہ کر کے اپنے گھر واپس آجائے اور پھر حج کر کے اپنے گھر واپس آجائے اس طرح دو سفروں میں عمرہ اور حج ادا کرنا قران سے افضل ہے لیکن قران حج مفرد مکہ مکرمہ سے عمرہ کرنے اور تمتع کرنے سے افضل ہے اس لیے جب کوئی حج قران کرے گا تو اس کا حج اور عمرہ دونوں اپنے شہر سے ہوں گے جبکہ تمتع کرے گا تو اس کا حج مکمل متصور ہوگا اور جب حج مفرد کرے گا تو اس کا عمرہ مکمل شمار ہوگا لہٰذا قران افضل ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

۷۔ بَابُ مَنْ اَهْدٰى هَدْيًا وَّهُوَ مُقِيْمٌ

مقیم آدمی کا ہدی (قربانی) بھیجنے کا بیان

۳۹۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ زِيَادَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ اَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيٍ فَاكْتُبِيْ بِاَمْرِكِ اَوْ مُرِيْ صَاحِبَ الْهَدْيِ قَالَتْ عَمْرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ وَبَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِيْ ثُمَّ لَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ كَانَ اَحَلَّهُ اللّٰهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جس شخص نے ہدی (قربانی) بھیجی اس پر ہر وہ چیز حرام ہو جاتی ہے جو حالتِ احرام میں حرام ہو جاتی ہے میں نے اپنی ہدی (قربانی) بھیج دی ہے آپ اس سلسلے میں اپنا حکم تحریر فرمائیں یا کسی کے ذریعے پیغام ارسال کریں۔ حضرت عمرہ (راویہ حدیث) نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جیسے فرمایا ایسے نہیں ہے کیونکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کیلئے جانور تیار کیے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس کے ساتھ ہدی (قربانی) کے گلے میں پٹے ڈالے اور میرے والد (حضرت ابوبکر صدیق) کے ذریعے بھیج دی۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام نہ ہوئی کہ ہدی (قربانی) ذبح کر دی گئی ف ۱

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ اِنَّمَا يُحْرِمُ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت

ف ۱ حج قران یا تمتع وغیرہ کی نیت سے مقیم اگر ہدی یعنی قربانی بھیج دے تو اس پر امور ممنوعہ لاگو نہیں ہوں گے البتہ اگر خود قربانی لے کر حرم میں داخل ہوا تو اس پر امور ممنوعہ لاگو ہو جائیں گے۔

عَلَى الَّذِي يَتَوَجَّهُ مَعَ هَدْيِهٖ يُرِيْدُ مَكَّةَ وَقَدْ سَاقَ بُدْنَةً وَقَلَّدَهَا فَهٰذَا يَكُوْنُ مُحْرِمًا حِيْنَ يَتَوَجَّهُ مَعَ بُدْنَتِهِ الْمُقَلَّدَةِ بِمَا أَرَادَ مِنْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ فَأَمَّا إِذَا كَانَ مُقِيْمًا فِيْ أَهْلِهٖ لَمْ يَكُنْ مُحْرِمًا وَلَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ حَلَّ لَهٗ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ حرمت اس پر لاگو ہوتی ہے جو اپنی ہدی لے کر خود مکہ مکرمہ میں جائے اور اپنی قربانی کے جانور کو لے جائے اور اس کے گلے میں پٹہ ڈالے یہ شخص محرم ہو جائے گا جبکہ وہ اپنی قربانی کے ساتھ حج یا عمرہ کے ارادہ سے روانہ ہو لیکن جو شخص اپنے گھر میں رہائش پذیر ہو وہ محرم نہیں ہو سکتا اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دی ہے وہ حرام نہیں ہوگی اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۸۔ بَابُ تَقْلِيْدِ الْبُدْنِ وَأَشْعَارِهَا

قربانی کے گلے میں ہار ڈالنے اور اسے نشان لگانے کا بیان

۳۹۷۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا أَهْدٰى هَدْيًا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَلَّدَهٗ وَأَشْعَرَهٗ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يُقَلِّدُهٗ قَبْلَ أَنْ يُشْعِرَهٗ وَذٰلِكَ فِيْ مَكَانٍ وَاحِدٍ وَهُوَ مُوَجِّهُهٗ إِلَى الْقِبْلَةِ يُقَلِّدُهٗ بِنَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهٗ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْسَرِ ثُمَّ يُسَاقُ مَعَهٗ حَتّٰى يُوْقَفَ بِهٖ مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعُ بِهٖ مَعَهُمْ إِذَا دَفَعُوْا فَإِذَا قَدِمَ مِنًى مِنْ غَدَاةِ يَوْمِ النَّحْرِ نَحَرَهٗ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ أَوْ يُقَصِّرَ وَكَانَ يَنْحَرُ هَدْيَهٗ بِيَدِهٖ يَصُفُّهُنَّ قِيَامًا وَيُوَجِّهُهُنَّ إِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سرزمین مدینہ طیبہ سے قربانی بھیجی اس کے گلے میں ہار ڈالا اور ذوالحلیفہ کے مقام سے انھوں نے اسے زخم کا نشان لگایا انھوں نے قربانی کو نشان زدہ کرنے سے قبل اس کے گلے میں ہار ڈالا یہ سب کچھ ایک مقام میں ہوا اور جانور کا منہ قبلہ کی طرف تھا۔ انھوں نے جوتوں کا ہار ڈالا اور اسے بائیں طرف سے نشان زدہ کیا۔ پھر وہ قربانی کو اپنے ساتھ لے جاتے یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ میدان عرفات میں ٹھہر جاتے پھر وہاں سے لوگوں کے ساتھ واپس پلٹتے، جب قربانی کے دن وہ منیٰ میں جاتے تو حلق یا قصر سے قبل اپنی قربانی ذبح کرتے وہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے

بھیجتے اور قربانی کے جانوروں کو ایک صف میں کھڑا کیا کرتے (قربانی کا گوشت) وہ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے ۔ ف

۳۹۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا وَخَزَ فِيْ سَنَامِ بُدْنَتِهٖ وَهُوَ يُشْعِرُهَا قَالَ بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَكْبَرُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ کو کوہان سے زخم لگاتے تو یوں کہتے بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَكْبَرُ (اللہ کے نام سے شروع اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے)

۳۹۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُشْعِرُ بُدْنَتَهٗ فِي الشِّقِّ الْاَيْسَرِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صِعَابًا مُقْرِنَةً فَاِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْنَهَا اَشْعَرَ مِنَ الشِّقِّ الْاَيْمَنِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّشْعِرَهَا وَجَّهَهَا اِلَى الْقِبْلَةِ قَالَ فَاِذَا اَشْعَرَهَا قَالَ بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَكْبَرُ وَكَانَ يُشْعِرُهَا بِيَدِهٖ وَيَنْحَرُهَا بِيَدِهٖ قِيَامًا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی قربانی کو بائیں طرف سے زخم لگاتے البتہ اگر انھیں پریشانی ہوتی اسے گرانے کی قوت و طاقت نہ ہوتی تو قربانی کو دائیں جانب سے زخم لگا دیتے جب وہ اسے زخم لگانے کا ارادہ کرتے تو قربانی کا منہ قبلہ کی طرف ہوتا وہ جب زخم لگاتے یوں کہتے بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَكْبَرُ (اللہ کے نام سے شروع اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے) اسے اپنے ہاتھ سے زخم لگاتے اور اونٹ کو کھڑا کر کے اپنے ہاتھ سے

ف بدنہ سے مراد قران یا تمتع یا قربانی کی نیت سے منیٰ کی طرف حاجی کی طرف سے بھیجا جانے والا جانور ہے تقلید کا مطلب ہے اس کے گلے میں جوتوں وغیرہ کا ہار ڈال دینا اور "اشعار" سے مراد جانور کے ایک پہلو کو نیزہ وغیرہ سے زخمی کر دینا۔ یہ ہار اور زخم اس بات کی علامت ہے کہ جو شخص بھی اسے دیکھے اسے قربانی سمجھ کر منیٰ کی طرف ہانک دے زخم کرتے وقت جانور کا منہ قبلہ کی جانب ہونا چاہیے اور تسمیہ پڑھ لینی چاہیے۔ یہ جانور تین قسم کے ہو سکتے ہیں (۱) اونٹ (۲) گائے (۳) بکری۔ ان کی عمریں بھی قربانی والی ہونی چاہییں۔ یعنی اونٹ پانچ سال کا، گائے کم از کم دو سال کی اور بکری ایک سال کی۔ اگر اس جانور کو منیٰ میں ذبح کیا گیا تو اس کا گوشت بھیجنے والا بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے لوگ بھی۔ اور اگر منیٰ میں قربانی کے دن ذبح نہ ہوا تو اس کا گوشت تمام کا تمام صدقہ کر دیا جائے گا اور قربانی کرنے والا خود نہیں کھا سکتا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا نَأْخُذُ اَلتَّقْلِيْدُ اَفْضَلُ مِنَ الْإِشْعَارِ وَالْإِشْعَارُ حَسَنٌ وَالْإِشْعَارُ مِنَ الْجَانِبِ الْأَيْسَرِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صِعَابًا مُقْرِنَةً لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّدْخُلَ بَيْنَهُمَا فَلْيُشْعِرْهَا مِنَ الْجَانِبِ الْأَيْسَرِ وَالْأَيْمَنِ۔

ذبح کرتے تھے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ (قربانی کے گلے میں) ہار ڈالنا زخم لگانے سے افضل ہے اور زخم لگانا بھی اچھا ہے بائیں طرف سے زخم لگایا جائے۔ مگر جبکہ بائیں طرف زخم لگانا دشوار ہو تو دائیں طرف بھی لگایا جا سکتا ہے

۹۔ بَابُ مَنْ تَطَيَّبَ قَبْلَ أَنْ يُّحْرِمَ

احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگانے کا بیان

۴۰۰۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيْحَ طِيْبٍ وَّهُوَ بِالشَّجَرَةِ فَقَالَ مِمَّنْ رِيْحُ هٰذَا الطِّيْبِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ ابْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ مِنِّيْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ مِنْكَ لَعَمْرِيْ قَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ طَيَّبَتْنِيْ قَالَ عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتَرْجِعَنَّ فَلْتَغْسِلَنَّهُ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مقام شجرہ میں خوشبو پائی تو فرمایا یہ خوشبو کس سے آ رہی ہے؟ حضرت امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا، اے امیر المومنین! مجھ سے۔ آپ نے فرمایا: تم سے؟ حضرت عمر فاروق نے فرمایا قسم بخدا! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! بے شک ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے مجھے خوشبو لگا دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم ضرور واپس جاؤ اور لازماً اسے دور کرو (ف)

ف امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک احرام باندھنے سے قبل اور احرام کھولنے کے بعد خوشبو استعمال کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مسنون و مستحسن ہے۔ آپ کی دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے (جاری ہے)

۴۰۱ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا الصَّلْتُ بْنُ زُبَيْدٍ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيْحَ طِيْبٍ وَّهُوَ بِالشَّجَرَةِ وَإِلَى جَنْبِهِ كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ فَقَالَ مِمَّنْ رِيْحُ هٰذَا الطِّيْبِ قَالَ كَثِيْرٌ مِّنِّيْ لَبَّدْتُّ رَأْسِيْ وَأَرَدْتُّ أَنْ أَحْلِقَ قَالَ عُمَرُ فَاذْهَبْ إِلَى شُرْبَةٍ فَادْلُكْ مِنْهَا رَأْسَكَ حَتّٰى تُنَقِّيَهٗ فَفَعَلَ كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ۔

حضرت صلت بن زبید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے اپنے کسی عزیز سے سنا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شجرہ کے مقام پر خوشبو محسوس کی جبکہ آپ کی ایک جانب کثیر بن صلت تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ خوشبو کس سے آرہی ہے تو کثیر نے عرض کیا مجھ سے خوشبو آرہی ہے میں نے اپنا سر گوندھ رکھا ہے اور میں بال کٹوانے کا ارادہ رکھتا ہوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مقام شربہ میں جاکر اپنا سر دھو ڈالو حتیٰ کہ وہ خوب صاف ہو جائے چنانچہ حضرت کثیر بن صلت نے ایسا ہی کیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا أَرٰى أَنْ يَتَطَيَّبَ الْمُحْرِمُ حِيْنَ يُرِيْدُ الْإِحْرَامَ إِلَّا أَنْ يَتَطَيَّبَ ثُمَّ يَغْتَسِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَأَمَّا أَبُوْ حَنِيْفَةَ فَإِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بِهٖ بَأْسًا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں میرے خیال کے مطابق کوئی شخص احرام باندھتے وقت خوشبو استعمال نہ کرے البتہ خوشبو لگا کر غسل کر سکتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق احرام باندھتے وقت خوشبو کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۰- بَابُ مَنْ سَاقَ هَدْيًا فَعَطِفَ فِي الطَّرِيْقِ أَوْ نَذَرَ بَدَنَةً

چلائی ہوئی ہدی کا راستے میں چلنے سے عاجز آجانے یا بدنہ کی نذر کا بیان

۴۰۲ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ

حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۸۷ سے آگے) کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے اور حرم میں احرام کھولنے کے بعد میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی تھی (مسلم شریف) البتہ بعض فقہاء کرام احرام سے قبل (جاری ہے)

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ سَاقَ بُدْنَةً تَطَوُّعًا ثُمَّ عَطِبَتْ فَنَحَرَهَا فَلْيَجْعَلْ قِلَادَتَهَا وَنَعْلَهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ يَتْرُكُهَا لِلنَّاسِ يَأْكُلُوْنَهَا وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَاِنْ هُوَ اَكَلَ مِنْهَا اَوْ اَمَرَ بِاَكْلِهَا فَعَلَيْهِ الْغُرْمُ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہا کرتے : جس شخص نے نفلی قربانی کے طور پر اونٹ روانہ کیا ، وہ راستے میں مرنے کے قریب پہنچ جائے تو اسے ذبح کر ڈالے اور اس کے پاؤں اور قلادہ (ہار وغیرہ) کو اس کے خون میں ڈال دے پھر اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں آئے گی البتہ اس کا گوشت خود کھایا یا لوگوں کو کھانے کے لیے کہا تو اس پر فدیہ لازم آئے گا ف

۴۰۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ صَاحِبَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ كَيْفَ نَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْهَدْيِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْحَرْهَا وَاَلْقِ قِلَادَتَهَا اَوْ نَعْلَهَا فِيْ دَمِهَا وَخَلِّ بَيْنَ النَّاسِ وَ بَيْنَهَا يَاْكُلُوْنَهَا۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی لے کر چلا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا جب ہدی ہلاک ہونے لگے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم اسے ذبح کر دو اور اس کا قلادہ یا نعل اس کے خون میں ڈال دو اور اسے لوگوں کیلیے چھوڑ دو تاکہ وہ کھائیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۸۸ سے آگے) خوشبو لگانے کو درست نہیں سمجھتے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ اگر کسی نے خوشبو استعمال کر لی تو اسے چاہیے کہ غسل کر لے اور خوشبو کو مکمل طور پر ختم کر دے ان کی دلیل آثار ہیں ۔ ظاہر ہے کہ عمل مصطفوی کو آثار صحابہ پر ترجیح حاصل ہے ۔

ف ۱ تمتع یا قران کی قربانی کا جانور حرم یا منیٰ کی طرف بھیجا لیکن وہ راستے میں چلنے سے عاجز آجائے اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ اسے ذبح کر دیا جائے اور اس کا گوشت لوگوں کیلیے چھوڑ دیا جائے اسکی رسی اور کھر وغیرہ کو اس کے خون میں بھگو دیا جائے اس کا گوشت کھانے کی لوگوں کو دعوت دے اور نہ خود استعمال کرے اگر وہ قربانی حرم میں یا منیٰ میں پہنچ گئی اور اسے ذبح کیا گیا تو اس کا گوشت خود بھی استعمال کر سکتا ہے اور دوسرے لوگ بھی ۔

نذر کی قربانی کا حرم میں یا منیٰ میں پہنچنا ناضروری نہیں بلکہ ہر جگہ ذبح کی جا سکتی ہے چونکہ اس کا گوشت نذر کا ہے اس لیے وہ خود استعمال نہیں کر سکتا بلکہ دوسرے لوگ ہی استعمال میں لا سکتے ہیں ۔

۴۰۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ كُنْتُ اَرَى ابْنَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ يَهْدِيْ فِي الْحَجِّ بَدَنَتَيْنِ بَدَنَتَيْنِ وَفِي الْعُمْرَةِ بَدَنَةً بَدَنَةً قَالَ وَرَاَيْتُهُ فِي الْعُمْرَةِ يَنْحَرُ بَدَنَتَهُ وَهِيَ قَائِمَةٌ فِيْ حَرْفِ دَارِ خَالِدِ بْنِ اَسِيْدٍ وَكَانَ فِيْهَا مَنْزِلُهُ وَقَالَ لَقَدْ رَاَيْتُهُ طَعَنَ فِيْ لَبَّةِ بَدَنَتِهِ حَتّٰى خَرَجَتْ سِنَّةُ الْحَرْبَةِ مِنْ تَحْتِ حَنَكِهَا ۔

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج میں بطور ہدی دو اونٹ اور عمرہ میں ایک اونٹ بھیجتے تھے راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنی قربانی کے اونٹ کو حضرت خالد بن اسید کے گھر کے پاس ذبح کیا کیونکہ وہ اس مقام پر قیام پذیر تھے ۔ بے شک میں نے دیکھا کہ انھوں نے اپنی ہدی (قربانی) کی گردن میں اس قدر زور سے مارا کہ اس کا سرا بازو سے دوسری طرف نکل گیا ۔

۴۰۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ الْقَارِيُّ اَنَّهُ رَاٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ اَهْدٰى عَامًا بَدَنَتَيْنِ اِحْدٰهُمَا بُخْتِيَّةٌ ۔

حضرت ابوجعفر قاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے ایک سال دو اونٹنیاں بطور ہدی (قربانی) بھیجیں، ان میں سے ایک اونٹنی بختیہ تھی

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ كُلُّ هَدْيٍ تَطَوُّعٍ عَطِبَ فِي الطَّرِيْقِ صُنِعَ كَمَا صَنَعَ وَخُلِّيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ وَلَا يُعْجِبُنَا اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهُ اِلَّا مَنْ كَانَ مُحْتَاجًا اِلَيْهِ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ہر نفلی قربانی جو راستے میں ہلاکت کا شکار ہونے لگے تو اس کے ساتھ ایسے ہی کیا جائے جیسا کہ انھوں نے کیا اور اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دیا جائے تاکہ اسے کھائیں۔ ہمارے نزدیک محتاج کے علاوہ کسی اور کا اسے کھانا بہتر نہیں ہے ۔

۴۰۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْهَدْيُ مَا قُلِّدَ اَوْ اُشْعِرَ وَاُوْقِفَ بِهٖ بِعَرَفَةَ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے ہدی (قربانی) وہ ہے جس کے گلے میں قلادہ ڈالا جائے یا زخم لگایا جائے اور اسے عرفات میں کھڑا کیا جائے ۔

۴۰۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ نَذَرَ بَدَنَةً فَاِنَّهُ يُقَلِّدُهَا نَعْلًا

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے

وَيُشْعِرُهَا ثُمَّ يَسُوْقُهَا فَيَنْحَرُهَا عِنْدَ الْبَيْتِ أَوْ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَيْسَ لَهُ مَحِلٌّ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمَنْ نَذَرَ جَزُوْرًا مِنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ يَنْحَرُهَا حَيْثُ شَاءَ۔

نذر ہدی بھیجے تو وہ اس کے گلے میں جوتوں کا قلادہ (ہار) ڈالے اسے زخم لگائے پھر اسے روانہ کر دے اور اسے بیت اللہ شریف کے قریب یا منیٰ میں ذبح کرے۔ ان مقامات کے علاوہ اس کا ذبح کرنا درست نہیں ہے۔ اور جس شخص نے اونٹ یا گائے کی نذر مانی وہ اسے جہاں چاہے ذبح کر سکتا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ وَقَدْ جَآءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ غَيْرِهٖ مِنْ أَصْحَابِهٖ أَنَّهُمْ رَخَّصُوْا فِيْ نَحْرِ الْبُدْنَةِ حَيْثُ شَآءَ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْهَدْيُ بِمَكَّةَ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ وَلَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ فِي الْبُدْنَةِ فَالْبُدْنَةُ حَيْثُ شَآءَ إِلَّا أَنْ يَّنْوِيَ الْحَرَمَ فَلَا يَنْحَرُهَا إِلَّا فِيْهِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَإِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے کثیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے کہ انھوں نے اجازت دی ہے کہ جہاں چاہے کوئی قربانی ذبح کر سکتا ہے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ قربانی مکہ معظمہ میں ذبح کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ ہدی کعبۃ اللہ میں پہنچائی جائے اس میں اونٹ وغیرہ کی قید کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا گیا۔ اس لیے قربانی کا جانور کسی بھی مقام میں ذبح کیا جا سکتا ہے جبکہ حرم کی پختہ نیت کی ہو کیونکہ اس صورت میں حرم میں قربانی کا ذبح کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ ابراہیم نخعی اور مالک بن انس رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے۔

۴۰۸- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهٗ سَأَلَ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ بُدْنَةٍ جَعَلَتْهَا امْرَأَتُهٗ عَلَيْهَا قَالَ فَقَالَ سَعِيْدٌ الْبُدْنُ مِنَ الْإِبِلِ وَمَحِلُّ الْبُدْنِ الْبَيْتُ الْعَتِيْقُ

حضرت عمرو بن عبیداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے بدنہ کے سلسلے میں دریافت کیا جس کی نذر انکی منکوحہ نے مانی تھی راوی کا بیان ہے کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بدنہ اونٹ کا ہو سکتا ہے اور

اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ سَمَّتْ مَكَانًا مِنَ الْاَرْضِ فَلْتَنْحَرْهَا حَيْثُ سَمَّتْ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ بَدَنَةً فَبَقَرَةٌ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ بَقَرَةٌ فَعَشْرٌ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ سَاَلْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اِنْ لَّمْ تَجِدْ بَقَرَةً فَسَبْعٌ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سَالِمٌ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ۔

اور اس کی جائے ذبح حرم شریف ہے مگر جبکہ دوسری جگہ میں ذبح کرنے کی نیت ہو تو اسے جس جگہ کی نیت کی ہو وہاں ذبح کیا جائے اگر کسی کو اونٹ میسر نہ آئے تو گائے اور اگر گائے بھی نہ مل سکے تو دس بکریاں ذبح کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا؟ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ جیسا جواب دیا۔ سوائے اس کے کہ انھوں نے کہا اگر گائے میسر نہ آئے تو سات بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے سوال کیا۔ انھوں نے بھی حضرت سالم رضی اللہ عنہ جیسا جواب دیا۔ راوی کا کہنا ہے کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن محمد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے بھی حضرت سالم رضی اللہ عنہ کی طرح کہا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْبُدْنُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَلَهَا اَنْ تَنْحَرَهَا حَيْثُ شَاءَتْ اِلَّا اَنْ تَنْوِيَ الْحَرَمَ فَلَا تَنْحَرْهَا اِلَّا فِي الْحَرَمِ وَيَكُوْنُ هَدْيًا وَّالْبَدَنَةُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ تُجْزِئُ عَنْ سَبْعَةٍ وَلَا تُجْزِئُ عَنْ سَبْعَةٍ وَلَا تُجْزِئُ عَنْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بدنہ اگر اونٹ یا گائے کا ہو تو اسے کسی بھی مقام پر ذبح کیا جا سکتا ہے سوائے اس کے کہ کسی نے حرم کی نیت کر لی ہو تو اسے صرف حرم میں ذبح کیا جائے گا اور یہ ہدی ہو گی۔ اونٹ اور گائے کی قربانی سات افراد کی طرف سے کافی ہو گی اور اس سے زائد افراد کی طرف سے جائز نہیں ہو گی اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۱۱- بَابُ الرَّجُلِ يَسُوقُ بُدْنَةً فَيَضْطَرُّ اِلٰى رَكُوْبِهَا

چلائی جانے والی ہدی پر ضرورت کے تحت سوار ہونیکا بیان

۴۰۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا اضْطُرِرْتَ اِلٰى بُدْنَتِكَ فَارْكَبْهَا رَكُوْبًا غَيْرَ فَادِحٍ۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: جب تم کو محتاجی ہو اپنے بدنے پر سوار ہو سکتے ہو لیکن اسے تکلیف نہ ہو۔ ف

۴۱۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهٗ اِرْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ لَهٗ بَعْدَ مَرَّتَيْنِ اِرْكَبْهَا وَيْلَكَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کے قریب سے گزرے جو اپنی قربانی ہانک رہا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس پر سوار ہو سکتے ہو۔ اس نے عرض کیا حضور! یہ تو بدنہ ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو مرتبہ فرمایا: تمھارا بُرا ہو تم اس پر سوار ہو جاؤ۔

۴۱۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اُنْتِجَتِ الْبَدَنَةُ فَلْيُحْمَلْ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے)

ف بدنہ یعنی قربانی کا جانور جو حرم کی طرف بھیجنا ہو، ضرورت کے تحت اس پر سواری کی جا سکتی ہے لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے کہ قربانی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اس پر سواری نہ کی جائے۔ اگر اس جانور کو کوئی نقصان پہنچا اس کے مطابق صدقہ دیا جائے اگر وہ جانور منزلِ مقصود تک پہنچنے سے قبل ہلاک ہو گیا تو اس کی جگہ دوسرا جانور بطور قربانی ذبح کرنا ضروری ہے۔ اگر اس جانور نے بچہ جن دیا تو اسے بھی اس کے ساتھ حرم یا منیٰ میں بھیج دیا جائے۔ جب قربانی ذبح کی جائے تو اس کے ساتھ بچے کو بھی ذبح کر دیا جائے۔

وَلَدَهَا مَعَهَا حَتّٰى يُنْحَرَ مَعَهَا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ لَهٗ مُحْمَلًا فَلْيَحْمِلْهُ عَلٰى أُمِّهٖ حَتّٰى يُنْحَرَ مَعَهَا۔

کہا کرتے تھے: کسی شخص نے ہدی بھیجی وہ گلہ ہوگئی یا مرگئی اگر وہ نذر کی ہوگی تو اس کے عوض اور قربانی ذبح کرنا ہوگی اور اگر نفلی قربانی ہو تو اگر چاہے تو اس کے عوض قربانی دے اور اگر چاہے تو نہ دے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ وَمَنِ اضْطُرَّ إِلٰى رُكُوْبِ بَدَنَتِهٖ فَلْيَرْكَبْهَا فَإِنْ نَّقَصَهَا ذٰلِكَ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِمَا نَقَصَهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں۔ جو شخص بدنہ پر سواری کرنے کے لیے محتاج ہو وہ اس پر سوار ہو جائے اگر اس (بدنہ) میں کچھ نقص پیدا ہوگیا تو وہ اس کے عوض صدقہ دے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۲- بَابُ الْمُحْرِمِ يَقْتُلُ قَمْلَةً أَوْ نَحْوَهَا أَوْ يَنْتِفُ شَعْرًا

مُحرم کا جُوں وغیرہ کو مارنا یا بال اکھاڑنے کا بیان

۴۱۳- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ الْمُحْرِمُ لَا يَصْلُحُ لَهٗ أَنْ يَّنْتِفَ مِنْ شَعْرِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَحْلِقَهٗ وَلَا يُقَصِّرَهٗ إِلَّا أَنْ تُصِيْبَهٗ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ فَعَلَيْهِ فِدْيَةٌ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا يَحِلُّ لَهٗ أَنْ يُّقَلِّمَ أَظْفَارَهٗ وَلَا يَقْتُلَ قَمْلَةً وَّلَا يَطْرَحَهَا مِنْ رَّأْسِهٖ إِلَى الْأَرْضِ وَلَا مِنْ جَسَدِهٖ وَلَا مِنْ ثَوْبِهٖ وَلَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَا يَأْمُرُ بِهٖ وَلَا يَدُلُّ عَلَيْهِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مُحرم کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بال اکھاڑے، وہ اپنا سر نہ منڈوائے اور نہ بال ترشوائے مگر اس صورت میں کہ اس کے سر میں تکلیف ہو جائے تو اس پر فدیہ لازم آئے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: محرم کے لیے جائز نہیں نہیں ہے کہ وہ اپنے ناخن تراشے، نہ وہ جوں قتل کرے نہ وہ اسے سر سے زمین پر گرائے نہ وہ اپنے جسم سے گرائے نہ اپنے کپڑے سے گرائے نہ وہ شکار مارے نہ وہ اسے مارنے کا حکم دے اور نہ اس کی راہنمائی کرے ف

ف (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۱۳- بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

حالتِ احرام پچھنے لگوانے کا بیان

۴۱۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ اِلَّا اَنْ يُّضْطَرَّ اِلَيْهِ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: کہ محرم صرف شدید مجبوری کی حالت میں پچھنے لگوا سکتا ہے ۔ ف ۲

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَاْسَ بِاَنْ يَّحْتَجِمَ الْمُحْرِمُ وَلٰكِنْ لَّا يَحْلِقُ شَعْرًا بَلَغَنَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محرم اگر پچھنے لگوائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن وہ بال نہ منڈوائے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے

(حاشیہ پچھلے صفحہ کا) ف محرم نے اگر حالتِ احرام میں جوں یا اس کے برابر کوئی اور جانور یعنی چیچڑی یا کھٹمل وغیرہ ماردی تو اسے کچھ مقدار صدقہ کرنا ضروری ہے اور بعض فقہاء کے نزدیک کسی مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے گا اور اگر چیونٹی یا مچھر وغیرہ کو مارا تو محرم پر کوئی چیز لازم نہیں آئے گی ۔

اور جس محرم نے کسی شکار کو زخمی کر دیا یا اس کے بال اکھیڑ دیے اس عمل کے سبب جتنا نقصان ہوگا اس کا پورا کرنا لازم ہوگا یہ نقصان زخم وغیرہ کے حساب سے پورا کیا جائے گا ۔

ف ضرورت یا عذر کی بناء پر پچھنے لگوانے میں کوئی حرج نہیں اگر بلا عذر یا بلا ضرورت پچھنے لگوائے پھر دیکھا جائے گا کہ اگر اس عمل کے سبب بال نہ کٹے ہوں کوئی حرج نہیں اور اگر بال کٹ گئے ہوں تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس پر دم یعنی کسی جانور کا ذبح کرنا لازم ہوگا ۔

حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

اور احرام کی حالت میں پچھنے لگوا لیتے تھے۔ اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۱۴۔ بَابُ الْمُحْرِمِ يُغَطِّىْ وَجْهَهٗ

مُحرِم کا اپنے چہرے کو چھپانے کا بیان

۴۱۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَخْبَرَهٗ قَالَ رَاَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِىْ يَوْمٍ صَائِفٍ قَدْ غَطّٰى وَجْهَهٗ بِقَطِيْفَةِ اُرْجُوَانٍ ثُمَّ اُتِىَ بِلَحْمِ صَيْدٍ فَقَالَ كُلُوْا قَالُوْا اَلَا تَاْكُلُ قَالَ لَسْتُ كَهَيْاَتِكُمْ اِنَّمَا صِيْدَ مِنْ اَجْلِىْ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو عُرج مقام پر دیکھا کہ وہ شدید گرمی کے دن احرام کی حالت میں ایک سرخ کپڑے سے اپنا چہرہ چھپائے تھے۔ اسی اثناء شکار کا گوشت لایا گیا۔ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم کھاؤ لوگوں نے کہا آپ کیوں نہیں کھاتے انھوں (حضرت عثمان) نے فرمایا میں تم جیسا نہیں ہوں شکار تو صرف میرے لیے کیا گیا ہے۔ ف

۴۱۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَا فَوْقَ الذَّقَنِ مِنَ الرَّاْسِ فَلَا يُخَمِّرُهُ الْمُحْرِمُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے ٹھوڑی کے اوپر والا حصہ سر ہے۔ محرم اسے کسی کپڑے سے نہ ڈھانپے۔

ف اگر محرم نے سلا ہوا کپڑا ایک پورا دن استعمال کر لیا اس پر دم لازم ہوگا۔ اور اگر محرم نے اپنا سر یا چہرہ ایک مکمل دن تک ڈھانپ رکھا اس پر بھی دم لازم ہوگا اگر یہ عمل نصف یوم سے کم تک ہوا تو محرم پر صدقہ لازم آئے گا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہار حمہم اللہ کا قول ہے۔

۱۵۔ بَابُ الْمُحْرِمِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ أَوْ يَغْتَسِلُ

احرام کی حالت میں اپنا سر دھونے یا غسل کرنے کا بیان

۴۱۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَغْتَسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ اِلَّا مِنَ الْاِحْتِلَامِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ احرام کی حالت میں احتلام کے بغیر اپنا سر نہیں دھوتے تھے۔ ف

۴۱۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ تَمَارَيَا بِالْاَبْوَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا فَاَرْسَلَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ اِلٰى اَبِیْ اَيُّوْبَ يَسْاَلُهُ فَوَجَدَهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ اَرْسَلَنِیْ اِلَيْكَ ابْنُ

حضرت ابراہیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: مقام ابواء پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی آپس میں بحث ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ مُحرِم اپنا سر دھو سکتا ہے جبکہ حضرت مسور کہتے تھے کہ نہیں دھو سکتا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انھیں حضرت ابوایوب انصاری کے پاس بھیجا تاکہ ان سے اس مسئلہ کے بارے دریافت کرے

ف محرم اگر جنبی ہو جائے تو اس پر بالاتفاق غسل کرنا واجب ہے اور اگر وہ حصول ٹھنڈک وغیرہ کے لیے کرتا ہے یا حصولِ ٹھنڈک کے لیے صرف سر دھوتا ہے تو یہ بھی جائز ہے جبکہ بال نہ ٹوٹنے پائیں اس میں بھی تعمیم ہے کہ محرم نے خواہ اپنی مدد آپ کے تحت غسل کیا ہو یا دوسرے کی معاونت سے دونوں طرح جائز ہے۔

حُنَيْنٍ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الثَّوْبِ وَطَاْطَاَهٗ حَتّٰى بَدَا لِيْ رَاْسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَصُبُّ الْمَآءَ عَلَيْهِ اُصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهٗ بِيَدِهٖ فَاَقْبَلَ بِيَدِهٖ وَاَدْبَرَ فَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُهٗ يَفْعَلُ ـ

چنانچہ انھوں نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو دو لکڑیوں کے درمیان ایک کپڑے سے پردہ کرکے غسل کرتے ہوئے پایا۔ حضرت عبداللہ بن حنین کا کہنا ہے کہ میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے سوال کیا کہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں اور مجھے آپ کے پاس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے تاکہ آپ سے پوچھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ احرام میں اپنا سر مبارک کیسے دھوتے تھے؟ انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑے پر رکھ کر اسے اٹھایا حتیٰ کہ ان کا سر میرے لیے ظاہر ہوگیا پھر انھوں نے ایک آدمی سے اس پر پانی بہانے کے لیے کہا تو اس نے سر پر پانی بہادیا پھر انھوں نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنا سر ملا۔ ہاتھ کو ملتے ہوئے آگے کو لے گئے پھر پیچھے لے گئے پھر انھوں (حضرت ابوایوب) نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِقَوْلِ اَبِيْ اَيُّوْبَ نَاْخُذُ لَا نَرٰى بَاْسًا اَنْ يَّغْسِلَ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ بِالْمَآءِ وَهَلْ يَزِيْدُهُ الْمَآءُ اِلَّا شَعَثًا وَّهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَآمَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا ـ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ہم ابوایوب کے قول کو دلیل بناتے ہیں ہمارے خیال میں اگر مُحرِم پانی سے اپنا سر دھولیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور پانی ڈالنے کے سبب بال مزید پراگندہ ہوں گے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہا کا قول ہے۔

۴۱۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ قَيْسٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یعلی بن منیہ رضی اللہ عنہ سے ان (عمر رضی اللہ عنہ) سر پر پانی

لِيَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ وَهُوَ يَصُبُّ عَلَى عُمَرَ مَاءً وَعُمَرُ يَغْتَسِلُ أُصُبُّ عَلَى رَأْسِي قَالَ لَهُ يَعْلَى أَتُرِيدُ أَنْ تَجْعَلَهَا فِيَّ إِنْ أَمَرْتَنِي صَبَبْتُ قَالَ أُصُبُّ فَلَمْ يَزِدِ الْمَاءُ إِلَّا شَعَثًا۔

کے لیے کہا جبکہ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ غسل کرنے کے لیے مصروف تھے۔ حضرت یعلیٰ نے عرض کیا کیا آپ اس کا گناہ مجھ پر ڈالنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ حکم کرتے ہیں تو میں پانی ڈال دیتا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پانی ڈالو کیونکہ پانی سے بالوں میں پراگندگی کے علاوہ کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا نَرٰى بِهٰذَا بَأْسًا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۱۶- بَابُ مَا يُكْرَهُ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَّلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ

مُحرم کے لیے کون سے کپڑے استعمال کرنا مکروہ ہیں؟ کا بیان

۴۲۰- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَالسَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ محرم کون کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محرم قمیص، دستار، شلوار ٹوپی اور موزے نہ پہنے لیکن موزے ایک صورت میں پہن سکتا ہے کہ محرم کو جوتے میسر نہ آئیں البتہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ ڈالے اور محرم زعفران اور ورس لگے ہوئے کپڑے بھی نہیں پہن سکتا ف

ف سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سادہ اور بلا سلے کپڑے زیب تن فرمایا کرتے تھے ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو (جاری ہے)

۴۲۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ اَوْ وَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کو زعفران یا ورس لگے ہوئے کپڑے استعمال کرنے سے منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس محرم کو جوتے میسر نہ آتے ہوں وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے سے کاٹ کر پہن سکتا ہے۔

۴۲۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَتَنَقَّبُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ -

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: عورت احرام کی حالت میں نقاب ڈالے اور نہ دستانے استعمال کرے

۴۲۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَسْلَمَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَاٰى عَلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ مَا هٰذَا الثَّوْبُ الْمَصْبُوْغُ يَا طَلْحَةُ قَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّمَا هُوَ مِنْ مَدَرٍ قَالَ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الرَّهْطُ اَئِمَّةٌ يَقْتَدِيْ بِكُمُ النَّاسُ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا جَاهِلًا رَاٰى هٰذَا الثَّوْبَ يَقَالُ اِنَّ طَلْحَةَ كَانَ يَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُصَبَّغَةَ فِي الْاِحْرَامِ -

حضرت نافع رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ پر احرام کی حالت میں رنگا ہوا لباس دیکھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے طلحہ! یہ رنگا ہوا لباس کیسے انھوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! یہ تو مٹی کا رنگ ہے۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مقتداء اور پیشوا لوگ ہو لوگ تمھاری پیروی کرتے ہیں اور اگر کوئی جاہل شخص یہ لباس دیکھے گا تو یہی کہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۹ کا) اتنا پسند آیا کہ مسلمانوں پر نافذ کر دیا جس محرم نے سلے ہوئے کپڑے ایک مکمل دن تک استع کر لیے اس پر دم لازم آئے گا اس دم کا سبب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل کی خلاف ورزی ہے اس سے اولیاء اور مقبولان بارگاہ الٰہی کے مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ يُكْرَهُ اَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ الْمُشَبَّعَ بِالْعُصْفُرِ وَالْمَصْبُوْغَ بِالْوَرْسِ وَ الزَّعْفَرَانِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ قَدْ غُسِلَ فَذَهَبَ رِيْحُهٗ وَصَارَ لَا يَنْفَضُّ فَلَا بَأْسَ بِاَنْ يَّلْبَسَهٗ وَلَا يَنْبَغِيْ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَتَنَقَّبَ فَاِنْ اَرَادَتْ اَنْ تُغَطِّيَ وَجْهَهَا فَلْتَسْدِلِ الثَّوْبَ سَدْلًا مِنْ فَوْقِ خِمَارِهَا عَلٰى وَجْهِهَا وَتُجَافِيْهِ عَنْ وَجْهِهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

۴۲۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ قَيْسِ الْمَكِّيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رُبَاحٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ وَعَلَى الْاَعْرَابِيِّ قَمِيْصٌ بِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ تَاْمُرُنِيْ اَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْزِعْ قَمِيْصَكَ وَاغْسِلْ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ عَنْكَ وَافْعَلْ فِيْ عُمْرَتِكَ مِثْلَ مَا تَفْعَلُ فِيْ حَجِّكَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ يَنْزِعُ قَمِيْصَهٗ وَيَغْسِلُ الصُّفْرَةَ الَّتِيْ بِهٖ۔

کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بحالت احرام رنگے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محرم کے لیے خوشبو سے ورس یا زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا مکروہ ہے مگر ایک صورت میں جائز ہے وہ یہ ہے کہ اسے دھونے کے سبب خوشبو وغیرہ کا اثر بالکل ختم ہو جائے۔ عورت بحالتِ احرام اپنا چہرہ نہیں ڈھانپ سکتی۔ البتہ اس صورت میں کوئی حرج نہیں کہ چہرے پر اس انداز سے کپڑا لٹکائے کہ وہ چہرے کے ساتھ نہ لگے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک اعرابی (بدو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین میں جلوہ افروز تھے اور اعرابی زرد رنگ کی قمیص میں ملبوس تھا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے، آپ مجھے ارشاد فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی قمیص اتار دو اور جسم کی زردی کو دھو ڈالو، پھر حج کی طرح اپنا عمرہ مکمل کر لو۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ محرم اپنی قمیص اتار دے گا اور اپنے جسم سے زردی وغیرہ کو بھی دھو ڈالے گا۔

۱۷۔ بَابُ مَا رُخِّصَ لِلْمُحْرِمِ اَنْ یَّقْتُلَ مِنَ الدَّوَابِّ

جن جانوروں کو مُحرم مار سکتا ہے، کا بیان

۴۲۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَیْسَ عَلَی الْمُحْرِمِ فِیْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ اَلْغُرَابُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْحِدَاَةُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ جانور ایسے ہیں جن کو بحالت احرام مار دینے میں کوئی حرج نہیں (۱) کوا (۲) چوہا (۳) بچھو (۴) چیل اور (۵) باؤلا کتا

۴۲۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَلْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں حالت احرام مارنے میں کوئی حرج نہیں (۱) بچھو (۲) چوہا (۳) باؤلا کتا (۴) کوا اور (۵) چیل

۴۲۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَیَّاتِ فِی الْحَرَمِ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حرم شریف میں سانپ مارنے کا حکم دیا۔

۴۲۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

ف پہلی دو روایات میں پانچ موذی جانوروں کے مارنے کا ذکر ہے جو یہ ہیں (۱) کوا (۲) چیل (۳) بچھو (۴) چوہا (۵) کاٹنے والا کتا۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک اور موذی جانور کے مارنے کا پتہ چلتا ہے وہ ہے سانپ۔ گویا وہ موذی جانور جن کو حالت احرام میں حل اور حرم میں مارا جا سکتا ہے ان کی کل تعداد چھ ہے۔ یعنی کوا، چیل، بچھو، چوہا، کاٹنے والا کتا اور سانپ۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ تعداد حصر کے لیے نہیں ہے بلکہ ہر وہ موذی جانور جس میں ان جیسا وصف پایا جائے اور کھایا نہ جاتا ہو اسے مارنا جائز ہے۔

بَلَغَنِي أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يَقُولُ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان تمام روایات سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۱۸۔ بَابُ الرَّجُلِ يَفُوْتُهُ الْحَجُّ

حج فوت ہوجانے کا بیان

۴۲۹۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ هَبَّادَ بْنَ الْأَسْوَدِ جَاءَ يَوْمَ النَّحْرِ وَعُمَرُ يَنْحَرُ بُدْنَهُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَخْطَأْنَا فِي الْعِدَّةِ كُنَّا نُرٰى أَنَّ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمُ عَرَفَةَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ إِذْهَبْ إِلٰى مَكَّةَ فَطُفْ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ وَانْحَرْ هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَكَ ثُمَّ احْلِقُوْا أَوْ قَصِّرُوْا وَارْجِعُوْا فَإِذَا كَانَ قَابِلٌ فَحُجُّوْا وَاهْدُوْا فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَصُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعْتُمْ۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ہباد بن اسود رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس قربانی کے دن حاضر ہوئے جبکہ آپ (حضرت عمر) اپنی قربانی ذبح کررہے تھے انھوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! دنوں کے شمار میں ہم سے غلطی ہوگئی ہم نے گمان کیا کہ آج کا دن عرفہ کا دن ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اور تمھارے ساتھی مکہ مکرمہ میں جاؤ، بیت اللہ کا سات چکر طواف کرو اور صفا و مروہ کے درمیان سات بار سعی کرو اور اگر تمھارے پاس قربانی ہو اسے ذبح کرو، اپنا سر منڈاؤ یا بال کتراؤ پھر واپس پلٹ جاؤ، آئندہ سال تم حج کرنا اور قربانی کرنا، جو شخص قربانی کا جانور نہ پائے تو حج کے دنوں میں تین روزے

رکھے اور سات روزے گھر واپسی پر ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا اِلَّا فِيْ خَصْلَةٍ وَّاحِدَةٍ لَا هَدْيَ عَلَيْهِمْ فِيْ قَابِلٍ وَّلَا صَوْمَ وَكَذٰلِكَ رَوَى الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَاَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الَّذِيْ يَفُوْتُهُ الْحَجُّ فَقَالَ يَحِلُّ بِعُمْرَةٍ وَّعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ هَدْيًا ثُمَّ قَالَ سَاَلْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ عُمَرُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے بغیر ایک بات کے کہ آئندہ سال نہ قربانی لازم ہوگی اور نہ روزہ اور ایسے ہی حضرت اعمش نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے دریافت کیا جس کا حج فوت ہوگیا ہو؟ انھوں نے جواب دیا وہ عمرہ کے بعد احرام کھولے۔ آئندہ سال اس پر حج ضروری ہوگا اور انھوں نے قربانی کا ذکر نہ کیا۔ اس کے بعد میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا انھوں نے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا جواب دیا۔ حضرت امام

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ وَكَيْفَ يَكُوْنُ عَلَيْهِ هَدْيٌ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَالصِّيَامُ وَهُوَ لَمْ يَتَمَتَّعْ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ۔

محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے تھے اس پر قربانی کیسے واجب ہو سکتی ہے؟ قربانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں روزے کیسے واجب ہو سکتے ہیں جبکہ اس نے حج کے متعین شدہ مہینوں میں تمتع کیا ہی نہیں۔

ف اگر تاریخ وغیرہ بھول جانے کے سبب کسی کا حج فوت ہو جائے وہ عمرہ کر کے گھر واپس آجائے آئندہ سال وہ اپنا فرضی حج ادا کرے، حج چھوٹنے کے سبب اس پر دم ہے اور نہ روزے کیونکہ دم یا روزے تمتع یا قران کی صورت میں لازم آتے ہیں۔

١٩- بَابُ الْحُلْمَةِ وَالْقُرَادِ يَنْزَعُهُ الْمُحْرِمُ

بحالت احرام لیکھ اور جوں مارنے کا بیان

٤٣٠- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَّنْزَعَ الْمُحْرِمُ حُلْمَةً اَوْ قُرَادًا عَنْ بَعِيْرِهٖ -

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بحالت احرام اپنے اونٹ سے لیکھ یا جوں مارنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ قَوْلُ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فِيْ هٰذَا اَعْجَبُ اِلَيْنَا مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں ہمارے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمر کے قول کے مقابلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول زیادہ معتبر ہے۔

٤٣١- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ابْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ رَبِيْعَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْهُدَيْرِ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقَرِّدُ بَعِيْرَهٗ بِالسُّقْيَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَيَجْعَلُهٗ فِيْ طِيْنٍ -

حضرت عبداللہ بن ہدیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سقیا مقام میں اپنے اونٹ کی جوئیں بحالت احرام نکال کر مٹی میں پھینک رہے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

ف جوں اور لیکھ کو نکالنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ موذی جانور ہیں اور موذی جانوروں سے نجات حاصل کر لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ بعض فقہاء کے قول کے مطابق اگر کسی نے اپنے جسم یا کپڑوں سے ایک جوں نکال کر پھینک دی یا مار دی تو اس میں روٹی کا ایک ٹکڑا اگر دو یا تین ماری ہیں تو اس پر ایک روٹی اور ان سے زائد کے مارنے میں صدقہ لازم آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۲۰- بَابُ لُبْسِ الْمِنْطَقَةِ وَالْهِمْيَانِ لِلْمُحْرِمِ

احرام کی حالت میں پیٹی اور تھیلی باندھنے کا بیان

۴۳۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ لُبْسَ الْمِنْطَقَةِ لِلْمُحْرِمِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بحالتِ احرام پیٹی باندھنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ف

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا اَيْضًا لَا بَاْسَ بِهٖ قَدْ رَخَّصَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْفُقَهَاءِ فِيْ لُبْسِ الْهِمْيَانِ لِلْمُحْرِمِ وَقَالَ اسْتَوْثِقْ مِنْ نَّفَقَتِكَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ بہت سے فقہاء نے بحالت احرام تھیلی باندھنے کو جائز قرار دیا ہے اور انھوں نے کہا اپنا زادِ راہ مضبوطی سے باندھ لو۔

۲۱- بَابُ الْمُحْرِمِ يَحُكُّ جِلْدَهٗ

بحالتِ احرام اپنے جسم کو کھجلانے کا بیان

۴۳۳- اَخْبَرَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ اَبِيْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُسْاَلُ عَنِ الْمُحْرِمِ يَحُكُّ جِلْدَهٗ فَتَقُوْلُ نَعَمْ فَلْيَحْكُكْ وَلْيَشْدُدْ وَلَوْ رُبِطَتْ

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے حوا[لے] سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ ان سے بحالتِ احرام اپنے جسم کو کھجلانے کے بارے [میں]

ف محرم اگر پیٹی یا ہمیانی (نقدی کی تھیلی) اپنے جسم کے ساتھ باندھ لیتا ہے تو اس میں کوئی حر[ج] نہیں۔ کیونکہ ایسے چوری کا امکان بھی کسی حد تک ختم ہو جاتا ہے اور اپنی قیمتی چیز کا تحفظ بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اپنی چیز کا تحفظ اپنے آپ پر عائد ہوتا ہے۔

يَدَاىَ ثُمَّ لَمْ اَجِدْ اِلَّا اَنْ اَحُكَّ بِرِجْلِىْ لَاَ حْتَكَكْتُ۔

سوال کیا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہاں وہ کھجلائے اور خوب کھجلائے۔ اگر میرے دونوں ہاتھ باندھ دیے جائیں پھر کھجلانے کی کوئی اور صورت میں نہ پاؤں تو میں اپنے پاؤں کے ساتھ کھجلاؤں گی۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۲۲۔ بَابُ الْمُحْرِمِ يَتَزَوَّجُ

بحالت احرام نکاح کرنے کا بیان

۴۳۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ اَخِىْ بَنِىْ عَبْدِ الدَّارِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَرْسَلَ اِلٰى اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَاَبَانُ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ وَهُمَا مُحْرِمَانِ فَقَالَ اِنِّىْ اَرَدْتُ اَنْ اُنْكِحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ ابْنَةَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ وَاَرَدْتُّ اَنْ تَحْضُرَ ذٰلِكَ فَاَنْكَرَ عَلَيْهِ اَبَانُ وَقَالَ اِنِّىْ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ نبیہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کو حضرت عمر بن عبید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیجا وہ ان دنوں میں مدینہ طیبہ کے گورنر تھے دونوں حالت احرام میں تھے حضرت عمر بن عبید اللہ نے بتایا کہ میں شیبہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے طلحہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح کرنا چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس موقع پر شرکت کے لیے تشریف لائیں

ف سراج امت محمدیہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حالتِ احرام اپنے جسم کو کھجلانے میں میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس عمل میں نہ تو کسی جان کا ضیاع ہے اور نہ ہی شریعتِ اسلامیہ کے کسی ضابطہ کی مخالفت ہے البتہ اس عمل سے جسم کے کسی حصہ سے بال نہ ٹوٹیں۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ وَلَا يُنْكِحُ.

حضرت ابان نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور انھوں نے کہا: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محرم نہ خود نکاح کرے، نہ پیغام نکاح بھیجے اور نہ دوسرے کا نکاح کرے۔ ف

۴۳۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَلَا عَلٰى غَيْرِهٖ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے: محرم نہ خود نکاح کرے نہ اپنے لیے پیغام نکاح بھیجے اور نہ دوسرے کے لیے پیغام نکاح بھیجے۔

۴۳۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا غَطَفَانُ ابْنُ طَرِيْفٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ طَرِيْفًا تَزَوَّجَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِكَاحَهٗ.

حضرت غطفان بن طریف رضی اللہ عنہ اپنے والد طریف رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں یعنی طریف نے بحالت احرام ایک عورت سے نکاح کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے نکاح کو فاسد قرار دیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدْ جَاءَ فِيْ هٰذَا اخْتِلَافٌ فَاَبْطَلَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ نِكَاحَ الْمُحْرِمِ وَاَجَازَ اَهْلُ مَكَّةَ وَاَهْلُ الْعِرَاقِ نِكَاحَهٗ وَرَوٰى

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے اہلِ مدینہ محرم کے نکاح کو باطل قرار دیتے ہیں جبکہ اہلِ مکہ اور اہلِ عراق اسے جائز

ف حالت احرام نکاح کرنے کے سلسلہ میں اہلِ مدینہ اور اہلِ عراق کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اہلِ مدینہ کا موقف ہے کہ حالت احرام میں نکاح کرنا جائز نہیں ہے ان کی دلیل حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام شادی کرنے سے منع فرمایا۔ اہلِ عراق کا موقف یہ ہے کہ حالت احرام نکاح کرنا جائز ہے لیکن بوس و کنار اور وطی کرنا درست نہیں ہے ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ احرام حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اہلِ عراق کی دلیل زیادہ قوی ہے کیونکہ عمل قول سے قوی تر ہوتا ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عندیہ ہے۔

عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَیْمُوْنَۃَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَھُوَ مُحْرِمٌ فَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا یَّنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ اَعْلَمَ بِتَزَوُّجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَیْمُوْنَۃَ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَھُوَ ابْنُ اُخْتِہَا فَلَا نَرٰی بِتَزَوُّجِ الْمُحْرِمِ بَاْسًا وَّلٰکِنْ لَّا یُقَبِّلُ وَلَا یَمَسُّ حَتّٰی یَحِلَّ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَہَآئِنَا۔

قرار دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ ہم نہیں جانتے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی جو حضرت میمونہ کے ساتھ ہوئی زیادہ علم ہو کیونکہ وہ (حضرت عبداللہ بن عباس) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں۔ لہذا ہمارے خیال کے مطابق بحالت احرام نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن احرام کھولنے سے قبل وہ بوس وکنار کرے اور نہ مباشرت اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۳۔ بَابُ الطَّوَافِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ

نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد طواف کرنے کا بیان

۴۳۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَیْرِ الْمَکِّیُّ اَنَّہٗ کَانَ یَرَی الْبَیْتَ یَخْلُوْا بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ مَا یَطُوْفُ بِہٖ اَحَدٌ۔

حضرت ابوزبیر مکی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ نمازِ عصر اور نمازِ فجر کے بعد بیت اللہ (مطاف) کو خالی دیکھتے تھے کہ اس وقت کوئی شخص بھی طواف نہ کرتا ف

ف فجر کے فرائض کے بعد اور عصر کے فرائض کے بعد طواف بیت اللہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ نوافل ادا کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح طواف بیت اللہ کے بعد والے نوافل طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے بعد بھی ادا کیے جا سکتے ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اِنَّمَا كَانَ يَخْلُوْ لِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ الصَّلٰوةَ بَيْنَ السَّاعَتَيْنِ وَ الطَّوَافُ لَا بُدَّ لَهٗ مِنْ صَلٰوةِ رَكْعَتَيْنِ فَلَا بَاْسَ بِاَنْ يَّطُوْفَ سَبْعًا وَّلَا يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَتَبْيَضَّ كَمَا صَنَعَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اَوْ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیت اللہ اس لیے خالی ہوتا تھا کیوں کہ لوگ ان اوقات میں نماز مکروہ جانتے تھے۔ طواف کے لیے دو رکعت (بعد از فراغت) ضروری ہوتی ہے۔ البتہ یہ ایک صورت ہو سکتی ہے کہ سات چکر طواف بیت اللہ کر لے لیکن جب تک سورج بلند نہ ہو نماز نہ پڑھے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا اور یا وہ نماز مغرب (کی نماز کے بعد) پڑھ لے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۴۳۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ طَافَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ بِالْكَعْبَةِ فَلَمَّا قَضٰى طَوَافَهٗ نَظَرَ فَلَمْ يَرَ الشَّمْسَ فَرَكِبَ وَلَمْ يُسَبِّحْ حَتّٰى اَنَاخَ بِذِيْ طُوًى فَسَبَّحَ رَكْعَتَيْنِ۔

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبح کی نماز کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا۔ طواف مکمل کرنے کے بعد انھوں نے دیکھا کہ سورج نظر نہ آیا پھر وہ نماز پڑھے بغیر سواری پر بیٹھ کر چلے حتیٰ کہ مقام ذی طوی پر اپنا اونٹ بٹھایا اور دو رکعت نماز ادا کی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ يَنْبَغِيْ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَتَبْيَضَّ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب تک سورج بلند ہو کر سفید نہ ہو جائے طواف کی دو رکعت نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۴- بَابُ الْحَلَالِ يَذْبَحُ الصَّيْدَ اَوْ يَصِيْدُهُ هَلْ يَأْكُلُ الْمُحْرِمُ مِنْهُ اَمْ لَا

بحالت احرام شکار کا گوشت کھانے یا نہ کھانے کا بیان

۴۳۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ اَنَّهُ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْاَبْوَاءِ وَبِوَدَّانَ فَرَدَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِيْ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ۔

حضرت صعب بن جثامہ اللیثی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنگلی گدھا بطور ہدیہ پیش کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مقامِ ابواء یا مقام ودّان میں تشریف رکھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا جب آپ نے اس (صعب) کے چہرے پر (پریشانی) کا اثر دیکھا تو فرمایا: میں نے صرف اس لیے ہدیہ (تحفہ) واپس کر دیا ہے کیونکہ میں مُحرِم (بحالت احرام) ہوں۔ ف

۴۴۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّهُ مَرَّ بِهِ قَوْمٌ مُحْرِمُوْنَ بِالرَّبَذَةِ فَاسْتَفْتَوْهُ فِيْ لَحْمِ صَيْدٍ وَجَدُوْا اَحِلَّةً يَاْكُلُوْنَهُ فَاَفْتَاهُمْ بِاَكْلِهِ ثُمَّ

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا انھوں نے کہا مقام ربذہ میں ان کے پاس سے بحالت احرام بہت سے لوگ گزرے

ف غیر محرم کسی جانور کا شکار کرتا ہے اس کا گوشت محرم بھی کھا سکتا ہے کیونکہ اس کے لیے نہ شکار ہے نہ اس کی معاونت کی اور نہ خود شکار کیا ہے البتہ محرم کی اعانت خواہ اشارۃً کی یا کنایہ سے کی ہو یا خود شکار کیا یا کوئی اور ایسی صورت ہو جس سے معاونت ثابت ہو ایسے شکار کا استعمال کرنا نہ تو محرم کے لیے درست ہے اور نہ غیر محرم کے لیے۔ اس کی توجیہہ یہ ہے کہ محرم کے لیے کسی قسم کا شکار، بال اکھاڑنا، حتیٰ کہ گھاس کا تنکا توڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

قَدِمَ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ بِمَ أَفْتَيْتَهُمْ قَالَ أَفْتَيْتُهُمْ بِأَكْلِهٖ قَالَ عُمَرُ لَوْ أَفْتَيْتَهُمْ بِغَيْرِهٖ لَأَوْجَعْتُكَ۔

انھوں نے بحالتِ احرام ایسے شکار کا گوشت کھانے کے سلسلے میں فتویٰ دریافت کیا جسے غیر مُحرِم نے کیا ہو؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بحالتِ احرام شکار کا گوشت کھا لینے کے جواز کا فتویٰ دیا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان سے اس بارے دریافت کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے اس بارے کیا فتویٰ جاری کیا ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے تو لوگوں کو گوشت کھانے کے سلسلہ میں فتویٰ دیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم نے اس کے علاوہ فتویٰ دیا ہوتا تو میں تمھیں سزا دیتا۔

۴۴۱- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی إِذَا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهٗ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأٰی حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰی عَلٰی فَرَسِهٖ فَسَأَلَ أَصْحَابَهٗ أَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوْهُ رُمْحَهٗ فَأَبَوْا فَأَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَی الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبٰی بَعْضُهُمْ فَلَمَّا أَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ۔

حضرت ابوقتادہ کے آزاد کردہ غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حتیٰ کہ جب وہ ایک راستے میں تھے کہ اپنے احرام باندھنے والے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے جبکہ وہ (ابوقتادہ) خود احرام کی حالت میں نہیں تھے حضرت ابوقتادہ نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اپنے ساتھیوں سے کوڑا طلب کیا تو انھوں نے کوڑا دینے سے انکار کر دیا، ان سے برچھا مانگا وہ دینے سے بھی ساتھیوں نے انکار کر[illegible] حضرت قتادہ نے خود برچھا پکڑا اور اپنی سواری پ[illegible] بیٹھ گئے اور جنگلی گدھا شکار کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی[illegible] وسلم کے کچھ صحابہ کرام نے اس کا گوشت کھایا او[illegible]

۴۴۲ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ
أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ
أَقْبَلَ مِنَ الشَّامِ فِي رَكْبٍ مُحْرِمِينَ حَتّٰى
إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ وَجَدُوا لَحْمَ
صَيْدٍ فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ بِأَكْلِهٖ فَلَمَّا قَدِمُوا
عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهٗ
فَقَالَ مَنْ أَفْتَاكُمْ بِهٰذَا فَقَالُوا كَعْبٌ
قَالَ فَإِنِّي أَمَّرْتُهٗ عَلَيْكُمْ حَتّٰى تَرْجِعُوا ثُمَّ
لَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ طَرِيقِ مَكَّةَ
مَرَّتْ بِهِمْ رِجْلٌ مِّنْ جَرَادٍ فَأَفْتَاهُمْ
كَعْبٌ بِأَنْ يَأْكُلُوهُ وَيَأْخُذُوهُ فَلَمَّا
قَدِمُوا عَلٰى عُمَرَ ذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ
مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ تُفْتِيَهُمْ بِهٰذَا قَالَ
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهٖ إِنْ هُوَ إِلَّا نَثْرَةُ حُوتٍ يَنْثُرُهٗ
فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّتَيْنِ ۔

اور کچھ نے کھانے سے انکار کر دیا جب لوگ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا ملے تو انھوں نے آپ
صلی اللہ علیہ وسلم سے گوشت کھانے کے سلسلے میں
دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: وہ رزق ہے، جو
اللہ تعالیٰ نے تمھیں کھلا دیا۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ، حضرت عطاء
بن یسار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں
کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ محرم ساتھیوں کی
جماعت کے ساتھ ملک شام سے آئے حتیٰ کہ وہ جب
ایک راستے میں پہنچے تو انھوں نے شکار کا گوشت
پایا حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے اسے کھانے
کا فتویٰ جاری کر دیا۔ جب لوگ واپسی پر حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو اس سلسلے میں
بتایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ
تمھیں اس بارے کس نے اجازت دی؟ لوگوں نے
عرض کیا حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے۔ حضرت امیر المومنین
نے فرمایا: میں نے تو انھیں واپسی تک تمھارا امیر مقرر
کیا تھا۔ جب وہ مکہ مکرمہ کے ایک راستے میں پہنچے
تو انھیں ٹڈی دل (ٹکڑی کی جماعت) ملا تو حضرت
کعب رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑنے اور کھانے کا
فتویٰ جاری کر دیا۔ جب وہ لوگ حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو اس سلسلے میں عرض کیا
آپ نے حضرت کعب کو مخاطب کر کے فرمایا: تمھیں اس
سلسلہ میں فتویٰ دینے کے لیے کس نے کہا؟ حضرت
کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المومنین! اس

ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ ٹڈی مچھلی کی چھینک کا نتیجہ ہے جو مچھلی ایک سال میں دو بار لیتی ہے۔

۴۴۳ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ جَرَادَاتٍ بِسَوْطِي فَقَالَ أَطْعِمْ قَبْضَةً مِّنْ طَعَامٍ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ میں نے اپنے کوڑے سے چند ٹڈیاں ہلاک کر دی ہیں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کچھ مقدار کھانا کھلا دو

۴۴۴ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ كَانَ يَتَزَوَّدُ صَفِيفَ الظِّبَاءِ فِي الْإِحْرَامِ۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام بحالت احرام ہرنیوں کے بھنے ہوئے گوشت کا توشہ تیار کیا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهِ نَأْخُذُ إِذَا اصَادَ الْحَلَالُ الصَّيْدَ فَذَبَحَهُ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَأْكُلَ الْمُحْرِمُ مِنْ لَحْمِهِ إِنْ كَانَ صِيدَ مِنْ أَجْلِهِ أَوْ لَمْ يُصَدْ مِنْ أَجْلِهِ لِأَنَّ الْحَلَالَ صَادَهُ وَذَبَحَهُ وَذٰلِكَ لَهُ حَلَالٌ فَخَرَجَ مِنْ حَالِ الصَّيْدِ وَصَارَ لَحْمًا فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَأْكُلَ الْمُحْرِمُ مِنْهُ وَأَمَّا الْجَرَادُ فَلَا يَنْبَغِي لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَصِيدَهُ فَإِنْ فَعَلَ فَتَمْرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ جَرَادَةٍ كَذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهٰذَا كُلُّهُ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ اگر غیر محرم کوئی جانور شکار کر کے اسے ذبح کر دیتا ہے تو بحالت احرام اس کے کھا لینے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہ شکار اس کے لیے کیا گیا یا نہ۔ چونکہ غیر مُحرِم (جو بحالت احرام میں نہیں ہے) نے شکار کیا اور اسے ذبح کیا لہذا وہ شکار مُحرِم کے لیے شکار نہ رہا بلکہ صرف اس کے حق میں گوشت ہے تو بحالت احرام گوشت کھا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ بحالت احرام ٹڈی کا شکار کرنا صحیح نہیں ہے اور اگر کسی نے کر لیا تو وہ کفارہ دے کھجور ٹڈی سے بہتر ہے اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۵- بَابُ الرَّجُلِ يَعْتَمِرُ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّحُجَّ

حج کے مہینوں میں حج کیے بغیر صرف عمرہ کر کے واپس جانیکا بیان

۴۴۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ الْمَخْزُوْمِيَّ اِسْتَاْذَنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنْ يَّعْتَمِرَ فِيْ شَوَّالٍ فَاَذِنَ لَهٗ فَاعْتَمَرَ فِيْ شَوَّالٍ ثُمَّ قَفَلَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَلَمْ يَحُجَّ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن ابو سلمہ المخزومی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شوال کے مہینے میں عمرہ کرنے کی اجازت مانگی۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے انھیں اجازت دے دی انھوں نے شوال کے مہینے میں عمرہ کیا اور حج کیے بغیر اپنے گھر واپس پلٹ گئے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَلَا مُتْعَةَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ اس پر تمتع کا کفارہ نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

ف جو شخص حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کر کے گھر لوٹ آتا ہے تو اس پر فریضہ حج برقرار رہے گا۔ زندگی میں جب بھی چاہے ادا کرے اس عمرہ کے سبب اس پر دم لازم نہیں آئے گا کیونکہ دم تو حج تمتع اور حج قران کی صورت میں لازم آتا ہے۔ رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حج اور چار عمرے کیے ہیں۔ حج کے بارے تو کوئی کلام نہیں ہے البتہ عمروں کی تعداد میں مختلف روایات ہیں کسی روایت میں تین عمروں کا بیان ہے اور کسی میں چار کا۔ صحیح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے کیے ہیں۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ پہلا عمرہ سات ہجری کو ذوالقعدہ کے مہینے میں کیا۔ دوسرا عمرہ آٹھ ہجری کو فتح مکہ کے موقعہ پر ادا کیا اس عمرہ کے افعال ذی الحجہ کے مہینے میں ادا پائے اور تیسرا عمرہ دس ہجری کو حجۃ الوداع کے ساتھ ادا فرمایا اور جن لوگوں نے چار عمروں کا قول کہا ہے وہ چھ ہجری حدیبیہ کے موقع پر صلح کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے تھے اس کو بھی عمرہ قرار دیا ہے۔

۴۴۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ لَاَنْ اَعْتَمِرَ قَبْلَ الْحَجِّ وَاَهْدِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَعْتَمِرَ فِیْ ذِی الْحِجَّۃِ بَعْدَ الْحَجِّ -

حضرت صدقہ بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: حج سے قبل میں عمرہ کرنے اور اپنی ہدی لے کر جانے سے مجھے یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ حج کے بعد ذوالحجہ کے مہینے میں عمرہ کروں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ كُلٌّ هٰذَا حَسَنٌ وَاسِعٌ اِنْ شَاءَ فَعَلَ وَاِنْ شَاءَ قَرَنَ وَاَهْدٰی هُوَ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ سب کا سب صحیح ہے اگر چاہے تو حج تمتع کرے اور اگر چاہے تو حج قران کرے اور ہدی لے جائے یہ سب سے بہتر ہے۔

۴۴۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْتَمِرْ اِلَّا ثَلٰثَ عُمَرٍ اِحْدٰهُنَّ فِیْ شَوَّالٍ وَاثْنَيْنِ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ -

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین عمرے کیے ایک عمرہ شوال کے مہینے میں اور دو ذوالقعدہ کے مہینے میں

۲۶- بَابُ فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت کا بیان

۴۴۸ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا سُمَیٌّ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ مَوْلَاهُ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ جَاءَتْ اِمْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّیْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ لِلْحَجِّ وَاَرَدْتُّهٗ فَاعْتَرَضَ لِیْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمِرِیْ فِیْ رَمَضَانَ فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْهِ كَحَجَّةٍ -

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سمیّ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے اپنے آقا (ابوبکر بن عبدالرحمٰن) کو یوں کہتے ہوئے سنا: ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا میں نے حج کی تیاری کی اور اس کی ادائیگی کا قصد بھی کر لیا مجھے پھر کوئی عارضہ لاحق ہو گیا (تو میں حج نہ کر سکی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تم رمضان المبارک کے مہینے میں عمرہ کر لو۔ کیونکہ اس مہینے میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے ف۱

۲۷- بَابُ الْمُتَمَتِّعِ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ مِنَ الْهَدْيِ

متمتع پر وجوب ہدی کا بیان

۴۴۹- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ مَنِ اعْتَمَرَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ فِي شَوَّالٍ وَفِي ذِي الْقَعْدَةِ أَوْ ذِي الْحِجَّةِ فَقَدِ اسْتَمْتَعَ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْهَدْيُ أَوِ الصِّيَامُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا۔

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے حج کے مہینوں یعنی شوّال یا ذوالقعدہ یا ذوالحجہ کے مہینوں میں عمرہ کیا گویا کہ وہ متمتع ہو گیا اس پر ہدی واجب ہو گی اور ہدی میسر نہ آنے کی صورت میں روزے رکھنا ہوں گے ف۲

۴۵۰- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے

ف۱ ماہِ رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے اس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ستر فرائض کے مساوی ملتا ہے اسی طرح اس مہینے میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر عطا فرمایا جاتا ہے یاد رہے کہ رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں عمرہ کرنے سے حج کا ثواب تو مل جاتا ہے لیکن فرض ادا نہیں ہوتا البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت مطہرہ میں خود مختار ہیں آپ جو چاہیں ترمیم فرما سکتے ہیں۔ آپ نے اپنے اختیار کے باعث ہی عورت کے عمرہ کو حج کے قائم مقام قرار دے دیا۔

ف۲ جو شخص حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ ادا کرتا ہے پھر حج ادا کرتا ہے اسے "متمتع" کہا جاتا ہے متمتع پر دم یعنی قربانی لازم ہو جاتی ہے اور اگر قربانی نہ کی تو بھی حج کے دنوں میں تین روزے رکھنا ضروری ہے اور سات روزے اپنے گھر پہنچ کر رکھنا لازم ہے ایسے ہی حج قران کرنے والے پر قربانی واجب ہوتی ہے۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ مِمَّنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا مَا بَيْنَ أَنْ يُّهِلَّ بِالْحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ لَّمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنًى۔

جس شخص نے عمرہ اور حج دونوں کو ملا کر تمتع کیا اگر اسے احرام کے دنوں سے لے کر عرفہ کے دن تک ہدی میسّر نہ آئے تو اس پر روزے رکھنا ضروری ہیں اگر وہ روزے نہ رکھ سکے تو منیٰ کے دنوں میں روزے رکھ لے۔

۴۵۱- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی اسیطرح بیان کیا ہے۔

۴۵۲- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مَنِ اعْتَمَرَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ فِي شَوَّالٍ وَّفِي ذِي الْقَعْدَةِ أَوْ فِي ذِي الْحَجَّةِ ثُمَّ أَقَامَ حَتّٰى يَحُجَّ فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ أَوِ الصِّيَامِ إِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا وَّمَنْ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ ثُمَّ حَجَّ فَلَيْسَ مُتَمَتِّعٌ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے حج کے مہینوں شوال یا ذی القعدہ اور یا ذی الحجہ میں عمرہ کیا پھر رکا رہا حتیٰ کہ اس نے حج بھی کرلیا تو وہ متمتع ہو جائے گا تو اس پر اپنی طاقت کے مطابق قربانی واجب ہوگی اور اگر کسی کو قربانی میسّر نہ آئے تو اس پر روزے واجب ہوں گے جو شخص عمرہ کے بعد اپنے گھر واپس آگیا پھر جا کر اس نے حج ادا کیا تو وہ متمتع نہیں ہوگا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا كُلِّهِ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان تمام کی تمام روایات سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۸- بَابُ الرَّمَلِ بِالْبَيْتِ
بیت اللہ میں رمل کرنے کا بیان

۴۵۳- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان

عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْحَرَامِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَی الْحَجَرِ۔
قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِھٰذَا نَاْخُذُ الرَّمَلُ ثَلٰثَۃُ اَشْوَاطٍ مِّنَ الْحَجَرِ اِلَی الْحَجَرِ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَآئِنَا۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود سے لے کر حجرِ اسود تک رمل کیا ۔ ف
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک تین چکروں میں رمل ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

۲۹۔ بَابُ الْمَکِّیِّ وَغَیْرِہٖ یَحُجُّ اَوْیَعْتَمِرُ ھَلْ یَجِبُ عَلَیْہِ الرَّمَلُ

کیا مکی اور غیر مکی حج یا عمرہ کرنے والے پر رمل واجب ہے

۴۵۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا ھِشَامُ بْنُ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ رَاٰی عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ اَحْرَمَ بِعُمْرَۃٍ مِّنَ التَّنْعِیْمِ قَالَ ثُمَّ رَاَیْتُہٗ یَسْعٰی حَوْلَ الْبَیْتِ

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے

ف چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر ٹہل ٹہل کر چلنے کو "رمل" کہا جاتا ہے ۔ طوافِ قدوم کے پہلے تین چکروں میں رمل سنت ہے طوافِ زیارت اور طوافِ وداع میں مسنون نہیں ہے رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جب دس ہجری کو حج ادا فرمانے کے لیے تشریف لائے تھے تو آپ نے طوافِ قدوم میں خود بھی رمل کیا اور اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس کا حکم دیا ۔ رمل کرنے کی حکمت و توجیہہ یہ ہے کہ اہلِ مکہ نے مسلمانوں پر بطورِ طعن یہ اعتراض کیا تھا ، کہ مسلمان مدینہ (یثرب) میں جانے کے بعد وہاں کی بیماریوں کا شکار ہو گئے ہیں ۔ ان میں ضعف و کمزوری آگئی ہے وہ ہمارا مقابلہ کرنے کی قوت و طاقت نہیں رکھتے ۔ ان لوگوں کے اس وہم کو دور کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی بیت اللہ کے طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس کا حکم دیا بلاشبہ یثرب کی زمین بیماریوں کا مرکز تھی لیکن جب رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک رکھا وہ سب کی سب ختم ہو گئیں وہ زمین یثرب (بیماریوں کا مرکز) سے تبدیل ہو کر مدینہ منورہ (اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مرکز) بن گئی ۔

حَتّٰى طَافَ الْاَشْوَاطَ الثَّلٰثَةَ۔

مقام تنعیم سے احرام باندھا۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ پھر میں نے انھیں (عروہ بن زبیر) بیت اللہ کے اطراف میں دوڑتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ انھوں نے اس طرح (دوڑ کر) تین چکر مکمل کیے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ الرَّمَلُ وَاجِبٌ عَلٰى اَهْلِ مَكَّةَ وَغَيْرِهِمْ فِي الْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ مکی یا غیر مکی سب پر حج یا عمرہ ادا کرتے وقت "رمل" واجب ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۳۰۔ بَابُ الْمُعْتَمِرِ وَالْمُعْتَمِرَةِ مَا تَجِبُ عَلَيْهِمَا مِنَ التَّقْصِيْرِ وَالْهَدْيِ

عمرہ کی حالت میں قصر اور قربانی کا بیان

۴۵۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ مَوْلَاةً لِعَمْرَةَ ابْنَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُقَالُ لَهَا رُقَيَّةُ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ خَرَجَتْ مَعَ عَمْرَةَ ابْنَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِلٰى مَكَّةَ قَالَتْ قَدْ خَلَتْ عَمْرَةُ مَكَّةَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَاَنَا مَعَهَا قَالَتْ فَطَافَتْ بِالْبَيْتِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی رقیہ نے بیان کیا کہ اس نے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکہ کی طرف سفر کیا اور آٹھ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور میں بھی

ف حاجی مکی یا غیر مکی عامر (عمرہ کرنے والا) ہو یا حج کا قصد کرنے والا جب بھی بیت اللہ شریف کا طواف کرے گا پہلے تین چکروں میں رمل کرنا مسنون ہوگا اور باقی چار چکروں میں معمول کے مطابق رفتار رکھی جائے گی۔ یعنی رمل نہیں ہے اس سلسلے میں مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی عمرہ یا حج کے قصد سے مکہ مکرمہ تشریف لاتے اور کعبہ کا طواف شروع فرماتے تو پہلے تین چکروں میں رمل کرتے تھے۔

وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ دَخَلَتْ صُفَّةَ الْمَسْجِدِ فَقَالَتْ أَمَعَكِ مِقْصَانِ فَقُلْتُ لَا قَالَتْ فَالْتَمِسِيهِ لِي قَالَتْ فَالْتَمَسْتُهُ حَتّٰى جِئْتُ بِهِ فَأَخَذَتْ مِنْ قُرُونِ رَأْسِهَا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ ذَبَحَتْ شَاةً۔

ساتھ تھا۔ راویہ حدیث کا بیان ہے کہ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا نے کہ انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور پھر صفا اور مروہ کے درمیان اس نے سعی کیا۔ بعد میں وہ صفہ کے چبوترے میں داخل ہوئی اور کہا کیا تمھارے پاس قینچی موجود ہے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ عمرہ نے کہا تم کہیں سے تلاش کر لاؤ۔ حتیٰ کہ عمرہ نے اپنے سر کے بال کاٹ ڈالے جب قربانی کا دن آیا تو ایک بکری ذبح کر دی ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُعْتَمِرَةِ يَنْبَغِي أَنْ يُقَصِّرَ مِنْ شَعْرِهِ إِذَا طَافَ وَسَعٰى فَإِذَا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ ذَبَحَ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں بحالت احرام مناسب یہ ہے کہ طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد اپنے سر کے بال کٹوائے۔ یوم النحر میں قربانی ذبح کی جائے جو قربانی میسر ہو۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۴۵۶ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ شَاةٌ۔

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ کا مطلب بکری ہے۔

۴۵۷ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ بَعِيرٌ أَوْ بَقَرَةٌ قَالَ مُحَمَّدٌ بِقَوْلِ عَلِيٍّ نَأْخُذُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ سے مراد اونٹ یا گائے ہے۔

ف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرد کے لیے حلق (سر منڈوانا) تقصیر (بال کٹوانا) سے افضل ہے اس کی مقدار چوتھائی سر ہے۔ عورتوں کے لیے حلق نہیں بلکہ قصر ہے یعنی ایک لٹ کا اندازہ بال کاٹ دے۔ نیز امام صاحب کے نزدیک حلق یا قصر کا عمل واجب ہے۔

اَلْهَدْيِ شَاةٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں، مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ سے مراد بکری ہے یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۳۱۔بَابُ دُخُوْلِ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ

احرام کے بغیر مکّہ میں داخل ہونے کا بیان

۳۵۸۔اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اعْتَمَرَ ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِقُدَيْدٍ جَاءَهُ خَبَرٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ فَرَجَعَ فَدَخَلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کیا پھر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب مقام قدید میں پہنچے تو انھیں مدینہ طیبہ سے کوئی خبر ملی تو پھر واپس ہوئے اور مکّہ میں بغیر احرام کے داخل ہوئے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ مَنْ كَانَ فِى الْمَوَاقِيْتِ اَوْ دُوْنَهَا اِلٰى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَكَّةَ وَقْتٌ مِّنَ الْمَوَاقِيْتِ الَّتِىْ وُقِّتَتْ فَلَا بَاْسَ اَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ وَاَمَّا مَنْ كَانَ خَلْفَ الْمَوَاقِيْتِ الَّتِىْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَكَّةَ فَلَا يَدْخُلَنَّ مَكَّةَ اِلَّا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جو شخص مواقیت کے اندر ہو یا مکہ کے قریب ہو تو وہ بغیر احرام باندھے مکہ میں داخل ہوا تو کوئی حرج نہیں ہے جو شخص مواقیت کے باہر ہو یعنی وہ مواقیت جو اس کے اور مکہ کے درمیان ہیں تو بغیر احرام باندھے مکہ میں داخل نہ ہوں اور یہی امام

ف جو شخص مواقیت سے مکّہ مکرمہ کی طرف مقیم ہو وہ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہو سکتا ہے لیکن جو مواقیت سے باہر کی طرف ہو وہ بغیر احرام کے مکہ میں داخل نہیں ہو سکتا اندرونی حصّہ میں رہنے والا بار بار دخولِ مکہ کا محتاج ہے لہٰذا اس عذر کی بناء پر اس کے لیے بلا احرام دخول جائز ہوگا۔

بِإِحْرَامٍ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

۳۲۔ بَابُ فَضْلِ الْحَلْقِ وَمَا يُجْزِئُ مِنَ التَّقْصِيْرِ

سر منڈوانے کی فضیلت اور بال ترشوانے کے جواز کا بیان

۴۵۹۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ ظَفَّرَ فَلْيَحْلِقْ وَ تَشَبُّهُوْا بِالتَّلْبِيْدِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص بال گوندھے وہ اپنا سر منڈوائے اور بالوں کو تلبید کی مثل نہ بنائے ف

۴۶۰۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی اے اللہ تو سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سر کے بال کٹوانے والوں پر بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سر کے بال کٹوانے والوں پر بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر تو رحم فرما لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اور سر کے بال کٹوانے والوں پر بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا

ف حلق (سر منڈوانا) تقصیر (بال کٹوانا) سے افضل ہے جو شخص اپنے سر کے بال گوندتا ہوا اس کے لیے بہر حال منڈوانا ہی بہتر ہے اور اگر قصر کیا تب بھی جائز ہے عورت کے لیے قصر ہے حلق نہیں ہے یعنی اپنی ایک لٹ کی مقدار بال کاٹ ڈالے۔ مرد اگر حلق کی بجائے قصر (بال کاٹنا) کرتا ہے تو بھی جائز ہے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا حلق یا قصر کروائے گا۔

اور سر کے بال کٹوانے والوں پر۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاخُذُ مَنْ ضَفَّرَ فَلْيَحْلِقْ وَالْحَلْقُ اَفْضَلُ مِنَ التَّقْصِيْرِ وَالتَّقْصِيْرُ يُجْزِئُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے بال گوندھے وہ اپنے سر کے بال منڈوائے۔ بال منڈوانا کٹوانے سے بہتر ہے جبکہ کٹوانا بھی جائز ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۴۶۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا حَلَقَ فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ اَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهٖ وَمِنْ شَارِبِهٖ قَالَ مُحَمَّدٌ لَيْسَ هٰذَا بِوَاجِبٍ مَنْ شَآءَ فَعَلَهٗ وَمَنْ شَآءَ لَمْ يَفْعَلْهُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حج یا عمرہ میں سر کے بال منڈواتے تو اپنی ڈاڑھی اور مونچھوں سے لیتے حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ واجب نہیں ہے جس کا دل چاہے ایسے کرے اور جو چاہے نہ کرے۔

۳۳۔ بَابُ الْمَرْاَةِ تَقْدِمُ مَكَّةَ بِحَجٍّ اَوْ بِعُمْرَةٍ فَتَحِيْضُ قَبْلَ قُدُوْمِهَا اَوْ بَعْدَهَا

مکہ میں حج یا عمرہ کے دوران طواف قدوم سے پہلے یا بعد عورت کو حیض آجانے کا بیان

۴۶۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ الْمَرْاَةُ الْحَآئِضُ الَّتِيْ تُهِلُّ بِحَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ تُهِلُّ بِحَجَّتِهَا اَوْ بِعُمْرَتِهَا اِذَا اَرَادَتْ وَلٰكِنْ لَّا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى تَطْهُرَ وَتَشْهَدُ الْمَنَاسِكَ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: حائضہ عورت جب حج یا عمرے کے ارادے سے احرام باندھے جب وہ چاہے تلبیہ کہہ سکتی ہے لیکن جب تک وہ پاک نہ ہو جائے بیت اللہ کا طواف کر سکتی ہے اور نہ صفا و مروہ کی سعی کر سکتی ہے ف

ف جس عورت کو حالت احرام میں حیض یا نفاس آگیا وہ حج کے تمام افعال و ارکان ادا کرتی رہے گی البتہ طواف، نوافل طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی سے اجتناب کرے گی کیونکہ طواف اور نماز کے لیے طہارت کا ہونا لازمی و فرض ہے (جاری ہے)

وَتَشْهَدُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا مَعَ النَّاسِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَا تَقْرَبُ الْمَسْجِدَ وَلَا تُحِلُّ حَتَّى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ۔

۴۶۳ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي ۔

۴۶۴ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

وہ لوگوں کے ساتھ حج کے تمام افعال میں شریک ہو سکتی ہے سوائے طواف بیت اللہ اور سعی صفا و مروہ کے اور وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی جب تک وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کر لیتی احرام نہیں کھولے گی ۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں بحالتِ حیض مکہ مکرمہ میں آئی طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی نہ کر سکی تو اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم وہ تمام افعال کرتی رہو جو حجاج کرتے ہیں لیکن جب تک پاکیزگی حاصل نہ ہو جائے طواف بیت اللہ نہ کرو ۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو ہم نے عمرہ کا احرام باندھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس کے ساتھ ہدی (قربانی) ہو وہ حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا احرام باندھے جب تک دونوں کو مکمل نہ کرے احرام نہ کھولے ۔ حضرت ام المومنین رض فرماتی ہیں کہ میں بحالتِ حیض مکہ میں داخل ہوئی میں طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی نہ کر سکی اس بارے میں بارگاہِ رسالت میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۲۴ سے آگے) صفا و مروہ کے درمیان سعی سے اس لیے باز رہے گی کہ یہ طواف بیت اللہ کے بعد کیا جاتا ہے چونکہ طواف نہیں کیا لہٰذا سعی کرنا بھی جائز نہ ہوا جب اسے مکمل طور پر طہارت و پاکیزگی حاصل ہو جائے گی تب یہ افعال و ارکان ادا کرے ۔

انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ
وَدَعِي الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ
الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ
فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هٰذِهٖ مَكَانُ عُمْرَتِكِ وَطَافَ الَّذِينَ
حَلُّوا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ
طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى
وَأَمَّا الَّذِينَ كَانُوا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ
فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا۔

شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنا سر کھول، کنگھی کرو اور صرف حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ ترک کر دو، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا جب میں نے حج مکمل کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنعیم مقام" میں بھیجا۔ میں نے عمرہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمھارے عمرے کا عوض ہے۔ جن لوگوں نے طواف بیت اللہ اور سعی صفا و مروہ کر لیا تو انھوں نے احرام کھول دیا منیٰ سے واپس آ کر انھوں نے دوبارہ طواف کیا اور جن لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کے لیے احرام باندھا تھا انھوں نے ایک بار طواف کیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ الْحَائِضُ
تَقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفَ وَ
لَا تَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى تَطْهُرَ
فَإِنْ كَانَتْ أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ فَخَافَتْ فَوْتَ الْحَجِّ
فَلْتُحْرِمْ بِالْحَجِّ وَتَقِفُ بِعَرَفَةَ وَتَرْفُضُ الْعُمْرَةَ
فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَجِّهَا قَضَتِ الْعُمْرَةَ كَمَا قَضَتْهَا
عَائِشَةُ وَذَبَحَتْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ بَلَغَنَا
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَبَحَ عَنْهَا
بَقَرَةً وَهٰذَا كُلُّهٗ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ
اللّٰهُ إِلَّا مَنْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّهٗ
يَطُوفُ طَوَافَيْنِ وَيَسْعٰى سَعْيَيْنِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ حائضہ عورت حج کے تمام ارکان ادا کرے گی سوائے طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے۔ کیونکہ انھیں حصولِ طہارت پر ادا کرے گی۔ اور اگر اس عورت نے صرف عمرہ کے لیے احرام باندھا ہو اور حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو وہ حج کا احرام باندھ لے، وہ میدانِ عرفات میں قیام کرے اور عمرہ کا احرام ختم کر دے جب وہ اپنے عمرے سے فراغت حاصل کرے تو اپنا عمرہ پورا کر لے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کیا اور جو ہدی (قربانی) میسر آئے ذبح کر دے ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے گائے

ذبح کی رہ یہ سب کا سب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے سوائے اس بات کے کہ جو شخص حج اور عمرہ کو جمع کرے وہ دو طواف اور دو عمرے ادا کرے۔

۳۴۔ بَابُ الْمَرْاَةِ تَحِيضُ فِي حَجِّهَا قَبْلَ اَنْ تَطُوفَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ

جس عورت کو حج کے موقعہ پر طواف زیارت سے قبل حیض آجائے، کا بیان

۴۶۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي اَبُو الرِّجَالِ اَنَّ عُمْرَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ اِذَا حَجَّتْ وَمَعَهَا نِسَاءٌ تَخَافُ اَنْ تَحِضْنَ قَدَّمَتْهُنَّ يَوْمَ النَّحْرِ فَاَفَضْنَ فَاِنْ حِضْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ تَنْتَظِرْ تَنْفِرُ بِهِنَّ وَهُنَّ حُيَّضٌ اِذَا كُنَّ قَدْ اَفَضْنَ۔

حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب حج کرتیں تو ان کے ساتھ اور عورتیں بھی شامل ہوتیں اگر ان عورتوں کو حیض آنے کا امکان ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہا ان کو قربانی کے دن طواف افاضہ کے لیے بھیج دیتیں وہ طوافِ افاضہ کرلیتیں اگر اس کے بعد انھیں حیض کی شکایت ہو جاتی تو وہ طہارت (پاکیزگی) کا انتظار نہ کرتیں بلکہ بحالتِ حیض روانہ ہو جاتیں۔ ف

۴۶۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ عَنْ عُمْرَةَ ابْنَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنَّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ صفیہ بنت حیی کو حیض کی شکایت ہوگئی ہے

ف جس عورت نے طواف زیارت کرلیا پھر اسے حیض آگیا یا بچہ پیدا ہوا اس کا حج مکمل ہوگیا لہٰذا پاکی کا انتظار کیے بغیر وہ گھر روانہ ہو جائے گویا اسے طواف الوداع کرنے کی ضرورت نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خواتین کو اسی بات کی تعلیم دی اگر طواف زیارت سے قبل کوئی عورت حائضہ ہوئی یا بچہ پیدا ہوگیا تو اسے حصولِ طہارت تک ٹھہرنا چاہیے طہارت کے حصول کے بعد طواف کرکے پھر گھر کو روانہ ہو۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی خواتین کو اسی مسئلہ کے سلسلہ میں خصوصی ہدایات جاری فرمایا کرتی تھی۔

صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا قَالَ أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ قُلْنَ بَلٰى إِلَّا أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ طَوَافَ الْوَدَاعِ قَالَ فَاخْرُجْنَ۔

شاید وہ ہمیں (اس سبب) روک لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس نے تمھارے ساتھ مل کر طواف بیت اللہ نہیں کیا؟ عورتوں نے عرض کیا ہاں لیکن اس نے طوافِ وداع نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ روانہ ہو جائیں۔

۴۶۷۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ ابْنَةِ مِلْحَانَ قَالَتِ اسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَنْ حَاضَتْ وَوَلَدَتْ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَذِنَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَتْ۔

حضرت ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی عورت کے بارے سوال کیا جسے طوافِ افاضہ کے بعد قربانی کے دن حیض آگیا یا بچہ جَن دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے روانہ ہو جانے کی اجازت دے دی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ أَيُّمَا امْرَأَةٍ حَاضَتْ قَبْلَ أَنْ تَطُوْفَ يَوْمَ النَّحْرِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ أَوْ وَلَدَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَلَا تَنْفِرَنَّ حَتّٰى تَطُوْفَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ وَإِنْ كَانَتْ طَافَتْ طَوَافَ الزِّيَارَةِ ثُمَّ حَاضَتْ أَوْ وَلَدَتْ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ تَنْفِرَ قَبْلَ أَنْ تَطُوْفَ طَوَافَ الصَّدَرِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس عورت کو قربانی کے دن طوافِ زیارت سے قبل حیض کی شکایت ہو گئی یا اس نے بچہ جن دیا تو وہ جب تک طواف زیارت نہیں کرے گی ہرگز روانگی اختیار نہیں کر سکتی اور جس عورت کو طوافِ زیارت کے بعد حیض کی شکایت ہوئی یا اس نے بچہ جن دیا جبکہ اس نے طواف صدر نہیں کیا تو وہ روانگی اختیار کر سکتی ہے یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۳۵۔ بَابُ الْمَرْأَةِ تُرِيْدُ الْحَجَّ أَوِ الْعُمْرَةَ فَتَلِدُ أَوْ تَحِيْضُ قَبْلَ أَنْ تَحْ...

حج یا عمرہ کا قصد کرنے کے بعد اور احرام باندھنے کے بعد عورت نے بچہ جن دیا یا اسے حیض کی شکایت ہو جا...

۴۶۸۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

حضرت عبد الرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ اپنے وا...

اَلْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَسْمَآءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ بِالْبَيْدَآءِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ اَبُوْبَكْرٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتُهِلَّ۔

حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بیداء کے مقام پر محمد بن ابی بکر کو جنم دیا اس سلسلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ فِي النُّفَسَآءِ وَالْحَآئِضِ جَمِيْعًا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم حیض اور نفاس والی تمام عورتوں کے بارے دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۳۶۔ بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ فِي الْحَجِّ

حج کے دوران عورت کو بیماری کا خون جاری ہونے کا بیان

۴۶۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُوالزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ اَنَّ اَبَا مَاعِزٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سُفْيَانَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَجَآءَتْهُ امْرَاَةٌ تَسْتَفْتِيْهِ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَقْبَلْتُ اُرِيْدُ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ اَهْرَقْتُ فَرَجَعْتُ حَتّٰى ذَهَبَ ذٰلِكَ

حضرت ابوزبیر مکی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوماعز بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انھیں بتایا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ان کے پاس ایک عورت مسئلہ پوچھنے کے لیے حاضر ہوئی عورت نے کہا بے شک میں نے طواف بیت اللہ کا قصد کیا جب مسجد کے دروازہ کے قریب پہنچی تو میرا خون

ف میقات میں حج یا عمرہ کا احرام باندھنے سے قبل اگر کوئی عورت حائضہ ہو جائے یا بچہ جن دے تو وہ غسل کر کے احرام باندھ لے مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر طواف بیت اللہ، نفلی طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے علاوہ باقی تمام افعال و ارکان حج ادا کرتی رہے گی جب طہارت حاصل ہو جائیگی یہ امور ثلاثہ ادا کرے گی۔

عَنِّیْ ثُمَّ اَقْبَلْتُ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ اُهْرِقْتُ فَرَجَعْتُ حَتّٰی ذَهَبَ ذٰلِكَ عَنِّیْ ثُمَّ رَجَعْتُ اِلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ اَیْضًا فَقَالَ لَهَا ابْنُ عُمَرَ اِنَّمَا ذٰلِكَ رَكْضَةٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ فَاغْتَسِلِیْ ثُمَّ اسْتَثْفِرِیْ بِثَوْبٍ ثُمَّ طُوْفِیْ۔

جاری ہوگیا، میں واپس آئی تو وہ خون مجھ سے ختم ہوگیا پھر جب میں آئی اور مسجد کے دروازے کے قریب پہنچی تو مجھ سے بھی خون جاری ہوگیا میں واپس ہوئی تو خون مجھ سے ختم ہوگیا تو پھر میں دروازے کے پاس آئی؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ شیطانی بیماری ہے تم غسل کرو، مقامِ مخصوصہ پر کپڑا باندھ لو اور طواف کرو۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ هٰذِهِ الْمُسْتَحَاضَةُ فَلْتَتَوَضَّأْ وَتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ تَطُوْفُ وَتَصْنَعُ مَا تَصْنَعُ الطَّاهِرَةُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم مستحاضہ کے بارے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ وہ وضو کرے، مقامِ مخصوصہ پر کپڑا باندھے پھر طواف کرے اور پاک عورت کی طرح جو چاہے کرے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہا کا قول ہے۔

۳۷۔ بَابُ دُخُوْلِ مَكَّةَ وَمَا یُسْتَحَبُّ مِنَ الْغُسْلِ قَبْلَ الدُّخُوْلِ

دخولِ مکّہ اور دخولِ مکّہ سے قبل امرِ مستحب کا بیان

۔۷۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ بَاتَ بِذِیْ طُوًی

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ معظمہ کے پاس پہنچتے

ف "استحاضہ" عورت کو مقامِ مخصوصہ سے بیماری کے باعث خون آنے کو کہا جاتا ہے جس عورت کو یہ خون آئے اسے مستحاضہ کہا جاتا ہے۔ استحاضہ کا حکم دائمی نکسیر یا تسلسل پیشاب والا ہے یعنی ایک بار وضو کرکے جتنی چاہے نماز پڑھ سکتا ہے ایسے ہی مستحاضہ عورت ہر نماز کے لیے ایک بار وضو کرکے جتنی چاہے نماز پڑھ سکتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مستحاضہ طواف کے وقت وضو کرکے جتنی بار چاہے طواف کرسکتی ہے۔

بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ حَتّٰى يُصْبِحَ ثُمَّ يُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِيْ بِأَعْلٰى مَكَّةَ وَلَا يَدْخُلُ مَكَّةَ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا حَتّٰى يَغْتَسِلَ قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ بِذِيْ طُوًى وَيَأْمُرُ مَنْ مَعَهٗ فَيَغْتَسِلُوْا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلُوْا۔

تو دو گھاٹیوں کے درمیان وادی ذی طوٰی میں رات گزارتے جب صبح ہوتی تو فجر کی نماز ادا کرتے پھر مکہ معظمہ میں بالائی حصّہ کی طرف سے داخل ہوتے جب آپ حج یا عمرہ کی غرض سے نکلتے تو مکہ مکرمہ کے قریب وادی ذی طوٰی میں جب تک غسل نہ کر لیتے مکہ میں داخل نہ ہوتے اور آپ اپنے ساتھیوں کو بھی دخولِ مکہ سے قبل غسل کرنے کی ہدایت فرماتے۔ ف

۴۷۱ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّ أَبَاهُ الْقَاسِمَ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ لَيْلًا وَهُوَ مُعْتَمِرٌ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَيُؤَخِّرُ الْحِلَاقَ حَتّٰى تُصْبِحَ وَلٰكِنَّهٗ لَا يَعُوْدُ إِلَى الْبَيْتِ فَيَطُوْفُ بِهٖ حَتّٰى يَحْلِقَ وَرُبَّمَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَأَوْتَرَ فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَقْرَبِ الْبَيْتَ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے والد حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، عمرہ کے قصد سے آتے تو رات کے وقت مکہ معظمہ میں داخل ہوتے طواف بیت اللہ کرتے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے لیکن حلق (سر منڈوانا) صبح تک ملتوی کرتے دوبارہ طواف بیت اللہ سے قبل سر منڈوا لیتے۔ بعض اوقات آپ مسجد میں (رات کے وقت) داخل ہوتے تو اس میں نمازِ وتر ادا کرتے پھر واپس آجاتے بیت اللہ کے قریب (طواف کی غرض سے) نہ جاتے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ إِنْ شَاءَ لَيْلًا وَإِنْ شَاءَ نَهَارًا وَيَطُوْفُ وَيَسْعٰى وَلٰكِنَّهٗ لَا يُعْجِبُنَا لَهٗ أَنْ يَعُوْدَ فِي الطَّوَافِ حَتّٰى يَحْلِقَ أَوْ يُقَصِّرَ كَمَا فَعَلَ الْقَاسِمُ وَأَمَّا الْغُسْلُ حِيْنَ يَدْخُلُ فَهُوَ حَسَنٌ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر کوئی چاہے تو دخولِ مکہ رات کو کرے اور چاہے تو دن کو کرے اس میں کوئی حرج نہیں، وہ طواف کر سکتا ہے اور سعی بھی کر سکتا ہے لیکن ہمارے نزدیک اچھا نہیں کہ حلق یا قصر کرانے سے قبل دوبارہ طواف کرے جس طرح

ف جمعۃ المبارک کی نماز کے لیے، عیدین کی نماز کے لیے، پندرہ شعبان کو اور احرام باندھنے سے قبل وغیرہ مواقع پر غسل کرنا سنت ہے۔ مسنون غسلوں میں سے ایک دخولِ مکہ سے قبل ہے دخولِ مکہ کے وقت غسل کرنا سنت ہے واجب نہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مؤقف ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ نے کہا اور دخول مکہ کیو قت غسل بہتر و مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

۳۸- بَابُ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

صفا و مروہ کے درمیان سعی کا بیان

۴۷۲- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ حَتّٰى يَبْدُوَ لَهُ الْبَيْتُ وَكَانَ يُكَبِّرُ ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ يَفْعَلُ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَذٰلِكَ إِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ تَكْبِيْرَةً وَسَبْعُ تَهْلِيْلَاتٍ وَيَدْعُوْ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَيَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى ثُمَّ يَهْبِطُ فَيَمْشِيْ حَتّٰى إِذَا جَاءَ بَطْنَ الْمَسِيْلِ سَعٰى حَتّٰى يَظْهَرَ مِنْهُ ثُمَّ يَمْشِيْ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَرْوَةَ فَيَرْقٰى فَيَصْنَعُ عَلَيْهَا مِثْلَ مَا صَنَعَ عَلَى الصَّفَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ سَعْيِهِ وَسَمِعْتُهُ يَدْعُوْ عَلَى الصَّفَا اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَإِنِّيْ أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِيْ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو صفا سے شروع کرتے آپ صفا پر چڑھ جاتے حتیٰ کہ کعبۃ اللہ آپ کو نظر آجاتا، تین بار اللہ اکبر کہتے اور پھر یوں کہتے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (نہیں معبود مگر اللہ تعالیٰ، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کے لائق ہے، تمام تعریفیں اس کے لیے ہیں، وہ زندہ کرتا ہے، وہ مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قا ہے) اسے آپ سات بار کرتے۔ گو یہ اکیس تکبیر اور سات مرتبہ کلمہ چہارم ہو گیا اور اس دوران دُعا کر اور اللہ تعالیٰ سے سوال و طلب کرتے۔ پھر آپ اُتر اور چلنا شروع کر دیتے حتیٰ کہ وادی میں آتے تو تیز دوڑنا شروع کر دیتے یہاں تک کہ اس سے باہر نکل پھر آرام سے چلنا شروع کر دیتے حتیٰ کہ مروہ کے قر پہنچ جاتے اور اس پر چڑھ جاتے۔ آپ مروہ میں ا کرتے جیسا کہ صفا پر کیا تھا اسے سات مرتبہ کر

لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّيْ حَتّٰى تَوَفَّانِيْ وَاَنَا مُسْلِمٌ۔

حتیٰ کہ سعی سے فارغ ہوجاتے میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو صفا پر یوں دعا کرتے ہوئے سنا اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ، وَاِنِّیْ اَسْئَلُکَ کَمَا ھَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَہٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ (اے اللہ تو نے فرمایا: تم مجھ سے دعا کرو میں تمھاری دعا قبول کروں گا اور بے شک تو وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا، بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جیسے تو نے مجھے تعلیم دی تو مجھ سے متاعِ اسلام دُور نہ کرنا حتیٰ کہ جب تو مجھے وفات دے تو میں مسلمان ہی ہوں۔ ف

۳۴۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ هَبَطَ مِنَ الصَّفَا مَشٰى حَتّٰى اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْمَسِيْلِ سَعٰى حَتّٰى ظَهَرَ مِنْهُ قَالَ وَكَانَ يُكَبِّرُ عَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثَلٰثًا وَيُهَلِّلُ وَاحِدَةً يَفْعَلُ ذٰلِكَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "صفا" سے اُترتے تو آرام سے چلتے حتیٰ کہ جب آپ وادی کے درمیان میں پہنچتے تو تیز رفتاری سے چلتے حتیٰ کہ وادی سے آگے نکل جاتے۔ راوی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ پر تین تین بار اللہ اکبر

ف صفا و مروہ کے درمیان سعی (دوڑنا) بھی اسلاف کی یادگار ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش کے موقعہ پر پانی کی تلاش کے سلسلے میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دونوں پہاڑوں کے درمیان سعی (دوڑ) کی تھی اس متقیہ اور مقبول بندی کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ قیامت تک حج اور عمرہ کرنے والوں کے لیے یہ ضروری قرار دے دیا گیا گویا یہ عمل مائی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی یادگار ہے۔ اس مسئلہ میں آئمہ دین کا اختلاف ہے کہ سعی کا حکم کیا ہے؟ آئمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک صفا اور مروہ کے درمیان سعی حج اور عمرہ کا رکن ہے اس کے چھوٹنے سے حج یا عمرہ بالکل ادا نہیں ہوگا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک صفا و مروہ کے درمیان سعی واجب ہے اگر کسی سے یہ چھوٹ جائے تو دم دینے سے کمی پوری ہو جائے گی اور حج یا عمرہ صحیح ادا ہو جائے گا دونوں اطراف سے دلائل مطولات میں موجود ہیں۔

ثَلٰثَ مَرَّاتٍ۔

اور ایک بار کلمہ چہارم کہتے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اس طرح کرتے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ اِذَا صَعِدَ الرَّجُلُ الصَّفَا كَبَّرَ وَهَلَّلَ وَدَعَا ثُمَّ هَبَطَ مَاشِيًا حَتّٰى يَبْلُغَ بَطْنَ الْوَادِيْ فَيَسْعٰى فِيْهِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهُ ثُمَّ يَمْشِيْ مَشْيًا عَلٰى هَيْئَتِهٖ حَتّٰى يَاْتِيَ الْمَرْوَةَ فَيَصْعَدَ عَلَيْهَا وَيُكَبِّرَ وَيُهَلِّلَ وَيَدْعُوَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ بَيْنَهُمَا سَبْعًا يَسْعٰى فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ مِّنْهُمَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان تمام روایات سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص صفا پر بلند ہو تو تکبیر کہے، کلمہ چہارم پڑھے اور دعا کرے پھر اُتر کر پیدل آرام سے اپنی عادت کے مطابق چلے حتیٰ کہ مروہ آجائے اس پر چڑھ جائے تکبیر کہے کلمہ چہارم کہے اور دعا کرے اس طرح دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات مرتبہ کرے اور بطن وادی میں ہر بار سعی کرے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۳۹۔ بَابُ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ رَاكِبًا اَوْ مَاشِيًا

طواف بیت اللہ سواری پر یا پیدل کرنیکا بیان

۴۷۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ نَوْفَلٍ الْاَسَدِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتِ اشْتَكَيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ قَالَتْ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى جَانِبِ الْبَيْتِ وَ يَقْرَاُ بِالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں بیمار ہو گئی اپنی بیماری کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے کر لو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں طواف کیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کی ایک جانب نماز پڑھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی نماز میں) سورہ طور تلاوت فرمائی رف

ف بیت اللہ کا طواف پیدل بھی کیا جا سکتا ہے اور سواری پر بھی ، دونوں میں سے پیدل طواف کرنا (جا

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا بَأْسَ لِلْمَرِيْضِ وَذِي الْعِلَّةِ أَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ مَحْمُوْلًا وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ بیمار اور معذور سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۴۷۵- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرَّ عَلَى امْرَأَةٍ مَجْذُوْمَةٍ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقَالَ يَا أَمَةَ اللّٰهِ اقْعُدِيْ فِيْ بَيْتِكِ وَلَا تُؤْذِي النَّاسَ فَلَمَّا تُوُفِّيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَتَتْ فَقِيْلَ لَهَا هَلَكَ الَّذِيْ كَانَ يَنْهَاكِ عَنِ الْخُرُوْجِ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أُطِيْعُهُ حَيًّا وَأَعْصِيْهِ مَيِّتًا۔

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گذر ایسی عورت کے پاس سے ہوا جو جذام کی بیماری کے سبب سواری پر طواف بیت اللہ کر رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: "اے اللہ کی بندی! تم اپنے گھر میں بیٹھو اور لوگوں کو تکلیف مت دو" جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو وہ عورت مکہ میں آئی اسے کہا گیا کہ جو شخصیت تم کو نکلنے سے منع کرتی تھی وہ دنیا سے رخصت ہو چکی ہے اس عورت نے جواب دیا قسم بخدا! میں ایسی عورت نہیں ہوں کہ زندگی میں ان کی اطاعت کروں اور وصال کے بعد ان کی نافرمانی کروں۔

۴۰- بَابُ اسْتِلَامِ الرُّكْنِ

رُکنِ یمانی کو بوسہ دینے کا بیان

۴۷۶- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ

حضرت عبید بن جریج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۴ کا) افضل ہے اگر بیماری یا ضعف اور کمزوری وغیرہ کا عذر ہو تو سواری پر بھی طواف بیت اللہ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ روایات سے ثابت ہے کہ رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری یا بطور تعلیم اونٹ پر سوار ہو کر طواف بیت اللہ کیا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو سواری پر طواف کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

الْمَقْبُرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَاَيْتُكَ تَصْنَعُ اَرْبَعًا مَا رَاَيْتُ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَاَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَرَاَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَاَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَاَيْتُكَ اِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ اَهَلَّ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهْلِلْ اَنْتَ حَتّٰى يَكُوْنَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ وَّيَتَوَضَّاُ فِيْهَا فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا وَاَمَّا الصُّفْرَةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبُغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ۔

انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے چار چیزیں آپ میں ایسی دیکھی ہیں جو صرف آپ کرتے ہیں آپ کے علاوہ اور کسی کو کرتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن جریج! وہ چیزیں کیا ہیں؟ ابن جریج نے کہا (۱) میں دیکھتا ہوں کہ آپ ارکان بیت اللہ میں سے صرف دو کو چھوتے ہیں (۲) میں نے آپ کو دیکھا کہ بالوں کے بغیر چمڑے کا جوتا استعمال کرتے ہیں (۳) میں نے آپ کو زرد خضاب استعمال کرتے دیکھا اور (۴) میں نے دیکھا کہ اہلِ مکہ چاند دیکھتے ہی تلبیہ کہتے ہیں جبکہ آپ کو میں نے دیکھا کہ آٹھ ذی الحجہ کو تلبیہ کہتے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: جہاں تک ارکانِ بیت اللہ کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے علاوہ کسی رکن کا استلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جوتے کے سلسلے میں یہ گذارش ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جوتا استعمال کرتے دیکھا جس پر بال نہیں تھے آپ اسی میں وضو کرتے تو مجھے بھی ایسا ہی جوتا پہننا پسند ہے اور زرد رنگ کے سلسلے میں یہ گذارش ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کا خضاب کرتے ہوئے دیکھا ہے تو مجھے بھی پسند ہے کہ میں بھی ایسا ہی خضاب کر دل اور جہاں تک احرام باندھنے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلبیہ کہتے ہوئے نہیں سنا حتیٰ کہ آ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَهٰذَا كُلُّهُ حَسَنٌ وَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّسْتَلِمَ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ وَالْحَجَرَ وَهُمَا اللَّذَانِ اسْتَلَمَهُمَا ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ۔

سواری پر جلوہ افروز ہو جاتے۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ سب کچھ درست ہے ارکانِ بیت اللہ میں سے صرف ان دو کا استلام کرنا چاہیے جن کا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے استلام کیا تھا وہ حجرِ اسود اور رکنِ یمانی ہیں، باقیوں کا استلام کرنا درست نہیں ہے۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

۴۷۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھاری قوم نے جب تعمیرِ بیت اللہ کی

ف بیت اللہ کے چار ارکان ہیں ۱ رکن یمانی ۲ حجرِ اسود اور دوسرے دو شامی ارکان ہیں پہلے دونوں کو یمانیان اور دوسرے دونوں کو شامیان کہا جاتا ہے رکنِ یمانی اور حجرِ اسود دونوں کا احترام کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں فضیلتیں موجود ہیں۔ رکن اسود میں دو فضیلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیاد پر ہے اور دوسری یہ کہ اس میں معزز ترین پتھر حجرِ اسود محفوظ ہے۔ رکنِ یمانی کا احترام اس لیے کیا جاتا ہے کہ اس میں یہ فضیلت موجود ہے کہ اس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیاد پر ہے۔ باقی دونوں شامی ارکان ہیں ان میں یہ فضیلتیں نہیں ہیں اس لیے ان کا اس انداز میں احترام بھی نہیں کیا جاتا۔ حجرِ اسود کو بوسہ دینا سنتِ مصطفوی ہے اگر ہجوم کی بناء پر اس تک رسائی حاصل نہ ہو سکے تو طواف کے دوران اس کی طرف ہاتھوں کا یا چھڑی وغیرہ کا اشارہ کر کے اسے بوسہ دیا جائے تو اجر اور ثواب مل جائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا تھا۔ حضرت عبداللہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنون کی حد تک محبت تھی جو کام سرکار کرتے تھے تو صحابہ کرام اسی کو اپنا لیتے اور تاحیات اس کو ترک نہ فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ تاحیات حجرِ اسود کو سنتِ مصطفوی کی بناء پر بوسہ دیتے رہے۔ جیسا کہ مسلم، مشکوٰۃ اور دیگر کتب میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا درست ہے کیونکہ بوسہ دینے سے شرک لازم نہیں آتا۔

ابْنُ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَمْ تَرَى اَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنُوا الْكَعْبَةَ اِقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ فَقَالَ لَوْلَا حِدْثَانَ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ الَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّ عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چُنی ہوئی بنیادوں میں کمی کر دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر کعبۃ اللہ کو کیوں نہیں اٹھایا؟ راویہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمھاری قوم نئی نئی کفر سے منہ پھیرتی (تو میں ایسے ہی کرتا)۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے تو میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر اسود کے ساتھ والے دو ارکان کے علاوہ استلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ ان کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیادوں پر نہیں ہوئی۔

۴۱۔ بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الْكَعْبَةِ وَدُخُوْلِهَا

کعبۃ اللہ میں داخل ہونے اور اس میں نماز پڑھنے کا بیان

۸۷۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ ابْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجُوْا مَاذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَسَارِهٖ وَعَمُوْدَيْنِ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت اسامہ بن زید، حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ الحجبی رضی اللہ علیہم کے ساتھ کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے۔ دروازہ بند کر دیا گیا وہاں ٹھہرے رہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب وہ نکل آئے تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ

عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَاءَهٗ ثُمَّ صَلّٰى وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ۔

دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اندر) کیا کرتے تھے ؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ایک ستون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب، دو ستون دائیں جانب اور تین ستون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے اس کیفیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی ۔ اور بیت اللہ اس زمانہ میں چھ ستونوں پر مشتمل تھا ۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ الصَّلٰوةُ فِي الْكَعْبَةِ حَسَنَةٌ جَمِيْلَةٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کعبۃ اللہ کے اندر نماز مستحسن ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

۴۲۔ بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ اَوْ عَنِ الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ

میت یا بوڑھے آدمی کی طرف سے حج کرنے کا بیان

۴۷۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَتَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمٍ تَسْتَفْتِيْهِ قَالَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے راوی حدیث بتاتے ہیں کہ ایک عورت جس کا تعلق بنی خثعم سے تھا آئی تاکہ کوئی مسئلہ دریافت کرے ۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے اور عورت ان کی طرف دیکھنے لگی

ف صاحبِ تقویٰ اور طہارت کعبۃ اللہ میں داخل ہو سکتا ہے اور کعبۃ اللہ کے اندر بلا کراہت نماز بھی پڑھی جا سکتی ہے البتہ کعبۃ اللہ کی چھت پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے کیونکہ اس پر چڑھنا خلاف ادب ہے ۔

اِلَیْہِ قَالَ وَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْرِفُ وَجْہَ الْفَضْلِ بِیَدِہٖ اِلَی الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فَرِیْضَۃَ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّثْبُتَ عَلَی الرَّاحِلَۃِ اَفَاَحُجُّ عَنْہُ قَالَ نَعَمْ وَ ذٰلِکَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا چہرہ اپنے ہاتھ سے دوسری طرف پھیر دیا عورت نے عرض کیا یارسول اللہ! حج بیت اللہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر فرض ہے۔ میں نے اپنے والد صاحب کو بڑھاپے کے عالم میں پایا ہے وہ سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ رف

ف ان تمام احادیث مبارکہ میں مسئلہ ایصال ثواب بہترین طریقے سے ثابت ہو جاتا ہے غیر کی طرف سے جو حج کیا جاتا ہے اسے حجِ بدل کہا جاتا ہے اگر ایصال ثواب منع ہوتا تو نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی کسی کو حج بدل کرنے کی ہرگز اجازت نہ دیتے۔ حج کی طرح روزہ کے ساتھ بھی ایصالِ ثواب کرنا ثابت ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والدین کا انتقال ہو گیا ہے ان کی زندگی میں تو میں ان کی خدمت کیا کرتا تھا اب ان کے ساتھ نیکی کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو نماز پڑھے ان کے لیے بھی نماز پڑھ اور جب تو روزے رکھے تو ان کے لیے بھی روزے رکھ۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کے لیے بہترین تحفہ یہ ہے کہ جب تم نماز پڑھو تو ان کے لیے بھی نماز پڑھو اور جب تم روزہ رکھو تو ان کے لیے بھی روزہ رکھو اور جب تم صدقہ دو تو ان کی طرف سے بھی صدقہ دو۔ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دو جانور ذبح کیا کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور ایک قیامت تک آنے والے اپنے ان امتیوں کی طرف سے جو قربانی کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی دو جانور ذبح کیا کرتے تھے ان سے دریافت کیا گیا کہ قربانی تو ایک واجب ہے آپ دو کیوں ذبح کرتے ہیں تو وہ جواب دیتے کہ ایک قربانی میں اپنی طرف سے کرتا ہوں اور دوسری قربانی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قربانی کے سلسلے میں وصیت فرمائی تھی۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا وہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے (جاری ہے)

۴۸۰ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ رَجُلٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ امْرَاَةٌ كَبِيْرَةٌ لَا تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَحْمِلَهَا عَلٰى بَعِيْرٍ وَاِنْ رَبَطْنَاهَا خِفْنَا اَنْ تَمُوْتَ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری والدہ بوڑھی ہے ہم انھیں اونٹ پر بھی سوار نہیں کر سکتے اور اگر انھیں اونٹ پر باندھیں تو ہمیں خوف ہے کہ وہ فوت ہو جائیں گی۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔

۴۸۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ رَجُلًا كَانَ جَعَلَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَبْلُغَ اَحَدٌ مِّنْ وُّلْدِهِ الَّذِيْ قَالَ وَقَدْ كَبِرَ الشَّيْخُ فَجَاءَ ابْنُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ اِنَّ اَبِيْ قَدْ كَبِرَ وَهُمَا لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ۔

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص کی اولاد بچپن کے زمانہ میں فوت ہو جاتی تھی اس نے نذر مانی اگر میرا کوئی بچہ زندہ رہا، اس قابل ہو گیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے اونٹنی کا دودھ نکال کر خود پی لے تو میں اس کے ساتھ جا کر حج کروں گا۔ راوی حدیث کا بیان ہے جس شخص نے نذر مانی تھی اس کا ایک بچہ اس قابل ہو گیا اور راوی حدیث کہتے ہیں کہ وہ شخص خود بوڑھا ہو گیا۔ اس بوڑھے کا بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اصل صورتِ حال کے بارے بتایا۔ اس لڑکے نے مزید عرض کیا کہ میرے والد صاحب بوڑھے ہو گئے ہیں وہ حج کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۰ کا) اور دریافت کیا کہ میں اپنی والدہ کی طرف سے نیکی کرنا چاہتا ہوں تو مجھے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی بہترین صدقہ ہے چنانچہ انھوں نے ایک کنواں خرید کر اپنی والدہ کے لیے وقف کر دیا اس سلسلے میں بے شمار دلائل ہیں طوالت کے پیش نظر ان پر اکتفا کیا جاتا ہے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ ساتواں، چالیسواں اور ختم گیارہویں شریف یہ سب کے سب ایصالِ ثواب کے طریقے ہیں لہٰذا ان کے جواز میں کوئی شک باقی نہیں رہتا مزید تفصیل کے لیے خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی، علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف نصرت الاصحاب باقسام ثواب دیکھی جا سکتی ہے۔ ایصال ثواب کے جو طریقے نبی پاک نے بنائے ہیں اصل ثواب ان پر عمل کرنا ہی ہے۔

کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں ؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہاں ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا بَأْسَ بِالْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ وَعَنِ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ إِذَا بَلَغَا مِنَ الْكِبَرِ مَا لَا يَسْتَطِيْعَانِ أَنْ يَحُجَّا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ لَا أَرٰى أَنْ يَحُجَّ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ میت ، بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جو حج کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں کی طرف سے حج کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و عام فقہاء کا قول ہے

۴۳۔ بَابُ الصَّلٰوةِ بِمِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ

ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو منٰی میں نماز پڑھنے کا بیان

۴۸۲ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ بِمِنًى ثُمَّ يَغْدُوْ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِلَى عَرَفَةَ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ظہر ، عصر ، مغرب ، عشاء اور صبح کی نماز منٰی میں پڑھتے تھے پھر جب صبح کے وقت آفتاب بلند ہوجاتا تو میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہوجاتے

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰكَذَا السُّنَّةُ فَإِنْ عَجَّلَ أَوْ تَأَخَّرَ فَلَا بَأْسَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : سنت اسی طرح ہے اگر تقدیم و تاخیر سے کام لیا تو بھی کوئی حرج نہیں انشاء اللہ ۔ یہی امام اعظم کا قول ہے ۔

ف آٹھ ذی الحجہ کو آفتاب بلند ہونے کے بعد منٰی کی طرف روانگی ہوجانی چاہیے ۔ اگر کوئی زوال کے بعد بھی منٰی میں گیا تب بھی جائز ہے البتہ ظہر کی نماز منٰی میں پڑھنی چاہیے ایسے ہی نمازِ عصر ، مغرب اور عشاء اور عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد جب آفتاب طلوع ہوجائے تو میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہو جائے یہ شب بہت ہی برکتوں اور فضائل کی حامل ہے لہذا تمام رات ذکر و اذکار ، درود ، ادعیہ اور وظائف وغیرہ میں مصروف رہے ۔

۴۴۔ بَابُ الْغُسْلِ بِعَرَفَةَ يَوْمَ عَرَفَةَ

عرفہ کے دن، عرفات میں غسل کرنے کا بیان

۴۸۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِعَرَفَةَ يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ يُرِيْدُ اَنْ يَرُوْحَ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن جب جبلِ رحمت کے پاس جانے کا قصد کرتے تو عرفات میں غسل کیا کرتے تھے۔ ف۱

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا حَسَنٌ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ غسل مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

۴۵۔ بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ

عرفہ سے واپس آنے کا بیان

۴۸۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ فَقَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ حَتّٰى اِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ اَرْفَعُ مِنَ الْعَنَقِ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عرفہ سے واپسی کی رفتار کے بارے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ تیز چلاتے جب کوئی کشادہ میدان پاتے تو اونٹ کو مزید تیز رفتار کر دیتے تھے حضرت ہشام نے بتایا نص، عنق سے زیادہ تیز رفتار ہوتی ہے۔ ف۲

ف۱ یوم عرفہ یعنی نانویں ذی الحجہ کو غسل کرنا مسنون و مستحب ہے۔ کیونکہ صرف جنابت، حیض اور نفاس کے اختتام پر غسل کرنا فرض ہے۔

ف۲ یوم عرفہ میں عصر سے مغرب تک میدانِ عرفات میں قیام کرنے کا نام حج ہے آفتاب غروب ہوتے ہی (جاری)

قَالَ مُحَمَّدٌ بَلَغَنَا اَنَّهٗ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَیْسَ بِاِیْضَاعِ الْاِبِلِ وَاِیْجَافِ الْخَیْلِ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اطمینان کا التزام کرو اس لیے اونٹ اور گھوڑے کو تیز دوڑا کر تکلیف دینا نیکی نہیں ہے۔ اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۴۶۔ بَابُ بَطْنِ مُحَسِّرٍ

وادی محسر کا بیان

۴۸۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ یُحَرِّكُ رَاحِلَتَهٗ فِیْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ کَقَدْرِ رَمْیَةٍ بِحَجَرٍ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وادی محسر میں اپنی سواری کی رفتار پتھر مار کر بقدر تیز کر لیتے تھے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا کُلُّهٗ وَاسِعٌ اِنْ شِئْتَ حَرَّکْتَ وَاِنْ شِئْتَ سِرْتَ عَلٰی هَیْئَتِكَ بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی السَّیْرَیْنِ جَمِیْعًا عَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَةِ حِیْنَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ: ۔ان جملہ امور میں وسعت ہے اگر تم چاہو تو تیز کر سکتے ہو اور اگر چاہو تو اپنے معمول کی رفتار کر سکتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت ہم تک پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۳ سے آگے) مزدلفہ کی طرف روانگی ہو جائے گی مغرب کی نماز مزدلفہ میں پڑھی جائے گی اگر کسی نے راستے میں پڑھ لی تو اسے اس کا اعادہ لازم ہو گا جن سواریوں پر سفر شروع ہو ان کو میانہ روی سے چلانا چاہیے کیونکہ تیز رفتاری سے جانور کو تکلیف ہو گی۔

ف ''وادی محسر''، منٰی اور مزدلفہ کے درمیان ہے اسی مقام پر اصحاب فیل نے قیام کیا اور ان پر ابابیل کی شکل میں عذاب الٰہی نازل ہوا تھا یہ وادی ۵۴۵ ہاتھ پر مشتمل ہے اس مقام کو تیزی اور سرعت سے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِکْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ پڑھتے ہوئے گذر جائے۔

اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَحِيْنَ اَفَاضَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ ۔

علیہ وسلم نے فرمایا : جب کوئی شخص عرفات سے واپس ہو یا مزدلفہ سے واپس لوٹے تو اطمینان و سکون کا التزام کرو ۔

۴۷۔ بَابُ الصَّلٰوةِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں نماز پڑھنے کا بیان

۴۸۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے مزدلفہ میں پڑھتے تھے ۔ف

۴۸۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی کر کے مزدلفہ میں پڑھیں ۔

۴۸۸ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيِّ الْخَطْمِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَ الْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں جمع کر کے ادا فرمائیں ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کوئی شخص جب تک

ف یوم عرفہ یعنی نانویں ذی الحجہ کو میدان عرفات میں نماز ظہر اور عصر اکٹھی کر کے پڑھی جائیں گی ۔ اسی طرح نمازِ مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ادا کیا جائے گا ۔ دونوں نمازوں کے درمیان نوافل وغیرہ کا فاصلہ نہیں کیا جائے گا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس جمع کی وجہ حج ہے ان دو مواقع کے علاوہ دونوں نمازوں کو حقیقی طور پر جمع کر کے پڑھنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے کیونکہ قرآن پاک میں صاف الفاظ میں موجود ہے، کہ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا یعنی نماز اپنے مقررہ وقت میں مومنوں پر فرض ہے ۔

مُحَمَّدٌ وَّ بِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمُزْدَلِفَةَ وَإِنْ ذَهَبَ نِصْفُ اللَّيْلِ فَإِذَا أَتَاهَا أَذَّنَ وَأَقَامَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَّ إِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

مزدلفہ میں نہ پہنچ جائے نماز ادا نہ کرے خواہ نصف (آدھی) رات گذر جائے جب وہاں (مزدلفہ میں) پہنچ جائے اذان کہے، اقامت کہے اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کرے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۴۸۔ بَابُ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ بَعْدَ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعُقْبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

ان امور کا بیان جو جمرہ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد منع ہوتے ہیں

۴۸۹۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ بِعَرَفَةَ فَعَلَّمَهُمْ أَمْرَ الْحَجِّ وَقَالَ لَهُمْ فِيْمَا قَالَ ثُمَّ جِئْتُمْ مِنًى فَمَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الْعُقْبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرُمَ عَلَيْهِ إِلَّا النِّسَاءَ وَ الطِّيْبَ لَا يَمَسُّ أَحَدٌ نِسَاءً وَّلَا طِيْبًا حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرفات میں لوگوں کو خطبہ دیا جس میں ان کو حج کے احکام کی تعلیم دی آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو فرمایا: جب تم منیٰ میں پہنچ جاؤ اور جو جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے تو اس پر حرام شدہ تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی سوائے عورتوں اور خوشبو کے۔ وہ عورتیں اور خوشبو حتیٰ کہ طواف بیت اللہ کرلے۔

۴۹۰۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

ف یوم نحر میں شیطان کو کنکریاں مارنے، قربانی کرنے حلق یا قصر کرنے کے بعد حاجی احرام کھول دے گا احرام کھولتے ہی اس پر جو چیز حرام و ناجائز تھی جائز ہو جائیں گی سوائے عورتوں کے کیونکہ جب تک طواف زیارت نہ کر لیا جائے عورتیں حلال نہیں ہوں گی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے پہلی دونوں روایات کے مقابلے میں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی روایت زیادہ قوی اور مضبوط ہے کیونکہ یہ عملی حدیث ہے اور پہلی قولی ہیں۔ اصول ادر قاعدہ ہے کہ جب فعلی اور قولی حدیث کا مقابلہ ہو جائے تو فعلی حدیث پر عمل کیا جائے اور قولی کو ترک کر دیا جائے گا۔

اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَنْ رَمَی الْجَمْرَۃَ ثُمَّ حَلَقَ اَوْ قَصَّرَ وَنَحَرَ ھَدْیًا اِنْ کَانَ مَعَہٗ حَلَّ لَہٗ مَا حَرُمَ عَلَیْہِ فِی الْحَجِّ اِلَّا النِّسَآءَ وَالطِّیْبَ حَتّٰی یَطُوْفَ بِالْبَیْتِ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جمرہ کو کنکریاں ماریں پھر اپنا سر منڈوائیں یا قصر (بال کتروائے) کرے اگر اس کے پاس قربانی ہو اسے ذبح کر دے تو اس پر حج کے سبب جو چیزیں حرام تھیں وہ حلال ہو جائیں گی۔ سوائے عورتوں اور خوشبو کے حتیٰ کہ بیت اللہ کا طواف کر لے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ ھٰذَا قَوْلُ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ وَقَدْ رَوَتْ عَائِشَۃُ خِلَافَ ذٰلِکَ قَالَتْ طَیَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدَیَّ ھَاتَیْنِ بَعْدَ مَا حَلَقَ قَبْلَ اَنْ یَّزُوْرَ الْبَیْتَ فَاَخَذْنَا بِقَوْلِھَا وَعَلَیْہِ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃُ مِنْ فُقَھَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حضرت عمر اور حضرت عمر فاروق کا قول ہے (رضی اللہ عنہ) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اس کے خلاف قول واقع ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے ان ہاتھوں کے ساتھ حلق کروانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طوافِ زیارت نہیں کیا تھا ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول سے دلیل اخذ کرتے ہیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول بھی اس کے مطابق ہے۔

---

۳۹۱ - اَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ کُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ وَلِحِلِّہٖ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی اور احرام کھولنے کے بعد طوافِ زیارت سے قبل بھی خوشبو لگائی

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِھٰذَا نَاْخُذُ فِی الطِّیْبِ قَبْلَ زِیَارَۃِ الْبَیْتِ وَنَدَعُ مَا رَوٰی عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں طوافِ زیارت سے قبل خوشبو لگانے کے سلسلہ میں اور جو چیز حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اسے ترک کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۴۹۔ بَابُ مِنْ اَيِّ مَوْضِعٍ يُّرْمَى الْجِمَارُ

جمار کو کنکریاں کہاں سے ماری جائیں؟

۴۹۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الْقَاسِمِ مِنْ اَيْنَ كَانَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَالَ مِنْ حَيْثُ تَيَسَّرَ۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبدالرحمن بن قاسم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں کہاں سے مارتے تھے انھوں نے جواب دیا جہاں سے آسانی محسوس کرتے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ اَفْضَلُ ذٰلِكَ اَنْ تُرْمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَمِنْ حَيْثُ مَا رَمٰى فَهُوَ جَائِزٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: افضل یہ ہے کہ بطنِ وادی سے جمرہ کو کنکریاں ماری جائیں اور ویسے تو جہاں سے بھی رمی کی جائے جائز ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

۵۰۔ بَابُ تَاخِيْرِ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ عِلَّةٍ اَوْ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ وَّمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ

کسی عذر کے سبب جمار کو رمی کرنے میں تاخیر کا بیان

۴۹۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا الْبَدَّاحِ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيْهِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو (منیٰ کے علاوہ کسی مقام میں) رات گزارنے کی اجازت

ف یوم نحر (دسویں ذی الحجہ) میں جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری جائیں اگر اس مقام سے وقت پیش آئے تو جہاں سے ممکن ہو کنکریاں ماری جائیں کنکریاں مارنا واجب ہے اگر کسی نے انھیں ترک کر دیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ رَخَّصَ لِرُعَاءِ الْاِبِلِ فِي الْبَيْتُوتَةِ يَرْمُوْنَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْمُوْنَ مِنَ الْغَدِ لِيَوْمَيْنِ ثُمَّ يَرْمُوْنَ يَوْمَ النَّفْرِ۔

پھر وہ قربانی کے دن کنکریاں ماریں، پھر دوسرے دن رمی کریں اس کے بعد تیسرے دن بھی رمی کریں اور پھر روانگی اختیار کرنے کے دن بھی جمرے کو کنکریاں ماریں۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ مَنْ جَمَعَ رَمْيَ يَوْمَيْنِ فِي يَوْمٍ مِنْ عِلَّةٍ فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ اِلَّا اَنَّهُ يُكْرَهُ اَنْ يَدَعَ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ حَتَّى الْغَدِ وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ اِذَا تَرَكَ ذٰلِكَ حَتَّى الْغَدِ فَعَلَيْهِ دَمٌ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس شخص نے دو دن کی رمی کو کسی عذر کے سبب یا بلا عذر جمع کر لیا تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے البتہ دوسرے دن تک رمی مؤخر کرنا مکروہ ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس نے بغیر عذر کے رمی دوسرے دن تک مؤخر کی تو اس پر دم لازم ہوگا۔

۱۵۱- بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ رَاكِبًا

سواری کی حالت میں جمار کو رمی کرنے کا بیان

۴۹۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا اِذَا رَمَوُا الْجِمَارَ مَشَوْا ذَاهِبِيْنَ وَرَاجِعِيْنَ وَاَوَّلُ مَنْ رَكِبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ لوگ جب جمار کو کنکریاں مارتے تھے تو پیدل آتے جاتے یہ عمل کرتے تھے۔ سب سے پہلا شخص جو سوار ہوا وہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ف۲

ف۱ یوم نحر سے لے کر تمام ایام تشریق میں کنکریاں ماری جائیں گی روزانہ کنکریاں مارنا ہوں گی اگر کسی نے کسی عذر کی بناء پر یا بلا عذر دو دنوں کی رمی کو ایک دن میں جمع کر لیا تو یہ عمل مکروہ ہوگا ایسا کرنے والے پر دم (قربانی) واجب نہیں ہوگا۔

ف۲ یوم نحر اور ایام تشریق میں شیطانوں کو سات سات کنکریاں ماری جائیں۔ یوم نحر میں سورج کے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْمَشْیُ اَفْضَلُ مِنْ رَکِبَ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پیدل چلنا بہتر ہے اور جو شخص سوار ہوا تو اس کے لیے بھی کوئی حرج نہیں ۔

۵۲۔ بَابُ مَا یَقُوْلُ عِنْدَ الْجِمَارِ وَالْوُقُوْفِ عِنْدَ الْجَمْرَتَیْنِ

جمار کو رمی کرتے وقت اور اس کے پاس کھڑا ہوتے وقت کیا پڑھا جائے؟

۴۹۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُکَبِّرُ کُلَّمَا رَمَی الْجَمْرَۃَ بِحَصَاۃٍ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب رمی جمار کرتے تو تکبیر (اللہ اکبر) کہتے ۔ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں ۔

۴۹۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ عِنْدَ الْجَمْرَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ یَقِفُ وُقُوْفًا طَوِیْلًا یُکَبِّرُ اللّٰہَ وَیُسَبِّحُہٗ وَیَدْعُوا اللّٰہَ وَلَا یَقِفُ عِنْدَ الْعَقَبَۃِ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پہلے دونوں جمروں کے پاس کافی دیر تک رکا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے اسکی تسبیح بیان کرتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور آپ جمرہ عقبہ کے پاس نہیں ٹھہرتے تھے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۹ سے آگے) بلند ہونے کے بعد اور باقی ایام میں زوال کے بعد ماری جائیں ۔ آخری دن اگر زوال سے قبل بھی ماری گئیں تب بھی جائز ہے رمی پیدل بھی کی جاسکتی ہے اور سواری پر بھی ۔ بہتر یہ ہے کہ اگر عذر نہ ہو تو پیدل رمی کی جائے کیونکہ سواری کی حالت میں رمی کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے ۔

ف جمرہ (شیطان) کو ہر کنکری مارتے وقت نعرہ تکبیر بلند کرنا یعنی اللہ اکبر کہنا مستحب و مستحسن ہے اگر کسی نے اسے ترک کر دیا تو اس پر کفارہ وغیرہ لازم نہیں آئے گا۔ رمی کرتے وقت جمرہ عقبہ کے علاوہ باقی دونوں جمروں کے قریب ٹھہرنا چاہیے اس قیام کے دوران اللہ تعالیٰ سے استغفار اور دعا کرنی چاہیے ۔

۵۳- بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ اَوْبَعْدَهٗ

رمی جمار زوال سے پہلے یا بعد میں ؟

۴۹۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُرْمَى الْجِمَارُ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ فِي الْاَيَّامِ الثَّلٰثَةِ الَّتِيْ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: رمی جمرات نہ کی جائے حتیٰ کہ آفتاب زوال پذیر ہوجائے یہ قربانی کے مابعد والے تینوں دنوں کے بارے ہے۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔

۵۴- بَابُ الْبَيْتُوْتَةِ وَرَاءَ عَقَبَةِ مِنًى وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ

منیٰ میں جمرہ عقبہ کے پیچھے رات گذارنے کے مکروہ ہونیکا بیان

۴۹۸ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ قَالَ زَعَمُوْا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَبْعَثُ رِجَالًا يُدْخِلُوْنَ النَّاسَ مِنْ وَرَاءِ الْعَقَبَةِ اِلٰى مِنًى قَالَ نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَا يَبِيْتَنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْحُجَّاجِ لَيَالِيَ مِنًى وَرَاءَ الْعَقَبَةِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگوں کا گمان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کو بھیجتے تھے وہ ان لوگوں کو جو عقبہ کے پیچھے ہیں منیٰ کی طرف لوٹا دیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا: کوئی حاجی منیٰ میں جمرہ عقبہ کے پیچھے

ف روایات اور عمل صحابہ سے ثابت ہے کہ یوم نحر (دسویں ذی الحجہ) کو آفتاب بلند ہونے کے بعد رمی کی جائے اور باقی تین دنوں میں زوال کے بعد رمی کی جائے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَاجِّ اِلَّا بِمِنًى لَيَالِيَ الْحَجِّ فَاِنْ فَعَلَ فَهُوَ مَكْرُوْهٌ وَّلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

ہرگز رات نہ گزارے۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کسی حاجی کے لیے جائز نہیں ہے کہ منیٰ کے علاوہ کسی جگہ حج کی راتوں میں رات گزارے۔ دوسری جگہ رات گذارنا مکروہ ہے لیکن اس کا کفارہ نہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۵۵- بَابُ مَنْ قَدَّمَ نُسُكًا قَبْلَ نُسُكٍ

مناسکِ حج میں تقدیم وتاخیر کا بیان

۴۹۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عِيْسَى ابْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ لِلنَّاسِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَسْاَلُوْنَهٗ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَقَالَ اٰخَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقعہ پر (منیٰ میں) لوگوں کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کر رہے تھے۔ ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بھول کر رمی کرنے سے قبل قربانی کر لی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اب رمی کر لو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ایک دوسرے شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے قربانی کرنے سے قبل حلق (سر منڈا لیا) کروا لیا ہے؟ آپ نے فرمایا، تم (اب) قربانی کر لو

ف کنکریاں مارنے کے دوران منیٰ میں قیام کیا جائیگا کسی حاجی کو اجازت نہیں ہوگی کہ وہ غیر منیٰ یا عقبہ کے پیچھے شب باشی اگر کسی نے منیٰ میں رات نہ گذاری تو اس پر کفارہ وغیرہ لازم نہیں آئیگا البتہ کراہت سے خالی نہیں ہوگا۔

عَنْ شَیْءٍ یَوْمَئِذٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

کوئی حرج نہیں۔ جس عمل کی تقدیم یا تاخیر کے بارے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا آپ نے یہی فرمایا تم اب کر لو کوئی حرج نہیں ف

۵۰۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ السَّخْتِیَانِیُّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ مَنْ نَسِیَ مِنْ نُسُكِهٖ شَیْئًا اَوْ تَرَكَ فَلْیُهْرِقْ دَمًا قَالَ اَیُّوْبُ لَا اَدْرِیْ اَقَالَ تَرَكَ اَمْ نَسِیَ۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جو شخص اپنے مناسک حج میں سے کوئی چیز بھول جائے یا ترک کر دے وہ قربانی دے۔ حضرت ابوایوب سختیانی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یاد نہیں رہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے "تَرَكَ" کا لفظ بولا یا کہا "نَسِیَ"۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِالْحَدِیْثِ الَّذِیْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَاْخُذُ اَنَّهٗ قَالَ لَا حَرَجَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا حَرَجَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ وَلَمْ یَرَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ كَفَّارَةً اِلَّا فِیْ خَصْلَةٍ وَّاحِدَةٍ اَلْمُتَمَتِّعُ وَالْقَارِنُ اِذَا حَلَقَ قَبْلَ اَنْ یَّذْبَحَ قَالَ عَلَیْهِ دَمٌ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَا نَرٰی عَلَیْهِ شَیْئًا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں بالکل کوئی حرج نہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان امور میں کوئی حرج نہیں سوائے ایک صورت کے کہ متمتع یا قارن قربانی ذبح کرنے سے پہلے حلق (سر منڈوا لینا) کروا لینا ہے تو اس پر دم (قربانی) لازم ہوگا اور لیکن ہمارے (امام محمد وغیرہ) کے نزدیک اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔

ف یوم نحر میں افعال حج کی ترتیب یوں ہوگی (۱) جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری جائیں (۲) قربانی ذبح کی جائے (۳) حلق کروایا جائے یا قصر کروایا جائے (۴) طواف افاضہ کیا جائے۔ اگر پہلے طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی ہو تو سعی کیجائے۔ یہ ترتیب مسنون ہے اگر یہ ترتیب برقرار نہ رہ سکی جبکہ ان تمام افعال کو ادا کر لیا تو کفارہ لازم نہیں آئے گا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک متمتع یا قارن قربانی کرنے سے قبل حلق یا قصر کروا لے تو اس پر بطور کفارہ دم (قربانی) لازم ہو جائے گا۔

۵۶۔ بَابُ جَزَآءِ الصَّيْدِ

شکار کے کفارہ کا بیان

۵۰۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَضٰى فِي الضَّبُعِ بِكَبْشٍ وَفِي الْغَزَالِ بِعَنْزٍ فِي الْاَرْنَبِ بِعَنَاقٍ وَفِي الْيَرْبُوْعِ بِجَفْرَةٍ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گوہ کا شکار کرنے پر ایک مینڈھا، ہرن کے شکار کرنے پر ایک بکرا، خرگوش کے شکار کرنے پر ایک سالہ بکری کا بچہ اور جنگلی چوہے کو مارنے پر چار ماہ کا بکری کا بچہ کفارہ مقرر فرمایا۔ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ لِاَنَّ هٰذَا مِثْلُهٗ مِنَ النَّعَمِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان سب امور کی ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اس لیے یہ تمام جانور ایک طرح کے ہیں۔

۵۷۔ بَابُ كَفَّارَةِ الْاَذٰى

بیماری کے باعث ممنوعات کا ارتکاب کرنے کا بیان

۵۰۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيُّ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ بحالتِ احرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ف حرم میں شکار کرنے کی ممانعت ہے اگر کسی نے کسی جانور کا شکار کیا تو اس کا کفّارہ (قربانی) واجب ہوگا سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون سے شکار کے بدلے کون سا جانور بطور کفارہ ذبح کرنا ہوگا؟ اس سلسلے میں کتاب مؤطا کے متن پر غور کیا جا سکتا ہے۔

ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ اَنَّہٗ کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّحْلِقَ رَاْسَہٗ وَقَالَ صُمْ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّۃَ مَسَاکِیْنَ مُدَّیْنِ مُدَّیْنِ اَوْ اُنْسُکْ شَاۃً اَیَّ ذٰلِکَ فَعَلْتَ اَجْزَاَ عَنْکَ۔

ساتھ تھے کہ ان کے سر میں جوئیں پیدا ہو جانے کی تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنا سر منڈوانے کا حکم دیا اور فرمایا: تم تین دن کے روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو اور یا ایک بکری ذبح کر دو۔ ان امور میں سے جو بھی ایک کر لو گے تمھارا کفّارہ ادا ہو جائے گا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِھٰذَا نَاْخُذُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَالْعَامَّۃِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۵۸- بَابُ مَنْ قَدَّمَ الضَّعَفَۃَ مِنَ الْمُزْدَلِفَۃِ

کمزوروں کو مزدلفہ سے پہلے روانہ کرنے کا بیان

۳۰۵- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ سَالِمٍ وَعُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنَیْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُقَدِّمُ صِبْیَانَہٗ مِنَ الْمُزْدَلِفَۃِ مِنًی حَتّٰی یُصَلُّوا الصُّبْحَ بِمِنًی۔

حضرت سالم اور حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو مزدلفہ سے پہلے روانہ کر دیتے تھے حتیٰ کہ صبح کی نماز وہ منیٰ میں پڑھتے تھے ف۲

ف۱ کسی عذر یا مرض کے باعث حاجی جب حج کے ممنوعات میں سے کسی کا ارتکاب کر لے تو اس کا کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔ مثلاً کسی کے سر میں جوئیں پیدا ہوگئیں تو اس نے ان سے نجات کے لیے سر منڈوا لیا تو اس کا کفارہ ادا کرنا واجب ہو جائے گا وہ یہ ہے کہ تین دنوں کے روزے رکھے گا یا چھ مساکین کو کھانا کھلایا جائے اور یا ایک بکری ذبح کر دی جائے۔

ف۲ رات کے وقت مزدلفہ سے منیٰ کی طرف بچوں، بوڑھوں، بیماروں اور کمزوروں کو روانہ کر دینا جائز ہے لیکن ان کو اس بات کی تلقین کی جائے کہ جب تک آفتاب بلند نہ ہو جائے کنکریاں مارنے کے عمل کو موقوف رکھا جائے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِأَنْ تُقَدَّمَ الضَّعَفَةُ وَيُوعَزَ إِلَيْهِمْ أَنْ لَّا يَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کمزوروں کو جلدی روانہ کر دینے میں کوئی حرج نہیں البتہ انھیں اس بات کی تاکید کی جائے کہ طلوعِ آفتاب سے پہلے رمی جمار نہ کریں۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۵۹۔ بَابُ جِلَالِ الْبُدْنِ

قربانی کو جھول پہنانے کا بیان

۵۰۴۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَشُقُّ جِلَالَ بُدْنِهِ وَكَانَ لَا يُجَلِّلُهَا حَتّٰى يَغْدُوَ بِهَا مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ وَكَانَ يُجَلِّلُهَا بِالْحُلَلِ وَالْقَبَاطِيِّ وَالْأَنْمَاطِ ثُمَّ يَبْعَثُ بِجِلَالِهَا فَيَكْسُوهَا الْكَعْبَةَ قَالَ فَلَمَّا كُسِيَتِ الْكَعْبَةُ هٰذِهِ الْكِسْوَةَ أَقْصَرَ مِنَ الْجِلَالِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی قربانی کا جھول نہیں کاٹتے تھے اور نہ انھیں جھول پہناتے تھے حتیٰ کہ منیٰ سے عرفہ کی طرف صبح کے وقت روانہ ہو جاتے۔ آپ (اس مقام پر) قربانیوں کو مصری کپڑوں اور دوسرے قیمتی کپڑوں کے جھول پہناتے۔ پھر اس جھول کو اتار کر بیت اللہ پر بطور غلاف استعمال کرتے تھے جب کعبۃ اللہ کا غلاف تیار ہو گیا تو جھول پہنانے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ف ہدی (قربانی) کی رسی، جھول اور کھال کے سلسلے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ ان چیزوں کو نہ استعمال میں لایا جا سکتا ہے اور نہ فروخت کیا جا سکتا ہے ان چیزوں کا صدقہ کرنا لازم ہے اگر نفلی قربانی ہو تو صرف اس کی کھال کو پہننے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ قصاب کو کھال اتارنے یا گوشت بنانے کے عوض رسی، کھال، جھول اور گوشت وغیرہ دینا درست نہیں البتہ اسے اسکی محنت کے بدلے رقم ادا کی جائے گی۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ جس قربانی کے صاحب کیلیے قربانی کا گوشت کھانا درست وجائز ہے اس کا گوشت ضرورت کے مطابق خود رکھ لے اور باقی تقسیم کر دے قربانی کی رسی جھول اور کھال (جو ان کا ہے

۵۰۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ دِيْنَارٍ مَا كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَصْنَعُ بِجِلَالِ بُدْنِهٖ حَتّٰى اُقْصِرَ عَنْ تِلْكَ الْكِسْوَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ دِيْنَارٍ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے بدنے کی جھول کو کیا کرتے تھے؟ جب کہ کعبۃ اللہ کا غلاف تیار ہو چکا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جھول بطور صدقہ دے دیا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ يَنْبَغِيْ اَنْ يَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ وَبِخُطُمِهَا وَاَنْ لَّا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَّلَا مِنْ لُحُوْمِهَا بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَدْيٍ فَاَمَرَ اَنْ يُّتَصَدَّقَ بِجِلَالِهٖ وَبِخُطُمِهٖ وَاَنْ لَّا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنْ خُطُمِهٖ وَجِلَالِهٖ شَيْئًا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ قربانی کی جھول اور رسی وغیرہ کو بطور صدقہ دے دینا چاہیے۔ قصاب کو بطور اُجرت جھول وغیرہ نہیں دینی چاہیے اور نہ گوشت (بطور اجرت) دینا چاہیے۔ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اپنی قربانی بھیجی ان کو حکم دیا کہ اس کی جھول اور رسی وغیرہ صدقہ کر دینا اور قصاب کو جھول یا رسی

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۵۶ سے آگے) وغیرہ بھی صدقہ کر دے۔ جس قربانی کا کھانا قربانی کرنے والے کے لیے جائز ہے وہ نفلی قربانی، قران اور تمتع کی قربانی ہے۔ ان قربانیوں سے خود کھانا مسنون و مستحب ہے اور دوست و احباب کو بھی کھلا سکتا ہے۔ نذر یا کفارہ کی قربانی نہ تو خود کھا سکتا ہے اور نہ اغنیاء اور دوست احباب کو کھلا سکتا ہے اور نہ قصاب کو بطور اُجرت کوئی چیز دے سکتا ہے ماسوائے رقم کے۔ ایسی قربانی کا گوشت جھول، رسی اور کھال کا صدقہ کرنا واجب ہے اگر کسی نے رسی یا جھول یا کھال وغیرہ فروخت کر دی تو اس کی رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

ہدی پر جھول چڑھانے کا رواج اس وقت تک جاری رہا جب تک کعبۃ اللہ کا باقاعدہ غلاف تیار نہ ہوا کرتا تھا، جب غلاف کا سلسلہ شروع ہو گیا تو جھول کا سلسلہ منقطع ہو گیا کیونکہ جھول کے کپڑوں کو جمع کر کے غلاف بیت اللہ تیار کیا جاتا تھا۔

وغیرہ لطور اُجرت نہ دینا۔

۶۰۔ بَابُ الْمُحْصَرِ

(کعبۃ اللہ سے) روکے جانے کا بیان

۵۰۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا شِهَابٌ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِاللهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ اُحْصِرَ دُوْنَ الْبَيْتِ بِمَرَضٍ فَاِنَّهٗ لَا يُحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَهُوَ يَتَدَاوٰى مِمَّا اضْطُرَّ اِلَيْهِ وَيَفْتَدِىْ۔

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (عبداللہ بن عمر) کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، کہ انھوں نے (حضرت عبداللہ بن عمر) نے فرمایا: جو شخص کسی بیماری کے باعث بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے، وہ طواف بیت اللہ کے بغیر احرام نہ کھولے وہ اپنی بیماری کا علاج کروائے اور فدیہ ادا کرے۔ ف۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بَلَغَنَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ جَعَلَ الْمُحْصَرَ بِالْوَجَعِ كَالْمُحْصَرِ بِالْعَدُوِّ فَسُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اَعْتَمَرَ فَنَهَشَتْهُ حَيَّةٌ فَلَمْ يَسْتَطِعِ الْمُضِيَّ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لِيَبْعَثْ بِهَدْيٍ وَيُوَاعِدْ اَصْحَابَهٗ يَوْمَ اَمَارٍ فَاِذَا نُحِرَ عَنْهُ الْهَدْيُ حَلَّ وَكَانَتْ عَلَيْهِ عُمْرَةٌ مَكَانَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ہمیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے بیماری کے سبب رکنے والے کو دشمن کے باعث رکنے والے کی مثل قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا گیا جسے سانپ نے ڈس لیا اور وہ پہنچنے کی طاقت نہ

ف جو شخص حج یا عمرہ کے قصد سے احرام باندھ لیتا ہے پھر وہ کسی عذر کے باعث پورا نہ کر سکا تو اسے "محصر" کہا جاتا ہے مثلاً کسی دشمن نے روک لیا، درندے نے ڈس لیا، بیماری نے غلبہ حاصل کر لیا یا ہڈی وغیرہ ٹوٹ گئی۔ محصر کا قصد صرف حج یا عمرہ کا تھا تو وہ اپنی قربانی یا قربانی کی قیمت کسی کے ہاتھ ارسال کر دے اور ذبح کرنے کے وقت کا تعین کر دے جب قربانی ذبح ہو جائے تو احرام کھول دے اور آئندہ سال حج کرے یا دوبارہ عمرہ کرے اگر عمرہ کی نیت کی تھی اگر محصر قارن ہو یا متمتع تو وہ قربانیاں یا ان کی رقم ارسال کرے تاکہ خرید کر انھیں ذبح کیا جا سکے قربانی کی بجائے صدقہ وغیرہ کیا تو جائز نہیں ہوگا اگر بعد میں ممکن ہوا تو خود کعبۃ اللہ کا طواف کر کے احرام کھول دے۔

عُمْرَتِہٖ وَبِھٰذَا نَأْخُذُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَآئِنَا ۔

رکھتا ہو؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ اپنی قربانی بھیج دے اور اپنے رفقاء کے ساتھ قربانی کرنے کا وقت متعین کرے جب اس کی قربانی ذبح ہو جائے تو وہ احرام کھول دے اور اس عمرہ کی بجائے دوسرا عمرہ کرلے ۔ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے دوسرے فقہاء کا قول ہے ۔

۶۱۔ بَابُ تَکْفِیْنِ الْمُحْرِمِ

مُحرِم کی تکفین کا بیان

۵۰۷ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَفَّنَ اِبْنَہٗ وَاقِدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَدْ مَاتَ مُحْرِمًا بِالْجُحْفَۃِ وَخَمَّرَ رَاْسَہٗ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے واقد کو کفن دیا جو بحالتِ احرام جحفہ مقام میں فوت ہو گئے تھے اور ان کے سر کو ڈھانپ دیا ف ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِھٰذَا نَأْخُذُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ اِذَا مَاتَ فَقَدْ ذَھَبَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ

ف حضرت امام شافعی ، امام احمد بن حنبل اور داؤد بن علی رحمہم اللہ کا موقف محرم کی تکفین کے سلسلے میں یوں ہے کہ محرم کی وفات کے بعد بھی محرم ہوتا ہے اس لیے اس کے کپڑوں میں کفن دیا جائے گا اس کا سر اور منہ نہیں ڈھانپا جائے گا اور خوشبو وغیرہ بھی استعمال نہیں کی جائے گی ۔

سراج امت محمدیہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف یہ ہے کہ محرم کی تکفین بھی عام اموات کی طرح کی جائے گی اس کا سر اور منہ ڈھانپا جائے گا اور خوشبو وغیرہ کا استعمال کیا جائے گا کیونکہ وفات کے بعد محرم ، محرم نہیں رہتا یعنی احرام ختم ہو جاتا ہے ۔ متن میں موجود روایت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تائید و حمایت میں ہے ۔

اَلْاِحْرَامُ عَنْہُ۔

رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جب محرم فوت ہو جائے تو اس کا احرام ختم ہو جاتا ہے۔

۶۲۔ بَابُ مَنْ اَدْرَكَ عَرَفَةَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ کی رات عرفات میں ٹھہرنے کا بیان

۵۰۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ اَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جس شخص نے مزدلفہ کی رات عرفات میں طلوعِ آفتاب سے قبل قیام کیا اس نے حج پالیا۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور عام فقہاء کا قول ہے۔

۶۳۔ بَابُ مَنْ غَرَبَتْ لَهُ الشَّمْسُ فِي النَّفْرِ الْاَوَّلِ وَهُوَ بِمِنًى

منیٰ میں غروبِ آفتاب کا بیان

۵۰۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ غَرَبَتْ لَهُ الشَّمْسُ مِنْ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: جس شخص کو

ف خواہ قیامِ عرفہ کا وقت غروبِ آفتاب سے قبل کا ہے لیکن کسی عذر کی بناء پر اگر کوئی شخص بعد میں بھی اس عمل کو پورا کرتا ہے تو درست قرار پائے گا کیونکہ افعالِ حج میں سے ایک ہے جس کے بغیر حج مکمل نہیں ہو سکتا۔

اَوْسَطَ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَهُوَ بِمِنًى لَا يَنْفِرَنَّ حَتّٰى يَرْمِيَ الْجِمَارَ مِنَ الْغَدِ۔

منیٰ میں ہوتے ہوئے ایامِ تشریق کے دوران سورج غروب ہو جائے وہ دوسرے دن رمی جمار (شیطان کو کنکریاں مارنا) کے بغیر ہرگز روانگی اختیار نہ کرتے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور عام فقہاء کا قول ہے۔

۶۴- بَابُ مَنْ نَّفَرَ وَلَمْ يَحْلِقْ

حلق (سر منڈوانے) کروانے سے قبل کوچ کرنے کا بیان

۵۱۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ لَقِيَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِهٖ يُقَالُ لَهُ الْمُجَبَّرُ وَقَدْ اَفَاضَ وَلَمْ يَحْلِقْ رَاْسَهٗ وَلَمْ يُقَصِّرْ جَهِلَ ذٰلِكَ فَاَمَرَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ اَنْ يَّرْجِعَ فَيَحْلِقَ رَاْسَهٗ اَوْ يُقَصِّرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى الْبَيْتِ فَيُفِيْضُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اقرباء میں سے ایک شخص سے ملے جسے مجبر کہا جاتا تھا اس نے بے علمی کی بناء پر حلق یا قصر کروائے بغیر طواف افاضہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دیا کہ اپنا سر منڈوائے یا بال کتروائے پھر بیت اللہ میں جا کر طوافِ افاضہ کرے ف۲

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے

ف۱ بارہ ذی الحجہ کو رمی کر کے غروبِ آفتاب سے قبل مکہ معظمہ کی طرف کوچ کر جانا چاہیے اگر آفتاب غروب ہو گیا تو کوچ کرنا مکروہ ہوگا بلکہ تیرہویں تاریخ کو رمی کر کے روانگی اختیار کرنی چاہیے تیرہویں تاریخ کو زوالِ آفتاب کے بعد رمی کرنی ہوگی اگر زوال آفتاب سے قبل کر لی تب بھی جائز ہے لیکن یہ عمل خلافِ سنت ہوگا۔

ف۲ منیٰ میں کنکریوں کی تکمیل پر حلق (سر منڈوانے) یا قصر (بال کتروانے) کے بعد مکہ معظمہ کی طرف کوچ کیا جائے گا اور طوافِ افاضہ (طوافِ زیارت) کیا جائے گا متن میں موجود روایت سے مزید اس مسئلہ کی تاکید و تائید ہوتی ہے

ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔

۶۵- بَابُ الرَّجُلِ يُجَامِعُ قَبْلَ اَنْ يُّفِيْضَ

طوافِ افاضہ (طوافِ زیارت) سے قبل جماع کرنے کا بیان

۵۱۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ وَّقَعَ عَلَى امْرَاَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّفِيْضَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّنْحَرَ بَدَنَةً۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا گیا جس نے طوافِ افاضہ سے قبل اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے؟ تو انھوں نے حکم دیا کہ وہ (بطور فدیہ) قربانی کرے۔ (ف)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَّقَفَ بِعَرَفَةَ فَقَدْ اَدْرَكَ حَجَّهٗ فَمَنْ جَامَعَ بَعْدَ مَا يَقِفُ بِعَرَفَةَ لَمْ يُفْسِدْ حَجَّهٗ وَلٰكِنْ عَلَيْهِ بَدَنَةٌ لِجِمَاعِهٖ وَحَجُّهٗ تَامٌّ وَاِذَا جَامَعَ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ لَا يُفْسِدُ حَجَّهٗ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے عرفہ میں وقوف کر لیا بے شک اس نے حج پالیا۔ جس شخص نے وقوفِ عرفات کے بعد جماع کر لیا اس کا حج فوت نہیں ہوگا لیکن جماع کرنے کے سبب اس پر قربانی واجب ہوگی اور اس کا حج مکمل ہوگا اور جس شخص نے طوافِ زیارت سے قبل اپنی زوجہ سے جماع کر لیا اس کا بھی حج فوت نہیں ہوگا یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

ف قیامِ عرفات کے بعد طوافِ افاضہ (طوافِ زیارت) سے قبل اگر کسی نے اپنی زوجہ سے جماع کر لیا خواہ منی میں جماع کیا یا مکہ معظمہ میں تو اس کا حج مکمل ہو گیا لیکن اس پر کفارہ (قربانی) لازم ہوگا۔ اگر کسی نے وقوفِ عرفات سے قبل جماع کا ارتکاب کر لیا تو اس کا حج فاسد ہو جائے گا وہ ہدی (قربانی) بھیج دے اور وہ خود واپس گھر چلا جائے اور آئندہ سال اپنا حج ادا کرے۔

۶۶- بَابُ تَعْجِيْلِ الْإِهْلَالِ

احرام باندھنے میں جلدی کرنے کا بیان

۵۱۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا اَهْلَ مَكَّةَ مَا شَانُ النَّاسِ يَاْتُوْنَ شُعْثًا وَّاَنْتُمْ مُّدَّهِنُوْنَ اَهِلُّوْا اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ -

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اہل مکہ! کتنے اچھے ہیں وہ لوگ جو پراگندہ بال آتے ہیں جبکہ تم تیل استعمال کرتے ہو جب تم چاند دیکھ لو تو احرام باندھ لیا کرو۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ تَعْجِيْلُ الْاِهْلَالِ اَفْضَلُ مِنْ تَاخِيْرِهٖ اِذَا مَلَكْتَ نَفْسَكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب تمہیں اپنے نفس پر طاقت وقدرت حاصل ہو احرام باندھنے میں جلدی کرنا تاخیر کرنے سے افضل ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

۶۷- بَابُ الْقُفُوْلِ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ

حج یا عمرہ سے واپسی کا بیان

۵۱۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حج یا عمرہ یا غزوہ سے واپس

ف اہل مکہ کے لیے احرام میں تعجیل (جلدی) سے کام لینا افضل ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی میں امر استحباب کیلیے ہے وجوب کے لیے نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ چاند نظر آتے ہی مکی حضرات کیلیے احرام باندھ لینا افضل ہے اگر تاخیر سے باندھا تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

قَفَلَ مِنْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ اَوْ غَزْوَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ۔

تشریف لاتے تو ہر بلند زمین پر تین تکبیریں (اللہ اکبر) کہتے پھر یوں کہتے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وحدہٗ ونصر عبدہٗ وھزم الاحزاب وحدہٗ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اس کا ہے اور تعریف کے لائق بھی وہی ہے وہ زندہ کرتا ہے وہ مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، عاجزی کرنے والے، توبہ کرنے والے عبادت کرنیوالے ہمارے رب کو سجدہ کرنیوالے اور تعریف کرنے والے، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اس نے اپنے بندے کو فتح دی اور دشمن کو شکست سے دوچار کیا۔ ف

۶۸۔ بَابُ الصَّدَرِ

رجوع (واپسی) کا بیان

۵۱۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَنَاخَ بِالْبَطْحَآءِ الَّذِيْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حج یا عمرہ سے واپس تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی مقام بطحا

ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کسی غزوہ یا عمرہ یا حج سے تشریف لاتے تو بلند جگہ پر جلوہ افروز ہوتے تو تین بار "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند کیا کرتے اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے لیے مسنون ہے کہ کسی بھی سفر سے واپسی ہو تو بلند جگہ پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیے۔

بِذِی الْحُلَیْفَۃِ فَیُصَلِّیْ بِہَا وَیُہَلِّلُ قَالَ فَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ۔

بٹھا دیتے جو ذی الحلیفہ کے قریب ہے وہاں نماز ادا فرماتے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کرتے۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا کیا کرتے تھے۔ ف

۵۱۵- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا یَصْدُرَنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْحَاجِّ حَتّٰی یَطُوْفَ بِالْبَیْتِ فَاِنَّ اٰخِرَ النُّسُکِ الطَّوَافُ بِالْبَیْتِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی حاجی طواف بیت اللہ کے بغیر اپنے گھر کو ہرگز روانہ نہ ہو، کیونکہ مناسک حج کا آخری رکن طواف بیت اللہ (طوافِ زیارت) ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِہٰذَا نَاْخُذُ طَوَافُ الصَّدَرِ وَاجِبٌ عَلَی الْحَاجِّ وَمَنْ تَرَکَہٗ دَمٌ اِلَّا الْحَائِضَ وَالنُّفَسَاءَ فَاِنَّہَا تَنْفِرُ وَلَا تَطُوْفُ اِنْ شَاءَتْ وَہُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَہَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ حاجی پر طوافِ صدر واجب ہے جس حاجی نے یہ ترک کردیا اس پر دم (قربانی) لازم ہوگا سوائے حائضہ اور نفاس والی عورت کے کیونکہ وہ اگر چاہے تو بغیر طواف کے روانگی اختیار کرسکتی ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۶۹- بَابُ الْمَرْاَۃِ یُکْرَہُ لَہَا اِذَا حَلَّتْ مِنْ اِحْرَامِہَا اَنْ تَمْتَشِطَ حَتّٰی تَاْخُذَ مِنْ شَعْرِہَا

قصر (بال کٹوانا) کرانے سے قبل عورت کا بالوں میں کنگھی کرنیکا بیان

۵۱۶- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت

ف طوافِ فاضہ (طواف زیارت) واجب ہے اسے ترک کرنیکی اجازت نہیں ہے اگر کسی نے وہ چھوڑ دیا تو گویا اس نے ترکِ وجوب کا ارتکاب کیا لہٰذا کفارہ (قربانی) دینے سے وہ کمی پوری ہو جائے گی اور حج مکمل ہو جائے گا۔

ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ کَانَ يَقُوْلُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ اِذَا حَلَّتْ لَمْ تَمْتَشِطْ حَتّٰى تَاْخُذَ مِنْ شَعْرِهَا شَعْرِ رَاْسِهَا وَاِنْ کَانَ لَهَا هَدْیٌ لَمْ تَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا شَيْئًا حَتّٰى تَنْحَرَ ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ۔ بحالتِ احرام کوئی عورت قصر کروانے سے قبل اپنے بالوں میں کنگھی نہ کرے اگر اس کے ساتھ ہدی (قربانی) ہو تو قصر کرنے سے قبل اسے ذبح کرے ۔ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں ۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

۷۰۔ بَابُ النُّزُوْلِ بِالْمُحَصَّبِ

مقامِ محصب میں قیام کرنے کا بیان

۵۱۸ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ کَانَ يُصَلِّی الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ۔

نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز مقامِ محصب میں پڑھا کرتے تھے ۔ پھر رات کے وقت (مکہ میں) داخل ہوتے اور بیت اللہ کا طواف کرتے ۔ف۲

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا حَسَنٌ وَمَنْ تَرَكَ النُّزُوْلَ بِالْمُحَصَّبِ فَلَا شَیْءَ عَلَيْهِ وَهُوَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ طریقہ مستحسن ہے اور جس شخص نے مقامِ محصب میں قیام

ف۱ منیٰ میں جمروں کو کنکریاں مارنے کے بعد احرام کھولا جا سکتا ہے قصر (بال کٹوانے) سے قبل عورت اپنے بالوں میں کنگھی نہیں کر سکتی اور اگر اس کے پاس قربانی کا جانور ہو تو جب تک اسے ذبح نہ کر لے قصر نہیں کروا سکتی ۔

ف۲ مکہ مکرمہ کا مشہور ترین قبرستان جنت المعلیٰ کے قریب دو پہاڑوں کے دامن میں ایک مقام جسے وادی محصب کہا جاتا ہے منیٰ سے واپسی پر وادی محصب میں قیام کرنا اور عشاء تک کی نمازیں یہاں ادا کرنا اور پھر کچھ دیر کے لیے لیٹ کر مکہ معظمہ میں داخل ہونا افضل و مستحب ہے ۔ دخولِ مکہ کے بعد بیت اللہ شریف کا طواف کیا جائے ۔

قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔

ترک کر دیا، اس پر کوئی چیز لازم نہیں آئے گی۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۷۱- بَابُ الرَّجُلِ یُحْرِمُ مِنْ مَّکَّۃَ ھَلْ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ

مکّہ معظمہ سے احرام باندھ کر طواف کرنے کا بیان

۵۱۸- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ کَانَ اِذَا اَحْرَمَ مِنْ مَّکَّۃَ لَمْ یَطُفْ بِالْبَیْتِ وَلَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ مِنْ مِنًی وَّلَا یَسْعٰی اِلَّا اِذَا طَافَ حَوْلَ الْبَیْتِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ سے احرام باندھتے تو بیت اللہ کا طواف کرتے اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے حتیٰ کہ منٰی سے واپس تشریف لے آتے اور آپ رضی اللہ عنہ طواف بیت اللہ کے بغیر صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرتے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ اِنْ فَعَلَ ھٰذَا اَجْزَاہُ وَاِنْ طَافَ وَرَمَلَ وَسَعٰی قَبْلَ اَنْ یَّخْرُجَ اَجْزَاہُ ذٰلِکَ کُلُّ ذٰلِکَ حَسَنٌ اِلَّا اِنَّا نُحِبُّ لَہٗ اَنْ لَّا یَتْرُکَ الرَّمَلُ بِالْبَیْتِ فِی الْاَشْوَاطِ الثَّلٰثَۃِ الْاُوَلِ اِنْ عَجَّلَ اَوْ اَخَّرَ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اگر کسی نے یہ طریقہ اختیار کیا تو جائز ہے اور اگر طواف کیا، رمل کیا اور منٰی کی طرف خروج سے قبل سعی کی تو بھی جائز ہے یہ سب طریقے درست ہیں لیکن ہمیں یہ بات پسند ہے کہ طواف بیت اللہ کے پہلے چکروں میں "رمل" ترک نہ کیا جائے خواہ طواف (منٰی کی طرف) خروج سے پہلے کیا جائے یا بعد میں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا

ف چونکہ طواف قدوم غیر مکیوں کے لیے مسنون ہے۔ اس لیے اہل مکہ وقوفِ عرفات کے بعد خواہ منٰی میں جانے سے قبل یا بعد طواف افاضہ (طواف زیارت) کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے چونکہ پہلے طواف بیت اللہ نہیں کیا تھا اس لیے سعی بھی نہیں کی کیونکہ سعی طواف بیت اللہ کے تابع کر کے کی جاتی ہے البتہ جب طواف کیا جائیگا پہلے تین چکروں میں رمل کرنا مسنون ہے رمل کا مطلب یہ ہے کہ تین چکر خوب ٹہل ٹہل کر کاٹے جائیں۔

قول ہے۔

۷۲- بَابُ الْمُحْرِمِ يَحْتَجِمُ

بحالت احرام پچھنے لگوانے کا بیان

۵۱۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ فَوْقَ رَأْسِهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمٌ بِمَكَانٍ مِّنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ يُقَالُ لَهٗ لَحْيُ جَمَلٍ۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک پر بحالت احرام پچھنے لگوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ مکرمہ کے راستے میں مقام "لحی جمل" میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا بَأْسَ بِاَنْ يَحْتَجِمَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُحْرِمٌ اُضْطُرَّ اِلَيْهِ وَلَمْ يُضْطَرَّ اِلَّا اَنَّهٗ لَا يَحْلِقُ شَعْرًا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ بحالت احرام پچھنے لگوانے میں کوئی حرج نہیں خواہ ضرورت ہو یا نہ لیکن محرم کوئی بال نہ ٹوٹنے دے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۵۲۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ اِلَّا اَنْ يُضْطَرَّ اِلَيْهِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بحالت احرام صرف ضرورت کے تحت پچھنے لگوائے جا سکتے ہیں۔

ف اس بات پر تمام آئمہ دین کا اتفاق ہے کہ اگر محرم کسی ضرورت یا عذر کی بناء پر پچھنے لگواتا ہے تو جائز ہے لیکن کوئی بال کٹنے نہ پائے اور اگر کوئی بال کٹ گیا تو فدیہ (قربانی) لازم ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک محرم کا بلا ضرورت اور بلا عذر پچھنے لگوانے میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر کوئی بال کٹ گیا تو فدیہ (قربانی) لازم ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ احرام میں اپنے سر کے درمیانی حصہ میں پچھنے لگوائے عمل مصطفوی سے بھی بحالت احرام پچھنے لگوانے کا ثبوت اور استحباب معلوم ہوتا ہے۔

۷۳۔ بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ بِسَلَاحٍ

ہتھیار لگا کر مکّہ معظمہ میں داخل ہونے کا بیان

۵۲۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ قَالَ اقْتُلُوْهُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خود تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتارا تو آپ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا، ابن خطل، کعبۃ اللہ کے پردوں کے ساتھ لٹک رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے قتل کر دو۔ ف

ف بلا ضرورت سرزمین مکہ مکرمہ میں ہتھیار لے کر داخل ہونا منع ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے لیے سرزمین مکہ مکرمہ میں ہتھیار لے کر چلنے کی اجازت نہیں ہے اس روایت سے مکہ مکرمہ میں ہتھیار لے کر داخل ہونا از خود ثابت ہو جاتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ کے سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا، دونوں روایات درست ہیں، ان کے درمیان مطابقت کی صورت یوں ہو گی کہ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک پر خود رکھا ہوا تھا۔ بعد میں اسے اتار کر سیاہ عمامہ شریف رکھ لیا۔

اس مسئلہ میں اختلاف آئمہ پایا جاتا ہے کہ مکہ میں احرام کے بغیر داخل ہونا جائز ہے کہ نہیں؟ اس سلسلہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ جب کسی نے عمرہ یا حج کی نیت نہ کی ہو بلکہ زیارت یا تجارت کا مقصد ہو، اس کے لیے بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کا موقف یہ ہے کہ عمرہ یا حج کا ارادہ یا زیارت و تجارت کا جب بھی کوئی شخص مکہ میں داخل ہو گا احرام باندھنا لازمی ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقعہ پر بغیر احرام باندھے مکہ میں داخل ہوئے یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔

ابن خطل کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ حِيْنَ فَتَحَهَا غَيْرَ مُحْرِمٍ وَلِذٰلِكَ دَخَلَ وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ وَقَدْ بَلَغَنَا اَنَّهٗ حِيْنَ اَحْرَمَ مِنْ حُنَيْنٍ قَالَ هٰذِهِ الْعُمْرَةُ لِدُخُوْلِنَا مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ يَعْنِىْ يَوْمَ الْفَتْحِ فَكَذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا مَنْ دَخَلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ فَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْ اَنْ يَّخْرُجَ فَيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ اَوْ حَجَّةٍ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ بحالت احرام نہیں تھے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خود تھا اور ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حنین سے احرام باندھا تو فرمایا یہ مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونے کا عمرہ ہے یعنی فتح مکہ کے دن بغیر احرام کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دخول ہوا تھا ایسا ہی ہمارے نزدیک ہے کہ جو شخص احرام باندھے بغیر مکہ میں داخل ہو، وہ مکہ مکرمہ سے نکل کر عمرہ یا حج کے لیے احرام باندھے یہ مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر داخل ہونے کا سبب ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۹ سے آگے)

(۱) اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد ارتداد کا راستہ اختیار کر لیا تھا اور مرتد کا خون معاف ہوتا ہے اور و
واجب القتل ہوتا ہے۔

(۲) اس نے اشعار کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تھی جس کے سبب گستاخ ہونے ک
سبب قتل کا حقدار بن گیا تھا۔

(۳) اور اس کے کہنے اور اس کی دلی خواہش پر اس کی لونڈیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلا
زہریلے الفاظ استعمال کیے اور گالیاں دیں۔ اس گفتگو سے یہ دلیل اخذ کرنا کہ حرم شریف میں اجراء حدود جائز
درست نہیں ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زمانہ میں اسے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اس زمانہ میں حرم شر
میں قتل کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ النِّکَاحِ ف

۱۔ بَابُ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عِنْدَهٗ نِسْوَةٌ كَيْفَ يُقْسِمُ بَيْنَهُنَّ

ایک سے زائد بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنے کا بیان

۵۲۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت عبدالملک بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد (ابوبکر) کے حوالے سے بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے

ف نکاح کی تعریف :۔ وہ عقد جس کے نتیجے میں جماع حلال ہو جاتا ہے (مفتی امجد علی اعظمی) بہار شریعت جلد ۷ صفحہ ۵ ۔ شیخ غلام علی لاہور)

شرعی حیثیت :۔ اگر شہوت کا غلبہ نہ ہو، نان و نفقہ کی فراہمی پر قدرت ہو تو نکاح کرنا سنت ہے ۔ اگر شہوت کا غلبہ ہو زنا کے ارتکاب کا امکان ہو ۔ نان و نفقہ اور مہر کی ادائیگی کی بھی قدرت ہو تو نکاح کرنا واجب ہے اور اگر اس بات کا یقین ہو کہ زنا کا ارتکاب کرلے گا تو نکاح کرنا فرض ہے ۔ نیز امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح کا تعلق عبادات سے ہے جبکہ بعض دیگر آئمہ اسے معاملات میں شمار کرتے ہیں ۔

شرعی لحاظ سے دو آدمیوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول کا نام نکاح ہے ۔ ایجاب و قبول میں دونوں الفاظ ماضی کے ہونے چاہییں یا ایک امر کا ایک ماضی کا ہو مثلاً عورت نے کہا میں نے اپنے آپ کو تمھارے نکاح میں دیا تو مرد نے جواب میں کہا میں نے قبول کیا یا مرد نے کہا تم مجھ سے اپنا نکاح کر دو ۔ عورت نے کہا : میں نے اپنا آپ تمھارے نکاح میں دیا ۔

(جاری ہے)

سَلَّمَ حِيْنَ بَنٰى بِاُمِّ سَلَمَةَ قَالَ لَهَا حِيْنَ اَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ لَيْسَ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَاِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَدُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ۔

نکاح کیا تو صبح کے وقت ان سے فرمایا: میں تمھیں اپنے رشتہ داروں کے سامنے پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ اگر تم چاہتی ہو تو سات دن تمھارے لیے اور سات سات دن دوسری بیویوں کے لیے مقرر کر دیتا ہوں اور اگر تم چاہتی ہو تو تین دن تمھارے لیے اور ایک ایک دن دوسری ازواج کے لیے متعین کر دیتا ہوں انھوں نے (حضرت اُمِّ سلمہ) نے عرض کیا، تین دن متعین فرما دیں ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ يَنْبَغِيْ اِنْ سَبَّعَ عِنْدَهَا اَنْ يُسَبِّعَ عِنْدَهُنَّ لَا يَزِيْدُ لَهَا عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَاِنْ ثَلَّثَ عِنْدَهَا اَنْ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ خاوند کو یوں چاہیے کہ اگر سات دن اس (نئی بیوی) کے لیے متعین کرے تو باقی

(بقیہ حاشیہ)

فضائل نکاح: نکاح کرنا سنتِ نبوی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت کرنا درحقیقت آپ سے محبت کرنا ہے چنانچہ ارشادِ نبوی ہے: مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ او کما قال جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جو مجھ سے محبت کریگا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلنِّكَاحُ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَقَدْ رَغِبَ عَنِّيْ۔ "نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے منہ پھیرا بلاشبہ اس نے مجھ سے منہ پھیرا" ایک اور روایت کے الفاظ ہیں "مَنْ تَرَكَ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ" جس نے میری سنت ترک کر دی اس کا تعلق مجھ سے نہیں ہے۔

شرائطِ نکاح: شرائط نکاح یہ ہیں (۱) عاقل ہونا یعنی مجنون وغیرہ کا نکاح درست نہیں ہوگا (۲) بالغ ہونا، نابالغ اگر صاحبِ عقل ہو تو نکاح منعقد ہو جائے گا ورنہ نابالغ کا نکاح اس کے ولی کی مرضی پر موقوف ہوگا اور (۳) گواہ ہونا یعنی دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہونا۔

(مفتی امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت جلد ۷، ص ۹، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

ف اسلام نے بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے کہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع "یعنی جو عورتیں تمھیں پسند ہوں ان میں سے دو تین اور چار سے نکاح کرو" جب ایک آدمی کی متعدد بیویاں ہوں تو حقوق کی ادائیگی کے لحاظ سے مساوات قائم کرنا لازمی ہے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نئی اور پرانی بیویاں حقوق میں مساوی متصور ہوں گی۔

يُثَلِّثَ عِنْدَهُنَّ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

بیویوں کے لیے بھی سات سات دن کا تعین کرے۔ اس (نئی بیوی) کو زیادہ دن نہ دے اور اگر اس (نئی بیوی) کے لیے تین دنوں کا تعین کرے تو دوسریوں کے لیے بھی تین تین دن کا تعین کرے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور عام ہمارے فقہاء کا قول ہے۔

۲۔ بَابُ أَدْنَى مَا يَتَزَوَّجُ الرَّجُلُ عَلَيْهِ الْمَرْأَةَ

کم از کم مہر کی مقدار کا بیان

۵۲۳۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ ان پر زردی کا نشان تھا۔ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ انھوں (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف) نے ایک انصاریہ عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ان کے لیے کتنا مہر مقرر کیا ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا گٹھلی برابر سونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہو۔ ف

ف شرع شریف میں مہر کی کم از کم مقدار کا تعین ہے لیکن زیادہ کی مقدار کا تعین نہیں کیا گیا۔ کم از کم مہر کی مقدار دس درہم ہے چنانچہ حدیث نبوی کے الفاظ ہیں لا مهر اقل من عشرة دراهم او کما قال یعنی دس درہم سے کم مہر نہیں ہو سکتا مروجہ نظام ریاضی کے مطابق دس درہم کی مقدار ۶۱۲ء۳۰ گرام چاندی کے برابر بنتی ہے لہٰذا اس مقدار چاندی کا بھاؤ لگا کر کم از کم مہر کا آسانی سے تعین کیا جا سکتا ہے چونکہ شرع میں زیادہ سے زیادہ مہر کا تعین نہیں کیا گیا (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ اَدْنَى الْمَهْرِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ مَا تُقْطَعُ فِيْهِ الْيَدُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کم از کم مہر کی مقدار دس درہم ہے جن کے چوری کرنے کے نتیجے میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۳۔ بَابُ لَا يَجْمَعُ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا فِي النِّكَاحِ

بیوی اور اس کی پھوپھی کو مرد کا نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت کا بیان

۵۲۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْمَعُ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص بیوی کے ساتھ (نکاح میں) اس کی پھوپھی کو اور بیوی کے ساتھ (نکاح میں) اس کی خالہ کو جمع نہ کرے ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۵۲۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۷۳ کا) لہٰذا اپنی حیثیت وطاقت کے مطابق مہر مقرر کرنا چاہیے۔ مہر کی دو اقسام ہیں (۱) معجل (۲) غیر معجل۔ مہر معجل وہ ہوتا ہے جو نکاح کے موقعہ پہ یا جماع سے قبل ادا کر دیا جائے اور غیر مؤجل وہ ہے جو تاخیر سے ادا کیا جائے۔

ف ابوداؤد اور ترمذی کے الفاظ ہیں "لا تنکح المراۃ علی عمتھا" یعنی نکاح میں بیوی اور اس کی پھوپھی کو جمع نہ کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قریبی رشتہ صلہ رحمی کا متقاضی ہے جبکہ نکاح کی صورت میں کینہ بغض اور عداوت جیسی تلوار سے اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَنْهٰى اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى خَالَتِهَا اَوْ عَلٰى عَمَّتِهَا وَاَنْ يَّطَاَ الرَّجُلُ وَلِيْدَةً فِىْ بَطْنِهَا جَنِيْنٌ لِغَيْرِهٖ ـ

انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے بیوی کی موجودگی میں اس کی خالہ کے ساتھ یا اس کی پھوپھی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا اور اس سے بھی منع کیا کہ کوئی شخص اپنی لونڈی سے وطی (مجامعت) کرے جبکہ اس کے پیٹ میں دوسرے شخص کا حمل (بچہ) موجود ہو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى ـ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۴- بَابُ الرَّجُلِ يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ

اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر اپنے لیے پیغامِ نکاح بھیجنے کا بیان

۵۲۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْطُبُ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ ـ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغامِ نکاح نہ بھیجے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى ـ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

ف جب نکاح کا امکان یا یقین ہو تو دوسرے کے لیے پیغامِ نکاح بھیجنا جائز نہیں ہے۔ ورنہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

۵- بَابُ الثَّيِّبِ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا

ثیّبہ کا اپنی ذات کے بارے ولی سے زیادہ خود مختار ہونے کا بیان

۵۲۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَ مُجَمِّعُ ابْنَيْ يَزِيْدَ ابْنِ جَارِيَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَاءَ ابْنَةِ خِذَامٍ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهٗ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ تُنْكَحَ الثَّيِّبُ وَ لَا الْبِكْرُ اِذَا بَلَغَتْ اِلَّا بِاِذْنِهَا فَاَمَّا اِذْنُ الْبِكْرِ فَصُمْتُهَا وَاَمَّا اِذْنُ الثَّيِّبِ فَرِضَاهَا بِلِسَانِهَا زَوَّجَهَا وَالِدُهَا اَوْ غَيْرُهٗ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

حضرت خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ان کے والد نے ان (حضرت خنساء) کا نکاح کر دیا جبکہ وہ ثیبہ تھیں انھوں (حضرت خنساء) نے اس نکاح کو ناپسند کیا اور وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوگئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح ختم کر دیا۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ثیبہ اور باکرہ عورت جب بالغ ہو جائیں تو ان کی اجازت کے بغیر ان کا نکاح کرنا مناسب نہیں۔ باکرہ عورت کی خاموشی اجازت ہے لیکن ثیبہ عورت کا زبان سے اقرار اس کی رضامندی متصور ہوگی خواہ اس کا نکاح اس کا باپ کرے یا کوئی دوسرا شخص۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۶- بَابُ الرَّجُلِ يَكُوْنُ عِنْدَهٗ اَكْثَرُ مِنْ اَرْبَعِ نِسْوَةٍ فَيُرِيْدُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ

چار بیویوں کی موجودگی میں مزید شادی کرنے کا بیان

۵۲۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہیں

ف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عاقلہ، بالغہ، ثیبہ عورت نکاح کے بارے میں خود مختار ہوتی ہے بلکہ والدین کی بھی ذمہ داری ہے کہ نکاح کرتے وقت اس سے اجازت حاصل کرلیں۔ شوہر دیدہ عورت کو ثیبہ کہا جاتا ہے۔

بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ ثَقِيْفٍ وَّكَانَ عِنْدَهٗ عَشْرُ نِسْوَةٍ حِيْنَ اَسْلَمَ الثَّقَفِيُّ فَقَالَ لَهٗ اَمْسِكْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا وَّفَارِقْ سَائِرَهُنَّ۔

یہ روایت پہنچی ہے کہ قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھنے والا والا ایک شخص مسلمان ہوا جبکہ اس کے نکاح میں دس عورتیں موجود تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ چار عورتیں رکھ لو اور باقی کو جدا کر دو ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ يَخْتَارُ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا اَيَّتَهُنَّ شَآءَ وَيُفَارِقُ مَا بَقِيَ وَاَمَّا اَبُوْحَنِيْفَةَ فَقَالَ نِكَاحُ الْاَرْبَعِ الْاُوَلِ جَائِزٌ وَّنِكَاحُ مَنْ بَقِيَ مِنْهُنَّ بَاطِلٌ وَّهُوَ قَوْلُ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ مرد کو اختیار حاصل ہے کہ دس عورتوں میں سے جو چاہے چار کا انتخاب کرے اور باقی ماندہ کو علیحدہ (طلاق) کر دے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، پہلی چار عورتوں کا جائز ہوگا اور باقی کا باطل (فاسد) ہو جائے گا اور یہی ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۵۲۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ الْوَلِيْدَ سَاَلَ الْقَاسِمَ وَعُرْوَةَ وَكَانَتْ عِنْدَهٗ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ فَاَرَادَ اَنْ يَّبِتَّ وَاحِدَةً وَّيَتَزَوَّجَ اُخْرٰى فَقَالَا نَعَمْ فَارِقِ امْرَاَتَكَ ثَلٰثًا وَّتَزَوَّجْ فَقَالَ الْقَاسِمُ فِيْ مَجَالِسَ مُخْتَلِفَةٍ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت قاسم اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ اس کے پاس چار بیویاں موجود ہیں ایک کو طلاق دے کر اس کی جگہ پر اور عورت سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ دونوں نے جواب دیا ہاں صحیح ہے تم اپنی ایک بیوی کو تین طلاق دے دو اور اس کی جگہ اور شادی کر لو۔ حضرت قاسم نے فرمایا تین طلاقیں مختلف تین مجلسوں میں دو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يُعْجِبُنَا اَنْ يَّتَزَوَّجَ خَامِسَةً وَّاِنْ بَتَّ طَلَاقَ اِحْدٰهُنَّ حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ درست نہیں ہے کہ چار عورتوں میں سے ایک کو

ف چار بیویوں کی موجودگی میں مزید شادی کرنا حرام ہے کیونکہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر کوئی شخص پانچویں شادی کرتا ہے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوگا بلکہ اس کی حرمت معلوم ہونے کے باوجود ایسا کرنے والا انسان مسلمان نہیں رہے گا۔

لَا يُعْجِبُنَا اَنْ يَّكُوْنَ مَاءُ ه فِيْ رِحِمِ خَمْسِ نِسْوَةٍ حَرَائِرَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

ایک طلاق دے کر پانچویں عورت سے شادی کرے حتیٰ کہ مطلقہ اپنی عدت پوری کرے کیونکہ یہ بات درست نہیں ہے کہ ایک شخص کا پانی (منی) پانچ آزاد عورتوں کے رحم میں ہو۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۷. بَابُ مَا يُوْجِبُ الصَّدَاقَ

مہر کس چیز سے واجب ہوتا ہے

۵۳۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَاَتِهٖ وَاُرْخِيَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا وَقَالَ مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ اِنْ طَلَّقَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ لَّهَا اِلَّا نِصْفُ الْمَهْرِ اِلَّا اَنْ يَّطُوْلَ مَكْثُهَا وَيَتَلَذَّذُ مِنْهَا فَيَجِبُ الصَّدَاقُ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص اپنی بیوی کے پاس جائے اور خلوت صحیحہ ہو جائے تو مہر واجب ہو جاتا ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اس شخص نے خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دے دی تو صرف نصف مہر لازم ہوگا سوائے اس کے کہ وہ عورت مرد کے پاس کافی دیر تک ٹھہری رہی ہو اور وہ اس سے لذت حاصل کرتا رہا تو (اس صورت میں) مہر واجب ہو جاتا ہے۔

ف خلوت صحیحہ یا جماع کرنے سے مہر واجب ہو جاتا ہے اور اگر نکاح کرنے کے بعد جماع سے قبل طلاق دے دی تو نصف مہر لازم ہوگا اگر نکاح کرتے وقت مہر کا نام نہ لیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

۸- بَابُ نِكَاحِ الشِّغَارِ

نکاح شغار (وٹہ سٹہ) کا بیان

۵۳۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُّنْكِحَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّنْكِحَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا شغار کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط پر کرے کہ دوسرا بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کر دے جبکہ دونوں کے درمیان مہر نہ ہو۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَكُوْنُ الصَّدَاقُ نِكَاحَ امْرَاَةٍ فَاِذَا تَزَوَّجَهَا عَلٰى اَنْ يَّكُوْنَ صَدَاقُهَا اَنْ يُّزَوِّجَهُ ابْنَتَهٗ فَالنِّكَاحُ جَائِزٌ وَّلَهَا صَدَاقُ مِثْلِهَا مِنْ نِّسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کسی عورت کا نکاح مہر قرار نہیں پاسکتا سوائے اس صورت کے کہ وہ اس شرط پر نکاح کرے کہ اس کا مہر یہ ہے کہ دوسرا شخص بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے گا تو نکاح درست ہوگا، تو عورتوں کی طرف سے مہر مثل ہوگا اس مہر میں نہ ترمیم ہوگی نہ اضافہ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

ف اس شرط پر نکاح شغار (وٹہ سٹہ کا نکاح) کرنا کہ دونوں ہی حق مہر ادا نہیں کریں گے یہ ممنوع و گناہ ہے تاہم دونوں پر مہر مثل واجب ہوگا مہر مثل سے مراد بہنوں یا پھوپھی یا چچا کی بیٹیوں کا مہر ہے۔

۹۔ بَابُ نِكَاحِ السِّرِّ

خفیہ طور پر نکاح کرنے کا بیان

۵۳۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ اَنَّ عُمَرَ اُتِيَ بِرَجُلٍ فِي نِكَاحٍ لَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ اِلَّا رَجُلٌ وَّ امْرَاَةٌ فَقَالَ عُمَرُ هٰذَا نِكَاحُ السِّرِّ وَلَا نُجِيْزُهُ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهِ لَرَجَمْتُ۔

حضرت ابوزبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جس کے نکاح میں بطور گواہ صرف ایک مرد اور ایک عورت شریک ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ نکاح خفیہ ہے تو ہم اس کی اجازت نہیں دیتے اگر مجھے پیشگی اس کا علم ہوتا تو میں (اس پر) رجم کرتا

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لِاَنَّ النِّكَاحَ لَا يَجُوْزُ فِي اَقَلَّ مِنْ شَاهِدَيْنِ وَاِنَّمَا شَهِدَ عَلٰى هٰذَا الَّذِيْ رَدَّهُ عُمَرُ بِرَجُلٍ وَّ امْرَاَةٍ فَهٰذَا نِكَاحُ السِّرِّ لِاَنَّ الشَّهَادَةَ لَمْ تَكْمُلْ وَلَوْ كَمُلَتِ الشَّهَادَةُ بِرَجُلَيْنِ اَوْ رَجُلٍ وَّ امْرَاَتَيْنِ كَانَ نِكَاحًا جَائِزًا وَّاِنْ كَانَ سِرًّا وَاِنَّمَا يُفْسِدُ نِكَاحُ السِّرِّ اَنْ يَّكُوْنَ بِغَيْرِ شُهُوْدٍ فَاَمَّا اِذَا كَمُلَتْ فِيْهِ الشَّهَادَةُ فَهُوَ نِكَاحُ الْعَلَانِيَةِ وَاِنْ كَانُوْا اَسَرُّوْهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ دو گواہوں سے کم سے نکاح جائز نہیں ہوگا جس شخص کے نکاح کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسترد کیا۔ اس میں ایک مر[د] اور ایک عورت گواہ تھی جس سے گواہی مکمل نہیں ہوتی ا[گر] اگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بطور گواہی شریک [ہوتے] تو نکاح جائز ہوتا خواہ وہ نکاح خفیہ ہوتا۔ خفیہ نکا[ح] گواہوں کے بغیر ہو تو وہ فاسد ہے اور اگر اس میں گواہ [پورے] ہوں تو وہ نکاح علانیہ ہے اگرچہ انھوں نے [اسے] پوشیدہ رکھا ہو۔

۵۳۳۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ح[ضرت]

ف شرائط اور گواہوں کے بغیر جو نکاح کیا جائے اسے "خفیہ نکاح" کہا جاتا ہے دو مردوں یا ایک مرد اور دو ع[ورتوں] کی گواہی ضروری ہے یعنی ان کی موجودگی میں ایجاب و قبول کرنے کا نام نکاح ہے

عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَجَازَ شَهَادَةَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتَيْنِ فِي النِّكَاحِ وَالْفُرْقَةِ۔
قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو نکاح اور طلاق میں جائز قرار دیا ہے۔
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۰۔بَابُ الرَّجُلِ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَابْنَتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْاَةِ وَاُخْتِهَا فِيْ مِلْكِ الْيَمِيْنِ

ماں بیٹی اور دو بہنوں کو ملکِ یمین میں جمع کرنے کا بیان

۵۳۴۔اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ وَابْنَتِهَا مِمَّا مَلَكَتِ الْيَمِيْنُ اَتُوْطَاُ اِحْدٰهُمَا بَعْدَ الْاُخْرٰى قَالَ لَا اُحِبُّ اَنْ اُجِيْزَهُمَا جَمِيْعًا وَّنَهَاهُ۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ماں اور اس کی بیٹی کو بطور ملک یمین جمع کرنے اور یکے بعد دیگرے ان سے جماع کرنے کے سلسلے میں سوال کیا گیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا کہ ان دونوں کی ایک ساتھ اجازت دوں اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرمایا۔ف

۵۳۵۔اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عُثْمَانَ عَنِ الْاُخْتَيْنِ مِمَّا مَلَكَتِ الْيَمِيْنُ هَلْ يُجْمَعُ

حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دو بہنوں کو بطور ملک یمین جمع کرنے کے سلسلے میں پوچھا؟

ف: ماں اور بیٹی یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے علاوہ ازیں ان سے نکاح کرنا بھی حرام ہے۔ ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، دادی، نانی، بیوی کی بیٹی سے جو دوسرے خاوند سے ہو۔ بیوی کی ماں، نانی، دادی اور رضاعی بہن سے (مفتی امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت جلد ۷، ص ۱۶ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

بَيْنَهُمَا فَقَالَ حَلَّتْهُمَا اٰيَةٌ وَّحَرَّمَتْهُمَا اٰيَةٌ
مَا كُنْتُ لِاَصْنَعُ ذٰلِكَ ثُمَّ خَرَجَ فَلَقِيَ رَجُلًا
مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ
عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَوْ كَانَ لِيْ مِنَ الْاَمْرِ شَيْئٌ ثُمَّ
اَتَيْتُ بِاَحَدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ جَعَلْتُهٗ نَكَالًا قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ اَرَاهُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایک آیت انھیں حلال قرار
دیتی ہے (اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ) جبکہ دوسری آیت
انھیں حرام قرار دیتی ہے (وان تجمعوا بَيْنَ
الْاُخْتَيْنِ) اور میں خود ایسا نہیں کرتا پھر وہ شخص نکل کر
ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور ان سے
اس سلسلے میں سوال کیا؟ انھوں (صحابی رسول) نے
جواب دیا اگر مجھے اختیار حاصل ہوتا کہ میں ایسے شخص کو
پالوں تو اسے ضرور سزا دوں۔ حضرت ابن شہاب زہری
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ وہ صحابی حضرت
علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ
اَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَبَيْنَ ابْنَتِهَا وَلَا بَيْنَ
الْمَرْاَةِ وَاُخْتِهَا فِيْ مِلْكِ الْيَمِيْنِ قَالَ عَمَّارُ بْنُ
يَاسِرٍ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْحَرَآئِرِ شَيْئًا
اِلَّا وَقَدْ حَرَّمَ مِنَ الْاِمَآءِ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنْ
يَّجْمَعَهُنَّ رَجُلٌ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ اَنَّهٗ يَجْمَعُ مَا
شَآءَ مِنَ الْاِمَآءِ وَلَا يَحِلُّ لَهٗ فَوْقَ اَرْبَعِ
حَرَآئِرَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان روایات
سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ماں بیٹی اور دو بہنوں کو
بطور ملک یمین جمع کرنا مناسب نہیں ہے حضرت عمار بن
یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے آزا
عورتوں کے حق میں حرام قرار دی ہیں وہ کنیزوں کے حق
میں بھی حرام ہیں سوائے اس کے کہ ایک مرد جتنی چاہے
لونڈیاں رکھ سکتا ہے لیکن اس کے لیے چار سے زا
آزاد عورتیں رکھنے کی اجازت نہیں ہے یہی امام اعظم ابو
رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۱۔ بَابُ الرَّجُلِ يَنْكِحُ الْمَرْاَةَ وَلَا يَصِلُ اِلَيْهَا لِعِلَّةٍ بِالْمَرْاَةِ اَوْ بِالرَّ

نکاح کے بعد بیوی یا اپنی بیماری کے باعث مرد کا عورت کے پاس نہ جانے کا بیا

۵۳۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا شِهَابٌ عَنْ سَعِيْدِ

حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ کا بیا

الْمُسَیَّبِ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَاَۃً فَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَمُسَّھَا فَاِنَّہٗ یُضْرَبُ لَہٗ اَجَلُ سَنَۃٍ فَاِنْ مَسَّھَا وَاِلَّا فُرِّقَ بَیْنَھُمَا۔

کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اسے بیوی سے جماع کرنے کی قوت نہیں ہے تو مرد کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی (ایک سال مکمل ہونے پر) اگر اس نے جماع کر لیا تو ٹھیک ہے ورنہ زوجین کے درمیان جدائی کر دی جائے گی۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِھٰذَا نَاْخُذُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللہُ اِنْ مَضَتْ سَنَۃٌ وَلَمْ یَمَسَّھَا خُیِّرَتْ فَاِنِ اخْتَارَتْہُ فَھِیَ زَوْجَتُہٗ وَلَا خِیَارَ لَھَا بَعْدَ ذٰلِکَ اَبَدًا وَاِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَھَا فَھِیَ تَطْلِیْقَۃٌ بَائِنَۃٌ وَاِنْ قَالَ اِنِّیْ قَدْ مَسِسْتُھَا فِی السَّنَۃِ اِنْ کَانَتْ ثَیِّبًا فَالْقَوْلُ قَوْلُہٗ مَعَ یَمِیْنِہٖ وَاِنْ کَانَتْ بِکْرًا نَظَرَ اِلَیْھَا النِّسَاءُ فَاِنْ قُلْنَ ھِیَ بِکْرٌ خُیِّرَتْ بَعْدَ مَا تَحْلِفُ بِاللہِ مَا مَسَّھَا وَاِنْ قُلْنَ ھِیَ ثَیِّبٌ فَالْقَوْلُ قَوْلُہٗ مَعَ یَمِیْنِہٖ لَقَدْ مَسِسْتُھَا وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اگر سال مکمل ہونے پر شوہر نے بیوی سے جماع نہ کیا تو عورت اپنی ذات کے سلسلہ میں خود مختار ہو گی۔ اگر عورت نے خاوند کو پسند کر لیا تو وہ مرد کی بیوی برقرار رہے گی اس کے بعد اسے کبھی اختیار حاصل نہیں ہو گا اور اگر عورت نے اپنی ذات کو اختیار (علیحدگی کا ارادہ کر لیا) کیا تو یہ طلاق بائنہ ہو جائے گی۔ اگر سال کے دوران مرد نے دعوی کر دیا کہ میں نے بیوی سے جماع کیا ہے تو اگر عورت ثیبہ ہو گی تو مرد کا دعوی قسم کے ساتھ معتبر ہو گا اور اگر بیوی باکرہ ہو تو عورتیں اسے دیکھ کر اس کے باکرہ ہونے کا بتا دیں تو وہ قسم کھا کر کہہ دے کہ اس سے شوہر نے جماع نہیں کیا اس کے بعد اسے اپنی ذات کے بارے اختیار حاصل ہو جائے گا اور اگر عورتیں اس (عورت) کے ثیبہ ہونے کا کہیں تو شوہر کا قول (دعوی) معتبر ہو گا جبکہ وہ قسم کھا کر کہے کہ میں نے اس سے جماع کیا ہے

ف یہ تطلیق یا جدائی بیوی کی رضامندی سے ہو گی اگر عورت تفریق و تطلیق کو پسند نہ کرتی ہو تو جدائی نہیں ہو گی یہ جدائی خلیفہ یا قاضی یا عدالت کی وساطت سے ہو گی۔

یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

٥٣٧- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُجَبَّرٌ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَبِهٖ جُنُوْنٌ اَوْ ضَرٌّ فَاِنَّهَا اِنْ شَآءَتْ قَرَّتْ وَاِنْ شَآءَتْ فَارَقَتْ۔

حضرت مجبّر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے جبکہ مرد کو جنون یا کوئی اور بیماری ہو تو عورت کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر چاہے نکاح باقی رکھے اور اگر چاہے علیحدگی اختیار کرے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا كَانَ اَمْرًا لَا يُحْتَمَلُ خُيِّرَتْ فَاِنْ شَآءَتْ قَرَّتْ وَاِنْ شَآءَتْ فَارَقَتْ وَاِلَّا لَا خِيَارَ لَهَا اِلَّا فِي الْعِنِّيْنِ وَالْمَجْبُوْبِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب مرد کو مستقل مرض لاحق ہو تو بیوی کو اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے نکاح برقرار رکھے اور اگر چاہے تو جدائی کر لے۔ ورنہ نامرد اور خصّی ہونے کے علاوہ بیوی کو اختیار حاصل نہیں ہوتا۔

١٢- بَابُ الْبِكْرِ تُسْتَاْمَرُ فِيْ نَفْسِهَا

باکرہ عورت سے اجازت لینے کا بیان

٥٣٨- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْمَرُ فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثیّبہ عورت اپنی ذات کے بارے اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے اور باکرہ سے اس کی ذات کے سلسلے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی اجازت ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَذَاتُ الْاَبِ وَغَيْرِ الْاَبِ فِيْ ذٰلِكَ سَوَآءٌ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ولی خواہ باپ ہو یا غیر باپ اس بارے سب برابر ہیں۔

۵۳۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَسَدِيُّ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسْتَاْذَنُ الْاَبْكَارُ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ ذَوَاتُ الْاَبِ وَغَيْرُ الْاَبِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ فَبِهٰذَا نَاْخُذُ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باکرہ عورتوں سے ان کی ذات کے بارے اجازت لی جائے گی، خواہ وہ باپ والی ہوں یا نہ ف[۱]

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں

۱۳- بَابُ النِّكَاحِ بِغَيْرِ وَلِيٍّ

ولی کے بغیر نکاح کا بیان

۵۴۰ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا رَجُلٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا يَصْلُحُ لِامْرَاَةٍ اَنْ تَنْكِحَ اِلَّا بِاِذْنِ وَلِيِّهَا اَوْ ذِي الرَّاْيِ مِنْ اَهْلِهَا اَوِ السُّلْطَانِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ فَاِنْ تَشَاجَرَتْ هِيَ وَالْوَلِيُّ فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهٗ فَاَمَّا اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ اِذَا وَضَعَتْ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر کوئی عورت اپنے ولی یا اپنے خاندان کے صاحب الرائے یا خلیفہ وقت کی اجازت کے بغیر نکاح کرے درست نہیں ہے ف[۲]

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں ہے اگر اس (عورت) اور ولی کے درمیان اختلاف ہو تو اس کا ولی سلطان (خلیفہ وقت)

ف۱ باکرہ سے مراد وہ عورت ہے جس کا پردۂ بکارت نہ پھٹا ہو۔ اگر وہ عاقلہ بالغہ ہو تو وہ بھی اپنے نفس کی حق دار ہوگی۔ یعنی والدین کی اجازت کے بغیر اگر نکاح کر لیتی ہے تو جائز ہے البتہ والدین شادی کرتے وقت اس کی رائے اور رضا حاصل کریں گے۔

ف۲ عاقلہ بالغہ عورت نے ولی کے بغیر نکاح کفو میں کر لیا تو جائز ہے۔ نابالغہ کا نکاح ولی کی رضا کے بغیر جائز نہیں۔ مسلمان عاقل اور بالغ ہونا "ولی" کے لیے ضروری ہے۔ باپ یا بھائی اور یا کوئی اور رشتہ دار "ولی" ہو سکتا ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ہفتم)

نَفْسَهَا فِيْ كَفَاءَةٍ وَلَمْ تُقَصِّرْ فِيْ نَفْسِهَا فِيْ صَدَاقٍ فَالنِّكَاحُ جَائِزٌ وَمِنْ حُجَّتِهِ قَوْلُ عُمَرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَوْ ذِي الرَّأْيِ مِنْ اَهْلِهَا اِنَّهُ لَيْسَ بِوَلِيٍّ وَقَدْ اَجَازَ نِكَاحَهُ لِاَنَّهُ اِنَّمَا اَرَادَ اَنْ لَّا تُقَصِّرَ بِنَفْسِهَا فَاِذَا فَعَلَتْ هِيَ ذٰلِكَ جَازَ۔

ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے کفو میں نکاح کرے اور اس کے مہر مثل میں بھی کمی نہ ہو تو نکاح جائز ہے۔ اس کی دلیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو مذکورہ حدیث میں مذکور ہے کہ اوذی الرأی من اھلھا جبکہ وہ (صاحب رائے) ولی نہیں ہے جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس نکاح کو جائز قرار دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی غرض یہ تھی کہ عورت مہر میں کمی نہ کرے۔ جب عورت ایسے کرے تو (یعنی مہر مثل متعین کرلے) تو نکاح جائز قرار پائے گا۔

۱۴۔ بَابُ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْاَةَ لَا يَفْرِضُ لَهَا صَدَاقًا

مہر مقرر کیے بغیر نکاح کرنے کا بیان

۵۴۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ بِنْتًا لِعُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ وَاُمُّهَا ابْنَةُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَتْ تَحْتَ ابْنٍ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَمَاتَ وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا صَدَاقًا فَقَامَتْ اُمُّهَا تَطْلُبُ صَدَاقَهَا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَيْسَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَوْ كَانَ لَهَا صَدَاقٌ لَمْ نُمْسِكْهُ وَلَمْ نَظْلِمْهَا فَاَبَتْ اَنْ تَقْبَلَ ذٰلِكَ فَجَعَلُوْا بَيْنَهُمْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَضٰى اَنْ لَّا صَدَاقَ لَهَا وَلَهَا الْمِيْرَاثُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی جن کی والدہ حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور ان کا انتقال ہوگیا جبکہ ان کے مہر کا ذکر نکاح کے وقت نہیں ہوا تھا ان کی والدہ نے حق مہر کے حصول کا مطالبہ کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مہر کا استحقاق نہیں رکھتیں، اگر اس کا مہر ہوتا تو ہم اسے نہ روکتے اور ہم اس پر ظلم نہ کرتے ان کی والدہ نے یہ بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس مسئلہ کے حل کیلئے لوگوں نے حضرت

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّلَسْنَا نَأْخُذُ بِهٰذَا۔

۵۴۲-أَخْبَرَنَا أَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ أَنَّ رَجُلًا تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ لَهَا صَدَاقُ مِثْلِهَا مِنْ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ فَلَمَّا قَضٰى قَالَ فَإِنْ يَكُنْ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ وَإِنْ يَكُنْ خَطَأً فَمِنِّيْ وَمِنَ الشَّيْطَانِ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ بَرِيْئَانِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ جُلَسَائِهٖ بَلَغَنَا أَنَّهٗ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَيْتَ وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ بِقَضِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بِرْوَعَ ابْنَةِ وَاشِقٍ الْأَشْجَعِيَّةِ قَالَ فَفَرِحَ عَبْدُ اللّٰهِ فَرْحَةً مَا فَرِحَ قَبْلَهَا مِثْلَهَا لِمُوَافَقَةِ قَوْلِهٖ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَسْرُوْقٌ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ثالث تعینات کر دیا، انھوں نے (حضرت زید بن ثابت) فیصلہ کر دیا کہ اس (مرحومہ) کا حق مہر نہیں ہوتا البتہ اسے میراث ملے گی۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ نہیں کرتے۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا جبکہ اس کا مہر مقرر نہیں کیا تھا وہ اس سے جماع کرنے سے پہلے فوت ہو گیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی ترمیم و اضافہ کے بغیر عورت کے لیے مہر مثل ہوگا۔ جب انھوں (حضرت عبداللہ بن مسعود) نے یہ فیصلہ کر دیا تو فرمایا: اگر یہ فیصلہ درست ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہیں۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے کہا ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ وہ شخص معقل بن سنان رضی اللہ عنہ ہیں جن کا شمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ میں اس ذات کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق اشجعیہ کے بارے اسی طرح فیصلہ کیا تھا راوی حدیث کا بیان ہے کہ اس پر حضرت عبداللہ بن

ف نکاح کے وقت اگر "مہر" کا ذکر نہ کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا تاہم مہر مثل ادا کرنا ہوگا۔ مہر مثل سے مراد بہنوں، پھوپھی یا چچا کی بیٹیوں کا مہر ہے۔

بْنُ الْاَجْدَعِ لَا يَكُوْنُ مِيْرَاثٌ حَتّٰى يَكُوْنَ قَبْلَهٗ صَدَاقٌ۔

مسعود رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اس سے قبل اتنے خوش کبھی نہیں ہوئے تھے۔ اس کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی مطابقت تھی۔ حضرت مسروق بن اجدع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وراثت کے اجراء کے لیے حق مہر کا پہلے ہونا ضروری ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَالْعَآمَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۱۵۔ بَابُ الرَّجُلِ تَزَوَّجَ فِیْ عِدَّتِهَا

دورانِ عدت عورت کا نکاح کرنے کا بیان

۵۴۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُمَا حَدَّثَا اَنَّ ابْنَةَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ كَانَتْ تَحْتَ رَشِيْدِ الثَّقَفِيِّ فَطَلَّقَهَا فَنَكَحَتْ فِیْ عِدَّتِهَا اَبَا سَعِيْدِ بْنَ مُنَبِّهٍ اَوْ اَبَا الْجُلَاسِ ابْنَ مُنَبِّهٍ فَضَرَبَهَا عُمَرُ وَضَرَبَ زَوْجَهَا بِالْمِخْفَقَةِ ضَرَبَاتٍ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ عُمَرُ اَيُّمَا امْرَاَةٍ نَكَحَتْ فِیْ عِدَّتِهَا فَاِنْ كَانَ زَوْجُهَا الَّذِیْ تَزَوَّجَهَا لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَاعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنَ الْاَوَّلِ ثُمَّ كَانَ خَاطِبًا مِّنَ الْخُطَّابِ وَاِنْ كَانَ قَدْ دَخَلَ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ حضرت سعید بن مسیب اور حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی حضرت رشید ثقفی کے نکاح میں تھی تو انھوں نے اسے طلاق دیدی، دورانِ عدت اس (مطلقہ) نے ابو سعید بن منبہ یا ابو الجلاس بن منبہ سے شادی کر لی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے (مطلقہ) کو اد... اس کے خاوند کو کوڑے مارے اور دونوں کے درمیان جدائی کر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس عو... نے اپنی عدت کے دوران نکاح کیا اگر خاوند نے اس کے سا... جماع نہیں کیا تو دونوں کے درمیان جدائی کرا دی جائیگی او... عورت پہلے شوہر کی باقی ماندہ عدت مکمل کرے گی۔ پھ...

ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنَ الْاَوَّلِ ثُمَّ اعْتَدَّتْ عِدَّتَهَا مِنَ الْاٰخَرِ ثُمَّ لَمْ يَنْكِحْهَا اَبَدًا قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا۔

کوئی پیغام نکاح بھیج سکتا ہے۔ اگر دوسرے خاوند نے اس سے جماع کر لیا تو بھی دونوں کے درمیان جدائی کر دی جائے گی۔ عورت پہلے خاوند کی باقی ماندہ عدت گزارے گی تو عورت پہلے سابقہ شوہر کی عدت مکمل کریگی پھر دوسرے شوہر کی، دوسرا شوہر پھر کبھی اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورت کے لیے مہر ہوگا کیونکہ شوہر نے (اپنے لیے) اس کی شرمگاہ حلال تصور کی۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ بَلَغَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَجَعَ عَنْ هٰذَا الْقَوْلِ اِلٰى قَوْلِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔

۵۴۴ - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ رَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الَّتِيْ تَتَزَوَّجُ فِيْ عِدَّتِهَا اِلٰى قَوْلِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَ ذٰلِكَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ اِذَا دَخَلَ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَجْتَمِعَا اَبَدًا وَاَخَذَ صَدَاقَهَا فَجَعَلَ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ فَقَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ لَهَا صَدَاقُهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَاِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا مِنَ الْاَوَّلِ تَزَوَّجَهَا

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے "عدت کے دوران عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے" کے مسئلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب مطلقہ سے دوسرا شخص جماع کرے تو دونوں کے درمیان جدائی کر دی جائے گی اور دونوں کبھی بھی جمع نہیں ہو سکیں گے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس مطلقہ کا مہر لیکر بیت المال میں جمع کرا دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

ف عدت کے دوران عورت کا نکاح کرنا ممنوع و حرام ہے جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت سوا چار مہینے حاملہ کی عدت وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہے اور طلاق کی عدت تین مہینے ہیں گویا عدت کے دوران عورت اپنے شوہر کے عقد میں متصور ہوگی اس لیے اس دوران نکاح کرنا حرام ہے۔

اَلْاٰخَرَ اِنْ شَآءَ فَرَجَعَ عُمَرُ اِلٰی قَوْلِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا۔

فرمایا: عورت کے لیے مہر ہے اس وجہ سے کہ دوسرے شخص نے اس کی شرمگاہ کو (اپنے لیے) حلال سمجھا جب عورت پہلے شوہر کی عدت پوری کر لے اگر چاہے تو دوسرے سے شادی کر سکتی ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَآمَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۵۲۵ - اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُمَیَّةَ اَنَّ امْرَاَةً هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَاعْتَدَّتْ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ حِیْنَ حَلَّتْ فَمَكَثَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّنِصْفًا ثُمَّ وَلَدَتْ وَلَدًا تَامًّا فَجَآءَ زَوْجُهَا اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَدَعَا عُمَرُ نِسَآءً مِّنْ نِّسَآءِ اَهْلِ الْجَاهِلِیَّةِ قُدَمَآءَ فَسَاَلَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ اَنَا اُخْبِرُ لَكَ اَمَّا هٰذِهِ الْمَرْاَةُ هَلَكَ زَوْجُهَا حِیْنَ حَمَلَتْ فَاُهْرِیْقَتِ الدِّمَآءُ فَحَشَفَ وَلَدُهَا فِیْ بَطْنِهَا فَلَمَّا اَصَابَهَا زَوْجُهَا الَّذِیْ نَكَحَتْهُ وَاَصَابَ الْوَلَدَ الْمَآءُ تَحَرَّكَ الْوَلَدُ فِیْ بَطْنِهَا وَكَبُرَ فَصَدَّقَهَا عُمَرُ بِذٰلِكَ وَفَرَّقَ بَیْنَهُمَا وَقَالَ عُمَرُ اَمَا اَنَّهٗ لَمْ

حضرت عبداللہ بن ابوامیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا تو اس نے چار مہینے اور دس دن عدّت گزاری۔ عدّت پوری کرنے کے بعد اس نے نکاح کر لیا پھر وہ (عورت) ساڑھے چار مہینے اپنے شوہر کے ہاں ٹھہری رہی اور بالکل مکمل بچہ جنم دیا اس کا شوہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت کی خواتین کو طلب فرمایا اور ان سے اس مسئلہ کے سلسلے میں دریافت کیا۔ ان میں سے ایک عورت نے جواب دیا کہ میں اس کے بارے بتاتی ہوں اس عورت کا خاوند فوت ہو گیا جبکہ یہ حاملہ تھی۔ اس کا خون بہہ گیا جس کے نتیجہ میں اس کا بچہ پیٹ میں خشک ہو گیا پھر اس نے دوسرے آدمی سے شادی کر لی تو بچے کو پانی پہنچ گیا تو بچہ پیٹ میں حرکت کرنے لگا اور بڑا ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت کی تصدیق کی اور دونوں میں جدائی کر دی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

يَبْلُغُنِي عَنْكُمَا إِلَّا خَيْرًا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْأَوَّلِ .

(مزید) فرمایا: تمھاری طرف سے تصور خیر کے علاوہ کوئی چیز مجھ تک نہیں پہنچی اور آپ رضی اللہ عنہ نے بچہ پہلے خاوند کے سپرد کر دیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ الْوَلَدُ وَلَدُ الْأَوَّلِ لِأَنَّهَا جَاءَتْ بِهِ عِنْدَ الْآخَرِ لِأَقَلَّ مِنْ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَلَا تَلِدُ الْمَرْأَةُ وَلَدًا تَامًّا لِأَقَلَّ مِنْ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَهُوَ ابْنُ الْأَوَّلِ وَيُفَرَّقُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْآخَرِ وَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا الْأَقَلَّ مِمَّا سُمِّيَ لَهَا وَمِنْ مَهْرِ مِثْلِهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا .

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ بچہ پہلے خاوند کا ہوگا اس لیے کہ عورت دوسرے خاوند کے پاس صرف چھ مہینے سے کم عرصہ ٹھہری۔ کوئی عورت چھ مہینے سے کم خاوند کے ہاں ٹھہرے تو وہ کامل بچہ پیدا نہیں کر سکتی تو بچہ پہلے خاوند کا ہوگا اور دونوں کے درمیان جدائی کر دی جائے گی عورت کے لیے مہر ہوگا کیونکہ شوہر نے عورت کی فرج کو (اپنے لیے) حلال تصور کیا اس (عورت) کا مہر متعین کردہ مقدار اور مہر مثل سے کم ہوگا۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

١٦- بَابُ الْعَزْلِ

عزل کا بیان

٥٤٦- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ .

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت سعد) کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ عزل کرتے تھے۔ ف

ف جماع کے دوران خروج منی کے وقت عضو تناسل کو عورت کی شرم گاہ سے باہر نکال لینے کو "عزل" کہا جاتا ہے۔ کنیز سے جماع کرتے وقت اس کی اجازت کے بغیر عزل جائز ہے تاہم آزاد عورت (بیوی) سے اس کی رضامندی سے عزل کرنا جائز ہے۔

۵۴۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا سَالِمُ اَبُو النَّضْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَفْلَحَ مَوْلٰى اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اُمِّ وَلَدٍ لِاَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّ اَبَا اَیُّوْبَ کَانَ یَعْزِلُ۔

۵۴۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ضَمْرَۃُ بْنُ سَعِیْدِ الْمَازِنِیُّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرِو بْنِ غَزِیَّۃَ اَنَّهٗ کَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَجَآءَهٗ ابْنُ فَهْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْیَمَنِ فَقَالَ یَا اَبَا سَعِیْدٍ اِنَّ عِنْدِیْ جَوَارِیَ لَیْسَ نِسَآئِیَ اللَّاتِیْ کُنَّ بِاَعْجَبَ اِلَیَّ مِنْهُنَّ وَلَیْسَ کُلُّهُنَّ یُعْجِبُنِیْ اَنْ تَحْمِلَ مِنِّیْ فَاَعْزِلُ فَقَالَ قَالَ اَفْتِهٖ یَا حَجَّاجُ قَالَ قُلْتُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ اِنَّمَا نَجْلِسُ اِلَیْكَ لِنَتَعَلَّمَ مِنْكَ قَالَ اَفْتِهٖ قَالَ قُلْتُ هُوَ حَرْثُكَ اِنْ شِئْتَ عَطَّشْتَهٗ وَاِنْ شِئْتَ سَقَیْتَهٗ قَالَ وَقَدْ کُنْتُ اَسْمَعُ ذٰلِكَ مِنْ زَیْدٍ فَقَالَ زَیْدٌ صَدَقَ۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی والدہ

حضرت ام ولد رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ عزل کرتے تھے۔

حضرت حجاج بن عمرو بن غزیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ایک دفعہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ان کے پاس اہلِ یمن میں سے ایک شخص ابن فہد آیا اور کہا اے ابوسعید! بے شک میرے ہاں لونڈیاں ہیں جو میری بیویوں سے زیادہ خولصورت ہیں لیکن مجھے پسند نہیں ہے کہ وہ مجھ سے حاملہ ہوں کیا میں عزل کر سکتا ہوں؟ راوی حدیث کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حجاج! انھیں مسئلہ بتا دیں۔ حجاج نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کرے ہم لوگ تو صرف آپ سے کچھ سیکھنے کے لیے آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا وہ تمھاری کھیتی ہے اگر تم چاہو تو اسے پیاسی رکھو اور اگر چاہو تو اسے سیراب کرو، اس شخص نے کہا: یہ بات میں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے بھی سنا کرتا تھا تو حضرت زید نے کہا، اس نے سچ کہا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا نَرٰی بِالْعَزْلِ بَاْسًا عَنِ الْاَمَۃِ وَاَمَّا الْحُرَّۃُ فَلَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّعْزَلَ عَنْهَا اِلَّا بِاِذْنِهَا وَاِذَا کَانَتِ الْاَمَۃُ زَوْجَۃَ الرَّجُلِ یَنْبَغِیْ اَنْ یُّعْزَلَ عَنْهَا اِلَّا بِاِذْنِ مَوْلَاهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ لونڈی سے عزل کرنے میں ہم کوئی حرج نہیں سمجھتے ہیں اور آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل درست نہیں اگر لونڈی کسی شخص کی زوجہ ہو تو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر عزل نہیں کرنا چاہیے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

۵۴۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَعْزِلُوْنَ عَنْ وَّلَائِدِهِمْ لَا تَأْتِيْنِيْ وَلِيْدَةٌ فَيَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا اَنَّهٗ قَدْ اَلَمَّ بِهَا اِلَّا اَلْحَقْتُ بِهٖ وَلَدَهَا فَاعْتَزِلُوْا بَعْدُ اَوِ اتْرُكُوْا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ اپنی لونڈیوں سے عزل کرتے ہیں تاکہ ان کے ہاں بچہ پیدا نہ ہو۔ اگر کسی لونڈی کے آقا نے میرے سامنے اس سے جماع کرنے کا اقرار کیا تو میں بچہ اس کے سپرد کردوں گا بعد میں خواہ عزل کریں یا نہ کریں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اِنَّمَا صَنَعَ هٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ التَّهْدِيْدِ لِلنَّاسِ اَنْ يُّضَيِّعُوْا وَلَائِدَهُمْ وَهُمْ يَطَؤُنَهُنَّ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَطِئَ جَارِيَةً لَهٗ فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ فَنَفَاهُ وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَطِئَ جَارِيَةً لَهٗ فَحَمَلَتْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تُلْحِقْ بِاٰلِ عُمَرَ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ فَجَاءَتْ بِغُلَامٍ اَسْوَدَ فَاَقَرَّتْ اَنَّهٗ مِنَ الرَّاعِيْ فَانْتَفٰى مِنْهُ عُمَرُ وَكَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَقُوْلُ اِذَا حَصَّنَهَا وَلَمْ يَدَعْهَا تَخْرُجُ فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ لَمْ يَسَعْهُ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يَنْتَفِيَ مِنْهُ فَبِهٰذَا نَاْخُذُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تنبیہ کرنے کیلیے یہ کہا تھا کہ وہ ان سے جماع کر کے نطفہ ضائع نہ کریں اور بے شک ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈی سے جماع کیا تو اس نے بچہ جن دیا تو انھوں نے اس سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈی سے جماع کیا وہ حاملہ ہوگئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ تعالیٰ! جو عمر (رضی اللہ عنہ) کی اولاد سے نہیں ہے تو اسے اولادِ عمر سے نہ ملا۔ اس لونڈی نے سیاہ رنگ کا بچہ جن دیا تو لونڈی نے اقرار کیا کہ یہ ایک چرواہے سے ہے۔ اس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب خاوند لونڈی کو پردے میں رکھے اور باہر نہ جانے دے لونڈی نے بچہ جن دیا تو اس اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بچہ کے انکار سے گنجائش نہیں رہتی۔ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔

۵۵۰ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ صَفِيَّةَ ابْنَةِ اَبِي عُبَيْدٍ قَالَتْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَئُوْنَ وَلَائِدَهُمْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُنَّ يَخْرُجْنَ وَاللّٰهُ لَا تَأْتِيْنِيْ وَلِيْدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا اَنْ قَدْ وَطِئَهَا اِلَّا اَلْحَقْتُ بِهٖ وَلَدَهَا فَارْسِلُوْهُنَّ بَعْدُ اَوْ اَمْسِكُوْهُنَّ -

حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنی لونڈیوں سے جماع کرتے ہیں پھر انھیں باہر جانے کی اجازت دے دیتے ہیں قسم بخدا! جو لونڈی بچہ جن دے اور اس کا آقا بچہ کا اقرار کرے کہ اس نے لونڈی سے جماع کیا ہے تو میں بچہ اس کے سپرد کر دوں - خواہ اس کے بعد وہ اسے چھوڑ دیں یا رکھ لیں -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الطَّلَاقِ

۱- بَابُ طَلَاقِ السُّنَّةِ

طلاق مسنون کا بیان

۵۵۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ بْنَ عُمَرَ يَقْرَأُ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِقُبُلِ عِدَّتِهِنَّ۔

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: اے ایمان والو! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدّت سے کچھ وقت پہلے دو۔ ف

ف طلاق سے مراد اس سے تعلق و واسطہ ختم کرنا ہے جو نکاح کی شکل میں قائم ہوا تھا طلاق کی تین اقسام ہیں۔ (۱) طلاق احسن (۲) طلاق حسن یا مسنون اور (۳) طلاق بدعت یا قبیح۔ (۱) طلاق احسن یہ ہے کہ بیوی کو ایسے طہر میں ایک طلاق دینا جس میں جماع نہ کیا ہو پھر اسے علیحدہ چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ اس کی عدت ختم ہو جائے۔ (۲) طلاق حسن یا سنت طلاق یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو ایک طُہر میں ایک طلاق دے، دوسری طلاق دوسرے طُہر میں اور تیسری طلاق تیسرے طُہر میں دی جائے (۳) طلاق بدعت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایک جملے میں یا ایک طُہر میں تین طلاقیں دے۔ اس طرح خواہ طلاق تو واقع ہو جائے گی لیکن انسان گناہگار ہوگا کیونکہ اس نے مسنون طریقہ کی خلاف ورزی کی ہے۔

بلا وجہ بیوی کو طلاق دینا نہایت قبیح اور قابلِ مذمت عمل ہے۔ حدیثِ رسول ہے کہ مباح کاموں میں سے جو اللہ تعالیٰ کو زیادہ ناپسندیدہ عمل ہے وہ بیوی کو طلاق دینا ہے۔ لہذا طلاق کے معاملے میں نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ طَلَاقُ السُّنَّةِ اَنْ يُّطَلِّقَهَا لِقُبُلِ عِدَّتِهَا طَاهِرًا مِّنْ غَيْرِ جِمَاعٍ حِيْنَ تَطْهُرُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَبْلَ اَنْ يُّجَامِعَهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: طلاق مسنون یہ ہے کہ مرد عدت سے کچھ دیر قبل پاکی کی حالت میں طلاق دے کہ اس نے اس طُہر میں جماع نہ کیا ہو۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۵۵۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَآئِضٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عُمَرُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ اِنْ شَآءَ اَمْسَكَهَا بَعْدُ وَاِنْ شَآءَ طَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بحالتِ حیض اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے پھر اسے ٹھہرائے رکھے حتیٰ کہ عورت حیض سے پاک ہو جائے پھر حیض آ کر اس (حیض) سے پاک ہو جائے تو اگر چاہے تو اسے اپنے پاس ٹھہرا لے اور اگر چاہے تو اس سے جماع کرنے سے قبل طلاق دے دے یہ وہ عدت ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔

۲۔ بَابُ طَلَاقِ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

غلام کی آزاد بیوی کو طلاق کا بیان

۵۵۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ نُفَيْعًا مُكَاتَبَ اُمِّ سَلَمَةَ كَانَتْ تَحْتَهُ اِمْرَاَةٌ حُرَّةٌ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَتَيْنِ فَاسْتَفْتَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مکاتب غلام نفیع کی شادی ایک آزاد عورت سے ہوئی تھی۔ نفیع نے اسے دو طلاقیں دے دیں۔ پھر اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اس بارے مسئلہ دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا وہ عورت تم پر حرام ہوگئی ہے ۔

۵۵۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ نُفَيْعًا كَانَ عَبْدًا لِاُمِّ سَلَمَةَ اَوْ مُكَاتَبًا وَكَانَتْ تَحْتَهُ اِمْرَاَةٌ حُرَّةٌ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَتَيْنِ فَاَمَرَهُ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتِيَ عُثْمَانَ فَيَسْاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَلَقِيَهُ عِنْدَ الدَّرَجِ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ لَهُ فَابْتَدَرَاهُ جَمِيعًا فَقَالَا حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ ۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نفیع ایک غلام یا مکاتب تھے، ان کی زوجیت میں ایک آزاد عورت تھی۔ حضرت نفیع رضی اللہ عنہا نے اسے دو طلاقیں دے دیں۔ ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر اس بارے دریافت کرے۔ چنانچہ اس (نفیع) نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مقام "درج" میں ملاقات کی جبکہ انھوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ نفیع نے آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو دونوں نے جواب میں فرمایا: وہ عورت تم پر حرام ہے ۔

---

۵۵۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا طَلَّقَ الْعَبْدُ امْرَاَتَهُ اِثْنَتَيْنِ فَقَدْ حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ حُرَّةً كَانَتْ اَوْ اَمَةً وَعِدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلٰثَةُ قُرُوْءٍ وَعِدَّةُ الْاَمَةِ حَيْضَتَانِ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب غلام اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دے وہ عورت حرام ہو جاتی ہے حتیٰ کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے وہ آزاد ہو یا لونڈی۔ آزاد عورت کی عدت تین حیض اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي هٰذَا فَاَمَّا مَا عَلَيْهِ فُقَهَاؤُنَا فَاِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ الطَّلَاقُ بِالنِّسَاءِ وَالْعِدَّةُ بِهِنَّ لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس مسئلہ میں لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ہمارے فقہاء کا کہنا ہے کہ عورتوں کے لیے طلاق اور عدت ہے اسلیے

فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ فَاِنَّمَا الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ فَاِذَا كَانَتِ الْحُرَّةُ وَزَوْجُهَا عَبْدٌ فَعِدَّتُهَا ثَلٰثَةُ قُرُوْءٍ وَّطَلَاقُهَا ثَلٰثُ تَطْلِيْقَاتٍ لِلْعِدَّةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاِذَا كَانَ الْحُرُّ تَحْتَهُ الْاَمَةُ فَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ وَطَلَاقُهَا لِلْعِدَّةِ تَطْلِيْقَتَانِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَزَّ وَجَلَّ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (تم انھیں ان کی عدّت میں طلاق دو) اس لیے طلاق عدّت کی مناسبت سے ہوگی جب بیوی آزاد اور اس کا خاوند غلام ہو تو اس کی عدّت تین طُہر ہے اور اس کی عدت کے لیے تین طلاقیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ جب شوہر آزاد اور بیوی لونڈی ہو تو اس کی عدت دو حیض اور عدّت کے لیے دو طلاقیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

۵۵۶۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَزِيْدَ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ اَبِيْ رَبَاحٍ يَقُوْلُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَلطَّلَاقُ بِالنِّسَآءِ وَالْعِدَّةُ بِهِنَّ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت ابراہیم بن یزید المکی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا طلاق اور عدّت عورتوں کے لحاظ سے ہے۔ یہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۳۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ لِلْمُطَلَّقَةِ الْمَبْتُوْتَةِ وَالْمُتَوَفّٰى عَنْهَا مِنَ الْمَبِيْتِ فِيْ غَيْرِ بَيْتِهَا

مطلقہ اور بیوہ کا دوسرے گھر میں عدّت گزارنے کی کراہت کا بیان

۵۵۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَبِيْتُ الْمَبْتُوْتَةُ وَلَا الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا اِلَّا فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مطلقہ اور بیوہ عورت صرف اپنے شوہر کے گھر اپنی عدّت پوری کرے ف

ف مطلقہ یا بیوہ (شوہر کی وفات کی عدّت) اپنے شوہر کے گھر عدّت گزارے گی دن کے وقت کسی کام کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہے لیکن رات شوہر کے گھر میں گزارے گی تاہم کسی مجبوری یا عارضہ کے باعث (جاری ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ اَمَّا الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا فَاِنَّهَا تَخْرُجُ بِالنَّهَارِ فِيْ حَوَآئِجِهَا وَلَا تَبِيْتُ اِلَّا فِيْ بَيْتِهَا وَاَمَّا الْمُطَلَّقَةُ مَبْتُوْتَةٌ كَانَتْ اَوْغَيْرَ مَبْتُوْتَةٍ فَلَا تَخْرُجُ لَيْلًا وَّنَهَارًا مَا دَامَتْ فِيْ عِدَّتِهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ بیوہ عورت (عدت کے ایام میں) اپنی ضروریات کے سلسلہ میں باہر جا سکتی ہے لیکن رات صرف اپنے گھر میں بسر کرے گی اور مطلقہ عورت خواہ مبتوتہ ہو یا غیر مبتوتہ۔ تو وہ عدت کے دوران دن کو گھر سے نکلے گی اور نہ رات کو۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۴ بَابُ الرَّجُلِ يَأْذَنُ لِعَبْدِهٖ فِي التَّزْوِيْجِ هَلْ يَجُوْزُ طَلَاقُ الْمَوْلٰى عَلَيْهِ

غلام کو نکاح کی اجازت ہونے کے بعد طلاق کا حق بھی اُسے ہو گا؟

۵۵۸ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ اَذِنَ لِعَبْدِهٖ فِيْ اَنْ يَّنْكِحَ فَاِنَّهٗ لَا يَجُوْزُ لِامْرَاَتِهٖ طَلَاقٌ اِلَّا اَنْ يُّطَلِّقَهَا الْعَبْدُ فَاَمَّا اَنْ يَّاْخُذَ الرَّجُلُ اَمَةَ غُلَامِهٖ اَوْ اَمَةَ وَلِيْدَتِهٖ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جس شخص نے اپنے غلام کو نکاح کرنے کی اجازت دے دی تو اس (غلام) کی بیوی کو طلاق دینے کا حق بھی صرف غلام کو حاصل ہوگا۔ لیکن مرد اپنے غلام کی لونڈی یا لونڈی کی لونڈی حاصل کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹۸ سے آگے) دوسرے گھر میں منتقل ہو سکتی ہے مثلاً وہ مکان گر گیا ہے یا گھر کے دوسرے افراد نے نکال دیا ہو اور یا عصمت دری کا امکان ہو۔ دورانِ عدت عورت دواعی جماع امور سے مکمل طور پر اجتناب کرے گی مثلاً تیل لگانا، میک اپ کرنا، اور یا بناؤ سنگار کرنا وغیرہ امور ممنوع ہیں۔

۵۵۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدًا لِبَعْضِ ثَقِيْفٍ جَآءَ اِلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنَّ سَيِّدِىْ اَنْكَحَنِىْ جَارِيَتَهٗ فُلَانَةَ وَّكَانَ عُمَرُ يَعْرِفُ الْجَارِيَةَ وَهُوَ يَطَاُهَا فَاَرْسَلَ عُمَرُ اِلَى الرَّجُلِ فَقَالَ مَا فَعَلَتْ جَارِيَتُكَ قَالَ هِىَ عِنْدِىْ قَالَ هَلْ تَطَاُهَا فَاَشَارَ اِلَيْهِ بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَا فَقَالَ عُمَرُ اَمَا وَاللّٰهِ لَوِ اعْتَرَفْتَ لَجَعَلْتُكَ نَكَالًا -

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بنی ثقیف
قبیلہ سے تعلق رکھنے والا ایک غلام حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے آقا
نے اپنی فلاں لونڈی کے ساتھ میری شادی کر دی ہے
اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس لونڈی کو جانتے
تھے آقا نے اپنی لونڈی سے جماع کر لیا۔ حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ نے اس (آقا) شخص کو طلب کیا
فرمایا: تو اپنی لونڈی کے ساتھ کیا ہے؟ اس نے جواب
دیا وہ میرے پاس ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا
تم اس کے ساتھ جماع کرتے ہو؟ آپ کے پاس موجود
ایک شخص نے اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ اس شخص نے
جواب میں کہا نہیں۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
فرمایا قسم بخدا! اگر تجھے علم ہوتا تو میں تمہیں سزا دیتا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِىْ اِذَا زَوَّجَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ عَبْدَهٗ اَنْ يَّطَاَهَا لِاَنَّ الطَّلَاقَ وَالْفُرْقَةَ بِيَدِ الْعَبْدِ اِذَا زَوَّجَهٗ مَوْلَاهُ وَلَيْسَ لِمَوْلَاهُ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَهُمَا بَعْدَ اَنْ زَوَّجَهَا فَاِنْ وَطِئَهَا يُنْدَمُ اِلَيْهِ فِىْ ذٰلِكَ فَاِنْ عَادَ اَدَّبَهُ الْاِمَامُ عَلٰى قَدْرِ مَا يَرٰى مِنَ الْحَبْسِ وَالضَّرْبِ وَلَا يَبْلُغُ بِذٰلِكَ اَرْبَعِيْنَ سَوْطًا -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس
روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں جب کوئی شخص اپنی لونڈی
کا نکاح اپنے غلام سے کر دے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ
وہ اس کے ساتھ جماع کرے اس لیے کہ نکاح کے بعد
طلاق کا حق صرف غلام کو حاصل ہے آقا کو کوئی حق نہیں
ہوتا کہ ان (لونڈی اور غلام) کے درمیان علیحدگی کرا
اگر آقا لونڈی سے جماع کریگا تو اس کی ملامت کیجائے
اور اگر وہ دوبارہ جماع کا ارتکاب کرے گا تو خلیفہ وقت
اپنی مرضی کے مطابق قید یا مارنے کی سزا دے سکتا
لیکن یہ سزا چالیس کوڑوں سے زائد نہیں ہونی چاہیے

∴ ∴ ∴

۵۔ بَابُ الْمَرْاَةِ تَخْتَلِعُ مِنْ زَوْجِهَا بِاَكْثَرِهِمَا اَعْطَاهَا اَوْ اَقَلَّ

بیوی کا کثیر یا قلیل مال پر خلع کرنے کا بیان

۵۶۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ مَوْلَاةً لِصَفِيَّةَ اِخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْءٍ لَهَا فَلَمْ يُنْكِرْهُ ابْنُ عُمَرَ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی نے اپنی تمام اشیاء کے عوض اپنے خاوند سے خلع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ناپسند نہ کیا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ مَا اخْتَلَعَتْ بِهِ الْمَرْاَةُ مِنْ زَوْجِهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِي الْقَضَاءِ وَمَا نُحِبُّ لَهُ اَنْ يَاْخُذَ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا وَاِنْ جَاءَ النُّشُوْزُ مِنْ قِبَلِهَا فَاَمَّا اِذَا جَاءَ النُّشُوْزُ مِنْ قِبَلِهِ لَمْ نُحِبَّ لَهُ اَنْ يَاْخُذَ مِنْهَا قَلِيْلًا وَلَا كَثِيْرًا وَاِنْ اَخَذَ فَهُوَ جَائِزٌ فِي الْقَضَاءِ وَهُوَ مَكْرُوْهٌ لَهُ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عورت جس مقدار مال کے عوض خلع کرے جائز ہے لیکن ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ جتنا مہر شوہر نے دیا ہے اس مقدار سے زائد بیوی سے خلع کے عوض وصول کرے خواہ دونوں کے درمیان ناچاقی عورت کی طرف سے ہوئی ہو اور اگر اختلاف کا باعث مرد ہو تو ہم کسی قسم کے مال وصول کرنے کو پسند نہیں کرتے خواہ مال قلیل ہو یا کثیر۔ لیکن فتویٰ کے مطابق جائز ہے ہاں وہ اختلاف (جو مرد کی طرف سے ہوا) بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ناپسندیدہ ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

ف اسلام نے طلاق کا حق شوہر کو اور خلع کا حق عورت کو دیا ہے۔ میاں اور بیوی کے تعلقات ناخوش گوار اور پریشان کن صورتحال اختیار کر چکے ہوں جبکہ شوہر طلاق دینے پر بھی رضامند نہ ہو تو بیوی شوہر کو کچھ رقم دے کر طلاق پر آمادہ کرے اسے "خلع" کہا جاتا ہے۔ خلع عورت کا حق ہوتا ہے جتنی رقم کے عوض شوہر طلاق پر آمادہ ہو اس کی ادائیگی عورت کے ذمہ ہوگی جب شوہر بیوی کے حقوق کو نظرانداز کر رہا ہو تو بیوی عدالت کی وساطت سے خلع کا راستہ اختیار کر سکتی ہے۔

۶۔ بَابُ الْخُلْعِ كَمْ يَكُوْنُ مِنَ الطَّلَاقِ

خلع میں طلاقوں کی تعداد کتنی ہے ؟

۵۶۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جُمْهَانَ مَوْلَى الْاَسْلَمِيِّيْنَ عَنْ اُمِّ بَكْرٍ الْاَسْلَمِيَّةِ اَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُسَيْدٍ ثُمَّ اَتَيَا عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ هِيَ تَطْلِيْقَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ سَمَّتْ شَيْئًا فَهُوَ عَلٰى مَا سَمَّتْ ۔

حضرت اُمِ بکر اسلمیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ کہ انھوں نے اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے خلع کیا پھر وہ دونوں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ اس سلسلے میں دریافت کریں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسے ایک طلاق ہوگی مگر جبکہ عورت تعداد کا ذکر کرے تو اتنی ہی ہوں گی ۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ الْخُلْعُ تَطْلِيْقَةٌ بَائِنَةٌ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ سَمّٰى ثَلٰثًا اَوْ نَوَاهَا فَيَكُوْنُ ثَلٰثًا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ خلع ایک بائنہ طلاق ہے لیکن اگر تین طلاقوں کا نام لیا یا تین کی نیت کی تو تین واقع ہونگی

۷۔ بَابُ الرَّجُلِ يَقُوْلُ اِذَا نَكَحْتُ فُلَانَةَ فَهِيَ طَالِقٌ

نکاح سے قبل طلاق دینے کا بیان

۵۶۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُجَبَّرٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ يَقُوْلُ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ اِذَا نَكَحْتُ

حضرت مجبر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی شخص

ف خلع ایک بائنہ طلاق کے برابر ہوتا ہے ۔ البتہ اگر خلع کے وقت بیوی دو یا تین طلاقوں کا ذکر کرے تو دو یا تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی ۔

فُلَانَةً فَهِيَ طَالِقٌ فَهِيَ كَذٰلِكَ إِذَا نَكَحَهَا وَ إِنْ كَانَ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا فَهُوَ كَمَا قَالَ۔

کہا: جب میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے جب وہ نکاح کریگا تو طلاق واقع ہوجائیگی اگر اس نے ایک کی نیت کی تو ایک، اگر دو کی نیّت کی تو دو اور اگر تین کی نیّت کی تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۵۶۳ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمِ الزُّرَقِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنْ قُلْتُ إِنْ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةً فَهِيَ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّيْ قَالَ إِنْ تَزَوَّجْتَهَا فَلَا تَقْرَبْهَا حَتّٰى تُكَفِّرَ۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اگر میں کہوں "اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو وہ مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے"۔ تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: جب تم اس سے نکاح کرلو تو کفارہ ادا کرنے سے قبل اس کے قریب نہ جانا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ يَكُوْنُ مُظَاهِرًا مِّنْهَا إِذَا تَزَوَّجَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب وہ شخص فلاں عورت سے ظہار کے بعد نکاح کرلے گا تو کفارہ دینے سے قبل اس کے نزدیک نہیں جائے گا۔

ف جب کوئی شخص طلاق کو معلق کردے یعنی یہ کہے کہ اگر میں نے نکاح کیا تو میری بیوی کو طلاق، تو جب بھی وہ نکاح کریگا طلاق واقع ہوجائیگی اگر شوہر نے ایک طلاق کا ارادہ کیا ہو تو ایک، اگر دو کا ارادہ کیا تو دو اور اگر تین طلاقوں کا قصد کیا ہو تو تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

۸- بَابُ الْمَرْاَةِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا تَطْلِيْقَةً اَوْتَطْلِيْقَتَيْنِ فَتَزَوَّجَ زَوْجًا ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا الْاَوَّلُ

دو یا تین طلاقوں کے وقوع کے بعد

دوسرے خاوند سے نکاح کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کرنے کا بیان

۵۶۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَّسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ اسْتَفْتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ تَطْلِيْقَةً اَوْتَطْلِيْقَتَيْنِ تَرَكَهَا حَتّٰى يَحِلَّ ثُمَّ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَيَمُوْتُ اَوْ يُطَلِّقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا زَوْجُهَا الْاَوَّلُ عَلٰى كَمْ هِيَ قَالَ عُمَرُ هِيَ عَلٰى مَا بَقِيَ مِنْ طَلَاقِهَا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے کر علیحدہ کر دیتا ہے عدت کے بعد وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کر لیتی ہے شوہر ثانی فوت ہو جاتا ہے یا اسے طلاق دے دیتا ہے پھر اس سے پہلا خاوند نکاح کر لیتا ہے تو وہ (پہلا خاوند) کتنی طلاقوں کا مالک ہوگا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جتنی طلاقیں اس کی باقی تھیں۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ فَاَمَّا اَبُوْحَنِيْفَةَ فَقَالَ اِذَا عَادَتْ اِلَى الْاَوَّلِ بَعْدَ مَا دَخَلَ بِهَا الْاٰخَرُ عَادَتْ عَلٰى طَلَاقٍ جَدِيْدٍ ثَلٰثِ تَطْلِيْقَاتٍ مُسْتَقْبَلَاتٍ وَفِيْ اَصْلِ ابْنِ الصَّوَّافِ وَهُوَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب وہ بیوی پہلے شوہر کے پاس آگئی اور شوہر ثانی نے اس سے جماع بھی کر لیا تھا

ف جب دوسرا خاوند طلاق دے اور عورت عدت مکمل کرے تو پہلا شوہر نکاح کر لے تو وہ احناف کے نزدیک از سرِ نو دوبارہ تین طلاقوں کا مالک بن جائے گا۔

قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ ۔

تو نئے سرے سے پھر تین طلاقیں لوٹ آئیں گی اور ابن صواف کی اصل میں ہے کہ یہی حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا قول ہے

۹۔ بَابُ الرَّجُلِ يَجْعَلُ أَمْرَ امْرَأَتِهٖ بِيَدِهَا أَوْ غَيْرِهَا

شوہر کا اپنی بیوی یا دوسرے شخص کو طلاق کا اختیار دینے کا بیان

۵۶۵ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ ابْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَهُ فَأَتَاهُ بَعْضُ بَنِي أَبِي عَتِيقٍ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ فَقَالَ لَهُ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ مَلَّكْتُ امْرَأَتِي أَمْرَهَا بِيَدِهَا فَفَارَقَتْنِي فَقَالَ لَهُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ الْقَدَرُ قَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ارْتَجِعْهَا إِنْ شِئْتَ فَإِنَّمَا هِيَ وَاحِدَةٌ وَأَنْتَ أَمْلَكُ بِهَا ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی ابی عتیق قبیلہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے انھوں (زید بن ثابت) نے اسے کہا تمھیں کیا ہوا ہے؟ اس شخص نے کہا میں نے اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے دیا تو اس نے مجھ سے علیحدگی اختیار کر لی ہے پھر آپ نے سوال کیا کہ تجھے اس امر پر کس نے ابھارا؟ اس نے جواب دیا تقدیر الٰہی نے ۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو اس سے رجوع کر سکتے ہو کیونکہ وہ ایک طلاق ہے تم زیادہ حق رکھتے ہو

ف اگر شوہر نے اپنی بیوی یا دوسرے کسی شخص کو طلاق کا اختیار دے دیا تو یہ اختیار معتبر تصور ہوگا یعنی عورت نے طلاق کا راستہ اختیار کر لیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر بیوی نے طلاق کو ناپسند کیا تو وہ بدستور شوہر کے عقد میں رہے گی جتنی طلاقوں کا اختیار شوہر نے دیا ہو عورت کے اختیار میں اتنی ہی ہونگی اور ایسے ہی جب کسی اور آدمی کو طلاق کے سلسلے میں بااختیار بنا دیا تو وہ اپنا حق اختیار محفوظ رکھتا ہے جب چاہے استعمال کر سکیگا یاد رہے یہ اختیار عورت کو اسی مجلس تک رہیگا جس میں شوہر نے اختیار دیا تھا البتہ شوہر نے مدت کا تعین کر دیا تو اس متعین کردہ مدت تک اسے اختیار حاصل رہے گا ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا عِنْدَنَا عَلٰى مَا نَوَى الزَّوْجُ فَاِنْ نَوٰى وَاحِدَةً فَوَاحِدَةٌ بَائِنَةٌ وَهُوَ خَاطِبٌ مِّنَ الْخُطَّابِ وَاِنْ نَوٰى ثَلٰثًا فَثَلٰثٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَعَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَلْقَضَآءُ مَا قَضَتْ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک شوہر کی نیّت پر دارومدار ہے اگر اس نے ایک طلاق کی نیّت کی تو ایک بائنہ واقع ہوگی اس کی حیثیت ایک پیغام پہنچانے والے کی طرح ہے اگر شوہر نے تین طلاقوں کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عورت کا فیصلہ معتبر ہوگا۔

٥٦٦ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا خَطَبَتْ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قُرَيْبَةَ بِنْتَ اَبِيْ اُمَيَّةَ فَزَوَّجَتْهُ ثُمَّ اِنَّهُمْ عَتَبُوْا عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ وَقَالُوْا مَا زَوَّجْنَا اِلَّا عَآئِشَةَ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَذَكَرَتْ لَهٗ ذٰلِكَ فَجَعَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَمْرَ قُرَيْبَةَ بِيَدِهَا فَاخْتَارَتْهُ وَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاَخْتَارَ عَلَيْكَ اَحَدًا فَقَرَّتْ تَحْتَهٗ فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے (اپنے بھائی) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے لیے قریبہ بنت ابی امیہ کے پاس پیغامِ نکاح بھیجا اس (قریبہ) کے ورثاء نے نکاح کر دیا بعد میں قریبہ کے ورثاء حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئے اور کہا ہم نے صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کہنے پر نکاح کیا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالرحمٰن کو (اپنے پاس) طلب کیا اور صورتحال کے بارے آگاہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے قریبہ رضی اللہ عنہا کو طلاق کا اختیار دے دیا اس (قریبہ) نے کہا: میں تمہارے (عبدالرحمٰن بن ابی بکر) کے علاوہ کسی کو پسند نہیں کروں گی ایسے قریبہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں رہی اور یہ طلاق واقع نہ ہوئی۔

---

٥٦٧ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا زَوَّجَتْ

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبِیْ بَکْرٍ الْمُنْذِرِ ابْنِ الزُّبَیْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ وَمِثْلِیْ یُصْنَعُ بِهٖ هٰذَا وَیُفْتَاتُ عَلَیْهِ بِبَنَاتِهٖ فَکَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَیْرِ فَقَالَ فَاِنَّ ذٰلِكَ بِیَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا لِیْ رَغْبَةٌ عَنْهُ وَلٰکِنْ مِّثْلِیْ لَیْسَ یُفْتَاتُ عَلَیْهِ بِبَنَاتِهٖ وَمَا کُنْتُ لِاَرُدَّ اَمْرًا قَضَیْتِهٖ فَقَرَّتْ اِمْرَاَتُهٗ تَحْتَهٗ وَلَمْ یَکُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا۔

عنہا نے حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا نکاح منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کر دیا جبکہ حضرت عبدالرحمٰن ملکِ شام جانے کے باعث (موقعہ پر) موجود نہیں تھے جب حضرت عبدالرحمٰن واپس تشریف لائے تو فرمایا: میرے ساتھ یہ کیا گیا کہ بیٹوں کے سلسلے میں مجھ سے مشورہ نہیں لیا گیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بارے حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ فیصلہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس فیصلے سے انکار نہیں لیکن میرے ساتھ ایسے کیونکر کیا گیا کہ بیٹوں کے سلسلے میں مجھ سے مشورہ نہ لیا گیا بہرحال جو کچھ ہوچکا میں اسے مسترد نہیں کروں گا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے زوج کے پاس رہیں اور یہ علیحدگی (طلاق) واقع نہ ہوئی۔

۵۶۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اَمْرَهَا فَالْقَضَاءُ مَا قَضَتْ اِلَّا اَنْ یُّنْکِرَ عَلَیْهَا فَیَقُوْلُ لَمْ اُرِدْ اِلَّا تَطْلِیْقَةً وَّاحِدَةً فَیَحْلِفُ عَلٰی ذٰلِكَ وَیَکُوْنُ اَمْلَكَ بِهَا فِیْ عِدَّتِهَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے دے تو عورت کا فیصلہ معتبر ہوگا مگر یہ کہ خاوند اس کا انکار کر دے انکار کی صورت میں قسم کے ساتھ شوہر کی بات قابلِ قبول ہوگی اور شوہر عدّت تک حقدار ہوگا۔

۵۶۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ اِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اَمْرَهَا فَلَمْ تُفَارِقْهُ وَقَرَّتْ عِنْدَهٗ فَلَیْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے دے تو بیوی علیحدگی اختیار نہ کرے بلکہ وہ بیوی اس کے پاس رہنے کا اعلان کر دے، یہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا اخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ وَاِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَهُوَ عَلٰى مَا نَوَى الزَّوْجُ فَاِنْ نَّوٰى وَاحِدَةً فَهِيَ وَاحِدَةٌ بَائِنَةٌ وَّاِنْ نَّوٰى ثَلٰثًا فَثَلٰثٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب بیوی (اختیارِ طلاق کی صورت میں) اپنے شوہر کو اختیار کرے یہ طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر اس نے اپنی ذات کو اختیار کر لیا تو فیصلہ شوہر کی نیت کے مطابق ہوگا اگر شوہر نے ایک طلاق کی نیت کی ہوگی تو ایک بائنہ واقع ہوگی اور اگر شوہر نے تین طلاقوں کا قصد کیا تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

١٠۔ بَابُ الرَّجُلِ يَكُوْنُ تَحْتَهٗ اُمَّةٌ فَيُطَلِّقُهَا ثُمَّ يَشْتَرِيْهَا

منکوحہ لونڈی کو طلاق دینے اور اسے خریدنے کا بیان

٥٧٠۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهٗ وَلِيْدَةٌ فَاَبَتَّ طَلَاقَهَا ثُمَّ اشْتَرَاهَا اَيَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّمَسَّهَا فَقَالَ لَا يَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔

حضرت ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا گیا جس کی زوجیت میں لونڈی ہو اس نے اسے طلاق دے دی ہو اور پھر اسے خرید لیا کیا اس (لونڈی) کے ساتھ جماع درست ہوگا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اس شخص کے لیے جماع درست نہیں ہے حتیٰ کہ جب دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرلے

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۱۱- بَابُ الْاَمَةِ تَكُوْنُ تَحْتَ الْعَبْدِ فَتَعْتِقُ

غلام کی منکوحہ لونڈی کے آزاد ہونے کا بیان

۵۷۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْاَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ فَتُعْتَقُ اِنَّ لَهَا الْخِيَارَ مَالَمْ يَمَسَّهَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے غلام کی منکوحہ لونڈی کو آزاد کر دیا جائے تو بیشک جب تک شوہر (غلام) نے اس سے جماع نہ کیا ہو اسے (لونڈی کو) اختیار رہو گا

۵۷۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَبْرَاءَ مَوْلَاةً لِبَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ وَّ كَانَتْ اَمَةً فَاُعْتِقَتْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهَا حَفْصَةُ وَقَالَتْ اِنِّيْ مُخْبِرَتُكِ خَبَرًا وَّمَا اُحِبُّ اَنْ تَصْنَعِيْ شَيْئًا اِنَّ اَمْرَكِ مَالَمْ يَمَسَّكِ فَاِذَا مَسَّكِ فَلَيْسَ لَكِ مِنْ اَمْرِكِ شَيْئًا قَالَتْ وَفَارَقْتُهُ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بنی عدی بن کعب رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی زبراء کا بیان ہے کہ وہ بحالت کنیز ایک غلام کی زوجیت میں تھیں اور انھیں آزاد کر دیا گیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انھیں طلب کیا اور فرمایا میں تجھے ایک ایسی خبر بتاتی ہوں کہ اس کے بارے اگر تم کوئی اقدام کرو تو مجھے پسند نہیں ہوگا وہ خبر یہ ہے کہ جب تک تم سے جماع نہ کیا جائے تجھے فیصلہ کا اختیار حاصل ہے لیکن شوہر کے جماع کے بعد تجھے اختیار نہیں رہے گا۔ لونڈی نے کہا: میں شوہر سے علیحدگی اختیار کرتی ہوں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا عَلِمَتْ اَنَّ لَهَا خِيَارًا فَاَمْرُهَا بِيَدِهَا مَا دَامَتْ فِيْ مَجْلِسِهَا مَالَمْ تَقُمْ مِنْهُ اَوْ تَاْخُذْ فِيْ عَمَلٍ اَوْ يَمَسُّهَا فَاِذَا كَانَ شَيْءٌ مِنْ هٰذَا اَبْطَلَ خِيَارَهَا فَاَمَّا اِنْ مَسَّهَا وَلَمْ تَعْلَمْ بِالْعِتْقِ اَوْ عَلِمَتْ بِهٖ وَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ لَهَا الْخِيَارَ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يُبْطِلُ خِيَارَهَا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب لونڈی کو اختیار کے بارے علم ہو تو فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہوگا جب تک وہ (لونڈی) اس مجلس میں موجود ہے اس میں کھڑی نہیں ہوتی یا کسی دوسرے عمل میں مشغول نہیں ہوتی اور یا شوہر اس سے جماع نہیں کر لیتا جب ان امور میں سے کوئی پایا جائے تو اس کا اختیار ختم ہو جائے گا اگر شوہر نے

وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَہَائِنَا۔

جماع کر لیا لیکن لونڈی کو آزادی کا علم نہیں ہے یا آزادی کا تو اسے علم ہے لیکن خیار کے بارے علم نہیں تو خیار باطل نہیں ہوگا۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۱۲۔ بَابُ طَلَاقِ الْمَرِیْضِ

بیمار کی طلاق کا بیان

۵۷۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ طَلْحَۃَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ وَهُوَ مَرِیْضٌ فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ بَعْدَ مَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مرض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اس کی عدت مکمل ہونے کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ورثہ سے حصہ لے کر دیا۔ ف

۵۷۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّہٗ وَرَّثَ نِسَاءَ ابْنِ مُکَمِّلٍ مِنْهُ کَانَ طَلَّقَ نِسَاءَهٗ وَهُوَ مَرِیْضٌ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ابن مکمل کی عورتوں کو وراثت سے حصہ لیکر دیا جبکہ انھوں نے مرض کی حالت میں اپنی بیویوں کو طلاق دی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ یَرِثْنَہٗ مَا دُمْنَ فِی الْعِدَّۃِ فَاِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّۃُ قَبْلَ اَنْ یَّمُوْتَ فَلَا مِیْرَاثَ لَهُنَّ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب تک بیویاں عدت میں ہوں گی وارث ہوں گی البتہ شوہر کی وفات سے پہلے عدت مکمل ہو گئی تو عورتیں وارث نہیں ہوں گی۔

وَکَذٰلِكَ ذَکَرَ هُشَیْمُ بْنُ بَشِیْرٍ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ

حضرت شریح رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر

ف بیمار شوہر نے طلاق دی اور وہ اسی بیماری میں مر گیا جبکہ بیوی عدت پوری کر رہی تھی تو بیوی شوہر کی وارث ہوگی یعنی حق وراثت پائے گی البتہ اگر شوہر بیوی کی عدت مکمل ہونے کے بعد فوت ہوا تو وہ وراثت کی حقدار نہیں ہوگی۔

الضَّبِّيِّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ عَنْ شُرَيْحٍ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَيْهِ فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلٰثًا وَهُوَ مَرِيْضٌ أَنْ وَرِّثْهَا مَا دَامَتْ فِي عِدَّتِهَا فَإِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ فَلَا مِيْرَاثَ لَهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسے شخص کے بارے لکھا جس نے بحالتِ مرض اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اگر وہ عدت گزار رہی ہوں تو وارث ہوں گی اور اگر عدت مکمل کر چکی ہوں تو وارث نہیں ہوں گی ۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

۱۳۔ بَابُ الْمَرْأَةِ تُطَلَّقُ أَوْ يَمُوْتُ عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ

حاملہ بیوی کی عدّت بیوہ ہونے یا مطلقہ ہونیکی صورت میں

۵۷۵۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ امْرَأَةٍ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا قَالَ إِذَا وَضَعَتْ فَقَدْ حَلَّتْ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ كَانَ عِنْدَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَوْ وَضَعَتْ مَا فِي بَطْنِهَا وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ لَمْ يُدْفَنْ بَعْدُ حَلَّتْ۔

حضرت زہری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایسی عورت کے بارے سوال کیا گیا جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو؟ انھوں (حضرت عبداللہ بن عمر) نے جواب دیا جب وہ عورت بچہ جن دے تو اس کی عدت مکمل ہو جائیگی ۔ انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص جوان کے پاس بیٹھا ہوا تھا نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر عورت نے بچہ جن دیا خواہ وہ تختۂ غسل پہ ہو اور اسے دفن بھی نہ کیا گیا ہو تو اس کی عدت مکمل ہو جائیگی ۔ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں اور وہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے

ف حاملہ عورت جب بیوہ یا مطلقہ ہو جائے تو اس کی عدت وضع حمل یعنی بچے کی پیدائش ہے ۔ اس میں مدت کا تعین نہیں ہے خواہ شوہر کی وفات کے دوسرے دن بچہ پیدا ہوا ہو تو مدت پوری ہو جائے گی ، اور دوسرے شوہر سے نکاح بھی کر سکے گی ۔

عام فقہاء کا قول ہے۔

۵۷۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا وَضَعَتْ مَا فِیْ بَطْنِهَا حَلَّتْ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب عورت اپنے پیٹ سے بچہ جن دے تو اس کی عدت مکمل ہو جائیگی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ فِی الطَّلَاقِ وَالْمَوْتِ جَمِیْعًا تَنْقَضِیْ عِدَّتُهَا بِالْوِلَادَةِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ طلاق یا شوہر کی وفات کی صورت میں اس کی عدت بچہ کی پیدائش ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۴۔ بَابُ الْاِیْلَاءِ
ایلاء کا بیان

۵۷۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ اِذَا اٰلَی الرَّجُلُ مِنِ امْرَاَتِهٖ ثُمَّ فَاءَ قَبْلَ اَنْ تَمْضِیَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَهِیَ امْرَاَتُهٗ لَمْ یَذْهَبْ مِنْ طَلَاقِهَا شَیْءٌ فَاِنْ مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرُ قَبْلَ اَنْ یَّفِیْءَ فَهِیَ تَطْلِیْقَةٌ وَهُوَ اَمْلَكُ بِالرَّجْعَةِ مَالَمْ تَنْقَضِ عِدَّتُهَا قَالَ وَكَانَ مَرْوَانُ یَقْضِیْ بِهٖ۔

حضرت زہری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ایلاء کرے پھر چار مہینے مکمل ہونے سے قبل رجوع کر لیا تو وہ عورت اس کی زوجیت میں رہے گی اور طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر چار مہینے مکمل ہونے سے قبل رجوع نہ کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور عدت مکمل ہونے سے قبل شوہر رجوع کر سکتا ہے۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ مروان اس طرح کا فیصلہ کیا کرتا تھا۔

ف "ایلاء" کا مطلب یہ ہے کہ شوہر قسم کھالے کہ وہ چار مہینے تک یا اس سے زائد مدت تک اپنی بیوی کے پاس نہیں جائیگا۔ اگر اس مدت کے دوران شوہر اس (بیوی) کے پاس چلا گیا تو حانث ہو جائے گا اور وہ قسم کا کفارہ ادا کرے گا اور ایلاء ختم ہو جائیگا اور اگر شوہر اس مدت کے دوران اپنی بیوی کے پاس چلا گیا یعنی جماع کر لیا تو احناف کے نزدیک از خود طلاق بائنہ واقع ہو جائیگی اور اس کے بعد حق رجوع ختم ہو جائے گا۔

۵۷۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ اٰلٰى مِنِ امْرَاَتِهٖ فَاِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرُ وُقِفَ حَتّٰى يُطَلِّقَ اَوْ يَفِيْءَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهَا طَلَاقٌ وَّاِنْ مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرُ حَتّٰى يُوْقَفَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بَلَغَنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اِنَّهُمْ قَالُوْا اِذَا اٰلَى الرَّجُلُ مِنِ امْرَاَتِهٖ فَمَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ قَبْلَ اَنْ يَفِيْءَ فَقَدْ بَانَتْ بِتَطْلِيْقَةٍ بَائِنَةٍ وَهُوَ خَاطِبٌ مِنَ الْخُطَّابِ وَكَانُوْا لَا يَرَوْنَ اَنْ يُوْقَفَ بَعْدَ الْاَرْبَعَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ الَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ قَالَ الْفَيْءُ الْجِمَاعُ فِي الْاَرْبَعَةِ الْاَشْهُرِ وَعَزِيْمَةُ الطَّلَاقِ انْقِضَاءُ الْاَرْبَعَةِ الْاَشْهُرِ فَاِذَا مَضَتْ بَانَتْ بِتَطْلِيْقَةٍ وَلَا يُوْقَفُ بَعْدَهَا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَعْلَمَ بِتَفْسِيْرِ الْقُرْاٰنِ مِنْ غَيْرِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا تو جب چار ماہ گزر جائیں گے اسے مجبور کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ طلاق دے یا رجوع کرے، طلاق واقع نہیں ہوگی اگر چار مہینے گزرجائیں شوہر کو مجبور کیا جائیگا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمر فاروق، عثمان غنی، عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے فرمایا: جب کوئی مرد اپنی بیوی سے ایلاء کرتا ہے اور رجوع کرنے سے قبل چار مہینے گزر جاتے ہیں وہ ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اس کی حیثیت پیغام رساں کی ہے ان کا کہنا ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد شوہر کو مجبور نہیں کیا جائیگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت "اَلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ، فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ" کی تفسیر میں فرمایا: الفئ سے مراد چار مہینے کی مدت میں جماع کرنا ہے اور عزیمۃ الطلاق سے مراد چار مہینے گزارنا ہے جب چار مہینے (بغیر رجوع کیے) گذر جائیں تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اس کے بعد شوہر کو مجبور نہیں کیا جائے گا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ دوسروں سے زیادہ قرآن کی تفسیر جانتے تھے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۱۵- بَابُ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهٗ ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا

جماع سے قبل شوہر کا اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کا بیان

۵۷۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِيَاسِ ابْنِ بُكَيْرٍ قَالَ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَاَتَهٗ ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا ثُمَّ بَدَا لَهٗ اَنْ يَّنْكِحَهَا فَجَاءَ يَسْتَفْتِيْ قَالَ فَذَهَبْتُ مَعَهٗ فَسَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَا لَا نَرٰى اَنْ تَنْكِحَهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ طَلَاقِيْ اِيَّاهَا وَاحِدَةً قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَرْسَلْتَ مِنْ يَّدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ۔

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ محمد بن ایاس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نے جماع سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے ڈالیں پھر اس نے مطلقہ سے نکاح کرنے کا قصد کیا پھر وہ اس سلسلے میں دریافت کرنے کیلیے آیا۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا اس شخص نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسئلہ دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا جب تک عورت دوسرے شخص کے ساتھ نکاح نہیں کرلیتی وہ اس سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اس آدمی نے کہا کہ اس نے ایک طلاق دی تھی؟ اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس چیز کا تو مالک تھا وہ تم سے ختم ہوچکی ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا لِاَنَّهٗ طَلَّقَهَا ثَلٰثًا جَمِيْعًا فَوَقَعْنَ عَلَيْهَا جَمِيْعًا مَعًا وَلَوْ فَرَّقَهُنَّ وَقَعَتِ الْاُوْلٰى خَاصَّةً لِاَنَّهَا بَانَتْ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں، یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے چونکہ اس شخص نے ایک ساتھ تین طلاقیں دی تھیں اس لیے کہ وہ سب

ف اگر شوہر جماع سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے تو وہ عدت گزارے بغیر دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے کیونکہ عدت کا مقصد نسب کے غلط ملط ہونے سے احتراز ہوتا ہے جو یہاں مفقود و معدوم ہے حلالہ کے بغیر پہلا شوہر نکاح نہیں کرسکتا۔

بِهَا قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِالثَّانِيَةِ وَلَا عِدَّةَ عَلَيْهَا فَتَقَعُ عَلَيْهَا الثَّانِيَةُ وَالثَّالِثَةُ مَادَامَتْ فِي الْعِدَّةِ ۔

سب ایک بار واقع ہو گئیں اور اگر وہ ایک ایک کر کے دیتا تو پہلی طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ، دوسری سے قبل اس عورت پر عدت نہیں ، دوسری اور تیسری طلاق عدت کے دوران واقع ہو جاتی ہیں ۔

۱۶۔ بَابُ الْمَرْأَةِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا فَتَتَزَوَّجُ رَجُلًا فَيُطَلِّقُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ

مطلقہ عورت کو شوہر ثانی کا جماع سے قبل طلاق دینے کا بیان

۵۸۰ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الْمِسْوَرُ بْنُ رِفَاعَةَ ابْنِ سَمْوَالٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَمِيْمَةَ بِنْتَ وَهْبٍ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا فَنَكَحَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَاَعْرَضَ عَنْهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّمَسَّهَا فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَمَسَّهَا فَاَرَادَ اَنْ يَّنْكِحَهَا وَهُوَ زَوْجُهَا الْاَوَّلُ الَّذِيْ طَلَّقَهَا فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ عَنْ تَزْوِيْجِهَا وَقَالَ لَا تَحِلُّ لَكَ حَتّٰى تَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ ۔

حضرت زبیر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ حضرت رفاعہ بن سموال رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی تمیمہ بنت وھب رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تین طلاقیں دے دی تھیں ۔ پھر مطلقہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا ان میں جماع کرنے کی طاقت نہیں تھی اس لیے اسے طلاق دے دی مطلقہ (تمیمہ بنت وھب) سے پہلے شوہر یعنی رفاعہ بن سموال رضی اللہ عنہ نے نکاح کرنے کا قصد کیا ۔ انھوں نے نکاح کرنے کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تک کوئی دوسرا شوہر اس سے جماع نہیں کر لیتا وہ تیرے لیے حلال نہیں ہے ف

ف مطلقہ عورت (طلاق یافتہ) کو اگر شوہر ثانی جماع سے قبل تین طلاقیں دے تو اس سے پہلا شوہر دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ دوسرے شوہر کا جماع کرنا ضروری ہے جیسا کہ زیر بحث حدیث سے ثابت ہے یا یوں کہیں کہ حلالہ میں جماع شرط ہے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا اِنَّ الثَّانِیْ لَمْ یُجَامِعْهَا فَلَا یَحِلُّ اَنْ تَرْجِعَ اِلَی الْاَوَّلِ حَتّٰی یُجَامِعَهَا الثَّانِیْ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے چونکہ شوہر ثانی نے اس سے جماع نہیں کیا اس لیے پہلے خاوند کے لیے مطلقہ جائز نہیں ہے پہلے خاوند سے نکاح کی صحت کیلیے زوج ثانی کا جماع کرنا شرط ہے۔

۱۷۔ بَابُ الْمَرْاَةِ تُسَافِرُ قَبْلَ انْقِضَآءِ عِدَّتِهَا

عدّت کی تکمیل سے قبل عورت کے سفر کرنے کا بیان

۵۸۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ قَیْسِ الْمَكِّیُّ الْاَعْرَجُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ یَرُدُّ الْمُتَوَفّٰی عَنْهُنَّ اَزْوَاجُهُنَّ مِنَ الْبَیْدَآءِ یَمْنَعُهُنَّ الْحَجَّ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیوہ عورتیں جو ایام عدّت گذار رہی ہوتیں انھیں حج سے منع کرتے اور مقام بیداء سے انھیں واپس کر دیتے تھے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا لَا یَنْبَغِیْ لِامْرَاَةٍ اَنْ تُسَافِرَ فِیْ عِدَّتِهَا حَتّٰی تَنْقَضِیَ مِنْ طَلَاقٍ كَانَتْ اَوْ مَوْتٍ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے کسی عورت کیلیے جائز نہیں ہے کہ وہ عدّت کے دوران سفر کرے خواہ طلاق کی عدت گذار رہی ہو یا شوہر کی وفات کی۔

ف بیوہ عورت اپنی عدت شوہر کے گھر پوری کرے گی۔ دوران عدت دوسرے مقام پہ منتقل ہونا یا سفر کرنا جائز نہیں ہے خواہ سفر حج کیوں نہ ہو اور طلاق کی عدت کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۸- بَابُ الْمُتْعَةِ

متعہ کا بیان

۵۸۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ جَدِّهِمَا اَنَّهٗ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

ف عورت کو کچھ رقم کے عوض محدود وقت یا محدود مدت تک جماع کے لیے مائل کر لینا "متعہ" کہلاتا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ جائز تھا، لیکن اسلام نے اُسے حرام قرار دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے علاوہ حُرمتِ متعہ کے بارے مزید روایات بھی موجود ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:۔

(۱) عن انس ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نہی عن المتعہ (امام اعظم ابوحنیفہ، مسند امام اعظم، صفحہ ۲۶۴، ادارۂ نشریات اسلام لاہور) ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرمایا۔

(۲) عن ابن عمر ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نہی عن متعۃ النسآء (امام اعظم ابوحنیفہ، مسند امام اعظم صفحہ ۲۶۵، ادارہ نشریات اسلام لاہور) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے متعہ سے منع فرمایا۔

(۳) ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نہی عن متعۃ النسآء یوم فتح مکہ (حوالہ ایضاً) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکّہ کے دن عورتوں کے متعہ سے منع فرمایا۔

(۴) نہی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن متعۃ النسآء یوم الفتح (حوالہ ایضاً) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکّہ کے دن عورتوں کے متعہ سے منع فرمایا۔

ان روایاتِ معتبرہ سے معلوم ہوا کہ "متعہ" جیسی لعنت کو حرام قرار دیا تھا بلکہ متن والی حدیث کے راوی بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں انھوں نے خود حدیث بیان فرما کر اس امرِ قبیح کو ملعون قابلِ مذمت قرار دیا بلکہ اس (جاری ہے)

٥٨٣ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيْمٍ دَخَلَتْ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ اِنَّ رَبِيْعَةَ ابْنَ اُمَيَّةَ اسْتَمْتَعَ بِامْرَأَةٍ فَحَمَلَتْ مِنْهُ فَخَرَجَ عُمَرُ فَزِعًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ فَقَالَ هٰذِهِ الْمُتْعَةُ لَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهَا لَرَجَمْتُ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا بے شک ربیعہ بن امیہ رضی اللہ عنہ نے ایک مولدہ عورت سے متعہ کیا ہے اور وہ عورت اس سے حاملہ ہو گئی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تیزی سے نکلے جبکہ آپکی چادر گھسیٹ رہی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ متعہ ہے؟ اگر میں نے اس بارے پہلے اعلان کیا ہوتا تو میں (اس کا ارتکاب کرنے والے کو) سنگسار کرتا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْمُتْعَةُ مَكْرُوْهَةٌ فَلَا يَنْبَغِيْ فَقَدْ نَهٰى عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا جَاءَ فِيْ غَيْرِ حَدِيْثٍ وَلَا اثْنَيْنِ وَلَا قَوْلُ عُمَرَ لَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهَا لَرَجَمْتُ اِنَّمَا نَضَعُهُ مِنْ عُمَرَ عَلَى التَّهْدِيْدِ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: متعہ منع (حرام) ہے یہ کسی صورت بھی جائز نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے متعدد احادیث میں اس کی حرمت ونفی ثابت ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول لَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهَا لَرَجَمْتُ (یعنی اگر میں پہلے اعلان کر چکا ہوتا تو ارتکاب کرنے والے کو سنگسار کرتا) تہدید وتنبیہ کے لیے) یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے)

١٩- بَابُ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عِنْدَهُ امْرَاَتَانِ فَيُؤْثِرُ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى

شوہر کا دو بیویوں میں سے ایک کو ترجیح دینے کا بیان

٥٨٤ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱۷ سے آگے) عمل کو صراحۃً "زنا" کہا جا سکتا ہے جس کی حرمت میں کسی قسم کا شک شبہ نہیں ہے۔

رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةَ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ فَكَانَتْ تَحْتَهُ فَتَزَوَّجَ عَلَيْهَا امْرَأَةً شَابَّةً فَآثَرَ الشَّابَّةَ عَلَيْهَا فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ أَمْهَلَهَا حَتَّى إِذَا كَادَتْ أَنْ تَحِلَّ أَرْجَعَهَا ثُمَّ عَادَ فَآثَرَ الشَّابَّةَ فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ أَمْهَلَهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَحِلَّ ارْتَجَعَهَا ثُمَّ عَادَ فَآثَرَ الشَّابَّةَ فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَقَالَ مَا شِئْتِ إِنَّمَا بَقِيَتْ وَاحِدَةٌ فَإِنْ شِئْتِ اسْتَقْرَرْتِ عَلَى مَا تَرَيْنَ مِنَ الْأُثْرَةِ وَإِنْ شِئْتِ طَلَّقْتُكِ قَالَتْ بَلْ أَسْتَقِرُّ عَلَى الْأُثْرَةِ فَأَمْسَكَهَا عَلَى ذٰلِكَ فَلَمْ يَرَ رَافِعٌ أَنَّ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ إِثْمًا حِينَ رَضِيَتْ أَنْ تَسْتَقِرَّ عَلَى الْأُثْرَةِ۔

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کیا اس کے علاوہ ایک اور نوجوان عورت سے شادی کر لی۔ اس (رافع) کا رجحان نوجوان عورت (بیوی) کی طرف زیادہ تھا تو پہلی بیوی نے طلاق کا مطالبہ کر دیا انھوں نے اسے ایک طلاق دے دی اور اسے روکے رکھا جب عدت پوری ہونے لگی تو اس سے رجوع کر لیا پھر نوجوان عورت کی طرف میلان ہو گیا پہلی بیوی نے پھر طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ انھوں نے اسے ایک طلاق دیدی پھر اسے روکے رکھا حتیٰ کہ عدت پوری ہونے لگی تو اس سے رجوع کر لیا پھر نوجوان بیوی کی طرف مائل ہو گئے تو پہلی بیوی نے پھر طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ اس بار رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جیسا تم چاہتی ہو؟ اب صرف ایک طلاق باقی رہ گئی ہے اگر تم اس ترجیح کی حالت میں ٹھہرنا چاہتی ہو تو فبہا ورنہ اگر تم چاہتی ہو تو میں تمھیں طلاق دے دیتا ہوں؟ پہلی نے کہا میں اسی ترجیح کی حالت میں تمھارے پاس رہوں گی۔ چنانچہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے اسے اسی حالت میں ٹھہرالیا جب بیوی نے ترجیح کی حالت میں آپ کے ہاں رُکنے کا فیصلہ کر لیا تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اسے گناہ تصور نہ کیا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا رَضِيَتْ بِهِ الْمَرْأَةُ وَلَهَا أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ إِذَا بَدَا لَهَا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ترجیح اور میلان میں کوئی حرج نہیں جبکہ عورت اس سلسلے میں خوشی کا

ف بیویوں کے درمیان حقوق کے لحاظ سے مساوات قائم کرنا شوہر پر واجب ہے لیکن عورت اپنی رضامندی سے ترجیح کی اجازت دے یا قدرتی طور پر ایک عورت کی طرف میلان زیادہ ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَائِنَا۔

اظہار کر دے اور اسے معلوم ہو کہ اگر وہ اپنے حق کا مطالبہ کرے گی تو اس کی طرف رجوع کیا جائے گا یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

۳۰۔ بَابُ اللِّعَانِ

لعان کا بیان

۵۸۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا عَنِ امْرَاَتِہٖ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْتَفٰی مِنْ وَّلَدِھَا فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَھُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَۃِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِھٰذَا نَاْخُذُ اِذَا نَفَی الرَّجُلُ وَلَدَ امْرَاَتِہٖ وَلَاعَنَ فُرِّقَ بَیْنَھُمَا وَلَزِمَ الْوَلَدُ اُمَّہٗ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور اس کے بچے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجین کے درمیان تفریق کر دی اور بچہ عورت کے حوالے کر دیا۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب شوہر اپنی بیوی کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کا انکار کر دے

ف مرد کا عورت پر تہمت لگا کر لعنت کرنے کو "لعان" کہا جاتا ہے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ مرد چار بار قاضی کی موجودگی میں یوں کہے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر عورت پر لعنت کرتا ہوں کہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے پھر پانچویں مرتبہ یوں کہے گا کہ اگر اس دعویٰ زنا میں میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اسی طرح عورت چار بار اپنی براءت کا اظہار کرتی ہوئی کہے گی کہ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ اس مرد نے جو مجھ پر تہمت زنا لگائی ہے اس میں وہ جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے گی کہ اگر مرد اپنے دعوٰی میں سچا ہو تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو، لعان کے بعد قاضی زوجین کے درمیان تفریق (جدائی) کر دے گا۔ بعد ازاں اگر مرد نے جھوٹا ہونے کا اعتراف کر لیا تو اس پر تہمت کی حد لگائی جائے گی۔ لعان کا حکم یہ ہے کہ مرد کے حق میں حدِ قذف اور عورت کے حق میں حدِ زنا کے قائم مقام ہو گا۔

فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

اور لعان کرے تو زوجین کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور بچہ عورت کے حوالے کر دیا جائے گا یہی امام اعظم ابو حنیفہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے ۔

۲۱- بَابُ مُتْعَةِ الطَّلَاقِ

طلاق کے مُتعہ کا بیان

۵۸۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ مُتْعَةٌ اِلَّا الَّتِیْ تُطَلَّقُ وَقَدْ فُرِضَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَمْ تُمَسَّ فَحَسْبُهَا نِصْفُ مَا فُرِضَ لَهَا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَلَيْسَتِ الْمُتْعَةُ الَّتِیْ يُجْبَرُ عَلَيْهَا صَاحِبُهَا اِلَّا مُتْعَةٌ وَاحِدَةٌ هِیَ مُتْعَةُ الَّذِیْ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا فَهٰذِهٖ لَهَا الْمُتْعَةُ وَاجِبَةٌ يُؤْخَذُ بِهَا فِی الْقَضَاۗءِ وَاَدْنَى الْمُتْعَةِ لِبَاسُهَا فِیْ بَيْتِهَا الدِّرْعُ وَالْمِلْحَفَةُ وَالْخِمَارُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہر مطلقہ عورت کے لیے متعہ ہے سوائے اس عورت کے کہ اس کے لیے مہر کا تعین کیا گیا ہو اور شوہر نے اس سے جماع نہ کیا ہو، اس کے لیے مقرر شدہ مہر کا نصف ہو گا ۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: متعہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے لیے شوہر کو مجبور کیا جائے سوائے ایک متعہ کے، وہ یہ ہے کہ شوہر جماع سے قبل اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور اس کے لیے مہر بھی مقرر نہ کیا گیا ہو ۔ یہ متعہ واجب ہے جو عدالت کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ کم از کم متعہ عورت کے لیے گھر میں استعمال ہونے والا لباس ہے یعنی دوپٹہ قمیص اور تہبند ہے یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے ۔

ف یاد رہے کہ اس مقام پر متعہ سے مراد وہ متعہ نہیں ہے جو اہلِ تشیع کے ہاں عبادت کا درجہ رکھتا ہے اس متعہ کی حرمت کی تفصیلی بحث پہلے گذر چکی ہے اس مقام پر متعہ سے مُراد یہ ہے کہ شوہر جب اپنی بیوی کو جماع سے قبل طلاق دے تو وہ مہر کے علاوہ بطور معاونت کپڑے وغیرہ اسے دے ۔

۲۲۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ مِنَ الزِّيْنَةِ فِي الْعِدَّةِ

عدّت کے دوران عورت کا زیب و زینت کرنے کی کراہت کا بیان

۵۸۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِي عُبَيْدٍ اِشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا وَهِيَ حَادٌّ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَلَمْ تَكْتَحِلْ حَتّٰى كَادَتْ عَيْنَاهَا اَنْ تَرْمَصَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا کی آنکھیں آشوب زدہ ہوگئیں جبکہ وہ اپنے شوہر حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد سوگ کے دن گزار رہی تھیں انھوں نے اپنی آنکھوں میں سُرمہ نہ لگایا حتیٰ کہ آنکھیں کیچ (گدھ) سے بھر گئیں ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ تَكْتَحِلَ بِكُحْلِ الزِّيْنَةِ وَلَا تَدَّهِنَ وَلَا تَتَطَيَّبَ فَاَمَّا الذَّرُوْرُ وَنَحْوُهٗ فَلَا بَاْسَ بِهٖ لِاَنَّ هٰذَا لَيْسَ لِزِيْنَةٍ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں (ایام عدت میں) عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ زینت کی غرض سے سرمہ، تیل اور خوشبو استعمال کرے البتہ سفیدہ وغیرہ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ زینت کے لیے نہیں ہوتا یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے فقہاء کا قول ہے۔

۵۸۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ حَفْصَةَ اَوْ عَائِشَةَ اَوْ عَنْهُمَا جَمِيْعًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے

ف جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادی مسائل سے واضح ہوتا ہے کہ وفات کی عدت گزارنے والی عورت جماع کے دواعی امور سے مکمل طور پر پرہیز کرے گی۔ یعنی دوران عدّت تیل، سرمہ، خوشبو، نئے کپڑے زیب تن کرنے اور دیگر زیب و زینت والی چیزیں استعمال نہیں کرے گی۔

الاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ۔

اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کی وفات پر تین دن سے زائد سوگ منائے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ یَنْبَغِیْ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی زَوْجِهَا حَتّٰی تَنْقَضِیَ عِدَّتُهَا وَلَا تَتَطَیَّبَ وَلَا تَدَّهِنَ لِزِیْنَةٍ وَلَا تَكْتَحِلَ لِزِیْنَةٍ حَتّٰی تَنْقَضِیَ عِدَّتُهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ شوہر کی وفات کے بعد عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ سوگ کے دوران خوشبو، تیل اور سرمہ زینت کی غرض سے استعمال کرے حتیٰ کہ عدت پوری ہو جائے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۳۔ بَابُ الْمَرْاَةِ تَنْتَقِلُ مِنْ مَّنْزِلِهَا قَبْلَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا مِنْ مَّوْتٍ اَوْ طَلَاقٍ

بیوہ یا مطلقہ کا عدت کے دوران اپنے گھر سے نکلنے کا بیان

۵۸۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّسُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَهُمَا یَذْكُرَانِ اَنَّ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَكَمِ الْبَتَّةَ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اِلٰی مَرْوَانَ وَهُوَ اَمِیْرُ الْمَدِیْنَةِ اِتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدِ الْمَرْاَةَ اِلٰی بَیْتِهَا فَقَالَ مَرْوَانُ فِیْ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ غَلَبَنِیْ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن حکم رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو طلاق مغلظ دے دی تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اسے (اپنے) گھر منتقل کر لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے امیر مدینہ مروان کو پیغام بھیجا کہ تم خوفِ خدا کرو! اور عورت کو اس کے گھر واپس کر دو۔ مروان نے کہا: حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مجھ پر تسلط حاصل کر لیا

وَقَالَ فِیْ حَدِیْثِ الْقَاسِمِ اَوَمَا بَلَغَكَ شَاْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ قَالَتْ عَائِشَةُ لَا

قاسم کی روایت کے مطابق مروان نے کہا کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی اطلاع نہیں پہنچی؟

يَضُرُّكَ اَنْ تَذْكُرَ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ قَالَ مَرْوَانُ اِنْ كَانَ بِكَ الشَّرُّ فَحَسْبُكَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ۔

اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر تم حدیثِ فاطمہ کا تذکرہ نہ کرتے تو تمھیں ضرر رساں نہیں تھا مروان نے کہا اگر آپ کے نزدیک (فاطمہ کا گھر سے خروج) لڑائی کے باعث تھا تو یہاں بھی دونوں کے درمیان لڑائی سبب موجود ہے (ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَنْتَقِلَ مِنْ مَنْزِلِهَا الَّذِيْ طَلَّقَهَا فِيْهِ زَوْجُهَا طَلَاقًا بَائِنًا اَوْ غَيْرَهُ اَوْ مَاتَ عَنْهَا فِيْهِ حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ جس گھر میں خاوند نے طلاق بائنہ دی ہے دوسری جگہ منتقل ہو حتیٰ کہ اپنی عدت پوری کر لے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۵۹۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَةَ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ نُفَيْلٍ طُلِّقَتِ الْبَتَّةَ فَانْتَقَلَتْ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا ابْنُ عُمَرَ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن زید بن نفیل رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو طلاق بائنہ دی گئی تو وہ دوسرے گھر منتقل ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ناپسند کیا

۵۹۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ اِسْحٰقَ ابْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ عَمَّتِهٖ زَيْنَبَ ابْنَةِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَهِيَ اُخْتُ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهٗ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهَا فِيْ بَنِيْ خُدْرَةَ فَاِنَّ زَوْجِيْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ اَعْبُدٍ لَهٗ

حضرت سعد بن اسحاق رضی اللہ عنہ اپنی پھوپھی زینب بنت کعب رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں فرماتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ اپنے قبیلہ بنی خدرہ میں واپس چلی جائے کیونکہ ان کا شوہر بھاگے ہوئے غلاموں کی تلاش میں نکلے جب وہ غلاموں

ف عورت طلاق کی عدت گزار رہی ہو یا وفات کی بہر صورت وہ شوہر کے گھر گزارے گی بغیر کسی عذر کے دوسرے گھر منتقل ہونا جائز نہیں ہے البتہ وہ مکان گر جائے یا اہلِ خانہ نکلنے پر مجبور کریں یا وہاں عزت و عصمت محفوظ نہ ہو تو دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

اَبَقُوْا حَتّٰی اِذَا کَانَ بِطَرَفِ الْقَدُوْمِ اَدْرَکَھُمْ فَقَتَلُوْہُ قَالَتْ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّاْذَنَ لِیْ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰی اَھْلِیْ فِیْ بَنِیْ خُدْرَۃَ فَاِنَّ زَوْجِیْ لَمْ یَتْرُکْنِیْ فِیْ مَسْکَنٍ یَمْلِکُہٗ وَلَا نَفَقَۃٍ فَقَالَ نَعَمْ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ بِالْحُجْرَۃِ دَعَانِیْ اَوْ اَمَرَ مَنْ دَعَانِیْ فَدُعِیْتُ لَہٗ فَقَالَ کَیْفَ قُلْتِ فَرَدَدْتُ عَلَیْہِ الْقِصَّۃَ الَّتِیْ ذَکَرْتُ لَہٗ فَقَالَ اُمْکُثِیْ فِیْ بَیْتِکِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِیْہِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا قَالَتْ فَلَمَّا کَانَ اَمْرُ عُثْمَانَ اَرْسَلَ اِلَیَّ فَسَاَلَنِیْ عَنْ ذٰلِکَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِذٰلِکَ فَاتَّبَعَہٗ وَقَضٰی بِہٖ۔

پاس پہنچے تو انھوں (غلاموں) نے اسے قتل کر دیا۔ فریعہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خاندان بنی خدرہ میں واپس جانے کے سلسلہ میں سوال کیا کیونکہ میرے شوہر نے میرے لیے نہ تو مسکن چھوڑا ہے اور نہ نان و نفقہ۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ حتیٰ کہ جب میں حجرہ مقام میں پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب کیا یا کسی شخص کے ذریعے مجھے بلوالیا جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے آپ کو تمام قصہ سنا دیا جو پہلے بیان کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدت پوری ہونے تک تم اپنے گھر میں ٹھہری رہو۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے اس گھر میں چار مہینے دس دن عدت پوری کی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو انھوں نے مجھے طلب کیا اور اس بارے مجھ سے دریافت کیا میں نے اس سلسلے میں بیان کر دیا انھوں نے اس کی پیروی کرتے ہوئے اس کے مطابق فیصلہ کیا۔

---

۵۹۲ - اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَۃِ یُطَلِّقُھَا زَوْجُھَا وَھِیَ فِیْ بَیْتٍ بِکِرَاءٍ عَلٰی مَنِ الْکِرَاءُ قَالَ عَلٰی زَوْجِھَا قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ عِنْدَ زَوْجِھَا قَالَ فَعَلَیْھَا قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ عِنْدَھَا قَالَ فَعَلَی الْاَمِیْرِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے ایسی عورت کے بارے دریافت کیا گیا کہ اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی اور وہ ایسے مکان میں ہے جو کرائے پر ہے تو اس کا کرایہ کس پر ہوگا؟ انھوں نے جواب دیا کہ کرایہ شوہر پہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا اگر شوہر کے پاس کرائے کی گنجائش نہ ہو؟ انھوں (سعید بن مسیب) نے جواب دیا، خود عورت پر کرایہ ہوگا۔ لوگوں نے پھر سوال کیا اگر عورت بھی

کرایہ ادا نہ کر سکتی ہو؟ جواب دیا: امیر وقت پر کرایہ ادا کرنا لازم ہوگا۔

۵۹۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ فِیْ مَسْكَنِ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ طَرِیْقُهٗ فِیْ حُجْرَتِهَا فَكَانَ یَسْلُكُ الطَّرِیْقَ الْاُخْرٰی مِنْ اَدْبَارِ الْبُیُوْتِ اِلَی الْمَسْجِدِ كَرَاهَةَ اَنْ یَّسْتَاْذِنَ عَلَیْهَا حَتّٰی رَاجَعَهَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو زوجہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر طلاق دی۔ حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے مسجد کی طرف راستہ جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے لیے گھروں سے پیچھے کی طرف سے ایک دوسرا راستہ اختیار کیا کیونکہ وہ رجوع کے بغیر مطلقہ کے پاس جانے کو ناپسند تصور کرتے تھے

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا یَنْبَغِیْ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَنْتَقِلَ مِنْ مَّنْزِلِهَا الَّذِیْ طَلَّقَهَا فِیْهِ زَوْجُهَا اِنْ كَانَ الطَّلَاقُ بَائِنًا اَوْ غَیْرَ بَائِنٍ اَوْ مَاتَ عَنْهَا فِیْهِ حَتّٰی تَنْقَضِیَ عِدَّتُهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ جس گھر میں شوہر نے طلاق دی ہو اس سے عدت پوری کیے بغیر دوسرے گھر منتقل ہو خواہ وہ طلاق بائنہ کی عدت گزار رہی ہو یا غیر بائنہ کی اور خواہ شوہر کی وفات کی عدت گزار رہی ہو یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۴۔ بَابُ عِدَّةِ اُمِّ وَلَدٍ

اُمِّ ولد کی عدت کا بیان

۵۹۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ عِدَّةُ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّیَ عَنْهَا سَیِّدُهَا حَیْضَةٌ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اُمِّ ولد کی عدت جب اس کا آقا وفات پا جائے ایک حیض ہے۔

۵۹۵۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُیَیْنَۃَ عَنْ یَحْیَی بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَہٗ اَنَّہٗ قَالَ عِدَّۃُ اُمِّ الْوَلَدِ ثَلٰثُ حِیَضٍ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت یحیی بن جزار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُمّ ولد کی عدت تین حیض ہے۔

۵۹۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَیْوَۃَ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ سُئِلَ عَنْ عِدَّۃِ اُمِّ الْوَلَدِ فَقَالَ لَا تُلَبِّسُوْا عَلَیْنَا فِیْ دِیْنِنَا اِنْ تَكُ اُمَّۃً فَاِنَّ عِدَّتَهَا عِدَّۃُ حُرَّۃٍ۔

حضرت رجاء بن حیوہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ام ولد کی عدت کے بارے سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: تم لوگ ہمیں ہمارے دین کے بارے شبہ میں نہ ڈالو، اگر اُمّ ولد لونڈی ہو تو اس کی عدت آزاد عورت کی عدت ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم نخعی اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۵۔ بَابُ الْخَلِیَّۃِ وَالْبَرِیَّۃِ وَمَا یُشْبِهُ الطَّلَاقَ

خلیہ، بریہ اور طلاق کے مشابہ الفاظ کا بیان

۵۹۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ الْخَلِیَّۃُ وَالْبَرِیَّۃُ ثَلٰثُ تَطْلِیْقَاتٍ کُلُّ وَاحِدَۃٍ مِّنْهُمَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: خلیہ اور بریہ کا لفظ استعمال کرنے سے تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔

۵۹۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ کَانَ رَجُلٌ تَحْتَہٗ وَلِیْدَۃٌ فَقَالَ لِاَهْلِهَا شَاْنُكُمْ بِهَا قَالَ الْقَاسِمُ فَرَاَی النَّاسُ اِنَّهَا تَطْلِیْقَۃٌ۔

حضرت یحیی بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک شخص کی زوجیت (نکاح) میں ایک لونڈی تھی اس (شخص) نے لونڈی کے وارث سے کہہ دیا: تم اس کے بارے جو چاہو کرو! حضرت قاسم بیان فرماتے ہیں کہ لوگوں نے

قَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا نَوَی الرَّجُلُ بِالْخَلِيَّةِ وَ بِالْبَرِيَّةِ ثَلٰثَ تَطْلِيْقَاتٍ فَهِيَ تَطْلِيْقَاتٌ وَاِذَا اَرَادَ بِهَا وَاحِدَةً فَهِيَ وَاحِدَةٌ بَائِنٌ دَخَلَ بِامْرَاَتِهٖ اَوْلَمْ يَدْخُلْ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

اس سے "طلاق" تصور کیا تھا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب قائل کی "خلیہ" اور "بریہ" کے لفظ کے استعمال سے مراد تین طلاقیں ہوں تو تین طلاقیں ہوں گی اور اگر ایک طلاق مراد ہو تو ایک طلاق ہو گی اور یہ طلاق بائنہ ہو گی۔ خواہ شوہر نے اس سے جماع کیا ہو یا نہ۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۶۔ بَابُ الرَّجُلِ يُوْلَدُ لَهٗ فَيَغْلِبُ عَلَيْهِ الشُّبْهُ

باپ کو بیٹے کے بارے شبہ ہونے کا بیان

۵۹۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ فَهَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ قَالَ اَرَاهُ نَزَعَهٗ عِرْقٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دیہات میں رہنے والا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: میری بیوی نے سیاہ بچہ جن دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا رنگ کیسا ہے؟ اس نے عرض کیا سرخ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ان اونٹوں میں سے کوئی مٹیالے رنگ کا بھی ہے؟ اس شخص نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے اس سے سوال کیا کہ اس کا رنگ ایسا کیوں ہے؟ اس نے جواب دیا یا رسول اللہ میرے خیال میں اسے کسی رگ نے کھینچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ممکن ہے تمہارے بیٹے کو بھی کسی رگ نے کھینچا ہو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَنْبَغِيْ لِلرَّجُلِ اَنْ يَّنْتَفِيَ مِنْ وَّلَدِهٖ بِهٰذَا اَوْ نَحْوِهٖ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی آدمی کے لیے مناسب نہیں کہ مشابہت وغیرہ کے سبب اپنے بچے کی نفی کرے۔

۲۷۔ بَابُ الْمَرْاَةِ تُسْلِمُ قَبْلَ زَوْجِهَا

بیوی کا شوہر سے قبل مسلمان ہونے کا بیان

۶۰۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ اُمَّ حَكِيْمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ كَانَتْ تَحْتَ عِكْرِمَةَ بْنِ اَبِيْ جَهْلٍ فَاَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَخَرَجَ عِكْرِمَةُ هَارِبًا مِّنَ الْاِسْلَامِ حَتّٰى قَدِمَ الْيَمَنَ فَارْتَحَلَتْ اُمُّ حَكِيْمٍ حَتّٰى قَدِمَتْ عَلَيْهِ فَدَعَتْهُ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمَ فَقَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبَ اِلَيْهِ فَرِحًا وَمَا عَلَيْهِ رِدَاؤُهٗ حَتّٰى بَايَعَهٗ ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت اُمِّ حکیم بنت حارث (قبول اسلام سے قبل) عکرمہ بن ابی جہل کی زوجیت (نکاح) میں تھیں۔ وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوگئیں اور عکرمہ بن ابوجہل اسلام سے بھاگ کر یمن پہنچ گیا۔ حضرت اُمِّ حکیم نے یمن پہنچ کر اسے دعوتِ اسلام دی تو عکرمہ مسلمان ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ کر خوشی سے کھڑے ہوگئے اور اپنی چادر مبارک اسے اوڑھائی حتیٰ کہ عکرمہ نے بیعتِ اسلام کر لی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا اَسْلَمَتِ الْمَرْاَةُ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ فِيْ دَارِ الْاِسْلَامِ لَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يُعْرَضَ عَلَى الزَّوْجِ الْاِسْلَامُ فَاِنْ اَسْلَمَ فَهِيَ امْرَاَتُهٗ وَاِنْ اَبٰى اَنْ يُّسْلِمَ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَكَانَتْ فُرْقَتُهَا تَطْلِيْقَةً بَائِنَةً وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب عورت اسلام قبول کر لے اور شوہر دارالاسلام میں کافر ہو تو ان کے درمیان فوراً جدائی نہیں کی جائیگی۔ حتیٰ کہ شوہر کو اسلام کی دعوت دیدی جائے اگر وہ اسلام قبول کر لے تو عورت اس کی بیوی رہے گی اور اگر شوہر نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو دونوں کے درمیان جدائی کر دی جائیگی اور اس تفریق کو طلاق بائنہ کی حیثیت ہوگی۔ یہی امام اعظم

ابوحنیفہ اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ کا قول ہے۔

۲۸۔ بَابُ انْقِضَاءِ الْحَيْضِ

حیض کے پورا ہونے کا بیان

۶۰۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْتَقَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ حِيْنَ دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ صَدَقَ عُرْوَةُ وَقَدْ جَادَلَهَا فِيْهِ نَاسٌ وَقَالُوا اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ فَقَالَتْ صَدَقْتُمْ وَتَدْرُوْنَ مَا الْاَقْرَاءُ اِنَّمَا الْاَقْرَاءُ الْاَطْهَارُ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا جب (عدت کے) تیسرے حیض میں شروع ہوئیں تو اپنی عدت کو مکمل قرار دے دیا اس بارے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: عمرہ رضی اللہ عنہا نے درست کہا ہے اس سلسلے میں لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جھگڑے لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ" (یعنی عدت تین قروء ہے) انھوں (حضرت عائشہ) نے فرمایا: تم نے درست کہا لیکن کیا تم اقراء کا مفہوم جانتے ہو؟ اقراء سے مراد اطہار (پاکی) ہیں۔

۶۰۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس کی مثل بیان کیا کرتے تھے۔

۶۰۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ وَزَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ الْاَحْوَصُ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ک[ہ] (ملک) شام سے تعلق رکھنے والا ایک شخص جسے احوص ک[ہا] جاتا تھا نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر اس کا انتق[ال]

ثُمَّ مَاتَ حِيْنَ دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَالَتْ اَنَا وَارِثَتُهُ وَقَالَ بَنُوْهُ لَا تَرِثُهُ فَاخْتَصَمُوْا اِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ فَسَاَلَ مُعَاوِيَةُ فُضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ وَّنَاسًا مِنْ اَهْلِ الشَّامِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُمْ عِلْمًا فِيْهِ فَكَتَبَ اِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهَا اِذَا دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَاِنَّهَا لَا تَرِثُهُ وَلَا يَرِثُهَا وَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ وَ بَرِئَ مِنْهَا۔

ہوگیا جبکہ بیوی عدت کا تیسرا حیض گزار رہی تھی۔ مطلقہ نے کہا میں اس کی وراثت میں شریک ہوں جبکہ ورثاء نے اسے وراثت میں شریک کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ تنازعہ (جھگڑا) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ انھوں نے اس سلسلے میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اور شام سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگوں سے دریافت کیا ان کو اس سلسلے میں علم نہیں تھا پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس بارے خط لکھا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا: جب مطلقہ عورت تیسرے حیض میں داخل ہوجائے تو نہ وہ شوہر کی وارث ہوگی اور نہ شوہر اس کا۔ اور بیشک بیوی کا شوہر سے کوئی تعلق نہ رہا اور نہ شوہر کا بیوی سے۔

۶۰۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ مَوْلٰى ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کی مثل روایت کرتے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اِنْقِضَاءُ الْعِدَّةِ عِنْدَنَا الطَّهَارَةُ مِنَ الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ اِذَا اغْتَسَلَتْ مِنْهَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب عورت کے تیسرے حیض کا خون ختم ہوجائے اور وہ غسل کرلے تو ہمارے نزدیک عدت ختم ہوجائیگی۔

۶۰۵۔ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَاَتَهُ تَطْلِيْقَةً يَمْلِكُ الرَّجْعَةَ ثُمَّ تَرَكَهَا حَتّٰى انْقَطَعَ دَمُهَا مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ وَدَخَلَتْ مُغْتَسَلَهَا وَاَدْنَتْ مَاءَهَا فَاَتَاهَا فَقَالَ لَهَا قَدْ رَاجَعْتُكِ فَسَاَلَتْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق بائنہ دے دی پھر اسے چھوڑ دیا حتیٰ کہ جب اس کے تیسرے حیض کا خون ختم ہوگیا تو وہ غسل کی غرض سے غسل خانہ میں داخل ہوئی اور وہ پانی کے قریب پہنچی ہی تھی کہ اس کے شوہر نے آکر کہا: میں نے تجھ سے رجوع کیا۔ اس عورت نے حضرت عمر فاروق

ذٰلِكَ وَعِنْدَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ عُمَرُ قُلْ فِيْهَا بِرَأْيِكَ فَقَالَ أَرَاهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا مَالَمْ تَغْتَسِلْ مِنْ حَيْضَتِهَا الثَّالِثَةِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَنَا أَرٰى ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ كُنَيْفٌ مُلِئَ عِلْمًا۔

رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں دریافت کیا جبکہ آپ کے پاس اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عبداللہ بن مسعود! تمہاری اس بارے کیا رائے ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے امیر المومنین! شوہر کو رجوع کرنے کا حق ہے جب تک مطلقہ تیسرے حیض کے بعد غسل نہ کرلے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بارے میں میری بھی یہی رائے ہے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ علم وفضل سے پُر ایک مکان ہیں

---

۶۰۶ - أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَلِيِّ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هُوَ أَحَقُّ بِهَا تَغْتَسِلَ مِنْ حَيْضَتِهَا الثَّالِثَةِ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک مطلقہ عورت تیسرے حیض کا خون ختم ہونے پر غسل نہیں کر لیتی، مرد کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔

۶۰۷ - أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ أَبِيْ عِيْسَى الْخَيَّاطُ الْمَدِيْنِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ ثَلٰثَةَ عَشَرَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ قَالُوا الرَّجُلُ أَحَقُّ بِامْرَأَتِهِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنْ حَيْضَتِهَا الثَّالِثَةِ قَالَ عِيْسٰى وَسَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ الرَّجُلُ أَحَقُّ بِامْرَأَتِهِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنْ حَيْضَتِهَا الثَّالِثَةِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جب تک عورت (مطلقہ) تیسرے حیض کے بعد غسل نہ کرلے شوہر رجوع کرسکتا ہے۔
حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) کے بیان کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جب تک عورت تیسرے حیض کے بعد غسل لے، شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابو

رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۹- بَابُ الْمَرْاَۃِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا طَلَاقًا يَمْلِكُ الرَّجْعَةَ فَتَحِيْضُ حَيْضَةً اَوْ حَيْضَتَيْنِ ثُمَّ تَرْتَفِعُ حَيْضَتُهَا

بیوی کو شوہر کے طلاق رجعی دینے اور ایک یا دو حیض کے بعد بیوی کا خون بند ہو جانے کا بیان

۶۰۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ اَنَّهُ كَانَ عِنْدَ جَدِّهِ امْرَاَتَانِ هَاشِمِيَّةٌ وَاَنْصَارِيَّةٌ وَهِيَ تُرْضِعُ وَكَانَتْ لَا تَحِيْضُ وَهِيَ تُرْضِعُ فَمَرَّ بِهَا قَرِيْبٌ مِّنْ سَنَةٍ ثُمَّ هَلَكَ زَوْجُهَا حَبَّانُ عِنْدَ رَاْسِ السَّنَةِ اَوْ قَرِيْبٍ مِّنْ ذٰلِكَ وَلَمْ تَحِضْ فَقَالَتْ اَنَا اَرِثُهُ مَا لَمْ اَحِضْ فَاخْتَصَمُوْا اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَضٰى لَهَا بِالْمِيْرَاثِ فَلَامَتِ الْهَاشِمِيَّةُ عُثْمَانَ فَقَالَ هٰذَا عَمَلُ ابْنِ عَمِّكِ هُوَ اَشَارَ عَلَيْنَا بِذٰلِكَ يَعْنِيْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ۔

حضرت یحییٰ بن حبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے دادا کی زوجیت میں دو عورتیں تھیں ایک ہاشمیہ اور دوسری انصاریہ۔ انھوں نے اپنی انصاریہ بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ دودھ پلاتی تھیں۔ دودھ پلانے کے دوران انھیں حیض نہیں آیا کرتا تھا اس طرح تقریباً ایک سال گزر گیا پھر اس کے شوہر ایک سال یا سال کے قریب عرصہ گزر جانے پر فوت ہو گیا اور انھیں اس دوران حیض نہ آیا اس (عورت) نے کہا کہ میں اپنا حق وراثت حاصل کروں گی کیونکہ مجھے حیض نہیں آیا لوگ یہ مسئلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے انھوں نے وراثت کی حقدار ہونے کا فیصلہ کر دیا (دوسری طرف) ہاشمیہ عورت نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ملامت کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ فیصلہ تمھارے چچا زاد کا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

۶۰۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

ابْنِ قُسَيْطٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيُّمَا امْرَأَةٍ طُلِّقَتْ فَحَاضَتْ حَيْضَةً أَوْ حَيْضَتَيْنِ ثُمَّ رُفِعَتْ حَيْضَتُهَا فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ فَإِنِ اسْتَبَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذٰلِكَ وَإِلَّا اعْتَدَّتْ بَعْدَ التِّسْعَةِ ثَلٰثَةَ أَشْهُرٍ ثُمَّ حَلَّتْ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس عورت کو طلاق دی گئی اسے ایک یا دو حیض کے بعد حیض نہ آئے تو وہ نو مہینے تک انتظار کرے اس کے بعد اگر حمل ظاہر ہو جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے ورنہ نو مہینوں کے بعد مزید تین مہینے عدت گزارے ایسے اس کی عدت پوری ہو جائے گی۔

٦١٠ - قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ قَيْسٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ طَلَاقًا يَمْلِكُ الرَّجْعَةَ فَحَاضَتْ حَيْضَةً أَوْ حَيْضَتَيْنِ ثُمَّ ارْتَفَعَ حَيْضَتُهَا عَنْهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ مَاتَتْ فَسَأَلَ عَلْقَمَةُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ هٰذِهِ امْرَأَةٌ حَبَسَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مِيْرَاثَهَا فَكُلْهُ۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی اسے ایک یا دو حیض آنے کے بعد مزید اٹھارہ مہینے تک اسے حیض نہ آیا پھر مطلقہ فوت ہو گئی۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس بارے مسئلہ دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا، اس عورت کے سبب اللہ تعالیٰ نے تمھاری وراثت روک رکھی ہے تم اسے کھاؤ۔

٦١١ - أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ أَبِيْ عِيْسَى الْخَيَّاطُ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ قَيْسٍ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِ مِيْرَاثِهَا۔

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس بارے سوال کیا تو انھوں نے اس (عورت) کا ترکہ کھانے کا حکم دیا۔

٦١٢ - قَالَ مُحَمَّدٌ فَهٰذَا أَكْثَرُ مِنْ تِسْعَةِ أَشْهُرٍ وَثَلٰثَةِ أَشْهُرٍ بَعْدَهَا فَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا لِأَنَّ الْعِدَّةَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَوْجُهٍ لَا خَامِسَ لَهَا لِلْحَامِلِ حَتّٰى تَضَعَ وَالَّتِيْ لَمْ تَبْلُغِ الْحَيْضَةَ ثَلٰثَةُ أَشْهُرٍ وَالَّتِيْ قَدْ يَئِسَتْ مِنَ الْحَيْضِ أَشْهُرٍ وَالَّتِيْ تَحِيْضُ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نو مہینے اور اس کے بعد تین ماہ سے زائد عدت ہے اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے اس لیے قرآن پاک میں عدت کی کل چار صورتیں بیان کی گئی ہیں لیکن پانچ نہیں (۱) حاملہ کی عدت وضع حمل (۲) جسے (نابالغہ ہونے کے سبب) حیض شروع نہ ہوا ہو تین مہینے (۳) جو حیض سے

ثَلٰثُ حِيَضٍ فَهٰذَا الَّذِيْ ذَكَرْتُمْ لَيْسَ بِعِدَّةِ الْحَائِضِ وَلَا غَيْرِهَا۔

مایوس ہو چکی ہو تین مہینے اور (۴) جسے حیض آتا ہو اس کی عدت تین حیض ہے اور یہ چیز جو تم نے بیان کی ہے نہ حائضہ کی عدت ہے اور نہ کسی اور کی۔

۳۰۔ بَابُ عِدَّةِ الْمُسْتَحَاضَةِ

مستحاضہ (جس عورت کو بیماری کا خون آتا ہو) کی عدت کا بیان

۶۱۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ عِدَّةُ الْمُسْتَحَاضَةِ سَنَةٌ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مستحاضہ کی عدت ایک سال ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْمَعْرُوْفُ عِنْدَنَا اَنَّ عِدَّتَهَا عَلٰى اَقْرَائِهَا الَّتِيْ كَانَتْ تَجْلِسُ فِيْمَا مَضٰى وَكَذٰلِكَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُّ غَيْرُهٗ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا اَلَا تَرٰى اَنَّهَا تَتْرُكُ الصَّلٰوةَ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا الَّتِيْ كَانَتْ تَجْلِسُ لِاَنَّهَا فِيْهِنَّ حَائِضٌ فَكَذٰلِكَ تَعْتَدُّ بِهِنَّ فَاِذَا مَضَتْ ثَلٰثَةُ قُرُوْءٍ مِنْهُنَّ بَانَتْ اِنْ كَانَ ذٰلِكَ اَقَلَّ مِنْ سَنَةٍ اَوْ اَكْثَرَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک معروف طریقے کے مطابق عدت حیض پر ہوگی، جس کے سبب وہ ماضی (گذرے) کے زمانہ میں بیٹھی تھی۔ اسی طرح ابراہیم نخعی وغیرہ فقہاء کرام نے فرمایا اس سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے کیا تمھیں نہیں معلوم کہ جن دنوں میں وہ بیٹھی نماز نہیں ادا کرتی کیونکہ وہ حائضہ ہے اس لیے اسے اسی طریقہ سے عدت گزارنی چاہیے جب تین حیض مکمل ہوجائیں گے تو عدت ختم ہوجائیگی خواہ یہ مدت سال سے کم بنے یا زائد۔

۳۱- بَابُ الرِّضَاعِ

رضاعت (دُودھ پلانے) کا بیان

۶۱۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ اِبْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا رَضَاعَةَ اِلَّا لِمَنْ اَرْضَعَ فِي الصِّغَرِ ـ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ رضاعت صرف بچپن میں دُودھ پلانے سے ثابت ہوتی ہے ف

۶۱۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَاِنَّهَا سَمِعَتْ رَجُلًا يَسْتَاذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ لِحَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ كَانَ عَمِّيْ فُلَانٌ مِّنَ الرَّضَاعَةِ حَيًّا دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ نَعَمْ ـ

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن کا بیان ہے، کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس موجود تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کو سنا کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کر رہا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ آدمی آپ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کر رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس کے بارے جانتا ہوں کہ وہ حفصہ کا فلاں رضاعی چچا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میرا رضاعی چچا بقید حیات ہو تو وہ میرے گھر میں آسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ف مخصوص مدت میں دودھ پلانے خواہ ایک دو گھونٹ ہوں، سے رضاعت (دودھ کا رشتہ) ثابت ہو جاتی ہے۔ اس مدت کے بارے فقہاء کے مختلف اقوال ہیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رضاعت کی مدت اڑھائی سال (تیس مہینے)، حضرت امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دو سال اور حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین سال ہے۔

(حاشیہ مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۲۷)

فرمایا: ہاں۔

٦١٥ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رضاعت سے بھی اسی طرح حرمت آتی ہے جس طرح نسب کے باعث حرمت آتی ہے۔

٦١٦ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ أَرْضَعَتْهُ أَخَوَاتُهَا وَبَنَاتُ أَخِيهَا وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ أَرْضَعَتْهُ نِسَاءُ إِخْوَتِهَا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ وہ ان سے پردہ نہیں کرتی تھیں جنھوں نے اپنے بھانجوں اور بھتیجوں کو دودھ پلایا اور ان سے پردہ کرتی تھیں جن کو بھاوجوں نے دودھ پلایا۔

٦١٧ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَأَرْضَعَتْ إِحْدَاهُمَا غُلَامًا وَالْأُخْرٰى جَارِيَةً فَسُئِلَ هَلْ يَتَزَوَّجُ الْغُلَامُ الْجَارِيَةَ قَالَ لَا اللِّقَاحُ وَاحِدٌ۔

حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا گیا جس کی دو بیویاں ہیں دونوں میں سے ایک بیوی ایک لڑکے کو دودھ پلائے اور دوسری ایک لڑکی کو دودھ پلا دیتی ہے تو اس صورت میں کیا لڑکی اور لڑکے کا نکاح صحیح ہے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں کیونکہ دونوں کا باپ ایک ہے۔

٦١٨ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّضَاعَةِ فَقَالَ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ مَصَّةً وَاحِدَةً فَهِيَ تُحَرِّمُ وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ فَإِنَّمَا هُوَ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ۔

حضرت ابراہیم بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے رضاعت کے سلسلے میں سوال کیا گیا؟ انھوں نے جواب دیا: دو سال کے اندر خواہ دودھ کا ایک گھونٹ بھی پی لیا اس سے حرمت آئے گی لیکن دو سال کے بعد دودھ کی حیثیت کھانے کی ہے جسے وہ کھاتا ہے۔

٦١٩ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ

حضرت ابراہیم بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے رضاعت کے سلسلہ

مَا قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ۔

سوال کیا گیا؟ انھوں نے بھی حضرت سعید بن مسیب جیسا جواب دیا۔

٦٢٠ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَاِنْ كَانَتْ مَصَّةً وَّاحِدَةً فَهِيَ تُحَرِّمُ ۔

حضرت ثور بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: دو سال تک دودھ خواہ ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو، وہ حرمت لاتا ہے۔

٦٢١ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَرْسَلَتْ بِهٖ وَهُوَ يَرْضَعُ اِلٰى اُخْتِهَا اُمِّ كُلْثُوْمِ ابْنَتِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ اَرْضِعِيْهِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ حَتّٰى يَدْخُلَ عَلَيَّ فَاَرْضَعَتْنِيْ اُمُّ كُلْثُوْمِ بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ ثَلٰثَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ مَرِضَتْ فَلَمْ تُرْضِعْنِيْ غَيْرَ ثَلٰثِ مِرَارٍ فَلَمْ اَكُنْ اَدْخُلُ عَلٰى عَائِشَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّ اُمَّ كُلْثُوْمِ لَمْ تُتِمَّ لِيْ عَشْرَ رَضَعَاتٍ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انھیں (حضرت سالم کو) اپنی بہن اُمِّ کلثوم بنت ابوبکر کے پاس بھیجا جبکہ وہ شیرخوار بچے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ انھیں دس مرتبہ دودھ پلادیں تاکہ وہ میرے ہاں آسکے۔ چنانچہ (سالم کہتے ہیں) اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا نے مجھے تین بار دودھ پلایا پھر وہ بیمار ہوگئیں۔ انھوں نے تین مرتبہ سے زائد مجھے دودھ نہیں پلایا۔ (میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں (بغیر پردے کے) نہیں جا سکتا، کیونکہ اُمِّ کلثوم دس بار مجھے دودھ نہ پلاسکیں۔

٦٢٢ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ صَفِيَّةَ ابْنَةِ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ حَفْصَةَ اَرْسَلَتْ بِعَاصِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ اِلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ عُمَرَ تُرْضِعُهٗ عَشْرَ رَضَعَاتٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهَا فَفَعَلَتْ فَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فَفَعَلَتْ فَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا وَهُوَ يَوْمَ اَرْضَعَتْهُ صَغِيْرٌ يَرْضَعُ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عاصم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو (اپنی فاطمہ بنت عمر کے پاس بھیجا کہ وہ انھیں دس مرتبہ دودھ پلائیں تاکہ عاصم بن عبداللہ (بے پردہ) ان کے ہاں آسکیں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ ان کے ہاں (بے پردہ) آجاتے جب حضرت فاطمہ بنت

۶۲۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ عَمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ فِیْمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ مَّعْلُوْمَاتٍ یُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَّعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُنَّ مِمَّا یُقْرَاُ مِنَ الْقُرْاٰنِ -

انھیں دودھ پلایا اس وقت وہ شیر خوار بچے تھے -

حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: شروع میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں رضاعت کے ثابت ہونے کے سلسلے میں دس بار دودھ پلانے کا حکم نازل فرمایا تھا پھر وہ پانچ بار دودھ پلانے کے حکم کے ساتھ منسوخ قرار دیا گیا - جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا مسلمان قرآن میں اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے -

۶۲۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَنَا مَعَہٗ عِنْدَ دَارِ الْقَضَآءِ یَسْاَلُہٗ عَنْ رَضَاعَۃِ الْکَبِیْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ کَانَتْ لِیْ وَلِیْدَۃٌ فَکُنْتُ اُصِیْبُھَا فَعَمَدَتْ اِمْرَاَتِیْ اِلَیْھَا فَاَرْضَعَتْھَا فَدَخَلْتُ عَلَیْھَا فَقَالَتِ امْرَاَتِیْ دُوْنَكَ وَاللّٰهِ قَدْ اَرْضَعْتُھَا قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَوْجِعْھَا وَاْتِ جَارِیَتَكَ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَۃُ رِضَاعَۃُ الصَّغِیْرِ -

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص دار القضاء (عدالت) کے قریب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میں بھی اس کے ساتھ تھا اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے بڑے کی رضاعت کا مسئلہ دریافت کیا؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میری ایک لونڈی اس سے میں جماع کرتا تھا - میری بیوی نے اس کے پاس جا کر اسے اپنا دودھ پلا دیا ہے میں لونڈی سے جماع کرنے لگا تو میری بیوی نے یہ کہتے ہوئے مجھے جماع سے روک دیا کہ قسم بخدا! میں نے اسے دودھ پلایا ہے - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنی بیوی سے تادیبی کارروائی کرو اور اپنی لونڈی سے جماع کرو کیونکہ رضاعت صرف شیر خوارگی میں ثابت ہوتی ہے -

---

۶۲۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِہَابٍ وَسُئِلَ عَنْ رَضَاعَۃِ الْکَبِیْرِ فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ ابْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ اَبَا حُذَیْفَۃَ بْنَ عُتْبَۃَ

حضرت مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے بڑے کی رضاعت کے بارے سوال کیا گیا؟ انھوں نے جواب دیا: حضرت عروہ بن زبیر

ابْنِ رَبِيْعَةَ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهِدَ بَدْرًا وَكَانَ تَبَنّٰى سَالِمًا
الَّذِىْ يُقَالُ لَهٗ مَوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَ كَمَا كَانَ تَبَنّٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ
فَاَنْكَحَ اَبُوْحُذَيْفَةَ سَالِمًا وَهُوَ يَرٰى اَنَّهٗ ابْنُهٗ
اَنْكَحَهٗ ابْنَةَ اَخِيْهِ فَاطِمَةَ ابْنَتَ الْوَلِيْدِ بْنِ
عُتْبَةَ ابْنِ رَبِيْعَةَ وَهِىَ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ
وَهِىَ يَوْمَئِذٍ مِّنْ اَفْضَلِ اَيَامٰى قُرَيْشٍ فَلَمَّا
اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ زَيْدٍ مَّا اَنْزَلَ اُدْعُوْهُمْ
لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ رَدَّ كُلُّ اَحَدٍ
تُبَنِّىَ اِلٰى اَبِيْهِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ يَعْلَمُ اَبُوْهُ رَدَّ
اِلٰى مَوَالِيْهِ فَجَآءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ
امْرَاَةُ اَبِىْ حُذَيْفَةَ وَهِىَ مِنْ بَنِىْ عَامِرِ
ابْنِ لُؤَىٍّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيْمَا بَلَغَنَا فَقَالَتْ كُنَّا نَرٰى سَالِمًا
وَلَدًا وَكَانَ يَدْخُلُ عَلَىَّ وَاَنَا اَفْضَلُ وَ
لَيْسَ لَنَا اِلَّا بَيْتٌ وَاحِدٌ فَمَا تَرٰى فِىْ شَانِهٖ
فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيْمَا بَلَغَنَا اَرْضِعِيْهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَيَحْرُمُ
بِلَبَنِكِ اَوْ بِلَبَنِهَا وَكَانَتْ تَرَاهُ اِبْنًا مِّنَ
الرَّضَاعَةِ فَاَخَذَتْ بِذٰلِكَ عَآئِشَةُ فِيْمَنْ
تُحِبُّ اَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ فَكَانَتْ
تَاْمُرُ اُمَّ كُلْثُوْمٍ وَبَنَاتِ اَخِيْهَا يُرْضِعْنَ
مَنْ اَحْبَبْنَ اَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْهَا وَاَبٰى سَآئِرِ
اَزْوَاجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ

رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتب
رضی اللہ عنہ کا شمار اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں
تھا اور وہ غزوۂ بدر میں شریک بھی ہوئے انھوں نے
حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بن
جس طرح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنایا تھا
حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سالم کو اپنا بی
قرار دینے کے باوجود اپنی بھانجی فاطمہ بنت ولید رضی
عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا وہ اولین ہجرت کرنے وا
عورتوں میں سے اور اس وقت قریش کی باعظمت خ
میں سے ایک ہیں جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہ
اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰه
(انھیں ان کے باپوں کے ناموں سے پکارو یہی اللہ
کے نزدیک زیادہ انصاف کے لائق ہے) ہر متبنیٰ ک
کے باپ کی طرف منسوب کیا گیا اور جس کے باپ ک
نہ ہو سکا اسے اس کے آقا کی طرف منسوب کر دیا گیا
سہلہ بن سہیل رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ
کی بیوی ہیں اور نہی عامر بن لوی سے تعلق رکھتی ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں
معلومات کے مطابق انھوں نے عرض کیا ہم حضرت س
کو اپنا بیٹا خیال کرتے ہیں اور وہ میرے پاس آتے
جبکہ ہم اس سے پردہ بھی نہیں کرتے اور ہمارا گھر بھ
ایک ہے اس سلسلے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟
معلومات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما
اسے پانچ بار دودھ پلاؤ۔ وہ رضاعت کے نتیجے میں

يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ قُلْنَا لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نَرَى الَّذِي اَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ اِلَّا رُخْصَةً لَّهَا فِي رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَحْدَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ سَالِمٌ وَحْدَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ اَحَدٌ فَعَلٰى هٰذَا كَانَ رَاْيُ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَضَاعَةِ الْكَبِيْرِ۔

بیٹا قرار پائے گا۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشادِ گرامی کو دلیل بناتے ہوئے مردوں میں سے جس کے بارے چاہتیں کہ وہ آپ کے پاس بلا پردہ حاضر ہو جائے آپ اپنی بہن حضرت ام کلثوم اور بھتیجوں کو حکم دیتیں کہ اسے دودھ پلا دیں تاکہ وہ آپ کی خدمت میں (بلا پردہ) حاضر ہو سکے۔ حضرت عائشہ کے علاوہ دوسری ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رضاعی رشتہ کی بناء پر کسی مرد کو بلا پردہ اپنے پاس حاضر ہونے سے انکار کر دیا تھا اور انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہلہ بن سہیل رضی اللہ عنہ کو حضرت سالم کے سلسلہ میں جو رضاعت کی اجازت دی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے لہٰذا رضاعت کے رشتہ کی بناء پر ہمارے ہاں کوئی شخص نہ آئے۔ بڑے شخص کی رضاعت کے سلسلے میں دوسری ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی منظریہ تھا۔

۶۲۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ لَا رَضَاعَةَ اِلَّا فِي الْمَهْدِ وَلَا رِضَاعَةَ اِلَّا مَا اَنْبَتَ اللَّحْمَ وَالدَّمَ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: رضاعت کا رشتہ صرف گہوارے میں ہے اور رضاعت وہی ہے جس نے گوشت اور خون بڑھایا۔

۶۲۷- قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يُحَرِّمُ الرِّضَاعُ اِلَّا مَا كَانَ فِيْهِمَا مِنَ الرَّضَاعِ وَاِنْ كَانَ مَصَّةً وَّاحِدَةً فَهِيَ تُحَرِّمُ كَمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ مَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ لَمْ يُحَرِّمْ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صرف دو سال کے اندر والی رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے خواہ ایک ہی گھونٹ ہو جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو سال کے بعد کی رضاعت کوئی چیز حرام نہیں کرتی۔

شَيْئًا لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ وَالْوَالِدَاتُ
يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ
اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ فَتَمَامُ الرَّضَاعَةِ
الْحَوْلَانِ فَلَا رَضَاعَةَ بَعْدَ تَمَامِهَا تُحَرِّمُ
شَيْئًا وَّكَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَحْتَاطُ
بِسِتَّةِ اَشْهُرٍ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ فَيَقُوْلُ يُحَرِّمُ
مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَبَعْدَهُمَا اِلٰى تَمَامِ
سِتَّةِ اَشْهُرٍ وَّذٰلِكَ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا وَلَا يُحَرِّمُ
مَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَنَحْنُ لَا نَرٰى اَنَّهٗ يُحَرِّمُ
وَنَرٰى اَنَّهٗ لَا يُحَرِّمُ مَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ
وَاَمَّا لَبَنُ الْفَحْلِ فَاِنَّا نَرَاهُ يُحَرِّمُ وَنَرٰى
اَنَّهٗ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ
النَّسَبِ فَالْاَخُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مِنَ الْاَبِ
تَحْرُمُ عَلَيْهِ اُخْتُهٗ مِنَ الرَّضَاعَةِ مِنَ
الْاَبِ وَاِنْ كَانَتِ الْاُمَّانِ مُخْتَلِفَتَيْنِ
اِذَا كَانَ لَبَنُهُمَا مِنْ رَّجُلٍ وَّاحِدٍ كَمَا
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اللِّقَاحُ وَاحِدٌ فَبِهٰذَا
نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ
اللّٰهُ تَعَالٰى ۔

جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے وَالْوَالِدَاتُ
يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۔ لِمَنْ
اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ "اور مائیں اپنی اولاد کو
مکمل دوسال دودھ پلائیں (یہ حکم ان کے لیے ہے) جو
رضاعت مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں"، پس رضاعت
کی پوری مدت دوسال ہے اس کے بعد کی رضاعت سے
کسی قسم کی حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ حضرت امام اعظم
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ احتیاط کی بناء پر دوسالوں میں چھ
مہینوں کا اضافہ کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جیسے
سال کے اندر رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے اسی
طرح اس کے بعد چھ مہینوں میں بھی حرمت ثابت ہوتی ہے
یعنی ایسے رضاعت کے کل تیس مہینے ہوئے جن میں حرمت
ثابت ہوتی ہے لیکن اس کے بعد نہیں اور ہمارے نزدیک
دوسال کے بعد رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ
دوسال تک رضاعت کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے ہمارے خیال کے
مطابق مرد کا دودھ حرمت کا سبب ہے اور ہماری رائے کے
مطابق ہر وہ چیز رضاعت سے حرام ہوجاتی ہے جو نسب سے
حرام ہوتی ہے اس طرح رضاعی بھائی پر رضاعی بہن حرام ہو
جائیگی جبکہ رضاعت کا ثبوت باپ کی طرف سے ہو خواہ دونوں
مائیں مختلف ہوں لیکن دونوں کا دودھ ایک باپ سے ہو
جیساکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا
ایک ہی مرد کی جانب سے ہو۔ اس روایت سے ہم دلیل
کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

كِتَابُ الضَّحَايَا

كِتَابُ الضَّحَايَا

١- وَمَا يَجْزِئُ مِنْهَا

قربانی کے جانوروں اور ان کے متعلقات کا بیان

٦٢٧ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ فِي الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ الثَّنِيِّ فَمَا فَوْقَهُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے : قربانی میں "ثنی" جانور یا اس سے بڑا ذبح کیا جائے ف

ف تین قسم کے جانور ہیں جن کی قربانی دی جا سکتی ہے (۱) اونٹ (۲) گائے (۳) اور بکری۔ اونٹ میں اونٹنی گائے میں بیل بھینس بھینسا اور بکری میں بکرا اور بھیڑ وغیرہ شامل و داخل ہیں۔ اونٹ کی عمر پانچ سال، گائے کی دو سال اور بکری کی ایک سال کی ہونی چاہیے۔ اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں جبکہ بکری کی قربانی ایک آدمی کی طرف سے کی جا سکتی ہے۔

قربانی سنتِ ابراہیمی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد تازہ کرنے کے لیے منائی جاتی ہے ہر صاحبِ نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے اگر کوئی دوسرے شخص کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہو جبکہ وہ خود بھی صاحب نصاب ہو تو وہ اپنی قربانی علیحدہ دے گا اور دوسرے کی طرف سے علیحدہ۔ دوسرے کی طرف سے ایصالِ ثواب کی نیت سے قربانی کرنا جائز ہے کیونکہ حدیثِ پاک میں موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والی اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص صاحبِ نصاب نہ ہو اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے البتہ جب وہ قربانی خریدے گا تو اس کا ذبح کرنا واجب ہو جائے گا کیونکہ اصل فقہ کا مشہور قاعدہ ہے کہ نفلی عبادت شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ قربانی کے (جاری ہے)

٦٢٨ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَمَّا لَمْ تُسِنَّ مِنَ الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ وَعَنِ الَّتِيْ نَقَصَ مِنْ خَلْقِهَا -

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضر
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ غیر مُسنّی اور پیدائشی نقص
والے جانور کی قربانی سے منع فرمایا کرتے تھے۔

٦٢٩ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ ضَحّٰى مَرَّةً بِالْمَدِيْنَةِ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَشْتَرِيَ لَهٗ كَبْشًا فَحِيْلًا اَقْرَنَ ثُمَّ اَذْبَحَهٗ لَهٗ يَوْمَ الْاَضْحٰى فِيْ مُصَلَّى النَّاسِ فَفَعَلْتُ ثُمَّ حُمِلَ اِلَيْهِ فَحَلَقَ رَاْسَهٗ حِيْنَ ذُبِحَ كَبْشُهٗ وَكَانَ مَرِيْضًا لَمْ يَشْهَدِ الْعِيْدَ مَعَ النَّاسِ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَيْسَ حِلَاقُ الرَّاْسِ بِوَاجِبٍ عَلٰى مَنْ ضَحّٰى اِذَا لَمْ يَحُجَّ وَقَدْ فَعَلَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ -

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں
قربانی کی تو انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان
لیے ایک سینگوں والا بکرا خریدوں پھر اسے قربانی کے
دن عیدگاہ میں ذبح کروں چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا
پھر ذبح شدہ قربانی ان کے سامنے پیش کر دی گئی ج
ان کا بکرا ذبح کر دیا گیا تو انھوں نے اپنا سر منڈوایا ج
وہ بیمار تھے اس لیے نمازِ عید میں لوگوں کے ساتھ شا
نہ ہو سکے ۔ حضرت نافع (راوی حدیث) رضی اللہ عنہ
بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کر
تھے کہ قربانی کرنے والے پر سر منڈوانا ضروری نہیں
جبکہ اس نے حج نہ کیا ہو اور حضرت عبداللہ بن عمر رض
عنہ نے تو ویسے ہی سر منڈوایا تھا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ اِلَّا فِيْ خَصْلَةٍ وَّاحِدَةٍ اَلْجَذَعُ مِنَ الضَّاْنِ اِذَا كَانَ عَظِيْمًا اُجْزِيَ فِي الْهَدْيِ وَالْاُضْحِيَّةِ بِذٰلِكَ جَاءَتِ الْاٰثَارُ وَالْخَصِيُّ مِنَ الْاُضْحِيَّةِ يُجْزِئُ مِمَّا يُجْزِئُ مِنْهُ الْفَحْلُ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس تم
روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں سوائے ایک بات
کہ چھ مہینے کا مینڈھا بھی ہُدی اور قربانی میں جائز
جبکہ وہ موٹا تازہ معلوم ہوتا ہو اس سلسلے میں بہت
آثار وارد ہیں جس کی طرف سے فحل (بکریوں سے ج

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۳ کا) جانور کے ہر بال کے بدلے اللہ تعالیٰ نیکی عطا فرماتا ہے خواہ وہ جانور اون والا ہو۔
قربانی کا جانور موٹا تازہ، خوبصورت اور صحت مند ہونا چاہیے۔ لہٰذا بیمار جانور، اندھا جانور لنگڑا اور د
عیوب والا جانور نہیں ہونا چاہیے۔

وَاَمَّا الْحِلَاقُ فَنَقُوْلُ فِيْهِ بِقَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ لَيْسَ بِوَاجِبٍ عَلٰى مَنْ لَّمْ يَحُجَّ فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

کرنے والا جانور) جائز ہے اس کی طرف سے خصی جانور بھی جائز ہے۔ سر منڈوانے کے متعلق ہم کہتے کہ بقول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قربانی کے دن واجب نہیں ہے جبکہ کسی نے حج نہ کیا ہو۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے فقہاء کا قول ہے۔

۶۳۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّيْ عَمَّا فِيْ بَطْنِ الْمَرْاَةِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يُضَحّٰى عَمَّا فِيْ بَطْنِ الْمَرْاَةِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ، ماں کے پیٹ کے بچے کی طرف سے قربانی نہیں کرتے تھے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں موجود بچے کی طرف سے قربانی نہیں کی جائیگی۔

۲- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الضَّحَايَا

قربانی کے مکروہات کا بیان

۶۳۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ عُبَيْدَ بْنَ فَيْرُوْزَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا يُتَّقٰى مِنَ الضَّحَايَا فَاَشَارَ بِيَدِهٖ وَقَالَ اَرْبَعٌ وَكَانَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ وَيَقُوْلُ يَدِيْ اَقْصَرُ مِنْ يَدِهٖ وَهِيَ الْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلَعُهَا وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ۔

حضرت عبید بن فیروز رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سی قربانی سے بچا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا چار سے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کرتے اور کہتے کہ میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹا ہے اور وہ چار قربانیاں یہ ہیں (۱) لنگڑی جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو (۲) کانی جس کا کانا پن ظاہر ہو (۳) ایسی بیمار جس کی بیماری

ظاہر ہو اور (۴) ایسی کمزور جس کی کمزوری کے سبب چربی باقی نہ رہی ہو۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ فَاَمَّا الْعَرْجَاءُ فَاِذَا مَشَتْ عَلٰى رِجْلِهَا فَهِيَ تُجْزِئُ وَاِنْ كَانَتْ لَا تَمْشِيْ لَمْ تُجْزِئْ وَاَمَّا الْعَوْرَاءُ فَاِنْ كَانَ بَقِيَ مِنَ الْبَصَرِ الْاَكْثَرُ مِنْ نِّصْفِ الْبَصَرِ اَجْزَاَتْ وَاِنْ ذَهَبَ النِّصْفُ فَصَاعِدًا لَمْ تُجْزِئْ وَاَمَّا الْمَرِيْضَةُ الَّتِيْ فَسَدَتْ لِمَرَضِهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِيْ لَا تَنْقِيْ فَاِنَّهُمَا لَا يُجْزِيَانِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں لنگڑی قربانی جب اپنے پاؤں سے چل سکتی ہو جائز ہے اور اگر نہ چل سکتی ہو تو جائز نہیں ہے ایسی کانی کہ جس کی آدھی سے زیادہ بینائی باقی ہو وہ جائز ہے اور اگر نصف یا اس سے زائد بینائی ختم ہو گئی ہو تو جائز نہیں ہے بیماری سے مراد ایسی بیماری ہے جس کے سبب اس میں تبدیلی آچکی ہو اور کمزوری سے مراد ایسی کمزوری ہے جس کے سبب اس میں چربی ختم ہو چکی ہو یہ دونوں جائز نہیں ہیں۔

۳- بَابُ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ

قربانی کے گوشت کا بیان

۶۳۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ

حضرت عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانیوں کا گوشت

ف ایسے ہی اندھا جانور، جس کا کان کٹا ہوا ہو، جس جانور کی دُم کٹی ہوئی ہو تو قربانی ناجائز ہے اگر کسی جانور کی دُم یا چکی یا کان تہائی یا تہائی سے کم کٹا ہوا ہو تو قربانی جائز ہے اگر اس مقدار سے زائد یہ اعضاء کٹے ہوئے ہوں تو اسکی قربانی جائز نہیں ہے۔ بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے لیکن نابینے کی ناجائز ہے جس جانور کے دانت نہ ہوں یا پستان کٹے ہوئے ہوں یا خشک ہو چکے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ اگر گائے وغیرہ میں شرکاء میں سے ایک کافر ہو یا ایک کا مقصد گوشت کھانا ہو تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہو گی۔

أَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلٰثٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَبِيْ بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ صَدَقَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقُوْلُ دَفَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰى فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادَّخِرُوا الثُّلُثَ وَتَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِيَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُوْنَ فِيْ ضَحَايَاهُمْ يَجْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا الْاَسْقِيَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ اَوْ كَمَا قَالَ قَالُوْا نُهِيْتَ عَنْ اِمْسَاكِ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِّنْ اَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِيْ كَانَتْ دَفَّتْ حَضْرَةَ الْاَضْحٰى فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا۔

کھانے سے منع فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس سلسلے میں حضرت عمرہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے میں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ دیہاتیوں کی ایک جماعت قربانی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دن کے لیے (گوشت) جمع کر لو اور باقی ماندہ تقسیم کر دو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ لوگ اپنی قربانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں کہ ان سے چربی جمع کرتے ہیں اور ان سے مشکیزے بناتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیسی بات ہے؟ یا اس طرح کی بات کی۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے لوگوں کو تین دن سے زائد گوشت جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمھیں اس جماعت کے سبب روکا تھا جو قربانی کے دن آئی تھی۔ اب تم کھاؤ، تقسیم کرو اور جمع کرو۔

۶۳۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلٰثٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا: تم کھاؤ، توشہ بناؤ اور ذخیرہ کرو۔ ف

ف قربانی کے گوشت کا یہ حکم ہے کہ گوشت خود بھی کھا سکتا ہے، دوست و احباب کو بھی کھلا سکتا ہے اور غرباء و مساکین میں بھی تقسیم کر سکتا ہے مسنون طریقہ یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں کہ ایک حصہ اپنے اہل خانہ کے لیے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا بَأْسَ بِالْاِدِّخَارِ بَعْدَ ثَلٰثٍ وَالتَّزَوُّدِ وَقَدْ رَخَّصَ فِيْ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَنْ كَانَ نَهٰى عَنْهُ فَقَوْلُهُ الْاٰخِرُ نَاسِخٌ لِّلْاَوَّلِ فَلَا بَأْسَ بِالْاِدِّخَارِ وَالتَّزَوُّدِ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ تین دن کے بعد گوشت کا ذخیرہ کرنے اور توشہ بنانے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں اجازت دی ہے خواہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا قول پہلے قول کا ناسخ ہے لہٰذا ذخیرہ کرنے اور توشہ بنانے میں کوئی حرج نہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۶۳۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلٰثٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ كُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَتَصَدَّقُوْا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم کھاؤ، ذخیرہ کرو اور تقسیم کرو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۷ سے آگے) رکھ لے، ایک حصہ دوست واحباب اور عزیز واقارب میں تقسیم کر دے اور ایک حصہ غرباء و مساکین میں تقسیم کر دے اگر سب گوشت گھر رکھ لیا یا دوست واحباب میں تقسیم کر دیا یا سب غرباء و مساکین کو دے دیا تو تب بھی جائز ہے اگر قربانی میت کی طرف سے کرنا مقصود ہو تب بھی گوشت کا یہی حکم ہے اگر قربانی نذر کی ہو یا میت کی طرف سے وصیت کی ہو تو اس کا گوشت خود نہیں کھا سکتا بلکہ غرباء و مساکین میں تقسیم کر دے قربانی کا گوشت فروخت کرنا یا قصاب کو بطور اُجرت دینا درست نہیں ہے بلکہ قصاب کو اُجرت رقم کی شکل میں ادا کی جائے۔ تین دنوں کے بعد بھی قربانی کا گوشت استعمال کیا جا سکتا ہے جن احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے وہ دوسری احادیث سے منسوخ ہیں۔ قربانی کی رسی، جھول، ہار اور چمڑہ وغیرہ صدقہ کر دیا جائے۔ قربانی کی کھال خود بھی استعمال میں لا سکتا ہے یعنی اس کا مشکیزہ، ڈول بنا کر یا کتابوں کی جلد کے لیے استعمال میں لایا جا سکتا ہے کسی مسکین و غریب یا دینی مدرسہ یا مسجد یا کسی بھی رفاعی کام کے لیے بھی کھال دی جا سکتی ہے۔ امام مسجد کو بھی کھال دی جا سکتی ہے جبکہ اس سے اُجرت و عوض مقصود نہ ہو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِاَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ مِنْ اُضْحِيَتِهٖ وَيَدَّخِرَ وَيَتَصَدَّقَ وَمَا نُحِبُّ لَهٗ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِاَقَلَّ مِنَ الثُّلُثِ وَاَنْ تَصَدَّقَ بِاَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ جَازَ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قربانی کا گوشت کھائے یا ذخیرہ کرے یا صدقہ کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور ہم تہائی سے کم مقدار (گوشت) صدقہ کرنے کو پسند نہیں کرتے خواہ تہائی سے کم مقدار کا صدقہ کرنا جائز ہے

۴- بَابُ الرَّجُلِ يَذْبَحُ اُضْحِيَتَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّغْدُوَ يَوْمَ الْاَضْحٰى

عید گاہ جانے سے قبل قربانی کرنے کا بیان

۶۳۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ اَنَّ عُوَيْمِرَ بْنَ اَشْقَرَ ذَبَحَ اُضْحِيَتَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّغْدُوَ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَاَنَّهٗ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّعُوْدَ بِاُضْحِيَةٍ اُخْرٰى ۔

حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عویمر بن اشقر رضی اللہ عنہ نے عید گاہ جانے سے قبل قربانی ذبح کر دی اور اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جگہ دوسری قربانی کرنے کا حکم دیا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ فِيْ مِصْرٍ يُصَلّٰى الْعِيْدُ فِيْهِ فَذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ الْاِمَامُ فَاِنَّمَا هِيَ شَاةُ لَحْمٍ يُجْزِئُ مِنَ الْاُضْحِيَةِ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ مِصْرٍ وَكَانَ فِيْ بَادِيَةٍ اَوْ نَحْوِهَا مِنَ الْقُرَى النَّائِيَةِ عَنِ الْمِصْرِ فَاِذَا ذَبَحَ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ اَوْ حِيْنَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسے شہر میں ہو جس میں نماز عید پڑھی جاتی ہو، اس نے امام کی نماز عید پڑھانے سے قبل قربانی ذبح کر دی تو وہ صرف بکری کا گوشت ہوگا اس کی قربانی درست نہیں ہوگی اور اگر وہ ایسے شہر میں نہ ہو یعنی دیہات میں یا شہر سے دور دراز کسی

ف وہ دیہاتی علاقہ جات جہاں جمعہ یا عید واجب و ضروری نہ ہو وہاں طلوعِ آفتاب کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے لیکن جہاں نماز جمعہ یا نماز عید پڑھی جاتی ہو وہاں نماز عید سے قبل قربانی کرنا درست نہیں ہے بلکہ نماز عید پڑھنے کے بعد قربانی کرنی چاہیے ۔

تَطْلُعُ الشَّمْسُ اَجْزَاهُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ ۔

آبادی میں ہو تو طلوعِ فجر یا طلوعِ آفتاب کے بعد قربانی ذبح کی تو قربانی جائز ہو گی ۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۵- بَابُ مَا یَجْزِیُٔ مِنَ الضَّحَایَا عَنْ اَکْثَرَ مِنْ وَّاحِدٍ

ایک آدمی سے زائد کا قربانی میں شریک ہونے کا بیان

۶۳۶- اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا عُمَارَۃُ بْنُ صَیَّادٍ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ یَسَارٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ اَبَا اَیُّوْبَ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَہٗ قَالَ کُنَّا نُضَحِّیْ بِالشَّاۃِ الْوَاحِدَۃِ یَذْبَحُھَا الرَّجُلُ عَنْہُ وَعَنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ ثُمَّ تَبَاھَی النَّاسُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَصَارَتْ مُبَاھَاۃً ۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا : ہم ایک بکری کی قربانی کیا کرتے تھے ۔ ایک آدمی اپنی طرف سے اور اپنے اہلِ خانہ کی طرف سے قربانی کرتا پھر لوگوں نے اس کے بعد فخر سے کام لینا شروع کر دیا تو قربانی فخر بن گئی ۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ کَانَ الرَّجُلُ یَکُوْنُ مُحْتَاجًا فَیَذْبَحُ الشَّاۃَ الْوَاحِدَۃَ یُضَحِّیْ بِھَا عَنْ نَّفْسِہٖ فَیَاْکُلُ وَیُطْعِمُ اَھْلَہٗ فَاَمَّا شَاۃٌ وَاحِدَۃٌ تُذْبَحُ عَنِ اثْنَیْنِ اَوْ ثَلٰثَۃٍ اُضْحِیَّۃً فَھٰذِہٖ لَا تُجْزِیُٔ وَلَا یَجُوْزُ شَاۃٌ اِلَّا عَنِ الْوَاحِدِ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَآئِنَا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : جو شخص غریب ہو وہ اپنی طرف سے ایک بکری بطور قربانی ذبح کر سکتا ہے اس کا گوشت خود بھی کھائے اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی کھلائے لیکن ایک بکری دو یا تین آدمیوں کی طرف سے بطور قربانی ذبح کرنا جائز ہے بکری صرف ایک کی طرف سے قربانی کی جا سکتی ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ

ف بکری ، دُنبہ ، بکرا اور مینڈھا وغیرہ جانور ایک آدمی کی طرف سے قربانی کیا جا سکتا ہے اونٹ ، گائے اور بھینس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اونٹ ، اونٹنی ، بھینس ، بھینسا ، گائے اور بیل شرکت افراد کے لحاظ سے سب برابر ہیں ۔ گائے یا اونٹ ایک آدمی بھی بطور قربانی ذبح کر سکتا ہے ، قربانی کے جانور میں عقیقہ کرنے والا آدمی بھی بطور حصہ دار شریک ہو سکتا ہے ۔

رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۶۳۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حدیبیہ کے مقام پر اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کی تھی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ الْبَدَنَةَ وَالْبَقَرَةَ تُجْزِئُ عَنْ سَبْعَةٍ فِي الْاُضْحِيَةِ وَالْهَدْيِ مُتَفَرِّقِيْنَ كَانُوْا اَوْ مُجْتَمِعِيْنَ مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ وَاحِدٍ اَوْ غَيْرِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ اونٹ اور گائے بطور قربانی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کرنا جائز ہے وہ سات آدمی خواہ ایک گھر کے ہوں یا مختلف ہوں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۶- بَابُ الذَّبَائِحِ

ذبیحہ کا بیان

۶۳۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَرْعٰى لِقْحَةً لَّهٗ بِاُحُدٍ فَجَاءَهَا الْمَوْتُ فَذَكَّاهَا بِشِظَاظٍ فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِهَا فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهَا كُلُوْهَا۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی "احد" میں اپنی اونٹنی چرا رہا تھا اونٹنی قریب المرگ ہوگئی تو اس آدمی نے ایک نوکدار لکڑی سے اسے ذبح کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کھانے کے سلسلے میں سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں لہذا اسے تم کھاؤ ف

ف حلق (گلے) میں چند رگیں ہوتی ہیں کسی تیز دھار آلہ کے ساتھ اس طرح کاٹ دینا کہ خون بہہ جائے کو ذبح کہا جاتا ہے اور جس جانور کو ذبح کیا جائے اسے ذبیحہ کہا جاتا ہے ذبح کرتے وقت جو رگیں کاٹی جاتی ہیں (جاری ہے)

۶۳۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ سَعْدٍ اَوْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا لَهٗ بِسَلْعٍ فَاُصِيْبَتْ مِنْهَا شَاةٌ فَاَدْرَكَتْهَا ثُمَّ ذَبَحَتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهَا كُلُوْهَا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ كُلُّ شَيْءٍ اَفْرَى الْاَوْدَاجَ وَاَنْهَرَ الدَّمَ فَذَبَحْتَ بِهٖ فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِلَّا السِّنَّ وَالظُّفْرَ وَالْعَظْمَ فَاِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ اَنْ تَذْبَحَ بِشَيْءٍ مِّنْهُ وَهُوَ

اللہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا بیان ہے کہ حضرت معاذ بن سعد یا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی لونڈی مقام "سلع" میں ان کی بکری چرا رہی تھی بکری مرنے لگی تو اس حالت میں لونڈی نے اسے ایک پتھر سے ذبح کر دیا۔ اس بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا ؟ آپ نے فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں تم کھاؤ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جو چیز رگوں کو کاٹ دے اور خون بہادے تو اس سے ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن دانت، ناخن اور ہڈی سے کسی جانور کا ذبح کرنا مکروہ ہے

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا) وہ چار رگیں ہیں (۱) حلقوم یہ وہ رگ ہے جس کے ذریعے سانس آتا جاتا ہے (۲) مری یہ وہ رگ ہے جس کے ذریعے کھانا اور پانی پیٹ میں جاتا ہے (۳، ۴) مری رگ کے ساتھ دو رگیں جنہیں ودجین کہا جاتا ہے۔

تمام گلے کو ذبح گاہ کہا جا سکتا ہے اونٹ بھی ایک جگہ سے ذبح کیا جائے گا عوام الناس میں جو تین جگہ سے ذبح کرنا مشہور ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ذبح کرنے سے جانور کے حلال ہونے کی شرائط یہ ہیں (۱) ذبح کرنے والا عاقل ہو (۲) ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی ہو، کتابی جب ذبح کرے مسلمانوں کی موجودگی میں ذبح کرے جو چیز رگوں کو کاٹ دے اس سے جانور ذبح کیا جا سکتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ خون بہہ جائے۔ ذبح کرتے بسم اللہ، اللہ اکبر، یا اللہ العظیم یا اللہ اعظم وغیرہ الفاظ پڑھے جائیں۔ اگر کسی نے جان بوجھ کر تسمیہ اور تکبیر چھوڑ دی اور جانور ذبح کر دیا تو ذبیحہ حرام قرار دیا جائے گا۔ جس طرح مرد ذبح کر سکتا ہے اسی طرح عورت کا ذبح کرنا بھی جائز ہے۔ ذبح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جانور کو پانی وغیرہ پلا کر قبلہ کی طرف لٹا کر (قبلہ کی طرف منہ کر کے) اپنا دایاں پاؤں بطور تسلط استعمال کیا جائے اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے تیز ترین آلہ کے ساتھ ذبح کر دیا جائے۔ ذبح کرتے وقت اگر ذبیحہ کا سر جسم سے جدا ہو گیا تو وہ حرام نہیں ہو گا البتہ ذابح کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ قربانی کے جانور کے ذبح کا یہ حکم ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مسنون ہے اور اگر خود ذبح نہ کر سکتا ہو تو دوسرے آدمی سے بھی ذبح کروا سکتا ہے۔

قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۶۴۰- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا ذُبِحَ بِهِ إِذَا بَضَعَ فَلَا بَأْسَ إِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَيْهِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:۔ جو چیز ذبح کرتے وقت کاٹ دے ضرورت کے وقت اس کو ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ كُلِّهِ عَلَى مَا فَسَّرْتُ لَكَ وَإِنْ ذُبِحَ بِسِنٍّ أَوْ ظُفُرٍ مَنْزُوعَيْنِ فَأَفْرَى الْأَوْدَاجَ وَأَنْهَرَ الدَّمَ أُكِلَ أَيْضًا وَّذٰلِكَ مَكْرُوهٌ فَإِنْ كَانَ غَيْرَ مَنْزُوعَيْنِ فَإِنَّمَا قَتَلَهَا قَتْلًا فَهِيَ مَيْتَةٌ لَا تُؤْكَلُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جو تمام چیزیں ہم نے بتائی ہیں ان میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر کاٹے ہوئے دانت یا ناخن سے جانور ذبح کیا گیا ان سے رگیں کٹ گئیں اور خون بہہ گیا تو اسے بھی کھایا جائے گا لیکن یہ مکروہ ہوگا۔ اور اگر دانت اور ناخن جسم سے الگ نہ ہوں ان سے کوئی جانور مارا گیا تو وہ مردار ہوگا اور اسے کھایا نہیں جائے گا یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۷- بَابُ الصَّيْدِ وَمَا يُكْرَهُ أَكْلُهُ مِنَ السِّبَاعِ وَغَيْرِهَا

شکار اور مکروہ درندوں وغیرہ کا بیان

۶۴۱- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ۔

حضرت ابوثعلبہ بن خشنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں والے تمام درندوں کے کھانے سے منع فرمایا۔ ف

ف دانتوں والے درندے مثلاً شیر، گیدڑ، لومڑی، بجو، کتا، پنجے سے کھانے والے پرندے (جاری ہے)

۶۴۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ حَكِيْمٍ عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَكْلُ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ كُلُّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلُّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ اَيْضًا مِمَّا يَاْكُلُ الْجِيَفَ مِمَّا لَهٗ مِخْلَبٌ اَوْ لَيْسَ لَهٗ مِخْلَبٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا وَاِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دانتوں والے تمام درندوں کا کھانا حرام ہے ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ دانتوں والا ہر درندہ اور چنگل والا ہر پرندہ کھانا مکروہ (حرام) ہے اور جو پرندہ مردہ کھائے خواہ چنگل سے کھائے یا بغیر چنگل کے، اس کا کھانا حرام ہے یہی امام اعظم ابو حنیفہ، ہمارے عام فقہاء اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے ۔

۸- بَابُ اَكْلِ الضَّبِّ

گوہ کھانے کا بیان

۶۴۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُتِيَ بِضَبٍّ مَّحْنُوْذٍ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ كُنَّ فِيْ

حضرت خالد بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھُنی ہوئی گوہ پیش کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ ازواج جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں، نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادیا کہ یہ گوہ ہے کیونکہ آپ اسے کھانے کا

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے) مثلاً شکرا، باز، ، چیل، حشرات الارض مثلاً چوہا، چھپکلی، گرگٹ، گھونس، سانپ، بچھو، بر، مچھر، پسو، کھٹمل، مکھی، کل اور مینڈک وغیرہ سب جانور حرام ہیں ۔

فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ اَخْبَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيْدُ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهُ فَقُلْنَ هُوَ ضَبٌّ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَقُلْتُ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ قَالَ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَاَكَلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ۔

قصد رکھتے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنا ہاتھ اٹھالیا۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا وہ (گوہ) حرام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں وہ ہماری زمین میں نہیں پائی جاتی اس لیے مجھے اس سے کراہت آتی ہے۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں نے اسے (گوہ کو) اپنے پاس رکھ کر کھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔

۶۴۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ نَادٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ اَكْلِ الضَّبِّ قَالَ لَسْتُ بِاٰكِلِهٖ وَلَا مُحَرِّمِهٖ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدْ جَآءَ فِيْ اَكْلِهٖ اِخْتِلَافٌ فَاَمَّا نَحْنُ فَلَا نَرٰى اَنْ يُّؤْكَلَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور عرض کیا یا رسول اللہ! گوہ کے کھانے کے بارے آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اسے نہیں کھاتا اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گوہ کے کھانے میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن ہم اسے کھانا پسند نہیں کرتے۔

۶۴۵۔ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهٗ اُهْدِيَ لَهَا ضَبٌّ فَاَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَتْهُ عَنْ اَكْلِهٖ فَنَهَاهَا عَنْهُ فَجَآءَتْ سَائِلَةٌ فَاَرَادَتْ اَنْ تُطْعِمَهَا اِيَّاهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُطْعِمِيْنَهَا مِمَّا لَا تَاْكُلِيْنَ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ان کی خدمت میں ایک گوہ بطور ہدیہ بھیجی گئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انھوں نے آپ سے اس (گوہ) کے کھانے کے متعلق سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ ایک سائلہ عورت حاضر ہوئی تو انھوں (حضرت عائشہ) نے گوہ اسے کھلانے کا قصد کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرماتے ہوئے فرمایا جو چیز تم خود نہیں کھاتیں اسے کیوں کھلاتی ہو

ف اس اور اس سے پہلی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ گوہ کا کھانا جائز نہیں ہے باقی رہیں وہ روایات (جاری ہے)

۶۴۶ - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَزِيْزِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ اَكْلِ الضَّبِّ وَالضَّبُعِ ۔
قَالَ مُحَمَّدٌ فَتَرْكُهٗ اَحَبُّ اِلَيْنَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گوہ اور کفتار کھانے سے منع کیا۔
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس (گوہ) کا نہ کھانا ہمیں پسند ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۹۔ بَابُ مَا لَفَظَهُ الْبَحْرُ مِنَ السَّمَكِ الطَّافِيْ وَغَيْرِهٖ

دریائی مچھلی وغیرہ کے شکار کا بیان

۶۴۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَمَّا لَفَظَهُ الْبَحْرُ فَنَهَاهُ عَنْهُ ثُمَّ انْقَلَبَ فَدَعَا بِمُصْحَفٍ فَقَرَاَ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ قَالَ نَافِعٌ فَاَرْسَلَنِيْ اِلَيْهِ اَنْ لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ فَكُلْهُ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسی مچھلی کے بارے سوال کیا جسے دریا نے باہر پھینک دیا ہو؟ تو انھوں نے اس (کے کھانے) سے منع فرمایا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر قرآن منگوایا اور یہ ارشاد پڑھا اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ (یعنی سمندر کے جانور کا شکار کرنا اور اس کا کھانا حلال ہے) حضرت نافع (راوی حدیث) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ پیغام دے کر بھیجا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کو بتا دوں۔ اس شکار کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۵ سے آگے) جن سے اس سے کھانے کا ثواب ملتا ہے ان کو مجبوری اور ضرورت پر محمول کیا جائیگا

ف دریائی جانوروں میں صرف مچھلی کا کھانا جائز ہے باقی سب ناجائز و حرام ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ الْاٰخِرِ نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِمَا لَفَظَهُ الْبَحْرُ وَبِمَا حَسَرَ عَنْهُ الْمَآءُ اِنَّمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ الطَّافِيْ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آخری قول سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس مچھلی کو دریا باہر پھینک دے اور دریا پانی خشک ہونے کے نتیجہ میں دستیاب ہو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں لیکن بیماری کے سبب پانی پر تیر کر جو مچھلی مر جائے اس کا کھانا مکروہ ہے۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

۱۰- بَابُ السَّمَكِ يَمُوْتُ فِي الْمَآءِ

پانی میں مچھلی کے مرجانے کا بیان

۶۴۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ سَعِيْدِ الْجَارِيِّ ابْنِ الْجَارِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْحِيْتَانِ يَقْتُلُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَيَمُوْتُ صَرْدًا وَفِيْ اَصْلِ ابْنِ الصَّوَّافِ وَيَمُوْتُ بَرْدًا قَالَ لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ -

حضرت سعید الجاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسی مچھلیوں کے بارے سوال کیا جو ایک دوسری کو مار دیں یا سردی کے سبب مر جائیں۔ ابن صواف کے نسخہ میں یموت صردًا کی جگہ یموت بردًا کے الفاظ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ راوی حدیث حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کی مثل کہا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا مَاتَتِ الْحِيْتَانُ مِنْ حَرٍّ اَوْ بَرْدٍ اَوْ قَتْلِ بَعْضِهَا بَعْضًا فَلَا بَاْسَ بِاَكْلِهَا فَاَمَّا اِذَا مَاتَتْ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب مچھلیاں گرمی، سردی سے مر جائیں یا ایک دوسری کو مار دیں تو ان کے

مِيْتَةً لِنَفْسِهَا فَطَفَتْ فَهٰذَا يُكْرَهُ مِنَ السَّمَكِ فَاَمَّا سِوٰى ذٰلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهٖ۔

کھانے میں کوئی حرج نہیں لیکن جب مچھلی از خود مر کر پانی پر تیر پڑے تو اس کا کھانا مکروہ ہے ، اس کے علاوہ کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ۔

۱۱۔ بَابُ ذَكَاةِ الْجَنِيْنِ وَذَكَاةِ اُمِّهٖ

ماں اور اس کے پیٹ کے بچے کو ذبح کرنے کا بیان

۶۴۹۔ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا نُحِرَتِ النَّاقَةُ فَذَكَاةُ مَا فِيْ بَطْنِهَا ذَكَاتُهَا اِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهٗ وَنَبَتَ شَعْرُهٗ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِهَا ذُبِحَ حَتّٰى يَخْرُجَ الدَّمُ مِنْ جَوْفِهٖ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے : جب اونٹنی ذبح کی جائے تو اس کے پیٹ کے بچے کو ذبح کرنا بھی اسے (اونٹنی) ذبح کرنا ہے بشرطیکہ بچے کا جسم بن چکا ہو اور بال اگ آئے ہوں جب بچہ ماں کے پیٹ سے برآمد ہو گا تو اسے ذبح کر دیا جائے تاکہ اس (بچے) کے پیٹ سے خون بہہ جائے ۔

۶۵۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ ذَكَاةُ مَا كَانَ فِيْ بَطْنِ الذَّبِيْحَةِ ذَكَاةُ اُمِّهٖ اِذَا كَانَ قَدْ نَبَتَ شَعْرُهٗ وَتَمَّ خَلْقُهٗ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا تَمَّ خَلْقُهٗ فَذَكَاتُهٗ فِيْ ذَكَاةِ اُمِّهٖ فَلَا بَأْسَ بِاَكْلِهٖ فَاَمَّا اَبُوْحَنِيْفَةَ فَكَانَ يَكْرَهُ اَكْلَهٗ حَتّٰى يَخْرُجَ حَيًّا فَيُذَكّٰى وَكَانَ يَرْوِيْ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا تَكُوْنُ ذَكَاةُ نَفْسٍ ذَكَاةَ نَفْسَيْنِ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے مذبوحہ کے پیٹ سے برآمد ہونے والے بچے کو ذبح کرنا ماں کا ہی ذبح کرنا ہے جبکہ اس کا جسم تیار ہو چکا ہو اور اس پر بال آ چکے ہوں ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب بچے کا جسم بن چکا ہو تو اس کا ذبح کرنا اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے اور اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا کھانا مکروہ ہے سوائے اس کے کہ وہ زندہ برآمد ہو اور پھر اسے ذبح کیا جائے ۔

(حضرت ابوحنیفہ) حماد سے روایت کیا۔ حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا ایک کا ذبح کرنا دو کا ذبح کرنا نہیں ہو سکتا۔

۱۲- بَابُ اَکْلِ الْجَرَادِ

ٹڈی کے کھانے کا بیان

۶۵۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ وَدِدْتُ اَنَّ عِنْدِیْ قَفْعَةً مِنْ جَرَادٍ فَاٰكُلَ مِنْهُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَجَرَادٌ ذَكِیٌّ كُلُّهُ لَا بَاْسَ بِاَكْلِهِ اِنْ اُخِذَ حَيًّا اَوْ مَيِّتًا وَهُوَ ذَكِیٌّ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے سوال کیا گیا انھوں نے جواب دیا مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے پاس ٹڈیوں کا تھیلہ ہو اور اس سے کھاؤں۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ہر ٹڈی ذبیحہ کے حکم میں ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہ زندہ پکڑی گئی ہو یا مُردہ۔ ہر حالت میں وہ ذبیحہ کا حکم رکھتی ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

۱۳- بَابُ ذَبَائِحِ نَصَارَى الْعَرَبِ

عرب کے نصاریٰ کے ذبیحہ کا بیان

۶۵۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ

حضرت ثور بن زید دیلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

ف حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردار حلال قرار دیے گئے ہیں (۱) مچھلی اور (۲) ٹڈی (مکڑی) ہے او کما قال علیہ السّلام مُردار کے حلال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں کو ذبح کے بغیر کھایا جا سکتا ہے۔

الدَّيْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ ذَبَائِحِ نَصَارَى الْعَرَبِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا وَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عرب ک
نصارٰی کے ذبیحہ کے بارے سوال کیا گیا؟ انھوں
جواب دیا کہ اس (کے کھانے) میں کوئی حرج نہیں
قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھی وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُ
فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (تم میں سے جو اُن سے دوستی ک
ہے وہ انھیں میں سے ہے) ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس رو
سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیف
رحمۃ اللہ علیہ اور عام فقہاء کا قول ہے۔

۱۴- بَابُ مَا قُتِلَ الْحَجَرُ

پتھر سے مارے جانے والے جانور کا بیان

۶۵۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ قَالَ رَمَيْتُ طَائِرَيْنِ بِحَجَرٍ وَاَنَا بِالْجُرُفِ فَاَصَبْتُهُمَا فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَمَاتَ فَطَرَحَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ يُذَكِّيْهِ بِقَدُوْمٍ فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّذَكِّيَهٗ فَطَرَحَهٗ اَيْضًا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ می
مقام جرف میں دو پرندوں کو پتھر مارا جو انھیں لگ
ان دونوں میں سے ایک مر گیا تو حضرت عبداللہ بن
عنہ نے اسے پھینک دیا اور جب دوسرے کو ذبح ک
لگے تو وہ بھی ذبح کرنے سے قبل مر گیا تو اسے بھی ا
نے پھینک دیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ مَا رُمِيَ بِهِ الطَّيْرُ فَقُتِلَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تُدْرَكَ ذَكَاتُهٗ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس ر
ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب کسی پرندے کو پتھر مارا

ف اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، بلکہ ان کے ساتھ شادی تک کرنا جائز ہے لہٰذا ان کے ذبیحہ
کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

لَمْ يُؤْكَلْ إِلَّا أَنْ يَّخْرِقَ وَيُبَضِّعَ فَإِذَا خُرِقَ أَوْ بُضِّعَ فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

وہ ذبح کرنے سے قبل مرجائے تو اسے نہیں کھایا جائے گا سوائے اس کے اسے زخم آجائے یا کوئی عضو کٹ جائے جب اسے کوئی زخم آجائے یا عضو کٹ جائے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

١٥- بَابُ الشَّاةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ تُذَكّٰى قَبْلَ أَنْ تَمُوْتَ

بکری وغیرہ کا مرنے سے قبل ذبح کرنے کا بیان

۶۵۴- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي مُرَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ شَاةٍ ذَبَحَهَا فَتَحَرَّكَ بَعْضُهَا فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا ثُمَّ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ إِنَّ الْمَيْتَةَ لَتَتَحَرَّكُ وَنَهَاهُ۔

حضرت ابُومرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی بکری کے بارے سوال کیا گیا جو ذبح کیے جانیوالے وقت اس کا کوئی حصہ حرکت کرتا ہے انھوں نے اس کے کھانے کا حکم دیا پھر انھوں (ابُومرہ) نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس بارے دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: کیا مردہ حرکت کر سکتا ہے؟ اور اس کے کھانے سے روک دیا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ إِذَا تَحَرَّكَتْ تَحَرُّكًا أَكْبَرُ الرَّأْيِ فِيهِ وَالظَّنُّ أَنَّهَا حَيَّةٌ أُكِلَتْ وَإِذَا كَانَ تَحَرُّكُهَا شَبِيهًا بِالْإِخْتِلَاجِ وَأَكْبَرُ الرَّأْيِ وَالظَّنُّ فِي ذٰلِكَ أَنَّهَا مَيْتَةٌ لَمْ تُؤْكَلْ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب ذبیحہ اس انداز میں حرکت کرے کہ اس سے اس کے زندہ ہونے کا غالب گمان ہو تو اسے کھایا جائے گا اور جب اعضاء کے پھڑکنے کی شکل میں حرکت ہو اور غالب گمان اس کے مردہ ہونے کا ہو تو اسے نہیں کھایا جائے گا۔

ف ذبح کرتے وقت اگر جانور زندہ ہو تو اُسے کھایا جائیگا ورنہ نہیں کیونکہ مرنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔

۱۶- بَابُ الرَّجُلِ يَشْتَرِي اللَّحْمَ فَلَا يَدْرِي أَذَكِيٌّ هُوَ أَمْ غَيْرُ ذَكِيٍّ

ایسا گوشت کہ جس کے ذبح ہونے نہ ہونیکا علم نہ ہو، کا بیان

۶۵۵- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَأْتُونَا بِلُحْمَانٍ فَلَا نَدْرِي هَلْ سَمَّوْا عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهَا ثُمَّ كُلُوهَا قَالَ وَذٰلِكَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ إِذَا كَانَ الَّذِي يَأْتِي بِهَا مُسْلِمًا أَوْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ أَتَى بِذٰلِكَ مَجُوسِيٌّ وَذَكَرَ أَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَهُ أَوْ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمْ يُصَدَّقْ وَلَمْ يُؤْكَلْ بِقَوْلِهِ۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پو گیا کہ یا رسول اللہ! دیہاتی لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہمیں علم نہیں کہ انھوں نے (ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کا نام (تکبیر) لیا ہے یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر تم اللہ کا نام لو اسے کھاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ ابتداءِ اسلام کی بات

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ ر علیہ کا قول ہے کہ یہ تب ہے کہ گوشت لانے وا مسلمان ہو یا اہلِ کتاب ہو اور اگر گوشت لانے مجوسی (آتش پرست) ہو وہ بتائے کہ اسے مسلمان نے کسی اہلِ کتاب نے ذبح کیا ہے تو اس بارے اس بات نہیں مانی جائے گی اور اس کے کہنے پر اس کا گ نہیں کھایا جائے گا۔

۱۷- بَابُ صَيْدِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ

سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرنیکا بیان

۶۵۶- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ح

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ كُلْ مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ اِنْ قَتَلَ اَوْ لَمْ يَقْتُلْ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ كُلْ مَا قَتَلَ وَمَا لَمْ يَقْتُلْ اِذَا ذَكَّيْتَهٗ مَا لَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ فَاِنْ اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ وَكَذٰلِكَ بَلَغَنَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے : سدھائے کتے کے ذریعے جو شکار کیا جائے اسے کھاؤ خواہ اس (کتے) نے تمھارے لیے مار دیا ہو یا نہ مارا ہو ۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جو شکار اس (کتے) نے مار دیا اسے کھاؤ اور جو نہیں مارا اسے تم ذبح کر لو جب تک اس نے اس کا کوئی حصہ نہ کھایا ہو اور اگر اس (کتے) نے کھا لیا ہو تم اسے نہ کھاؤ کیونکہ کتے نے اسے اپنے لیے روک رکھا ہے ایسے ہی ہمیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت پہنچی ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے

۱۸- بَابُ الْعَقِيْقَةِ

عقیقہ کا بیان

۶۵۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ ضَمْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ

بنی ضمرہ کا ایک آدمی اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے دریافت کیا گیا ؟ آپ صلی اللہ علیہ

ف ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سدھائے ہوئے کتے کے شکار کو ذبح سے قبل مارنے کے بارے سوال کیا گیا ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے کی اجازت دی (امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ، کتاب الآثار صفحہ ۳۵۳ - محمد سعید اینڈ سنز کراچی)
بہتر یہ ہے کہ شکار پر کُتّا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لی جائے اگر کُتّے نے شکار پکڑ لیا بعد میں اسے ذبح کر لیا تو اس کا کھانا درست ہے ۔

قَالَ لَآ اُحِبُّ الْعُقُوْقَ فَكَاَنَّهٗ اِنَّمَا كَرِهَ الْاِسْمَ وَ قَالَ مَنْ وُلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْ وَّلَدِهٖ فَلْيَفْعَلْ ۔

وسلم نے فرمایا : میں عقوق کو پسند نہیں کرتا گویا کہ آپ نے اس کا نام (کلمہ عقیقہ) کو ناپسند فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو میں پسند کرتا ہوں کہ وہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرے ف

۶۵۸ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يَسْاَلُهٗ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِهٖ عَقِيْقَةً اِلَّآ اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَ كَانَ يَعُقُّ عَنْ وَّلَدِهٖ بِشَاةٍ شَاةٍ عَنِ الذَّكَرِ وَ الْاُنْثٰى ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب گھر کے افراد عقیقہ کے بارے کہتے تو آپ عقیقہ کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے بچے کی طرف سے ایک بکری ذبح کرتے، خواہ لڑکا ہوتا یا لڑکی۔

۶۵۹ ۔ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرَ حَسَنٍ وَّ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَ زَيْنَبَ وَ اُمِّ كُلْثُوْمٍ فَتَصَدَّقَتْ بِوَزْنِ ذٰلِكَ فِضَّةً ۔

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے بالوں کا چاندی کے ساتھ وزن کر کے صدقہ کر دیا۔

ف بچہ پیدا ہو تو اس کا اچھا اور اسلامی نام رکھا جائے ساتویں دن بال منڈوا کر چاندی سے وزن کر کے چاندی بطور صدقہ دے دی جائے اور اگر لڑکا ہو تو دو بکرے اور اگر لڑکی ہو تو ایک بکری ذبح کر کے لوگوں کو دعوت عام کر دی جائے اس سے مقصود شکر الٰہی ہو عقیقہ کرنا سنت ہے اگر کوئی بچے کی پیدائش کے ساتویں روز عقیقہ نہ کر سکا اور بعد میں بھی کیا گیا تو سنت ادا ہو جائیگی ۔ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکری بہتر ہے اگر کسی نے لڑکے کے عقیقہ پر دو بکریاں اور لڑکی کے عقیقہ پر بکرا ذبح کر دیا تو پھر بھی جائز ہے ۔ لڑکے کے عقیقہ پر دو بکروں کی بجائے ایک بکرا ہی ذبح کیا تب بھی جائز ہے اگر چاہے تو کچا گوشت تین حصوں میں تقسیم کیا جائے کہ ایک حصہ اپنے اہل خانہ کے لیے، دوسرا حصہ عزیز و اقارب کے لیے اور تیسرا حصہ غرباء کو دیا جائے اور اگر کوئی چاہے تو قربانی کی گائے میں بھی عقیقہ کرنے والا حصہ ڈال سکتا ہے۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت حصہ ۱۵)

٦٦- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ رَبِیْعَۃُ بْنُ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ اَنَّہٗ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَعْرَ حَسَنٍ وَّحُسَیْنٍ فَتَصَدَّقَتْ بِوَزْنِہٖ فِضَّۃً۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَمَّا الْعَقِیْقَۃُ فَبَلَغَنَا اَنَّھَا کَانَتْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَقَدْ فُعِلَتْ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نَسَخَ الْاَضْحٰی کُلَّ ذِبْحٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَ صَوْمُ شَھْرِ رَمَضَانَ کُلَّ صَوْمٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَ غُسْلُ الْجَنَابَۃِ کُلَّ غُسْلٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَتِ الزَّکٰوۃُ کُلَّ صَدَقَۃٍ کَانَ قَبْلَھَا کَذٰلِکَ بَلَغَنَا۔

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہ کے بالوں سے چاندی کا وزن کر کے صدقہ کر دیا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عقیقہ کے بارے جو ہمیں معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ یہ ہے کہ عقیقہ زمانہ جاہلیت میں تھا، ابتداءِ اسلام میں بھی تھا لیکن بعد میں قربانی کے سبب اسے منسوخ کر دیا۔ رمضان المبارک کے روزوں کے سبب پہلے روزے منسوخ ہو گئے، غسل جنابت نے پہلے غسلوں کو منسوخ کر دیا اور زکوٰۃ نے پہلے صدقات کو منسوخ کر دیا ایسے ہی ہم تک پہنچا ہے۔

۹- كِتَابُ الدِّيَاتِ

کتابِ دیات

۶۶۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ عَنِ الْكِتَابِ الَّذِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَهُ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُوْلِ فَكَتَبَ اَنَّ فِي النَّفْسِ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي الْاَنْفِ اِذَا اُوْعِيَتْ جَدْعًا مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثَ النَّفْسِ وَفِي الْمَأْمُوْمَةِ مِثْلُهَا وَفِي الْعَيْنِ خَمْسِيْنَ وَفِي الْيَدِ خَمْسِيْنَ وَفِي الرِّجْلِ خَمْسِيْنَ وَفِيْ كُلِّ اِصْبَعٍ مِّمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ مِّنَ الْاِبِلِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنَ الْفُقَهَاءِ۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خط کے بارے بتایا جو آپ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو دیات (خون بہا) کے بارے لکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جان کی دیت سو اونٹ ہے، ناک میں جبکہ وہ جڑ سے کٹ جائے اس کی دیت ایک سو اونٹ ہے، جائفہ میں جان کی دیت کا تیسرا حصہ ہے، مومومہ میں اس کی مثل ہے۔ آنکھ میں پچاس اونٹ ہیں، ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں، پاؤں میں پچاس اونٹ ہیں، انگلی میں دس اونٹ ہیں، دانت میں پانچ اونٹ ہیں اور موضحہ میں پانچ اونٹ ہیں ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت کے جملہ امور سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

ف جائفہ:۔ وہ زخم ہے جو پیٹ تک پہنچ چکا ہو۔
ماموصہ:۔ وہ گہرا زخم جو سر میں آئے۔
موضحہ:۔ وہ گہرا زخم جو جسم کے کسی حصہ میں آئے
مرد کے قتل کی مکمل دیت ایک سو اونٹ ہیں اور عورت کی دیت مرد کے مقابلے میں نصف دیت یعنی پچاس اونٹ ہیں۔
دورِ حاضر کے بے لگام مفکر اسلام مسٹر طاہر القادری نے مرد و عورت کی دیت کو مساوی قرار دیکر اپنی حماقت کا ثبوت دیا۔ قصوری۔

۱- بَابُ الدِّيَةِ فِي الشَّفَتَيْنِ

ہونٹوں کی دیت کا بیان

۶۶۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ فِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ فَاِذَا قُطِعَتِ السُّفْلٰى فَفِيْهَا ثُلُثُ الدِّيَةِ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّلَسْنَا بِهٰذَا الشَّفَتَانِ سَوَآءٌ فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ اَلَا تَرٰى اَنَّ الْخِنْصَرَ وَالْاِبْهَامَ سَوَآءٌ مَنْفَعَتُهُمَا مُخْتَلِفَةٌ وَهٰذَا قَوْلُ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ وَاَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہونٹوں میں دیت ہے اور جب نیچے والا ہونٹ ضائع ہو جائے تو اس میں دیت کا تیسرا حصہ ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں دونوں ہونٹ برابر ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک کی دیت نصف ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ خنصر (انگلی) اور ابہام (انگوٹھا) میں دیت کے لحاظ سے برابر ہیں جبکہ منافعت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ، ابراہیم نخعی اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲- بَابُ دِيَةِ الْعَمَدِ

قتلِ عمد کی دیت کا بیان

۶۶۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ مَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْعَاقِلَةَ لَا تَحْمِلُ شَيْئًا مِنْ دِيَةِ الْعَمَدِ اِلَّا اَنْ تَشَآءَ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قتل عمد میں قاتل کے ورثاء سے دیت وصول نہیں کیجائیگی (کیونکہ دیت قاتل پر ہے) مگر یہ کہ وہ رضامندی سے دیں۔ ف

ف اگر مقتول مرد ہو تو قاتل پر بطور دیت ایک سو اونٹ دیے جائیں گے اور اگر مقتول عورت ہو تو (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اسی سے دلیل پکڑتے ہیں ۔

۶۶۴ - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا تَعْقِلُ الْعَاقِلَۃُ عَمْدًا وَّلَا صُلْحًا وَّلَا اعْتِرَافًا وَّلَا مَا جَنَی الْمَمْلُوْکُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَهَآئِنَا ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قاتل کے ورثاء دیت نہ دیں نہ ارادتاً نہ صلح اور اعتراف واقرار کی بناء پر اور نہ غلام کی دیت دیں ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اسی سے دلیل پکڑتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ اور عام فقہاء کا قول ہے

۳ - بَابُ دِیَۃِ الْخَطَاءِ

قتلِ خطا کی دیت کا بیان

۶۶۵ - اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دِیَۃِ الْخَطَاءِ عِشْرُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِشْرُوْنَ ابْنَ لَبُوْنٍ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّۃً وَّعِشْرُوْنَ جَذَعَۃً ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّلَسْنَا نَاْخُذُ بِهٰذَا وَلٰکِنَّا نَاْخُذُ بِقَوْلِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قتلِ خطاء میں دیت بیس بنت مخاض، بیس بنت لبون، بیس ابن لبون، بیس حقے اور بیس جذعہ ہیں ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت کو دلیل نہیں بناتے بلکہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات کو دلیل بناتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶۷ سے آگے) نصف دیت لازم ہوگی یعنی پچاس اونٹ

ف بنت مخاض :۔ وہ اونٹنی جو ایک سال کی مکمل ہوکر دوسرے سال میں داخل ہو جائے ۔

بنتِ لبون :۔ وہ اونٹنی جو دو سال کی مکمل ہوکر تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

حقہ :۔ وہ اونٹنی جو تین سال مکمل کر کے چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

جذعہ :۔ وہ اونٹنی ہے جو چار سال کی مکمل ہوکر پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہو۔

وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ دِيَةُ الْخَطَإِ اَخْمَاسٌ عِشْرُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّعِشْرُوْنَ ابْنَ مَخَاضٍ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّةً وَّعِشْرُوْنَ جِذْعَةً اَخْمَاسٍ وَاِنَّمَا خَالَفَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ فِي الذُّكُوْرِ فَجَعَلَهَا مِنْ بَنِيْ اللَّبُوْنِ وَجَعَلَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ مِنْ بَنِيْ مَخَاضٍ وَّهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قتل خطاء کی دیت پانچ اجزاء ہیں بیس بنت مخاض، بیس ابن مخاض، بیس بنت لبون، بیس حقہ اور بیس جذعہ ہیں۔ حضرت سلیمان بن لیسار رضی اللہ عنہ نے مذکر میں ہم سے اختلاف فرمایا انھوں نے "ابن لبون" کہا جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے "ابن مخاض" کہا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی مثل ہے۔

۴۔ بَابُ دِيَةِ الْاَسْنَانِ

دانتوں کی دیت کا بیان

۶۶۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا دَاوٗدُ بْنُ الْحُصَيْنِ اَنَّ اَبَا غَطَفَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ اَرْسَلَهٗ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهٗ مَا فِي الضِّرْسِ فَقَالَ اِنَّ فِيْهِ خَمْسًا مِّنَ الْاِبِلِ قَالَ فَرَدَّنِيْ مَرْوَانُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ فَلِمَ تَجْعَلُ مُقَدَّمَ الْفَمِ مِثْلَ الْاَضْرَاسِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْلَا اَنَّكَ لَا تَعْتَبِرُ اِلَّا بِالْاَصَابِعِ عَقْلُهَا سَوَآءٌ۔

حضرت داؤد بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوغطفان نے انھیں بتایا کہ مروان بن حکم نے انھیں (ابوغطفان کو) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا کہ داڑھ کی کتنی دیت ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا پانچ اونٹ ہیں۔ ابوغطفان فرماتے ہیں کہ مروان نے مجھے دوبارہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ تم داڑھ کی دیت آگے والے دانتوں کے برابر کیوں قرار دیتے ہو؟ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر تم انھیں انگلیوں کی طرح برابر قرار دو تب بھی دیت برابر ہوگی۔ ف

ف تمام انگلیوں کی دیت برابر ہے یعنی اصل دیت کا دسواں حصہ (دس اونٹ) ہے اور تمام دانتوں کی دیت (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَأْخُذُ عَقْلُ الْاَسْنَانِ سَوَآءٌ وَعَقْلُ الْاَصَابِعِ سَوَآءٌ فِيْ كُلِّ اِصْبَعٍ عَشْرٌ مِّنَ الدِّيَةِ وَفِيْ كُلِّ سِنٍّ نِصْفُ عُشْرِ الدِّيَةِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل اخذ کرتے ہیں سب دانتوں کی دیت برابر ہے اور سب انگلیوں کی دیت برابر ہے ۔ ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہیں اور ہر دانت میں نصف عشر یعنی پانچ اونٹ دیت ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہائے کا قول ہے ۔

٥۔ بَابُ اَرْشِ السِّنِّ السَّوْدَآءِ وَالْعَيْنِ وَالْقَائِمَةِ

دانت جو زخم کے سبب سیاہ ہو جائے اور آنکھ جس کی بینائی جاتی رہے کی دیت کا بیان

٦٦٧ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اُصِيْبَتِ السِّنُّ فَاسْوَدَّتْ فَفِيْهَا عَقْلُهَا تَامًّا ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جب دانت کے زخم سیاہ ہو جائیں تو اسکی پوری دیت ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ اِذَا اُصِيْبَتِ السِّنُّ فَاسْوَدَّتْ اَوِ احْمَرَّتْ اَوِ اخْضَرَّتْ فَقَدْ تَمَّ عَقْلُهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب دانت زخمی ہونے کے بعد سیاہ یا سرخ اور سبز ہو جائے تو اس کی دیت پوری ہوگی اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

٦٦٨ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ اِذَا فُقِئَتْ مِائَةُ دِيْنَارٍ ۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جب آنکھ زخمی ہو جائے اور سلامت رہے جبکہ اسکی بینائی ختم ہو جائے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۴۶۹ سے آگے) برابر ہے یعنی دیت کا بیسواں حصہ (پانچ اونٹ) ہے ۔
(امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، کتاب الآثار، صفحہ ۲۵۰، محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

قَالَ مُحَمَّدٌ لَيْسَ عِنْدَنَا فِيهَا اَرْشٌ مَعْلُوْمٌ فَفِيهَا حُكُوْمَةُ عَدْلٍ فَاِنْ بَلَغَتِ الْحُكُوْمَةُ مِائَةَ دِيْنَارٍ وَاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ كَانَتِ الْحُكُوْمَةُ فِيهَا وَاِنَّمَا نَضَعُ هٰذَا مِنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ لِاَنَّهٗ حَكَمَ بِذٰلِكَ ۔

تو اس کی دیت ایک سو دینار ہیں ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک اس کی دیت متعین و مقرر نہیں ہے۔ اس بارے خلیفہ وقت کو اختیار حاصل ہے خواہ وہ سو دینار ہو یا فیصلے کے مطابق اس سے زائد کا حکم کرے ۔ ہم یہ مسئلہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کا بیان کرتے ہیں کیونکہ انھوں نے اس کا فیصلہ فرمایا تھا ۔

۶۔ بَابُ النَّفَرِ يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى قَتْلِ وَاحِدٍ

بہت سے آدمیوں کے مل کر قتل کرنے کی دیت کا بیان

۶۶۹ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً اَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ قَتَلُوْهُ قَتْلَ غِيْلَةٍ وَقَالَ لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ اَهْلُ صَنْعَاءَ قَتَلْتُهُمْ بِهٖ ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پانچ یا سات افراد کو قتل کر دیا جنھوں نے ایک شخص کو دھوکے سے قتل کر دیا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر صنعاء شہر کے تمام لوگ اسے قتل کرتے تو میں سب کو قتل کر دیتا ۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ اِنْ قَتَلَ سَبْعَةٌ وَاَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ رَجُلًا عَمَدًا قَتْلَ غِيْلَةٍ اَوْ غَيْرَ غِيْلَةٍ ضَرَبُوْهُ بِاَسْيَافِهِمْ حَتّٰى قَتَلُوْهُ قُتِلُوْا بِهٖ كُلُّهُمْ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ سات افراد یا اس سے زائد مل کر ایک شخص کو عمداً قتل کر دیں خواہ دھوکے سے کریں یا بغیر دھوکے کے انھوں نے اپنی تلواروں کے ساتھ

ف ایک یا دو آدمی قتل کریں اور باقی افراد (لوگ) ان کی معاونت کریں تو گویا تمام نے اجتماعی طور پر قتل کیا، لہٰذا تمام لوگ سزا کے مستحق قرار پائیں گے ۔

وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تو ان سب کو اس کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۷۔ بَابُ الرَّجُلِ يَرِثُ مِنْ دِيَةِ امْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةُ يَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

شوہر کا اپنی بیوی کی دیت اور بیوی کا اپنے شوہر کی دیت میں وارث ہونے کا بیان

۶۷۰۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا شِهَابٌ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَشَدَ النَّاسَ بِمِنًى مَنْ كَانَ عِنْدَهُ عِلْمٌ فِي الدِّيَةِ أَنْ يُخْبِرَنِي بِهِ فَقَامَ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ فَقَالَ كَتَبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ أَنْ وَرِّثِ امْرَأَتَهُ مِنْ دِيَتِهِ فَقَالَ عُمَرُ أُدْخُلِ الْخِبَاءَ حَتّٰى آتِيَكَ فَلَمَّا نَزَلَ أَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ بِذٰلِكَ فَقَضٰى بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ان لوگوں کو جمع کیا جو دیت کے متعلق معلومات رکھتے تھے تاکہ دیت کے بارے انھیں معلومات فراہم کریں۔ حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اشیم الضبابی کے بارے مجھے لکھا کہ میں اس کی بیوی کو اس کی میراث سے حصہ دلاؤں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں (ضحاک کو) فرمایا کہ تم خیمے میں چلو اور میرے آنے تک اس میں قیام کرو جب آپ رضی اللہ عنہ خیمے میں پہنچے تو ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیت کے بارے بتایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فیصلہ کر دیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لِكُلِّ وَارِثٍ فِي الدِّيَةِ وَالدَّمِ نَصِيبٌ امْرَأَةً كَانَ الْوَارِثُ أَوْ زَوْجًا أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ دیت اور خون میں ہر وارث حصہ دار ہوگا خواہ بیوی وارث ہو یا خاوند ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے

عام فقہاء کا قول ہے ۔

۸۔ بَابُ الْجُرُوحِ وَمَا فِيهَا مِنَ الْاَرْشِ

زخموں کی دیت کا بیان

۶۷۱ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ فِيْ كُلِّ نَافِذَةٍ فِيْ عُضْوٍ مِّنَ الْاَعْضَاءِ ثُلُثُ عَقْلِ ذٰلِكَ الْعُضْوِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ فِيْ ذٰلِكَ اَيْضًا حُكُوْمَةُ عَدْلٍ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس عضو کا زخم آر پار ہو جاوے اس کی دیت اس عضو کی دیت کا تہائی حصہ ہے ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اس میں بھی حاکم وقت کا فیصلہ معتبر ہو گا جب کہ وہ انصاف پر مبنی ہو ۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

۹۔ بَابُ دِيَةِ الْجَنِيْنِ

جنین (پیٹ کے بچے) کی دیت کا بیان

۶۷۲ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ وَلِيْدَةٍ فَقَالَ الَّذِيْ قَضٰى عَلَيْهِ كَيْفَ اَغْرَمُ مَنْ لَّا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْكُهَّانِ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین (پیٹ کے بچے) کے قتل کے بارے ایک غلام یا ایک لونڈی بطور دیت دینے کا فیصلہ فرمایا جس کے خلاف فیصلہ ہوا اس نے کہا : میں کیسے دیت ادا کروں جبکہ جنین نے نہ پیا ، نہ کھایا ، نہ گفتگو کی اور نہ رویا اور ویسے ہی رہا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ کاہنوں کا بھائی ہے ۔

۶۷۳ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اِسْتَبَّتَا فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ إِذَا ضَرَبَ بَطْنَ الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ فَأَلْقَتْ جَنِيْنًا مَيِّتًا فَفِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ أَوْ خَمْسُوْنَ دِيْنَارًا أَوْ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ نِصْفُ عُشْرِ الدِّيَةِ فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْإِبِلِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْغَنَمِ أُخِذَ مِنْهُ مِائَةٌ مِنَ الشَّاةِ نِصْفُ عُشْرِ الدِّيَةِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو عورتوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا جس کے نتیجے میں اس کا حمل ضائع ہو گیا اس بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام یا ایک لونڈی دیت کا فیصلہ فرمایا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس رو سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب کسی آزاد عورت کے پیٹ پر چوٹ لگائی جس سے بچہ ضائع ہو گیا تو اس کی دیت ایک غلام یا لونڈی یا پچاس دینار یا پانچ سو درہم یہ دیت کا بیسواں حصہ ہے اور اگر وہ اونٹوں کا مالک اس سے پانچ اونٹ لیے جائیں گے اور اگر وہ بکریو والا ہو تو اس سے ایک سو بکریاں وصول کی جائیں گ یہ بھی دیت کا بیسواں حصہ ہے۔

۱۰ - بَابُ الْمُوْضِحَةِ فِي الْوَجْهِ وَالرَّأْسِ

چہرے اور سر پر زخم کا بیان

۶۷۴ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ فِي الْمُوْضِحَةِ فِي الْوَجْهِ إِنْ لَمْ تَعِبِ الْوَجْهَ مِثْلُ مَا فِي الْمُوْضِحَةِ

قَالَ مُحَمَّدٌ الْمُوْضِحَةُ فِي الْوَجْهِ وَالرَّأْسِ سَوَاءٌ فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ نِصْفُ عُشْرِ الدِّيَةِ وَهُوَ قَوْلُ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ وَأَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا ۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان کہ چہرے پر آنے والا ایسا گہرا زخم جو چہرے کو عیب نہ بنائے وہ سر پر گہرے زخم کی طرح ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چہر اور سر پر زخم کی دیت برابر ہے اور وہ دیت کا بیس حصہ ہے یہی حضرت ابراہیم نخعی، امام اعظم ابوحنیفہ ا

عام فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۱۱- بَابُ الْبِئْرِ جُبَارٌ

کنواں (کھودتے وقت دب کر مرجانے) کی دیت کا بیان

۶۷۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَرْحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ وَ الْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدَنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چارپایوں کے زخمی کرنے میں دیت ہے کنواں کھودتے وقت کسی (مزدور وغیرہ) کے دب کر مرجانے میں دیت ہے اور کان نکالتے وقت دب کر مرجانے میں دیت ہے اور دفینہ (دفن شدہ خزانہ) کے دستیاب ہونے میں خمس (پانچواں حصہ) ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَالْجُبَارُ الْهَدْرُ وَالْعَجْمَاءُ الدَّابَّةُ الْمُنْفَلِتَةُ تَجْرَحُ الْاِنْسَانَ اَوْ تَعْقِرُهٗ وَالْبِئْرُ وَالْمَعْدَنُ الرَّجُلُ يَسْتَاْجِرُ الرَّجُلَ يَحْفِرُ لَهٗ بِئْرًا اَوْ مَعْدِنًا فَيَسْقُطُ عَلَيْهِ فَيَقْتُلُهٗ فَذٰلِكَ هَدَرٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ وَالرِّكَازُ مَا اسْتُخْرِجَ مِنَ الْمَعْدِنِ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ اَوْ رَصَاصٍ اَوْ نُحَاسٍ اَوْ حَدِيْدٍ اَوْ زِئْبَقٍ فَفِيْهِ الْخُمُسُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ البجبار کا معنی "عبث و لغو" ہے العجماء سے مراد وہ تیز طرار جانور ہے جس کو اگر چھوڑ دیا جائے وہ انسانوں کو زخمی کردے یا سینگوں سے حملہ کردے کنواں کھودتے وقت یا کان نکالتے کوئی شخص جب کسی مزدور وغیرہ کو لگائے اور وہ دب کر مرجائے تو اس کی دیت نہیں ہے اور دفینہ میں خمس یعنی پانچواں حصہ ہے اور جو چیز کان سے برآمد ہو مثلاً سونا یا چاندی یا سیسہ یا تانبہ یا لوہا اور یا پارہ وغیرہ تو اس میں خمس یعنی پانچواں حصہ ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۶۷۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ

حضرت حزام بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

حِزَامِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطًا لِرَجُلٍ فَأَفْسَدَتْ فِيهِ فَقَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَلَى أَهْلِ الْحَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَأَنَّ مَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِيْ بِاللَّيْلِ فَالضَّمَانُ عَلَى أَهْلِهَا۔

کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک آدمی کے ایک باغ میں داخل ہوکر اسے خراب کر دیا اس بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ دن کو باغ کی حفاظت مالک کے ذمہ ہے اور اگر رات کے وقت کوئی جانور اسے ضائع کرتا ہے تو اس کی ضمانت اس کا مالک دے گا۔

۱۳۔ بَابُ مَنْ قَتَلَ خَطَأً وَلَمْ تُعْرَفْ لَهُ عَاقِلَةٌ

ایسا قتل خطاء جس کا عاقلہ معلوم نہ ہو، کا بیان

۶۷۷۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِي أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَائِبَةً كَانَ أَعْتَقَهُ بَعْضُ الْحُجَّاجِ فَكَانَ يَلْعَبُ مَعَ ابْنِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَابِدٍ فَقَتَلَ السَّائِبَةُ ابْنَ الْعَابِدِيِّ فَجَاءَ الْعَابِدِيُّ أَبُو الْمَقْتُولِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَبَ دِيَةَ ابْنِهِ فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَدِيَهُ وَقَالَ لَيْسَ لَهُ مَوْلًى فَقَالَ الْعَابِدِيُّ لَهُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ ابْنِي قَتَلَهُ قَالَ إِذَنْ تُخْرِجُوا دِيَتَهُ قَالَ الْعَابِدِيُّ هُوَ إِذَنْ كَالْأَرْقَمِ إِنْ يُتْرَكْ يَلْقَمْ وَإِنْ يُقْتَلْ يَنْقَمْ۔

حضرت ابو الزناد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ نے انھیں بتایا کہ ایک سائبہ غلام کو ایک حاجی نے آزاد کر دیا تھا وہ بنی عابد کے ایک شخص کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ سائبہ غلام نے عابدی کے بیٹے کو قتل کر دیا عابدی مقتول کا باپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے بیٹے کی دیت کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے دیت دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا اس (سائبہ غلام) کا کوئی مالک نہیں ہے۔ عابدی نے آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اگر میرا بیٹا سائبہ غلام کو قتل کر دیتا؟ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تب تم اس کی دیت ادا کرتے۔ عابدی آدمی نے کہا: تب تو سائبہ غلام کی حیثیت چتکبرے غلام کی ہے کہ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ ڈس لیتا ہے اور اگر اسے قتل کر دیا جائے تو اس

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا نَرٰى اَنَّ عُمَرَ اَبْطَلَ دِيَتَهٗ عَنِ الْقَاتِلِ وَلَا نَرَاهُ بَطَلَ ذٰلِكَ لِاَنَّ لَهٗ عَاقِلَةً وَّلٰكِنَّ عُمَرَ لَمْ يَعْرِفْهَا فَيَجْعَلُ الدِّيَةَ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَلَوْ اَنَّ عُمَرَ لَمْ يَرَ لَهٗ مَوْلًى وَّلَا اَنَّ لَهٗ عَاقِلَةً لَجَعَلَ دِيَةَ مَنْ قُتِلَ فِيْ مَالِهٖ اَوْ عَلٰى بَيْتِ الْمَالِ وَلٰكِنَّهٗ رَاٰى لَهٗ عَاقِلَةً وَلَمْ يَعْرِفْهُمْ لِاَنَّ بَعْضَ الْحُجَّاجِ اَعْتَقَهٗ وَلَمْ يَعْرِفِ الْمُعْتِقُ وَلَا عَاقِلَتُهٗ فَاَبْطَلَ ذٰلِكَ عُمَرُ حَتّٰى يُعْرَفَ وَلَوْ كَانَ لَا يَرٰى لَهٗ عَاقِلَةً لَجَعَلَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهٖ اَوْ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ بَيْتِ مَالِهِمْ۔

بدلہ لیا جاتا ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ہمارے خیال کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مقتول سے قاتل کی دیت ختم نہیں کی اور نہ ہی آپ نے اسے باطل قرار دیا ہے اس لیے اس کا عاقلہ موجود ہے لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو علم نہیں تھا کہ اس پر دیت واجب قرار دے سکتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اگر معلوم ہو جاتا کہ اس کا مالک ہے اور نہ عاقلہ تو آپ دیت قاتل کے مال سے یا (غریب ہونے کی صورت میں) بیت المال سے ادا کر سکتے تھے لیکن آپ کو علم تھا کہ اس کا عاقلہ ہے لیکن کون ہے؟ اس بارے علم نہیں تھا کیونکہ اسے ایک حاجی نے آزاد کیا تھا۔ آزاد کرنے والا معلوم ہو سکا اور نہ عاقلہ کا یقینی علم ہو سکا لہٰذا آقا کے معلوم ہونے تک آپ نے دیت کو باطل قرار دیا۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ کو ابتداءً معلوم ہو جاتا کہ اس کا عاقلہ نہیں ہے تو آپ اس کے مال سے یا مسلمانوں کے بیت المال سے دیت دلوا دیتے۔

۱۴۔ بَابُ الْقَسَامَةِ

قسامہ (قسم کھانے) کا بیان

۶۷۸ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَعِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ الْغِفَارِيِّ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان بن یسار اور عراک بن مالک غفاری رضی اللہ عنہما

اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ اَنَّ رَجُلاً مِّنْ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ لَیْثٍ اَجْرٰی فَرَسًا فَوَطِئَ عَلٰی اِصْبَعِ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ جُهَیْنَةَ فَنُزِفَ مِنْهَا الدَّمُ فَمَاتَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلَّذِیْنَ اُدُّعِیَ عَلَیْهِمْ اَتَحْلِفُوْنَ خَمْسِیْنَ یَمِیْنًا مَا مَاتَ مِنْهَا فَاَبَوْا وَتَحَرَّجُوْا مِنَ الْاَیْمَانِ فَقَالَ لِلْاٰخَرِیْنَ اَحْلِفُوْا اَنْتُمْ فَاَبَوْا فَقَضٰی بِشَطْرِ الدِّیَةِ عَلَی السَّعْدِیِّیْنَ ۔

انھیں بتایا کہ بنی سعد بن لیث کے ایک آدمی نے گھوڑا دوڑایا اس (گھوڑے) نے بنی جہینہ کے ایک شخص کی ایک انگلی کچل ڈالی ۔ اس انگلی سے خون بہہ گیا تو وہ (بنی سعد کا آدمی) فوت ہو گیا ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدعا علیہم کو فرمایا : کیا تم میں سے پچاس آدمی قسم کھاتے ہیں کہ وہ اس (زخم) کے سبب مرا ہے انھوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا اور قسم نہ اٹھائی اور آپ نے دوسرے (مدعی) لوگوں سے فرمایا : تم قسم اٹھاؤ انھوں نے بھی انکار کر دیا چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبیلہ سعد کے لوگوں کو نصف دیت ادا کرنے کا حکم دے دیا ۔

۶۷۹ - حَدَّثَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ لَیْلٰی بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ رِجَالٌ مِّنْ كُبَرَآءِ قَوْمِهٖ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَّمُحَیِّصَةَ خَرَجَا اِلٰی خَیْبَرَ مِنْ جَهْدٍ اَصَابَهُمَا فَاُتِیَ مُحَیِّصَةُ فَاُخْبِرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِیْ فَقِیْرٍ اَوْ عَیْنٍ فَاَتٰی یَهُوْدَ فَقَالَ اَنْتُمْ قَتَلْتُمُوْهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰی قَدِمَ عَلٰی قَوْمِهٖ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُمْ ثُمَّ اَقْبَلَ هُوَ وَحُوَیِّصَةُ وَهُوَ اَخُوْهُ اَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ لِیَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِیْ كَانَ بِخَیْبَرَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرْ كَبِّرْ یُرِیْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ [illegible] ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَیِّصَةُ فَقَالَ

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کی قوم کے لوگوں نے انھیں بتایا کہ حضرت عبداللہ بن سہل اور محیصہ رضی اللہ عنہما مفلسی کے ہاتھوں تنگ آکر "خیبر" چلے گئے ۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی کہ حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے ایک کنوئیں یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے ۔ حضرت محیصہ یہود کے پاس گئے اور کہا تم لوگوں نے حضرت عبداللہ بن سہل کو قتل کر دیا ہے ؟ یہود نے کہا قسم بخدا ! ہم نے اسے قتل نہیں کیا ۔ پھر محیصہ اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور انھیں اس بارے بتایا ۔ پھر حضرت محیصہ انکے ان کے بڑے بھائی حویصہ اور (مقتول کے بھائی) عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہم گفتگو کی غرض سے خیبر آئے [illegible] رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کبر [illegible] جو عمر کے لحاظ سے بڑا ہے وہ بات چیت کر[illegible]

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنْ يَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَ اِمَّا اَنْ يُؤْذَنُوْا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ فَكَتَبُوْا لَهٗ اِنَّا وَ اللهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ تَحْلِفُوْنَ تَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ قَالُوْا لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى اُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ قَالَ سَهْلُ بْنُ اَبِيْ حَثْمَةَ لَقَدْ رَكَضَتْنِيْ مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

حضرت حویصہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی اور پھر محیصہ رضی اللہ عنہ نے بات چیت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ (یعنی یہود) یا تمھارے ساتھی کی دیت (خون بہا) ادا کریں اور یا تم ان کے خلاف اعلانِ جنگ کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی طرف اس بارے لکھ دیا یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب لکھا: ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کو فرمایا: تم قسم اٹھاؤ اور اپنے خون کے حقدار بن جاؤ انھوں نے قسم نہ اٹھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود تمھارے لیے قسم اٹھائیں انھوں نے عرض کیا نہیں کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے دیت ادا فرما دی اور آپ نے ایک سو اونٹنیاں ان کے گھر بھیج دیں حتیٰ کہ ان کے گھر داخل ہوگئیں۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے ٹانگ ماری تھی۔

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

قَالَ مُحَمَّدٌ اِنَّمَا قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَحْلِفُوْنَ وَ تَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ يَعْنِيْ بِالدِّيَةِ لَيْسَ بِالْقَوَدِ وَاِنَّمَا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ اَنَّهٗ اِنَّمَا اَرَادَ الدِّيَةَ دُوْنَ الْقَوَدِ قَوْلُهٗ فِيْ اَوَّلِ الْحَدِيْثِ اِمَّا اَنْ تَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَاِمَّا اَنْ تُؤْذَنُوْا بِحَرْبٍ فَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اتحلفون وتستحقون دم صاحبکم (یعنی تم قسم اٹھا کر اپنے ساتھی کے خون کے حق دار بن جاؤ) اس سے مراد دیت (خون بہا) ہے نہ کہ قصاص۔ اس مسئلہ پر کہ اس سے مراد دیت ہے نہ کہ قصاص۔ ابتداء حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول دلالت کرتا ہے امّا تدوا صاحبکم و اما ان تؤذنوا بحرب (یا تو وہ تمھارے ساتھی کی دیت ادا کر دیں اور

دَمَ صَاحِبِكُمْ لِاَنَّ الدَّمَ قَدْ يُسْتَحَقُّ بِالدِّيَةِ كَمَا يُسْتَحَقُّ بِالدِّيَةِ كَمَا يُسْتَحَقُّ بِالْقَوَدِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقُلْ لَهُمْ تَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ مَنِ ادَّعَيْتُمْ فَيَكُوْنُ هٰذَا عَلَى الْقَوَدِ وَاِنَّمَا قَالَ لَهُمْ تَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ فَاِنَّمَا عَنٰى بِهٖ تَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ بِالدِّيَةِ لِاَنَّ اَوَّلَ الْحَدِيْثِ يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُهٗ اِمَّا اَنْ تَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَاِمَّا اَنْ تُؤْذَنُوْا بِحَرْبٍ وَّقَدْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَلْقَسَامَةُ تُوْجِبُ الْعَقْلَ وَلَا تُشِيْطُ الدَّمَ فِيْ اَحَادِيْثَ كَثِيْرَةٍ فَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

اور یا تم ان کے خلاف اعلان جنگ کر دو اور اس پر حدیث کا آخری یہ حصہ بھی دلالت کرتا ہے کہ تحلفون و تستحقون دم صاحبکم (تم قسم کھا کر اپنے ساتھی کے خون کے حق دار بن جاؤ) خون کا استحقاق کبھی دیت کے باعث ہوتا ہے اور کبھی قصاص کے سبب ہوتا ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یہ فرمایا: تحلفون وتستحقون دم من ادعیتم (تم قسم اٹھاؤ اور آدمی کے خون کا تم نے دعویٰ کیا ہے اس کے حقدار ہو جاؤ) اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے فرماتے تو اس سے مراد قصاص ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو فرمایا تحلفون و تستحقون دم صاحبکم (تم قسم اٹھاؤ اور اپنے ساتھی کے خون کے حق دار بن جاؤ) اس میں دیت مراد ہے کیونکہ پہلی حدیث اس کی دلیل پیش کرتی ہے جو یہ ہے کہ اما ان تودّوا صاحبکم واما ان تؤذنوا بحرب (یا تو یہود تمھارے ساتھی کی دیت ادا کر دیں اور یا تم ان کے خلاف اعلانِ جنگ کر دو) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسامہ دیت واجب کرتی ہے اور خون باطل نہیں کرتی۔ اس سلسلے میں بہت سی روایات موجود ہیں۔ ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے۔

كِتَابُ الْحُدُوْدِ فِي السَّرِقَةِ

چوری کی حُدود

۱- بَابُ الْعَبْدِ يَسْرِقُ مِنْ مَّوْلَاهُ

آقا کے مال سے غلام کے چوری کرنے کا بیان

۶۸۰ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو الْحَضْرَمِيَّ جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعَبْدٍ لَهُ فَقَالَ اقْطَعْ هٰذَا فَإِنَّهُ سَرَقَ فَقَالَ وَمَاذَا سَرَقَ فَقَالَ سَرَقَ مِرْآةً لِامْرَأَتِيْ ثَمَنُهَا سِتُّوْنَ دِرْهَمًا قَالَ عُمَرُ أَرْسِلْهُ لَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ خَادِمُكُمْ سَرَقَ مَتَاعَكُمْ۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو الحضرمی رضی اللہ عنہ اپنا غلام لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اس کو ہاتھ کاٹنے کی سزا دیجیے کیونکہ اس نے چوری کی ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس نے کون سی چیز چوری کی ہے انھوں (حضرت عبداللہ بن عمرو) نے جواب دیا اس نے میری بیوی کا شیشہ چوری کر لیا ہے جس کی قیمت ساٹھ دینار تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے چھوڑ دیجیے۔ اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے کیونکہ تمھارے خادم نے تمھارے مال کی چوری کی ہے۔

* * * * * *

قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا نَأْخُذُ أَيُّمَا رَجُلٍ لَهُ عَبْدٌ سَرَقَ مِنْ ذِيْ رَحِمٍ مُحَرَّمٍ مِنْهُ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص کا کوئی

اَوْ مِنْ مَّوْلَاہُ اَوْ مِنِ امْرَاَۃِ مَوْلَاہُ اَوْمِنْ زَوْجِ مَوْلَاتِہٖ فَلَا قَطْعَ عَلَیْہِ فِیْمَا سَرَقَ وَکَیْفَ یَکُوْنُ عَلَیْہِ الْقَطْعُ فِیْمَا سَرَقَ مِنْ اُخْتِہٖ اَوْ اَخِیْہِ اَوْعَمَّتِہٖ اَوْخَالَتِہٖ وَھُوَ لَوْکَانَ مُحْتَاجًا زَمِنًا اَوْ صَغِیْرًا اَوْکَانَتْ مُحْتَاجَۃً اُجْبِرَ عَلٰی نَفَقَتِھِمْ فَکَانَ لَھُمْ فِیْ مَالِہٖ نَصِیْبٌ فَکَیْفَ یُقْطَعُ مَنْ سَرَقَ مِمَّنْ لَہٗ فِیْ مَالِہٖ نَصِیْبٌ وَّھٰذَا کُلُّہٗ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَآئِنَا ۔

غلام ہو اس نے آقا کے کسی رشتہ دار یا اپنے آقا یا اپنے آقا کی بیوی اور یا اپنی مالکہ کے شوہر کی چوری کرلی تو اس چوری کی بناء پر اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور جس نے اپنی بہن یا بھائی یا پھوپھی اور یا خالہ کی چوری کرلی تو اس کا ہاتھ کیسے کاٹا جا سکتا ہے ؟ اور یا وہ محتاج یا ضرورت مند اور یا چھوٹا بچہ اور ان کا خرچہ ان کے مال سے پورا کیا جاتا ہو گویا ان کے مال میں ان کا حصہ ہے تو جس کے مال میں کسی کا حصہ ہو اس سے چوری کرنے سے کیسے ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے؟ یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا ہے ۔

۲۔ بَابُ مَنْ سَرَقَ ثَمَرًا اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ مِمَّا یُحْرَزُ

پھل یا کوئی ایسی چیز جسے ذخیرہ نہیں کیا جا سکتا، کی چوری کا بیان

۶۸۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ حُسَیْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ وَلَا فِیْ حَرِیْسَۃِ جَبَلٍ فَاِذَا اٰوَاہُ الْمُرَاحُ اَوِ الْجَرِیْنُ فَالْقَطْعُ فِیْمَا بَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ ۔

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درخت کی شاخوں پر لٹکنے والے پھل اور بغیر محافظ کے پہاڑوں پر چرنے والی بکری کے چوری کرنے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور جب بکری اپنے باڑے میں آجائے یا پھل خشک کرنے کی جگہ میں ڈال دیئے جائیں پھر چوری کی تو ہاتھ کاٹا جائے گا بشرطیکہ مسروقہ چیز کی قیمت ایک ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے ۔

* * * *

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِھٰذَا نَاْخُذُ مَنْ سَرَقَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے

ثَمَرًا فِي رَأْسِ النَّخْلِ أَوْ شَاةٍ فِي الْمَرْعٰى فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِ فَإِذَا أُتِيَ بِالثَّمَرِ الْجَرِيْنَ أَوِ الْبَيْتَ وَأُتِيَ بِالْغَنَمِ الْمُرَاحَ وَكَانَ لَهَا مَنْ يَحْفَظُهَا فَجَاءَ سَارِقٌ سَرَقَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا يُسَاوِيْ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيْهِ الْقَطْعُ وَالْمِجَنُّ كَانَ يُسَاوِيْ يَوْمَئِذٍ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ وَلَا يُقْطَعُ فِيْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص نے درخت پر لگے ہوئے پھل یا چراگاہ میں چرنے والی بکری چوری کر لی تو اسے ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جائے گی اور جب پھل خشک کرنے والی جگہ یا گھر میں لایا گیا یا بکری باڑے میں لائی جائے جہاں اس کی نگرانی کرنے والا بھی ہو تو کسی چور نے چوری کر لی اور مسروقہ چیز کی قیمت ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور ڈھال اس زمانہ میں دس درہم کی ہوتی تھی اور اس سے کم قیمت کی چیز چوری کرنے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

٦٨٢ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّ غُلَامًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَغَرَسَهُ فِيْ حَائِطِ سَيِّدِهِ فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ فَوَجَدَهُ فَاسْتَعْدٰى عَلَيْهِ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ فَسَجَنَهُ وَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلٰى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ وَالْكَثَرُ الْجِمَارُ قَالَ الرَّجُلُ إِنَّ مَرْوَانَ أَخَذَ غُلَامِيْ وَهُوَ يُرِيْدُ قَطْعَ يَدِهِ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ إِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِيْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشٰى مَعَهُ حَتّٰى أَتٰى مَرْوَانَ

حضرت محمد بن یحیٰی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک غلام نے کسی آدمی کے باغ سے ایک پودا چوری کر کے اپنے آقا کے باغ میں جا کر لگا دیا۔ باغ کا مالک اپنے پودے کی تلاش میں نکلا اور اس نے اپنا پودا پا لیا مالک باغ نے چور کے بارے حضرت مروان بن حکم کے سامنے دعوای دائر کر دیا انھوں نے چور کو قید میں ڈال دیا اور اسے ہاتھ کاٹنے کی سزا کا ارادہ کیا۔ غلام کا مالک حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس بارے سوال کیا؟ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انھوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھل اور پودے کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے اور پودے سے مراد کھجور کا پودا ہے۔ غلام کے آقا نے کہا: حضرت مروان نے میرے غلام کو گرفتار کر لیا ہے اور اسے ہاتھ کاٹنے کی

فَقَالَ لَهٗ رَافِعٌ اَخَذْتَ غُلَامَ هٰذَا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَنْتَ صَانِعٌ قَالَ اُرِيْدُ قَطْعَ يَدِهٖ قَالَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ فَاَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَاُرْسِلَ۔

سزا دینے کا ارادہ رکھتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ آپ ان کے پاس چلیں اور جو کچھ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے انھیں بتائیں چنانچہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ حضرت مروان کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا تم نے یہ غلام گرفتار کیا ہے؟ مروان نے جواب دیا ہاں پھر پوچھا تم اس کے ساتھ کیا سلوک کرو گے انھوں (مروان) نے جواب دیا میں اسے ہاتھ کاٹنے کی سزا دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس پر حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: پھل اور پودے کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے حکم سے غلام کو چھوڑ دیا گیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ فِيْ شَجَرٍ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ درخت پر لٹکنے والے پھل اور پودے کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔ پودے سے مراد کھجور کا درخت ہے پودے کی چوری اور درخت کی شاخ توڑنے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

۳۔ بَابُ الرَّجُلِ يَسْرِقُ مِنْهُ الشَّيْءَ يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ فَيَهَبُهُ السَّارِقَ بَعْدَ مَا يَرْفَعُهٗ اِلَى الْاِمَامِ

خلیفہ وقت کے پاس مقدمہ پیش ہونے کے بعد مسروقہ چیز چور کے حوالے کرنے کا بیان

۶۸۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ

حضرت صفوان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ قِيْلَ لِصَفْوَانَ ابْنِ اُمَيَّةَ اِنَّهٗ مَنْ لَّمْ يُهَاجِرْ هَلَكَ فَدَعَا بِرَاحِلَتِهٖ فَرَكِبَهَا حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ قِيْلَ لِيْ اِنَّهٗ مَنْ لَّمْ يُهَاجِرْ هَلَكَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ اَبَا وَهْبٍ اِلٰى اَبَاطِحِ مَكَّةَ فَنَامَ صَفْوَانُ فِي الْمَسْجِدِ مُتَوَسِّدًا رِدَآءَهٗ فَجَآءَهٗ سَارِقٌ فَاَخَذَ رِدَآءَهٗ فَاَخَذَ السَّارِقَ فَاَتٰى بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّارِقِ اَنْ تُقْطَعَ يَدُهٗ فَقَالَ صَفْوَانُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَمْ اُرِدْ هٰذَا هُوَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنِيْ بِهٖ۔

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا "جس شخص نے ہجرت نہ کی وہ ہلاک ہوگیا"۔ انھوں (صفوان) نے اپنی سواری منگوائی اس پر سوار ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یہ بات کہی گئی ہے کہ جس نے ہجرت نہ کی وہ ہلاک ہوگیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو وہب! تم مکہ کی پتھریلی زمین پر واپس چلے جاؤ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ مسجد میں اپنی چادر اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گئے۔ ایک چور نے آکر وہ چادر چوری کرلی پھر وہ چور پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! اس بارے میرا ارادہ نہ تھا لہٰذا یہ چادر اس (چور) پر صدقہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے میرے پاس آنے سے قبل ایسے کیوں نہیں کہہ دیا؟

قَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا رُفِعَ السَّارِقُ اِلَى الْاِمَامِ اَوِ الْقَاذِفُ فَوَهَبَ صَاحِبُ الْحَدِّ حَدَّهٗ لَمْ يَنْبَغِ لِلْاِمَامِ اَنْ يُّعَطِّلَ الْحَدَّ وَلٰكِنَّهٗ يُمْضِيْهِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب چور یا جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی ہو امام وقت کے پاس پیش کیا گیا پھر صاحب حد یعنی مدعی نے اپنے حد (دعوی) سے بری ہونے کا اعلان کردیا تو امام کے لیے جائز نہیں کہ وہ حد کو ختم کردے بلکہ وہ اسے نافذ کردے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۴۔ بَابُ مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ

جس چیز پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے اُسکی مقدار کا بیان

۶۸۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ مَوْلٰى عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهٗ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ڈھال کی چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا (یعنی حکم دیا) جس کی قیمت تین درہم تھی ف

۶۸۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَتْ اِلٰى مَكَّةَ وَمَعَهَا مَوْلَاتَانِ وَمَعَهَا غُلَامٌ لِبَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَاَنَّهٗ بُعِثَ مَعَ تَيْنِكَ الْمَرْاَتَيْنِ بِبُرْدٍ مُرَاحِلٍ قَدْ خِيْطَتْ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ خَضْرَاءُ قَالَتْ فَاَخَذَ الْغُلَامُ الْبُرْدَ فَفَتَقَ عَنْهُ فَاسْتَخْرَجَهٗ وَجَعَلَ مَكَانَهٗ لِبَدًا اَوْ فَرْوَةً وَّخَاطَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ دَفَعْنَا ذٰلِكَ الْبُرْدَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَلَمَّا فَتَقُوْا عَنْهُ وَجَدُوْا ذٰلِكَ اللِّبَدَ وَلَمْ يَجِدُوا الْبُرْدَ فَكَلَّمُوا الْمَرْاَتَيْنِ فَكَلَّمَتَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَكَتَبَتَا اِلَيْهَا وَاتَّهَمَتَا الْعَبْدَ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَتْ بِهٖ

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ کی طرف روانہ ہوئیں جبکہ ان کے ساتھ دو آزاد کردہ لونڈیاں اور عبداللہ بن ابی بکر کی اولاد کا غلام بھی تھا۔ دونوں لونڈیوں کو ایک مراحل چادر دے کر روانہ کیا گیا اس چادر کے اوپر ایک سبز کپڑا سی دیا گیا (راویہ حدیث) حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غلام نے چادر پکڑ کر اس کے اوپر سے ہوئے کپڑے کو کھولا اور بیچ سے چادر نکال لی اس کی جگہ پوستین یا بکری کے بال رکھ کر اوپر سے سی دیا جب ہم واپس مدینہ طیبہ پہنچے تو یہ چادر ہم نے اس کے مالکوں کو دیدی۔ انھوں نے جب اسے کھولا تو بیچ سے پوستین برآمد ہوئی اور انھوں نے چادر نہ پائی انھوں نے دونوں کنیزوں سے اس بارے دریافت کیا ان دونوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بتایا یا انھوں نے

ف کم از کم دس درہم کی چیز چوری کرنے سے قطع ید (ہاتھ کاٹنے) کی سزا دی جائیگی اس سے کم پر نہیں۔

عَائِشَةُ فَقُطِعَتْ يَدُهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ الْقَطْعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا۔ دونوں کنیزوں نے غلام پر الزام عائد کر دیا چنانچہ غلام سے اس بارے پوچھا گیا تو اس نے اس کا اعتراف کر لیا۔ حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم جاری کر دیا اور فرمایا: دینار کا چوتھائی حصہ یا اس سے زائد چوری کرنے سے ہاتھ کاٹا جائے گا۔

* * * * *

۶۸۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ اَبِي بَكْرٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ ابْنَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ سَارِقًا سَرَقَ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ اُتْرُجَّةً فَاَمَرَ بِهَا عُثْمَانُ اَنْ تُقَوَّمَ فَقُوِّمَتْ بِثَلٰثَةِ دَرَاهِمَ مِنْ صَرْفِ اثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَمًا بِدِينَارٍ فَقَطَعَ عُثْمَانُ يَدَهُ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک چور نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ترنج (پھل) چوری کر لیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی قیمت لگانے کا حکم دیا چنانچہ ترنج کی قیمت بارہ دینار فی دینار تین درہم کے لحاظ سے لگائی گئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چور کا ہاتھ کاٹ دیا (حکم دیا)۔

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيمَا يُقْطَعُ فِيهِ الْيَدُ فَقَالَ اَهْلُ الْمَدِينَةِ رُبُعُ دِينَارٍ وَرَوَوْا هٰذِهِ الْاَحَادِيثَ وَقَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ لَا تُقْطَعُ الْيَدُ فِي اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَرَوَوْا ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ عُمَرَ وَعَنْ عُثْمَانَ وَعَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ فَاِذَا جَاءَ الْاِخْتِلَافُ فِي الْحُدُودِ اُخِذَ فِيهَا بِالثِّقَةِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس چیز پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس کی مقدار میں لوگوں کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اہلِ مدینہ نے کہا: چوتھائی حصہ دینار چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جاتی ہے انھوں نے بطور دلیل یہ روایت بیان کی اور اہلِ عراق نے کہا: دس درہموں سے کم میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جائیگی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں جب حدود میں اختلاف پایا جائے تو ثقہ اور معتبر روایت کو لیا جائیگا۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء

رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا قول ہے۔ ٭ ٭ ٭ ٭

۵- بَابُ السَّارِقِ يَسْرِقُ وَقَدْ قُطِعَتْ يَدُهُ اَوْيَدُهُ وَرِجْلُهُ

جس چور کا ایک ہاتھ یا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں پہلے کاٹا جا چکا ہو، کا بیان ف

۶۸۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ اَقْطَعُ الْيَدِ وَالرِّجْلِ قَدِمَ فَنَزَلَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ شَكٰى اِلَيْهِ اَنَّ عَامِلَ الْيَمَنِ ظَلَمَهٗ قَالَ فَكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُوْلُ اَبُوْ بَكْرٍ وَ اَبِيْكَ مَا لَيْلُكَ بِلَيْلِ سَارِقٍ ثُمَّ اُفْتُقِدَ وَاحِدًا لِاَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اِمْرَاَةِ

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ یمن کا رہنے والا ایک شخص جس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹا ہوا تھا مدینہ طیبہ میں آیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور والیٔ یمن کے بارے شکایت کرتے ہوئے کہنے لگا والی یمن نے اس پر (ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر) ظلم کیا ہے راوی حدیث کا بیان ہے کہ وہ نماز تہجد بھی پڑھتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

ف جس چیز پر ہاتھ کاٹا جائے گا وہ کم از کم دس درہم کی ہو اس سے کم قیمت چیز کے چوری کرنے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

چوری کے سلسلے میں ہاتھ کاٹنے کی چند شرائط ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) چور مکلف ہو (۲) چور گونگا نہ ہو (۳) نابینا نہ ہو (۴) چوری کی جانیوالی چیز درہم دس درہم سے کم قیمت کی نہ ہو (۵) چوری کرتے وقت اور ہاتھ کاٹتے وقت مسروقہ چیز کی قیمت دس درہم ہو (۶) دس درہم قیمت اسی علاقہ میں ہو (۷) قصداً کوئی چیز چوری کی ہو (۸) چوری اس انداز میں کی کہ اس کا چرانا واضح ہو (۹) چیز خفیۃً (پوشیدہ) طور پر اٹھائی ہو (۱۰) جس آدمی کے ہاں سے کسی چیز کی چوری کی ہو اس آدمی کا اس پر مکمل طور پر قبضہ ہو (۱۱) چوری دارالحرب سے نہ کی گئی ہو (۱۲) اور وہ چیز محفوظ ہو۔

چور کا ہاتھ یا پاؤں نہ سخت سردی میں نہ سخت گرمی میں کاٹا جائے گا بلکہ دوسرے موسم تک اسے قید میں رکھا جائے گا پھر وقت موسم آنے پر کاٹا جائے گا۔ پہلی دفعہ چوری کرنے پر چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا (جاری ہے)

أَبِيْ بَكْرٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطُوْفُ مَعَهُمْ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِمَنْ بَيَّتَ أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ الصَّالِحِ فَوَجَدُوْهُ عِنْدَ صَائِغٍ زَعَمَ أَنَّ الْأَقْطَعَ جَاءَهُ بِهٖ فَاعْتَرَفَ بِهِ الْأَقْطَعُ أَوْ شُهِدَ عَلَيْهِ فَأَمَرَ بِهٖ أَبُوْبَكْرٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى قَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهِ لَدُعَاؤُهُ عَلٰى نَفْسِهٖ أَشَدُّ عِنْدِيْ عَلَيْهِ مِنْ سَرِقَتِهٖ ۔

فرمایا: تیرے باپ کے مالک کی قسم! تمھاری رات چور کی رات جیسی نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا وہ شخص بھی لوگوں کے ساتھ مل کر اسے تلاش کرتا اور وہ کہتا تھا: اے اللہ! جس نے اس نیک گھر سے چوری کی ہے اسے ہلاک کر دے لوگوں نے ایک سنار کے پاس وہ ہار پالیا۔ سنار نے بتایا کہ اس ہاتھ اور پاؤں کاٹے ہوئے شخص نے مجھے یہ ہار دیا ہے۔ اس شخص نے بھی اعتراف کر لیا یا اس پر گواہی دی گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کا بایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! میرے نزدیک اپنے حق میں اس کی بددعا زیادہ شدید ہے اس کی چوری کرنے کی نسبت۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ يُرْوٰى ذٰلِكَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ سَرَقَ حُلِيَّ أَسْمَاءَ أَقْطَعَ الْيَدِ الْيُمْنٰى فَقَطَعَ أَبُوْبَكْرٍ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَكَانَتْ تُنْكِرُ أَنْ يَكُوْنَ أَقْطَعَ الْيَدِ وَالرِّجْلِ وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهٖ بِهٰذَا وَنَحْوِهٖ مِنْ أَهْلِ بِلَادِهٖ وَقَدْ بَلَغَنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ نے یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: جس چور نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار چوری کیا تھا اس کا صرف دایاں ہاتھ کٹا ہوا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کا بایاں پاؤں کاٹا تھا اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس بات کا انکار کرتی تھیں کہ چور کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں پہلے ہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸۸ سے آگے) اور اگر دوبارہ چوری کرے گا تو بایاں پاؤں کاٹا جائے گا اور اگر اس کے بعد چوری کرے گا تو اس کا ہاتھ یا پاؤں نہیں کاٹا جائے گا بلکہ قید میں بطور سزا ڈال دیا جائے گا۔ ہاتھ اور پاؤں گٹے سے کاٹا جائے گا اور ابلتے ہوئے تیل میں داغا جائے گا۔

أَنَّهُمَا لَمْ يَزِيْدَا فِي الْقَطْعِ عَلَى قَطْعِ الْيَدِ الْيُمْنٰى وَالرِّجْلِ الْيُسْرٰى فَإِنْ أُتِيَ بِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يَقْطَعَاهُ وَضَمَّنَاهُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ۔

کاٹا ہوا تھا۔ حضرت ابنِ شہاب زہری رضی اللہ عنہ
دوسرے کی نسبت اپنے شہر کے اس واقعہ اور دوسرے
واقعات کے بارے بہتر جانتے تھے ہمیں حضرت عمر فاروق
اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی طرف سے
یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ دونوں حضرات ایسا چور جس کا
پہلے ہی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کٹا ہو مزید نہیں کاٹتے
تھے اگر وہ پھر چوری کرتے ہوئے پکڑا جاتا تو وہ دونوں
مزید اس کا ہاتھ یا پاؤں نہیں کاٹتے تھے بلکہ اس سے
ضمان یعنی تاوان وصول کرتے یہی امام اعظم ابو حنیفہ اور
ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۶۔ بَابُ الْعَبْدِ يَأْبِقُ ثُمَّ يَسْرِقُ

بھاگے ہوئے غلام کے چوری کرنے کا بیان

۶۸۸۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَرَقَ وَهُوَ آبِقٌ فَبَعَثَ بِهٖ ابْنُ عُمَرَ إِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ لِيَقْطَعَ يَدَهُ فَأَبٰى سَعِيْدٌ أَنْ يَقْطَعَ يَدَهُ قَالَ لَا تُقْطَعُ يَدُ الْآبِقِ إِذَا سَرَقَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ أَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَجَدْتَ هٰذَا أَنَّ الْعَبْدَ الْآبِقَ لَا تُقْطَعُ يَدُهُ فَأَمَرَ بِهٖ ابْنُ عُمَرَ فَقُطِعَتْ يَدُهُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک مفرور غلام نے چوری
کر لی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اُسے حضرت سعید
بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ اس کا ہاتھ
کاٹیں۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس کا
ہاتھ کاٹنے سے انکار کر دیا اور کہا جب مفرور غلام
چوری کرے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا کہ کیا تم یہ حکم قرآن
میں پایا ہے کہ مفرور غلام اگر چوری کرے تو اس کا ہاتھ
نہیں کاٹا جائیگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے

قَالَ مُحَمَّدٌ تُقْطَعُ يَدُ الْآبِقِ وَغَيْرِ الْآبِقِ إِذَا سَرَقَ وَلٰكِنْ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَقْطَعَ السَّارِقَ أَحَدٌ إِلَّا الْإِمَامُ الَّذِي يَحْكُمُ لِأَنَّهُ حَدٌّ لَا يَقُومُ بِهِ إِلَّا الْإِمَامُ أَوْ مَنْ وَلَّاهُ الْإِمَامُ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا چنانچہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا غلام مفرور ہو یا نہ جو بھی چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا لیکن صرف اور صرف امام وقت (خلیفہ) ہاتھ کاٹ سکتا ہے کیونکہ حدود کا نفاذ وہی کر سکتا ہے یا اس کا نائب۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۷۔ بَابُ الْمُخْتَلِسِ

کوئی چیز اچک کر لے جانے والے کا بیان

۶۸۹۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَجُلًا اخْتَلَسَ شَيْئًا فِي زَمَنِ مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ فَأَرَادَ مَرْوَانُ قَطْعَ يَدِهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَا قَطْعَ عَلَيْهِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا قَطْعَ فِي الْمُخْتَلِسِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مروان بن حکم کے زمانہ میں کوئی چیز اُچک لی۔ مروان نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا تو ان کے پاس حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آ گئے۔ انھوں نے مروان کو بتایا کہ اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ (کوئی چیز) اُچک کر لے جانے والے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۱- اَبْوَابُ الْحُدُوْدِ فِی الزِّنَا

ابوابِ حدودِ زنا

۱- بَابُ الرَّجْمِ

رجم (سنگسار کرنے) کا بیان

۶۹۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ الرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اِذَا قَامَتْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ الْحَبْلُ وَالْاِعْتِرَافُ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان [illegible] کہ انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہو[ئے] سنا کہ: جب شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے ا[سے] سنگسار کرنے کا حکم کتاب اللہ (قرآن) میں موجود [ہے] جبکہ اس پر گواہی قائم ہو جائے یا حمل ظاہر ہو جائے (اور [illegible] زانی) خود اعتراف کر لے۔ ف

۶۹۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِنٰى اَنَاخَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ كَوَّمَ كَوْمَةً مِنْ بَطْحَاءَ ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهِ

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے [کہا] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منیٰ سے مقام ال[ابطح] پر واپس تشریف لائے تو انھوں نے وہاں اپنا اونٹ [illegible]

ف زنا کے ثابت ہونے کے تین طریقے ہیں (۱) عینی گواہ گواہی پیش کر دیں (۲) غیر شادی شدہ عور[ت کا] حمل ظاہر ہو جائے اور (۳) یا خود زنا کرنے کا اعتراف واقرار کرے۔
غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کو ایک سو کوڑوں کی حد لگائی جائیگی اور شادی شدہ زنا کا ارتکاب کر[ے] تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔

تَوْبَهٗ ثُمَّ اسْتَلْقٰی وَمَدَّ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ اللّٰھُمَّ کَبِرَتْ سِنِّیْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِیْ وَانْتَشَرَتْ رَعِیَّتِیْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مُضَیِّعٍ وَّلَا مُفَرِّطٍ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَکُمُ السُّنَنُ فُرِضَتْ لَکُمُ الْفَرَآئِضُ وَتُرِکْتُمْ عَلَی الْوَاضِحَۃِ وَصَفَّقَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی اِلَّا اَنْ تَضِلُّوْا بِالنَّاسِ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا ثُمَّ اِیَّاکُمْ اَنْ تَھْلِکُوْا عَنْ اٰیَۃِ الرَّجْمِ اَنْ یَّقُوْلَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ حَدَّیْنِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا وَاِنِّیْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَا اَنْ یَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ لَکَتَبْتُھَا اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا الْبَتَّۃَ فَاِنَّا قَدْ قَرَاْنَاھَا قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ فَمَا انْسَلَخَ ذُوالْحَجَّۃِ حَتّٰی قُتِلَ عُمَرُ۔

بٹھا دیا پھر کنکریاں جمع کر کے ان پر اپنی چادر بچھا کر اس پر لیٹ گئے پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں میری طاقت کمزوری میں تبدیل ہو چکی ہے اور میری رعیت (اولاد) پھیل چکی ہے تو مجھے اپنے پاس اس حالت میں بلائے کہ میں نے (احکام شریعت میں) نہ کمی کی ہو اور نہ زیادتی کا ارتکاب کیا ہو۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! تمھارے لیے سنتیں واضح ہو چکی ہیں اور تمھارے لیے فرائض کا بھی تعین ہو چکا ہے تم ایک واضح (حق) راستے پر چھوڑے جا رہے ہو پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ دوسرے پر مارتے ہوئے کہا: خبردار! تم دائیں بائیں لوگوں کے ساتھ مل کر گمراہ نہ ہونا۔ خبردار! تم آیت رجم کے بارے ہلاک ہونے سے بچو کہ کوئی شخص کہے کہ ہم رجم کا حکم کتاب اللہ (قرآن) میں نہیں پاتے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے رجم کیا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر لوگوں کے یہ بات کہنے کا خوف نہ ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا ہے تو میں یہ الفاظ قرآن میں لکھ دیتا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ (یعنی بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب زنا کا ارتکاب کریں تو دونوں کو یقینی طور پر سنگسار کر دو) بے شک ہم نے اسے پڑھا ہے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذوالحجہ کا مہینہ پورا نہیں ہوا تھا

کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

٦٩٢- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَ امْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمَا وَيُجْلَدَانِ فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللهِ ابْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَجَعَلَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ قَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالَ صَدَقْتَ يَا مُحَمَّدُ فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ۔

* * * * *

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ان کے ایک مرد اور عورت نے زنا کر لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رجم کے بارے تم تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: زانیوں کو ذلیل وخوار کرنا اور انھیں کوڑے لگانے کا حکم ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا تم نے جھوٹ کہا ہے تورات میں رجم کا حکم موجود ہے یہود تورات لائے اور انھوں نے اسے کھولا تو ایک یہودی نے ریت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہ اور بعد والی عبارت پڑھ دی۔ حضرت عبداللہ بن سلا رضی اللہ عنہ نے یہودی سے فرمایا: تم اپنا ہاتھ اٹھا جب اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو نیچے ریت رجم موجو تھی۔ اس یہودی نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ فرمایا۔ تورات میں رجم کرنے کا حکم موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں (زانیوں) سنگسار کرنے کا حکم دیا تو انھیں سنگسار کیا گیا۔ حضر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے مرد کو د کہ پتھروں سے بچانے کے لیے وہ عورت پر جھک جاتا ہ

ف حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے قبل یہود کے بہت بڑے عالم اور مذہبی راہنما تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور دیکھ کر پکار اٹھے کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا اور اسلام قبول کر لیا۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ اَيُّمَا رَجُلٍ حُرٍّ مُسْلِمٍ زَنٰى بِامْرَاَةٍ وَقَدْ تَزَوَّجَ بِامْرَاَةٍ قَبْلَ ذٰلِكَ حُرَّةٍ مُسْلِمَةٍ وَجَامَعَهَا فَفِيْهِ الرَّجْمُ وَهٰذَا هُوَ الْمُحْصِنُ فَاِنْ كَانَ لَمْ يُجَامِعْهَا اِنَّمَا تَزَوَّجَهَا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا اَوْ كَانَتْ تَحْتَهٗ اَمَةٌ يَهُوْدِيَّةٌ اَوْ نَصْرَانِيَّةٌ لَمْ يَكُنْ بِهَا مُحْصَنًا وَلَمْ يُرْجَمْ وَضُرِبَ مِائَةً وَّهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان تمام روایات سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس آزاد مسلمان مرد نے کسی عورت سے زنا کیا جبکہ اس سے قبل کسی آزاد مسلمان عورت سے شادی کی ہو اور اس سے جماع بھی کر چکا ہو وہ محصن ہے اور اس کے بارے رجم کا حکم ہے اگر اس نے اپنی بیوی سے جماع نہ کیا صرف شادی کی یا اس کی زوجیت میں یہودی یا نصرانیہ کنیز ہو تو وہ محصن نہیں ہے لہٰذا اسے رجم نہیں کیا جائے گا بلکہ ایک سو کوڑے مارے جائیں گے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۔ بَابُ الْاِقْرَارِ بِالزِّنَاءِ

زنا کا اقرار کرنے کا بیان

۶۹۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ دو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جھگڑا لے کر حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ ہمارے درمیان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۴ کا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمانے کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ زنا کی حد کے بارے تمہاری کتاب میں کیا لکھا ہے؟ لیکن انھوں نے خیانت سے کام لینے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے اس میں بھی قرآن کے مطابق آیت رجم موجود تھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق رجم کی سزا دی گئی۔

اور اس سے معلوم ہوا کہ یہود اور غیر مسلم لوگ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امانت، دیانت، صداقت، شرافت اور عدل و انصاف کے میدان میں لاثانی تصور کرتے تھے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِيْ فِيْ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا يَعْنِيْ أَجِيْرًا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِيَةٍ ثُمَّ إِنِّيْ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ إِنَّمَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَغَرَّبَهٗ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔

کتاب اللہ (قرآن) کے مطابق فیصلہ فرما دیں۔ دوسرا شخص جو زیادہ سمجھدار تھا نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ (قرآن) کے مطابق فیصلہ کر دیں اور مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گفتگو کی اجازت دے دی۔ اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا ملازم تھا اس نے اس شخص کی بیوی سے زنا کر لیا ہے لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں تو میں نے اس کی طرف سے ایک سو بکریاں اور ایک لونڈی بطور فدیہ دے دی ہے پھر میں نے اہلِ علم سے اس بارے سوال کیا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی کی سزا ہے اور اس شخص کی بیوی پر سنگساری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تمھارے درمیان کتاب اللہ (قرآن) کے مطابق فیصلہ کروں گا تمھاری بکریاں اور لونڈی تمھیں لوٹائی جاتی ہیں لڑکے پر ایک سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انیس اسلمی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جائے اگر وہ اعتراف (زنا) کرے تو اسے رجم کر دیا جائے۔ اس عورت نے اعتراف (زنا) کر لیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔

۶۹۴۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّ

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا زَنَتْ وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبِيْ حَتّٰى تَضَعِيْ فَلَمَّا وَضَعَتْ أَتَتْهُ فَقَالَ لَهَا اذْهَبِيْ حَتّٰى تُرْضِعِيْ فَلَمَّا أَرْضَعَتْ أَتَتْهُ فَقَالَ اذْهَبِيْ حَتّٰى تَسْتَوْدِعِيْهِ فَاسْتَوْدَعَتْهُ ثُمَّ جَاءَتْهُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُقِيْمَ عَلَيْهَا الْحَدُّ۔

کہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے اور وہ حاملہ ہو گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تم وضع حمل تک چلی جاؤ جب اس نے وضع حمل کر لیا یعنی بچہ پیدا ہو گیا تو وہ پھر حاضر خدمت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا دودھ پلانے تک تم چلی جاؤ جب اس نے دودھ مکمل کر لیا تو پھر حاضر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ بچہ کسی کے سپرد کر آؤ چنانچہ وہ عورت بچہ کسی کے سپرد کر کے حاضر ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس عورت پر حد قائم کر دی گئی۔

۶۹۵ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ بِالزِّنٰى عَلٰى نَفْسِهٖ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهٖ فَحُدَّ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ الْمَرْءُ بِاعْتِرَافِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں از خود زنا کرنے کا اعتراف کر لیا اور اس نے اپنی ذات پر چار گواہ بھی پیش کر دیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسے حد لگائی گئی۔ حضرت ابن شہاب (راوی حدیث) رضی اللہ عنہ نے کہا اسی سبب از خود اعتراف کرنے والے کا مؤاخذہ کیا جاتا ہے۔

۶۹۶ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالزِّنَاءِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوْطٍ فَأُتِيَ بِسَوْطٍ مَكْسُوْرٍ فَقَالَ فَوْقَ هٰذَا فَأُتِيَ بِسَوْطٍ جَدِيْدٍ لَمْ تُقْطَعْ ثَمَرَتُهٗ فَقَالَ بَيْنَ هٰذَيْنِ فَأُتِيَ بِسَوْطٍ قَدْ رُكِبَ بِهٖ فَلَانٌ فَأَمَرَ بِهٖ فَجُلِدَ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اٰنَ لَكُمْ أَنْ تَنْتَهُوْا عَنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ فَمَنْ أَصَابَ

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے زنا کرنے کا خود اعتراف کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑا طلب کیا، جو کوڑا پیش کیا گیا وہ ٹوٹا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بہتر کوڑا طلب کیا چنانچہ ایک نیا اور غیر استعمال شدہ کوڑا پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کے درمیان والا کوڑا لایا جائے۔ چنانچہ کسی کا استعمال شدہ کوڑا پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس سے

مِنْ هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ شَيْئًا فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ مَنْ يُّبْدِ لَنَا صَفْحَتَهٗ نُقِمْ عَلَيْهِ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

اس سے کوڑے مارنے کی سزادی گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم حدودِ الٰہی سے، بچو جس شخص نے ان امور میں سے کسی کا ارتکاب کیا تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پردے میں چھپ جائے بیشک جو شخص اپنا پردہ (گناہ) ظاہر کرے گا تو اس پر ہم کتاب اللہ (قرآن) کا حکم جاری کریں گے۔

۶۹۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ حَدَّثَتْهُ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ عَلٰى جَارِيَةٍ بِكْرٍ فَاَحْبَلَهَا ثُمَّ اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَنَّهٗ زَنٰى وَلَمْ يَكُنْ اُحْصِنَ فَاَمَرَ بِهٖ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ نُفِيَ اِلٰى فَدَكٍ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے ایک باکرہ (غیر شادی شدہ) کنیز سے زنا کا ارتکاب کر لیا اور اسے حاملہ کر دیا پھر خود زنا کا اقرار کر لیا اور وہ شخص محصن (شادی شدہ) نہیں تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے کوڑوں کی سزادی گئی پھر اسے فدک کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

۶۹۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ اَتٰى اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ اِنَّ الْاٰخِرَ قَدْ زَنٰى قَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ هَلْ ذَكَرْتَ هٰذَا لِاَحَدٍ غَيْرِيْ قَالَ لَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ تُبْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ قَالَ سَعِيْدٌ فَلَمْ تُقِرَّ بِهٖ نَفْسُهٗ حَتّٰى اَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهٗ كَمَا قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ كَمَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ سَعِيْدٌ فَلَمْ تُقِرَّ بِهٖ نَفْسُهٗ حَتّٰى

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قبیلہ بنی اسلم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے زنا کا اقرار کر لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے اس بارے میں میرے علاوہ کسی اور کو بھی بتایا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اور اس کے پردے میں چھپ جاؤ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ الْآخَرُ قَدْ زَنَى قَالَ سَعِيدٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا كُلُّ ذَلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حَتَّى إِذَا أَكْثَرَ عَلَيْهِ بَعَثَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ أَيَشْتَكِي أَبِهِ جِنَّةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ الصَّحِيحُ قَالَ أَبِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ قَالَ ثَيِّبٌ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ ۔

سعید (راوی حدیث) کا بیان ہے کہ وہ شخص دلی طور پر مطمئن نہیں ہوا تھا حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے ۔ اس شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثل کہا تو انھوں نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح جواب دیا حضرت سعید (راوی حدیث) کا کہنا ہے کہ وہ دلی طور پر پھر مطمئن نہ ہوا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس نالائق نے زنا کا ارتکاب کر لیا ہے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری طرف اپنا چہرہ پھیر لیا راوی بیان کرتے ہیں کہ اس شخص نے کئی بار ایسے عرض کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار اس سے اپنا چہرۂ انور پھیر لیا اور جب کئی بار اس نے اس پر اصرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اہلِ خانہ کو طلب فرمایا اور ان سے پوچھا کہ کیا اسے جنون کی بیماری ہے ؟ انھوں نے جواب دیا یا رسول اللہ! بیشک یہ بالکل صحیح ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا کیا یہ غیر شادی شدہ ہے یا شادی شدہ ہے ؟ انھوں نے جواب دیا شادی شدہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسے رجم (سنگسار) کیا گیا ۔

٦٩٩ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ يُدْعَى هَزَّالُ يَا هَزَّالُ لَوْ سَتَرْتَهُ بِرِدَائِكَ

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی اسلم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص ہزال نامی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا : اے ہزال!

لَكَانَ خَيْرًا لَّكَ قَالَ يَحْيٰى فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ يَزِيْدُ بْنُ نُعَيْمِ ابْنِ هَزَّالٍ فَقَالَ هَزَّالُ جَدِّيْ وَالْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ حَقٌّ۔

اگر تو اسے اپنی چادر سے چھپائے رکھتا تو تمہارے لیے بہتر تھا۔ حضرت یحیٰی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث ایک مجلس میں بیان کی جس میں حضر یزید بن نعیم بن ہزّال رضی اللہ عنہ موجود تھے حضرت یزید بن نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت ہزّال رضی اللہ عنہ میرے دادا تھے اور یہ حدیث صحیح اور برحق ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا كُلِّهٖ نَأْخُذُ وَلَا يُحَدُّ الرَّجُلُ بِاعْتِرَافِهٖ بِالزِّنٰى حَتّٰى يُقِرَّ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فِيْ أَرْبَعِ مَجَالِسَ مُخْتَلِفَةٍ وَكَذٰلِكَ جَاءَتِ السُّنَّةُ لَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِاعْتِرَافِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالزِّنٰى حَتّٰى يُقِرَّ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا وَإِنْ أَقَرَّ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَ قُبِلَ رُجُوْعُهٗ خُلِّيَ سَبِيْلُهٗ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کسی شخص کے صرف زنا کر کا اعتراف کرنے سے حد نہیں لگائی جائے گی۔ حتیٰ ک وہ چار مختلف مجالس میں خود اعتراف اور اقرار نہ کرے اور اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ کسی شخص پر صرف ایک بار خود زنا کا اعتراف کر لینے پر حد نہیں لگائی جا گی حتیٰ کہ وہ چار بار اقرار نہ کر لے۔ یہی امام اعظم ابو حنی رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے او اگر کسی شخص نے چار بار اقرار کر لیا پھر اس نے رجو کر لیا تو اس کا رجوع قبول کیا جائے گا اور اسے چھو دیا جائے گا۔

۳۔ بَابُ الْاِسْتِكْرَاهِ فِي الزِّنَاءِ

زنا بالجبر کا بیان

۷۰۰۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدًا كَانَ يَقُوْمُ عَلٰى رَقِيْقِ الْخُمُسِ وَإِنَّهٗ اسْتَكْرَهَ جَارِيَةً مِّنْ ذٰلِكَ الرَّقِيْقِ فَوَقَعَ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خمس کے غلاموں پر ایک غلام نگران مقرر تھا اس نے غلا میں سے ایک لونڈی سے زنا بالجبر کر لیا تو حضرت

بِهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا۔

فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑوں کی سزا دی اور اسے جلا وطن کر دیا اور کنیز کو کوڑوں کی سزا نہ دی کیونکہ اس سے غلام نے زنا بالجبر کیا تھا۔

۷۰۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ قَضٰى فِي اِمْرَاَةٍ اُصِيْبَتْ مُسْتَكْرَهَةً بِصَدَاقِهَا عَلٰى مَنْ فَعَلَ بِهَا۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک عبدالملک بن مروان نے زنا بالجبر کی جانے والی عورت کے حق میں فیصلہ کیا کہ زانی اسے مہر ادا کرے

قَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْاَةُ فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا وَعَلٰى مَنِ اسْتَكْرَهَهَا الْحَدُّ فَاِذَا وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَدُّ بَطَلَ الصَّدَاقُ وَلَا يَجِبُ الْحَدُّ وَالصَّدَاقُ فِي جِمَاعٍ وَّاحِدٍ فَاِنْ دُرِئَ عَنْهُ الْحَدُّ بِشُبْهَةٍ وَجَبَ عَلَيْهِ الصَّدَاقُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو عورت زنا کو برا تصور کرے اس پر حد نہیں ہے البتہ زنا بالجبر کرنے والے پر حد ہے جب اس پر حد واجب ہو جائے تو مہر باطل قرار پائے گا حد اور مہر دونوں ایک جماع میں واجب نہیں ہوتے۔ اگر کسی شخص پر شبہ کی بنیاد پر حد لگی تو مہر اس پر واجب ہو گا یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۴۔ بَابُ حَدِّ الْمَمَالِيْكِ فِي الزِّنَآءِ وَالسُّكْرِ

زنا اور شراب کے بارے غلاموں کی حد کا بیان

۷۰۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَيَّاشِ بْنِ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ قَالَ اَمَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ فِتْيَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَجَلَدْنَا وَلَائِدَ الْاِمَارَةِ خَمْسِيْنَ خَمْسِيْنَ فِي الزِّنَآءِ

حضرت عبداللہ بن عیاش المخزومی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے میں اور قریش کے چند نوجوانوں نے بیت المال کی لونڈیوں کو زنا کی سزا میں پچاس پچاس کوڑے لگائے۔

۷۰۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی لونڈی کے بارے

اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ فَقَالَ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ فَقَالَ اِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِیْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِیْرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا اَدْرِیْ اَبَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ وَالضَّفِیْرُ الْحَبْلُ۔

سوال کیا گیا جو زنا کا ارتکاب کرے جبکہ وہ محصنہ (شادی شدہ) نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب وہ زنا کرے اسے کوڑے مارو پھر زنا کرے اسے پھر کوڑے مارو پھر جب وہ زنا کرے اسے کوڑے لگاؤ پھر اسے بیچ ڈالو خواہ ایک معمولی رسی کے عوض۔ حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے کے بارے تیسری بار کے بعد فرمایا یا چوتھی بار کے بعد۔ اور الضفیر سے مراد رسی ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ یُجْلَدُ الْمَمْلُوْكُ وَالْمَمْلُوْكَةُ فِیْ حَدِّ الزِّنَاءِ نِصْفَ حَدِّ الْحُرَّةِ خَمْسِیْنَ جَلْدَةً وَّكَذٰلِكَ الْقَذْفُ وَشُرْبُ الْخَمْرِ وَالسُّكْرِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ غلام اور کنیز کی حد زنا آزاد کا نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں اور اسی طرح تہمت، شراب نوشی اور نشہ کی حد ہے۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۷۰۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَنَّهٗ جَلَدَ عَبْدًا فِیْ فِرْیَةٍ ثَمَانِیْنَ قَالَ اَبُو الزِّنَادِ فَسَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ فَقَالَ اَدْرَكْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَالْخُلَفَآءَ هَلُمَّ جَرًّا فَمَا رَاَیْتُ اَحَدًا ضَرَبَ عَبْدًا فِیْ فِرْیَةٍ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ۔

حضرت ابو الزناد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے تہمت کی سزا میں ایک غلام کو اسی کوڑے لگائے حضرت ابو الزناد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اس بارے سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور دوسرے خلفاء کا زمانہ پایا۔ میں نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ تہمت کی سزا غلام کو چالیس کوڑوں سے زائد دی ہو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا یُضْرَبُ الْعَبْدُ فِی الْفِرْیَةِ اِلَّا اَرْبَعِیْنَ جَلْدَةً نِصْفَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ غلام کو تہمت کی

حَدِّ الْحُرِّ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

سزا آزاد کی سزا کا نصف یعنی صرف چالیس کوڑے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۷۰۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ وَ سُئِلَ عَنْ حَدِّ الْعَبْدِ فِي الْخَمْرِ فَقَالَ بَلَغَنَا اَنَّ عَلَيْهِ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ وَاَنَّ عَلِيًّا وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَابْنَ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ جَلَدُوْا عَبِيْدَهُمْ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ فِي الْخَمْرِ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ سے غلام کی شراب نوشی کی حد کے بارے سوال کیا گیا؟ انھوں نے جواب دیا: جو بات ہم تک پہنچی ہے اس کے مطابق اس پر آزاد آدمی کی نصف حد ہے کیونکہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عامر رضی اللہ عنہم نے اپنے غلاموں کو شراب نوشی کی سزا آزاد آدمی کی سزا سے نصف دی۔

۞ ۞ ۞ ۞

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ الْحَدَّ فِي الْخَمْرِ وَالسُّكْرِ ثَمَانُوْنَ وَحَدُّ الْعَبْدِ فِيْ ذٰلِكَ اَرْبَعُوْنَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ شراب نوشی اور نشہ کی حد اسی کوڑے ہیں اور اس بارے غلام کی حد چالیس کوڑے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۵۔ بَابُ الْحَدِّ فِي التَّعْرِيْضِ

اشارہ وکنایہ سے تہمت لگانے کی حد کا بیان

۷۰۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الرِّجَالِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَجُلَيْنِ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ اِسْتَبَّا فَقَالَ اَحَدُهُمَا مَا اَبِيْ بِزَانٍ وَلَا اُمِّيْ

حضرت ابو الرجال محمد بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنی والدہ حضرت عمرہ بنت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالی دیتے ہوئے کہا

بِزَانِيَةٍ فَاسْتَشَارَ فِيْ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ قَائِلٌ مَدَحَ اَبَاهُ وَاُمَّهُ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ قَدْ كَانَ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهِ مَدْحٌ سِوٰى هٰذَا نَرٰى اَنْ تَجْلِدَهُ الْحَدَّ فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ ثَمَانِيْنَ ـ

میرا باپ زانی ہے اور نہ میری والدہ زانیہ ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بارے مشورہ کیا ۔ ایک آدمی نے کہا اس نے اپنی والدہ اور والد کی تعریف کی ہے (لہٰذا اس پہ حد نہیں) اور دوسروں نے کہا اس کے باپ اور والدہ کے لیے یہی وصف تھا؟ ہمارے خیال کے مطابق اسے کوڑوں کی سزا دی جائے ۔ پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے اسّی کوڑوں کی سزا دی

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدِ اخْتَلَفَ فِيْ هٰذَا عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نَرٰى عَلَيْهِ حَدًّا مَدَحَ اَبَاهُ وَاُمَّهُ فَاَخَذْنَا بِقَوْلِ مَنْ دَرَأَ الْحَدَّ مِنْهُمْ وَمِمَّنْ دَرَأَ الْحَدَّ وَقَالَ لَيْسَ فِي التَّعْرِيْضِ جَلْدٌ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا ـ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا ہے کچھ لوگوں نے کہا ہمارے خیال میں اس شخص پہ حد نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنے والدین کی تعریف کی ہے ۔ اس قول سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں جس میں انھوں نے حد لگانے سے نفی کی ہے ۔ اس شخص پر حد نہ لگانے والوں میں سے ایک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں ان (حضرت علی) کا کہنا ہے کہ اشارہ وکنایہ کی تہمت میں حد نہیں ہے اس قول سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

٦۔ بَابُ الْحَدِّ فِي الشُّرْبِ

شراب نوشی میں حد کا بیان

٧٠٧ ـ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ اَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجَ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ

عَلَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي وَجَدْتُ مِنْ فُلَانٍ رِيحَ شَرَابٍ فَسَأَلْتُهُ فَزَعَمَ أَنَّهُ شَرِبَ طِلَاءً وَأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ الْحَدَّ فَجَلَدَهُ الْحَدَّ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے فلاں شخص سے شراب کی بُو پائی تو میں نے اس سے اس بارے دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ اس نے طلاء (انگوروں کا مشروب) پیا ہے میں اس بارے دریافت کرتا ہوں کہ اگر اس (طلاء) میں نشہ ہوتا ہے تو میں اسے کوڑوں کی سزا دوں چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑوں کی سزا دی۔

۷۰۸- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَرَى أَنْ تَضْرِبَهُ ثَمَانِينَ فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَهَا سَكِرَ وَإِذَا سَكِرَ هَذَى وَإِذَا هَذَى افْتَرَى أَوْ كَمَا قَالَ فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِينَ۔

حضرت ثور بن زید الدیلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شراب کے بارے مشورہ کیا کہ کوئی شخص شراب نوشی کرتا ہے تو اس کی سزا کیا ہونی چاہیے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا میری رائے یہ ہے کہ اسے اسی کوڑے لگائے جائیں کیونکہ جب وہ شراب نوشی کرے گا وہ نشہ میں ہوگا جب وہ نشہ میں ہوگا فحش بکے گا اور جب فحش بکے گا تو وہ تہمت لگائے گا یا جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (راوی کو شک ہے) پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شراب نوشی کی سزا میں اسی کوڑے لگائے۔

۷- بَابُ شُرْبِ الْبِتْعِ وَالْغُبَيْرَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

بتع (بدبودار شہد) اور غبیرا (جوار کی بنی ہوئی) وغیرہ کی شراب کا بیان

۷۰۹- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ

عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تبع (بدبودار اور نشہ آور شہد) کے بارے سوال کیا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی نشہ آور شراب ہو وہ حرام ہے۔

۷۱۰ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْغُبَيْرَاءِ فَقَالَ لَا خَيْرَ فِيْهَا وَنَهٰى عَنْهَا فَسَاَلْتُ زَيْدًا مَا الْغُبَيْرَاءُ فَقَالَ اَلسُّكُرْكَةُ۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غبیراء (جوار کی بنی ہوئی شراب) کے بارے دریافت کیا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں بھلائی نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (کے پینے) سے منع فرمایا (راوی کا بیان ہے) کہ میں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے غبیراء کے بارے پوچھا؟ انھوں نے جواب دیا وہ (جوار سے بنی ہوئی شراب) نشہ آور ہے۔

۸- بَابُ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْاَشْرِبَةِ

شراب کے حرام ہونے اور مکروہ مشروبات کا بیان

۷۱۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ مَا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَهَا قَالَ لَا فَسَارَّهُ اِنْسَانٌ اِلٰى جَنْبِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَارَرْتَهُ قَالَ اَمَرْتُهُ بِبَيْعِهَا فَقَالَ اِنَّ

حضرت ابو وعلہ مصری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے انگوروں سے نچوڑے ہوئے پانی کے بارے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ایک شخص شراب کی ایک مشک لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے شراب حرام قرار دی ہے؟ اس نے کہا نہیں اس کے پہلو میں موجود ایک شخص نے اس

الَّذِیْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَیْعَهَا قَالَ فَفَتَحَ الْمَزَادَتَیْنِ حَتّٰی ذَهَبَ مَافِیْهَا۔

سرگوشی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تم نے اس سے کیا سرگوشی کی ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے اسے شراب فروخت کر دینے کے بارے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس ذات نے شراب پینا حرام قرار دی ہے اس نے اس کی خرید و فروخت بھی حرام قرار دی ہے اس شخص نے مشکیزے کا منہ کھول دیا یہاں تک کہ تمام شراب بہہ گئی ف

۷۱۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّا نَبْتَاعُ مِنْ تَمْرِ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ وَالْقَصَبِ فَنَعْصِرُهٗ خَمْرًا فَنَبِیْعُهٗ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ وَمَنْ سَمِعَ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَنِّیْٓ اٰمُرُكُمْ اَنْ تَبْتَاعُوْهَا وَلَا تَعْصِرُوْهَا وَلَا تَسْقُوْهَا فَاِنَّهَا رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ عراق سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: بے شک ہم کھجور اور انگور کے پھل اور گنا خریدتے ہیں پھر ان سے شراب بنا کر فروخت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: میں تم پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں سننے والے تمام جنوں اور انسانوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں تم کو اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں دے سکتا لہٰذا تم اسے نہ خریدو نہ بیچو، نہ نچوڑو اور نہ اسے بلاؤ، کیونکہ وہ نجس (پلید) اور شیطانی فعل ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ مَا كُرِهَنَا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے

ف ابتدائے اسلام میں شراب حلال تھی بعد میں اسے بتدریج (مرحلہ وار) حرام قرار دیا گیا شروع شروع میں نماز کے وقت حرام قرار دی گئی پھر مکمل طور پر حرام قرار دی گئی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شراب کی حرمت کا اعلان فرمایا تو صحابہ نے اپنے شراب والے مٹکے توڑ دیئے اور شراب گرا دی۔ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہہ گئی تھی شراب نوشی کے نقصانات میں سے یہ ہے کہ اس سے عقل سلب ہو جاتی ہے اور شہوت نفسانی میں قوت پیدا ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں انسان بدکاری کا ارتکاب کر لیتا ہے۔

شُرْبَہٗ مِنَ الْاَشْرِبَۃِ الْخَمْرِ وَالسُّکْرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ فَلَا خَیْرَ فِیْ بَیْعِہٖ وَلَا اَکْلِ ثَمَنِہٖ ۔

۷۱۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ لَمْ یَتُبْ مِنْھَا حُرِمَھَا فِی الْاٰخِرَۃِ فَلَمْ یُسْقَھَا ۔

۷۱۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّہٗ قَالَ كُنْتُ اَسْقِیْ اَبَا عُبَیْدَۃَ ابْنَ الْجَرَّاحِ وَاَبَا طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیَّ وَاُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِّنْ فَضِیْخٍ وَتَمْرٍ فَاَتَاھُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَۃَ یَا اَنَسُ قُمْ اِلٰی ھٰذِہِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْھَا فَقُمْتُ اِلٰی مِھْرَاسٍ لَّنَا فَضَرَبْتُھَا بِاَسْفَلِہٖ حَتّٰی تَكَسَّرَتْ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ النَّقِیْعُ عِنْدَنَا مَكْرُوْہٌ وَلَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّشْرَبَ مِنَ الْبُسْرِ وَالزَّبِیْبِ وَالتَّمْرِ جَمِیْعًا وَّھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ اِذَا كَانَ شَدِیْدًا یُّسْكِرُ ۔

ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جن چیزوں کا استعمال کرنا ہم ناپسند و مکروہ تصوّر کرتے ہیں مثلاً شراب اور نشہ آور چیزیں وغیرہ ان کی خرید و فروخت اور ان کی قیمت کے کھانے میں بھی بھلائی نہیں ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں شراب نوشی کی پھر اس سے توبہ نہ کی تو وہ آخرت میں اس سے محروم ہوگا اور اسے پی نہیں سکے گا ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح، حضرت ابوطلحہ انصاری اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کو تازہ اور خشک کھجور کی شراب پلا رہا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا بے شک شراب حرام قرار پا گئی ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے انس! رضی اللہ عنہ! تم ان مٹکوں کے پاس جاؤ اور انھیں توڑ دو حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنا موسلا پکڑا اور مٹکوں کو نیچے سے مارا حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گئے ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک نچوڑ مکروہ (حرام) ہے لہٰذا کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ خشک کھجور، خشک انگور، اور تر کھجور سب کو نچوڑ کر نوش کرے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جبکہ سخت نشہ آور ہو ۔

۹۔ بَابُ الْخَلِيْطَيْنِ

دو چیزوں کا خلط ملط کر کے شراب بنانیکا بیان

۷۱۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الثِّقَةُ عِنْدِیْ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُبَابٍ الْاَسْلَمِیِّ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ شُرْبِ التَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ جَمِيْعًا وَالزَّهْوِ وَالرُّطَبِ جَمِيْعًا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجور اور انگور ملا کر تر انگور اور تازہ کھجور کو ملا کر پینے سے منع فرمایا ف

۷۱۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ يُّنْبَذَ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ جَمِيْعًا وَالتَّمْرُ وَالزَّبِيْبُ جَمِيْعًا۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدری اور تر کھجور ملا کر، تر کھجور اور خشک انگور ملا کر شراب بنانے سے منع فرمایا۔

۱۰۔ بَابُ نَبِيْذِ الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ

دباء (تونبا) اور مزفت (مرتبان) کی شراب کا بیان

۷۱۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فِیْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَاَقْبَلْتُ نَحْوَهٗ فَانْصَرَفَ قَبْلَ اَنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ کے موقع پر خطبہ دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا۔ آپ کے پاس

ف کیونکہ ان چیزوں کے مرکب سے حاصل شدہ پانی یقیناً نشہ آور ہوگا جس کا استعمال حرام ہے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ یعنی ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔

اَبْلُغَهٗ فَقُلْتُ مَا قَالَ قَالُوْا نَهٰى اَنْ يُّنْبَذُ فِى الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ ۔

میرے پہنچنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خطبہ مکمل کرلیا تھا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ لوگوں نے بتایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تونبے اور مرتبان میں نبیذ (شراب) بنانے سے منع فرمایا۔ ف

۷۱۸ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الْعَلَآءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّنْبَذَ فِى الدُّبَّآءِ وَ الْمُزَفَّتِ ۔

حضرت علاء بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے وا[لد] کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی ا[للہ] علیہ وسلم نے تونبے اور مرتبان میں نبیذ (شراب) بن[انے] سے منع فرمایا۔

۱۱- بَابُ نَبِيْذِ الطِّلَآءِ

طلاء کی نبیذ (انگوروں کا مشروب) کا بیان

۷۱۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا دَاؤُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ قَدِمَ الشَّامَ شَكٰى اِلَيْهِ اَهْلُ الشَّامِ وَبَآءَ الْاَرْضِ اَوْ ثِقْلَهَا وَقَالُوْا لَا يُصْلِحُنَا اِلَّا هٰذَا الشَّرَابُ قَالَ اشْرَبُوا الْعَسَلَ قَالُوْا لَا يُصْلِحُنَا الْعَسَلُ قَالَ لَهٗ

حضرت محمود بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ کا [بیان] ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شام تش[ریف] لائے تو وہاں کے باشندوں نے وہاں کی بیماری [اور] ناقص آب و ہوا کی شکایت کی اور لوگوں نے مزید ک[ہا] کہ شراب نوشی کے بغیر ہماری صحت درست نہیں [رہتی] آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم شہد پی لو۔ لوگوں [نے کہا] شہد ہماری طبیعت کو موافق نہیں آتا۔ ان میں سے

ف انگور یا کھجور سے نچوڑی ہوئی شراب کو نبیذ کہا جاتا ہے چونکہ شراب حرام ہے اس لیے اسے کشید کرنا، معاونت کرنا، اور کسی کو لاکر دینا منع ہے اس دور میں لوگ تونبہ اور مرتبان میں شراب تیار کرنے کا دھند[ا کرتے] تھے اس لیے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے منع فرمایا۔

رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ هَلْ لَكَ اَنْ اَجْعَلَ
لَكَ مِنْ هٰذَا الشَّرَابِ شَيْئًا لَّا يُسْكِرُ قَالَ
نَعَمْ فَطَبَخُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ
ثُلُثُهٗ فَاَتَوْا بِهٖ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
فَاَدْخَلَ اِصْبَعَهٗ فِيْهِ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهٗ فَتَبِعَهٗ
يَتَمَطَّطُ فَقَالَ هٰذَا الطِّلَاءُ مِثْلُ طِلَاءِ
الْاِبِلِ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّشْرَبُوْهُ فَقَالَ
عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ اَحْلَلْتَهَا وَاللّٰهِ
قَالَ كَلَّا وَاللّٰهِ مَا اَحْلَلْتُهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ
لَا اُحِلُّ لَهُمْ شَيْئًا حَرَّمْتَهٗ عَلَيْهِمْ وَ
لَا اُحَرِّمُ عَلَيْهِمْ شَيْئًا اَحْلَلْتَهٗ
لَهُمْ۔

شخص نے آپ سے کہا: کیا آپ اس شراب سے
ایسی چیز بنا سکتے ہیں جو نشہ آور نہ ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ
نے فرمایا: ہاں۔ لوگوں نے شراب کو پکایا حتیٰ کہ اس کے
دو ثلث (۲/۳ دو حصے) اڑ گئے اور ایک ثلث (۱/۳ تیسرا
حصہ) باقی رہ گیا لوگ اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہو گئے۔ آپ نے اس میں
اپنی انگلی داخل کی پھر اپنا ہاتھ اوپر کیا تو وہ آپ کے
ہاتھ کے ساتھ اوپر کو آ گئی اور آپ کا ہاتھ چپ چپ
کرنے لگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا
یہ طلاء (انگوروں کا مشروب) اونٹ کے طلاء کی مثل
ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اس کے پینے
کا حکم دیا۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے
کہا: قسم بخدا آپ نے اسے حلال قرار دیا ہے حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ قسم بخدا! میں
نے (جو چیز حرام ہے) اسے حلال قرار نہیں دیا۔ اے
اللہ! میں ان کے لیے کوئی ایسی چیز حلال قرار نہیں دیتا
جسے تو نے ان پر حرام قرار دیا اور نہ میں ان پر ایسی چیز
کو حرام کرتا ہوں جسے تو نے حلال قرار دیا۔ ف

ف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز کو حرام یا حلال قرار دینا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا ہی حرام و حلال
قرار دینا ہے چنانچہ اس مضمون کو قرآن نے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے ارشادِ ربانی ہے مَآ اٰتٰكُمُ
الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں عطا فرمائیں اسے
قبول کر لو اور جس چیز سے آپ منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔
دوسری جگہ ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ ان دلائل سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی طاعت (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا بَأْسَ بِشُرْبِ الطِّلَاءِ الَّذِیْ قَدْ ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِیَ ثُلُثُہٗ وَھُوَ لَا یُسْکِرُ فَاَمَّا کُلُّ مُعْتَقٍ یُسْکِرُ فَلَا خَیْرَ فِیْهِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ایسی طلاء کے نوش کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے دو ثلث (⅔ حصے) اڑ چکے ہوں اور ایک ثلث (تیسرا حصہ) باقی رہ گیا ہو اور وہ نشہ آور بھی نہ رہا ہو۔ پرانی شراب جو نشہ آور نہ ہو اس میں بھلائی نہیں ہے (یعنی حلال نہیں ہے)

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۱ کا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز کو حلال و حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ کا ہی ح[...] حرام قرار دیتا ہے۔

جو چیز نشہ آور ہو اس کا استعمال کرنا حرام ہے چنانچہ ایک روایت میں موجود ہے کہ کُلُّ مُسْ[...] خَمْرٌ وَکُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ یعنی ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔ اور ایک رو[...] میں شراب نوشی کرنے والے، کشید کرنے والے، جس کے لیے کشید کی گئی ہو، اٹھانے والے، جس کے لی[...] کرائی گئی ہو پر لعنت بھیجی گئی ہے۔

كِتَابُ الْفَرَآئِضْ

کتاب فرائض (وراثت کا بیان)

۷۲۰ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَرَضَ لِلْجَدِّ الَّذِيْ يَفْرِضُ النَّاسُ الْيَوْمَ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَ بِهٰذَا نَاْخُذُ فِي الْجَدِّ وَهُوَ قَوْلُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَبِهٖ يَقُوْلُ الْعَامَّةُ وَاَمَّا اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَاْخُذُ فِي الْجَدِّ بِقَوْلِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَا يُوَرِّثُ الْاِخْوَةَ مَعَهٗ شَيْئًا ۔

حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دادا کو وراثت سے اتنا ہی حصّہ دلایا جتنا آج کے زمانہ میں لوگ دیتے ہیں ۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ دادا کا وراثت میں حصّہ ہے یہی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اسی کے مطابق عام فقہاء فرماتے ہیں لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دادا کے حصّہ کے بارے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے قول سے دلیل اخذ کرتے ہیں چنانچہ دادا کے ہوتے ہوئے بھائیوں کو وراثت سے حصّہ نہیں دلاتے تھے ۔

ف بعض روایات میں "علم الفرائض" کو نصف اور باقی تمام علوم کو نصف علم قرار دیا گیا ہے سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فانی مقبوض" تم فرائض (وراثت، ترکہ) اور قرآن کی تعلیم دو اور تم لوگوں کو تعلیم دو کیونکہ میں جوارِ الٰہی میں پہنچ جاؤں گا ۔

(ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ، جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۹ ، سعید کمپنی کراچی)

وراثت کے تفصیلی مسائل کے لیے سراجی ، شریفیہ ، فتاویٰ رضویہ ، رسالہ علم الفرائض (مفتی محمد افضل لائل پوری) اور رسالہ میراث از مفتی احمد یار خاں گجراتی کا مطالعہ کریں ۔

۷۲۱ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ خَرَشَةَ عَنْ قَبِيصَةَ ابْنِ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ وَمَا عَلِمْنَا لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَارْجِعِي حَتّٰى أَسْأَلَ النَّاسَ قَالَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرٰى إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قَضٰى بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكِ وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ مِنْ شَيْءٍ وَلٰكِنْ هُوَ ذٰلِكَ السُّدُسُ فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا -

حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (کسی کی) نانی حضرت ابوبکر صدیق کے پاس حاضر ہوئی اور اپنا حق وراثت مانگا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ کتاب اللہ (قرآن) کے مطابق تمھارا کوئی حصہ نہیں اور سنتِ رسول (حدیث رسول) صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بھی ہم تمھارے حصّہ کے بارے کچھ نہیں جانتے۔ تم واپس چلی جاؤ حتیٰ کہ میں لوگوں سے اس بارے دریافت کرلوں۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا:۔ اس طرح کا ایک فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھٹا حصّہ دلا[یا] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمھار[ے] علاوہ اور بھی کوئی تمھارے ساتھ ہے؟ حضرت محم[د] بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی اس کی مثل کہا تو حضرت ابوبکر صدیق رض نے دادی کے لیے وراثت کا حکم جاری فرمادیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک دادی حاضر ہوئی اور ا[س] نے آپ سے حق وراثت لینے کا سوال کیا تو حضرت ع[مر] فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کتاب اللہ (قرآن) [کے] مطابق تمھارا کوئی حصّہ نہیں اور جو فیصلے (حضورِ انور ا[ور] حضرت ابوبکر صدیق کے ادوار میں) تمھارے بارے میں وراثت میں کسی نئی چیز کا اضافہ نہیں کرسکتا لیکن چھٹا حصّہ ہے اگر تم دونوں (دادی و نانی) اکٹھی ہو تو (چھٹا حصّہ) تم دونوں کے لیے ہے اور اگر تم میں [سے]

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا اجْتَمَعَتِ الْجَدَّتَانِ اُمُّ الْاُمِّ وَاُمُّ الْاَبِ فَالسُّدُسُ بَيْنَهُمَا وَاِنْ خَلَتْ بِهٖ اِحْدٰهُمَا فَهُوَ لَهَا وَلَا تَرِثُ مَعَهَا جَدَّةٌ فَوْقَهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ ۔

ایک ہے تو سارا اس کے لیے ہے ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب جدتان یعنی ماں کی ماں (نانی) اور باپ کی ماں (دادی) دونوں موجود ہوں تو چھٹا حصہ دونوں کے لیے ہوگا اور اگر دونوں میں سے ایک موجود ہو تو وہ (چھٹا حصہ) سارے کا سارا اس کا ہوگا اور اس سے اوپر والی دادی (پر دادی، پرنانی) وراثت کی حقدار نہیں ہوگی یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے ۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

۱۔ بَابُ مِيْرَاثِ الْعَمَّةِ

پھوپھی کے ترکہ کا بیان

۷۳۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّهٗ كَانَ يَسْمَعُ اَبَاهُ كَثِيْرًا يَقُوْلُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ عَجَبًا لِلْعَمَّةِ تُوْرَثُ وَلَا تَرِثُ ۔

حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے والد نے کثیر بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ بھتیجا پھوپھی کا وارث ہوتا ہے لیکن پھوپھی وارث نہیں بنتی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اِنَّمَا يَعْنِيْ عُمَرُ هٰذَا فِيْمَا نُرٰى اَنَّهَا تُوْرَثُ لِاَنَّ ابْنَ الْاَخِ ذُوْ سَهْمٍ وَلَا تَرِثُ لِاَنَّهَا لَيْسَتْ بِذَاتِ سَهْمٍ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : شاید حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول "بھتیجا وارث ہوتا ہے" کی وجہ یہ ہے کہ وہ بھتیجا ذوسہم (حصہ دار) ہے اور پھوپھی خود وارث نہیں بنتی اس لیے کہ وہ ذوسہم نہیں ہے

وَنَحْنُ نَرْوِيْ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُمْ قَالُوْا فِي الْعَمَّةِ وَالْخَالَةِ اِذَا لَمْ يَكُنْ

اور ہم حضرت عمر فاروق، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا جب کوئی ذوسہم اور عصبہ موجود نہ ہو

ذُو سَهْمٍ وَلَا عَصَبَةٍ فَلِلْخَالَةِ الثُّلُثُ وَلِلْعَمَّةِ الثُّلُثَانِ وَحَدِيثٌ يَرْوِيهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهُ أَنَّ ثَابِتَ ابْنَ الدَّحْدَاحِ مَاتَ وَلَا وَارِثَ لَهُ فَأَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ وَكَانَ ابْنَ أُخْتِهِ مِيرَاثَهُ وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يُوَرِّثُ الْعَمَّةَ وَالْخَالَةَ وَذَوِي الْقَرَابَاتِ بِقَرَابَاتِهِمْ وَكَانَ مِنْ أَفْقَهِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَأَعْلَمِهِمْ بِالرِّوَايَةِ۔

توخالہ کے لیئے ثلث (تیسرا حصّہ) اور پھوپھی کیلیے دوثلث (دو حصّے) ہیں اور جو حدیث اہل مدینہ بیان کرتے ہیں تو دوسرے لوگ اسے رد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ حضرت ثابت بن دحداح رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا تو ان کا کوئی وارث موجود نہیں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ جوان کا بھتیجا تھا کو ترکہ دلایا اور حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ پھوپھی اور خالہ کو اور دوسرے قریبی رشتہ داروں کو وراثت سے حصّہ دار بناتے تھے اور وہ اہل مدینہ میں سے سب سے زیادہ فقیہہ اور روایت کے لحاظ سے سب سے زیادہ عالم تھے۔

٧٢٣- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ عَجْلَانَ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ مَوْلًى لِقُرَيْشٍ كَانَ قَدِيمًا يُقَالُ لَهُ ابْنُ مِرْسَى قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمَّا صَلَّى صَلٰوةَ الظُّهْرِ قَالَ يَا يَرْفَأُ هَلُمَّ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِكِتَابٍ كَانَ كَتَبَهُ فِي شَأْنِ الْعَمَّةِ يَسْأَلُ عَنْهُ وَيَسْتَخْبِرُ اللّٰهَ فِيهِ هَلْ لَهَا مِنْ شَيْءٍ فَأَتَى بِهِ يَرْفَأُ ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ أَوْ قَدَحٍ فَمَحَى ذٰلِكَ الْكِتَابَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِيَكِ اللّٰهُ أَقَرَّكِ لَوْ رَضِيَكِ اللّٰهُ أَقَرَّكِ۔

قریش کے آزاد کردہ غلام ابن مرسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو اپنے خادم یرفاء سے کہا کہ وہ کتاب لاؤ وہ ایسی کتاب تھی جس میں پھوپھی کے ترکہ کے بارے لکھا ہوا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے بارے لوگوں سے دریافت کریں اور اس کے بارے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کریں، آپ کے خادم یرفاء وہ کتاب لے کر حاضر ہو گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پانی کا ایک طشت یا پیالہ منگوایا اور اس میں وہ کتاب دھودی اور پھر آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی تو میں تمھارا حصّہ متعین کر دیتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی تو میں تمھارا حصہ مقرر کر دیتا۔

۲ - بَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ يُوْرَثُ

کیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی وارث ہو سکتا ہے؟

۷۲۴ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِيْنَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ -

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا ورثہ ایک ایک درہم کر کے تقسیم نہیں ہوگا لیکن جو کچھ میں چھوڑوں گا میری بیویوں کے اخراجات اور میرے خادموں کی اجرت کے علاوہ جو کچھ ہوگا وہ صدقہ ہے۔

۷۲۵ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَدْنَ اَنْ يَّبْعَثْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ يَسْاَلْنَ مِيْرَاثَهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ -

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی جوارِ رحمت میں تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ فرمایا تاکہ ایسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی وراثت کے بارے دریافت کر سکیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے انبیاء کرام علیہم السلام کے ترکہ کا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے۔ ف

ف انبیاء کرام علیہم السلام دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے مستغنی و بے پرواہ ہوتے ہیں، ان کو دولت کیساتھ کوئی علاقہ و تعلق نہیں ہوتا انبیاء کرام علیہم السلام دولت، درہم اور دینار چھوڑ کر دنیا سے رخصت نہیں ہوتے بلکہ علم و عرفان کی دولت و وراثت چھوڑ کر جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ (جاری ہے)

۳- بَابُ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ

مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا، کا بیان

۷۲۶ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَالْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ يَتَوَارَثُوْنَ بِهٖ وَاِنِ اخْتَلَفَتْ مِلَلُهُمْ يَرِثُ الْيَهُوْدِيُّ النَّصْرَانِيَّ وَالنَّصْرَانِيُّ الْيَهُوْدِيَّ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

۷۲۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ وَرِثَ اَبَا طَالِبٍ عَقِيْلٌ وَّ طَالِبٌ وَّلَمْ يَرِثْهُ عَلِيٌّ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان، ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ ف،

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا اور سب کا سب کفر ایک ہی ملت ہے اور وہ (اہل کفر) ایک دوسرے کے مالک ہوں گے خواہ ملت (دین) کے لحاظ سے مختلف ہوں چنانچہ یہودی نصرانی کا اور نصرانی یہودی کا وارث ہو سکتا ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابو طالب کے وارث عقیل اور طالب بنے تھے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے وارث نہیں بنے تھے۔

(حاشیہ گذشتہ صفحہ کا) العلماء ورثۃ الانبیاء علماء، انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔

ف ترکہ میں حصہ دار بننے کے لیے متوفی کا ہم مذہب ہونا شرط ہے لہٰذا اسی قاعدہ کے مطابق مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں کا دین مختلف ہے۔

۴۔ بَابُ مِيرَاثِ الْوَلَاءِ

ولاء کی میراث کا بیان

۷۲۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ ابْنَ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْعَاصَ ابْنَ هِشَامٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِيْنَ ثَلٰثَةً اِبْنَيْنِ لِاُمٍّ وَرَجُلًا لِعِلَّةٍ فَهَلَكَ اَحَدُ الْاِبْنَيْنِ اللَّذَيْنِ هُمَا لِاُمٍّ وَتَرَكَ مَالًا وَمَوَالِيَ فَوَرِثَهٗ اَخُوْهُ لِاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَوَرِثَ مَالَهٗ وَوَلَاءَ مَوَالِيْهِ ثُمَّ هَلَكَ اَخُوْهُ وَتَرَكَ ابْنَهٗ وَاَخَاهُ لِاَبِيْهِ فَقَالَ ابْنُهٗ قَدْ اَحْرَزْتُ مَا كَانَ اَبِيْ اَحْرَزَ مِنَ الْمَالِ وَوَلَاءِ الْمَوَالِيْ وَقَالَ اَخُوْهُ لَيْسَ كُلُّهٗ لَكَ اِنَّمَا اَحْرَزْتَ الْمَالَ فَاَمَّا وَلَاءُ الْمَوَالِيْ فَلَا اَرَاَيْتَ لَوْ هَلَكَ اَخِي الْيَوْمَ اَلَسْتُ اَرِثُهٗ اَنَا فَاخْتَصَمَا اِلٰى عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ فَقَضٰى لِاَخِيْهِ بِوَلَاءِ الْمَوَالِيْ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبدالملک بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے بتایا: حضرت عاص بن ہشام رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا انھوں نے تین بیٹے چھوڑے دو بیٹے ایک ماں سے (سگے بھائی) اور ایک سوتیلا تھا۔ دو سگے بھائیوں میں سے ایک فوت ہو گیا اس نے کچھ مال اور غلام چھوڑے اس کا سگا بھائی اس کا وارث ہوا اور وہ اس (مرحوم) کے مال اور غلاموں کا وارث ہو گیا۔ پھر اس کا بھائی فوت ہو گیا اس نے اپنا ایک بیٹا اور ایک باپ کی طرف سے (سوتیلا) بھائی چھوڑا۔ بیٹے نے کہا اپنے (مرحوم) باپ کے مال اور غلاموں کی ولاء میں لوں گا اس (مرحوم) کے بھائی نے کہا کہ سب کچھ کے تم مالک نہیں بن سکتے البتہ مال تم لے لو لیکن غلاموں کی ولاء نہیں۔ تم مجھے بتاؤ اگر آج میرا بھائی فوت ہو جاتا تو کیا میں اس کا وارث نہ بنتا؟ دونوں اپنا جھگڑا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے غلاموں کی ولاء کا فیصلہ اس (مرحوم) کے بھائی کے حق میں کر دیا۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ الْوَلَاءُ لِلْاَخِ مِنَ الْاَبِ دُوْنَ بَنِي الْاَخِ مِنَ الْاَبِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ولاء باپ کی طرف

وَالْأُمِّ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

(سوتیلے) بھائی کے لیے ہوگی نہ کہ ماں اور باپ کی طرف سے بننے والے (سگے) بھائی کی اولاد کے لیے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

٧٢٩ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ فَاخْتَصَمَ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِّنْ جُهَيْنَةَ وَنَفَرٌ مِّنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ جُهَيْنَةَ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ كُلَيْبٍ فَمَاتَتْ فَوَرِثَهَا ابْنُهَا وَزَوْجُهَا وَتَرَكَتْ مَالًا وَّمَوَالِيَ ثُمَّ مَاتَ ابْنُهَا فَقَالَ وَرَثَتُهُ لَنَا وَلَاءُ الْمَوَالِي وَقَدْ كَانَ ابْنُهَا أَحْرَزَهُ فَقَالَ الْجُهَنِيُّوْنَ لَيْسَ كَذٰلِكَ إِنَّمَا هُمْ مَّوَالِي صَاحِبَتِنَا فَإِذَا مَاتَ وَلَدُهَا فَلَنَا وَلَاؤُهُمْ وَنَحْنُ نَرِثُهُمْ فَقَضٰى أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ لِلْجُهَنِيِّيْنَ بِوَلَاءِ الْمَوَالِي۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے والد کا بیان ہے کہ وہ ایک بار حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان (حضرت ابان بن عثمان) کے پاس قبیلہ جہینہ اور بنی حارث بن خزرج کے کچھ لوگ جھگڑا لے کر حاضر ہوئے وہ مسئلہ یہ تھا کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت بنی حارث کے ایک شخص جسے ابراہیم بن کلیب کہا جاتا تھا، کے نکاح میں تھی وہ فوت ہو گئی، اس کا بیٹا اور شوہر اس کے وارث ہوئے اس (مرحومہ) نے مال اور کچھ غلام چھوڑے تھے پھر اس (مرحومہ) کا بیٹا فوت ہوگیا تو اس کے وارثوں نے کہا: غلاموں کی ولاء ہمارے لیے ہے جن کا وہ (مرحوم) مالک تھا اور قبیلہ جہینہ کے لوگو[ں] نے کہا: ایسے نہیں ہوگا وہ غلام (جو بطور میراث چھوڑے) ہیں) ہمارے قبیلے کی عورت کے ہیں جب اس کا بیٹا فوت ہوگیا تو ان (غلاموں) کی ولاء ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے وارث ہوں گے حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ نے غلاموں کی ولاء کا فیصلہ قبیلہ جہینہ کے لوگوں کے حق میں کر دیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا أَيْضًا نَأْخُذُ إِذَا انْقَرَضَ وَلَدُهَا الذُّكُوْرُ رَجَعَ الْوَلَاءُ وَمِيْرَاثُ مَنْ مَّاتَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْ مَّوَالِيْهَا إِلٰى عَصَبَتِهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب بیٹا وفات پا جائے تو اس کی میراث اور ولاء بعد میں وفات پانے والے عصبات کی طرف لوٹتی ہے یہی امام اعظم ابوحنیف

الْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۷۳۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِي مُخْبِرٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ عَبْدٍ لَّهٗ وَلَدٌ مِّنْ اِمْرَاَةٍ حُرَّةٍ لِّمَنْ وَلَاءُهُمْ قَالَ اِنْ مَّاتَ اَبُوْهُمْ وَهُوَ عَبْدٌ لَّمْ يُعْتَقْ فَوَلَاءُهُمْ لِمَوَالِيْ اُمِّهِمْ۔

حضرت مخبرؓ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایسا غلام کا لڑکا جو آزاد عورت کے بطن سے پیدا ہوا، اس کی ولاء کا حق دار کون ہوگا؟ انھوں نے جواب دیا ان کے باپ کے فوت ہوتے وقت وہ آزاد نہ ہوں تو ان کی ولاء کے حق دار ان کی ماں کے موالی ہونگے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَاِنْ اُعْتِقَ اَبُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ حُرًّا وَلَاءُهُمْ فَصَارَ وَلَدُهُمْ لِمَوَالِيْ اَبِيْهِمْ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ اگر باپ کی وفات سے قبل غلام آزاد ہوجائے تو اس کی ولاء باپ کے موالی کے حصہ میں آئے گی یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۵۔ بَابُ مِيْرَاثِ الْحَمِيْلِ

حمیل (وہ بچہ جو دار الحرب سے قیدی بنا کر لایا جائے) کی میراث کا بیان

۷۳۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْاَشَجِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اَبَى عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اَنْ يُّوَرِّثَ اَحَدًا مِّنَ الْاَعَاجِمِ اِلَّا مَا وُلِدَ فِي الْعَرَبِ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کسی عجمی کو ترکہ دلانے سے انکار کر دیا تھا سوائے اس کے کہ وہ عرب میں پیدا ہو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يُوَرَّثُ الْحَمِيْلُ الَّذِيْ يُسْبٰى وَ تُسْبٰى مَعَهٗ اِمْرَاَةٌ فَتَقُوْلُ هُوَ وَلَدِيْ اَوْ تَقُوْلُ هُوَ اَخِيْ اَوْ يَقُوْلُ هِيَ اُخْتِيْ وَلَا نَسَبَ مِنَ الْاَنْسَابِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ حمیل یعنی وہ بچہ جو دار الحرب سے قیدی بنا کر لایا گیا ہو اور اس کے ہمراہ کوئی عورت بھی موجود ہو وہ عورت کہے کہ یہ میرا بچہ ہے

يُوَرَّثُ إِلَّا بِبَيِّنَةٍ إِلَّا الْوَالِدُ وَالْوَلَدُ فَإِنَّهُ إِذَا ادَّعَى الْوَالِدُ أَنَّهُ ابْنُهُ وَصَدَّقَهُ فَهُوَ ابْنُهُ وَلَا يُحْتَاجُ فِيْ هٰذَا إِلَى بَيِّنَةٍ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ الْوَلَدُ عَبْدًا فَيُكَذِّبُهُ مَوْلَاهُ بِذٰلِكَ فَلَا يَكُوْنُ ابْنَ الْأَبِ مَادَامَ عَبْدًا حَتّٰى يُصَدِّقَهُ الْمَوْلٰى وَالْمَرْأَةُ إِذَا ادَّعَتِ الْوَلَدَ شَهِدَتِ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ مُسْلِمَةٌ عَلٰى أَنَّهَا وَلَدَتْهُ وَهُوَ يُصَدِّقُهَا وَهُوَ حُرٌّ فَهُوَ ابْنُهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ۔

یا میرا بھائی ہے اور یا حمیل کہے کہ یہ میری بہن ہے صرف کسی حسب ونسب کے اقرار کرنے سے وراثت ثابت نہیں ہوگی جب تک گواہی پیش نہ کی جائے البتہ دونوں باپ بیٹا ہوں کیونکہ جب باپ دعویٰ کرے گا کہ وہ حمیل اس کا بیٹا ہے اور وہ (حمیل) اس کی تصدیق بھی کر دے تو گواہی کی ضرورت نہیں رہے گی مگر جب کہ بیٹا غلام ہو اور اس (غلام) کا آقا نفی کر دے تو وہ (غلام) باپ کا بیٹا ثابت نہیں ہوگا حتیٰ کہ مالک اس کی تصدیق کر دے اور جب عورت اس (حمیل) کے بچہ ہونے کا دعویٰ کر دے اور ایک مسلمان آزاد عورت بھی اس کی تصدیق کر دے کہ وہ اسی نے جنا ہے تو وہ اس عورت کا بچہ قرار پائے گا۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

٦- بَابُ فَضْلِ الْوَصِيَّةِ

وصیت کا بیان

٧٣٢- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوْبَةٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے مال کوئی ایسی چیز ہو جس کے بارے وہ وصیت کرنا چاہتا ہو تو اسی حالت میں دو راتیں گذار دے سوائے اس کے کہ وہ وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ هٰذَا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس رو

حَسَنٌ جَمِيْلٌ ۔ ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ یہ اچھی بات ہے ۔

۷۔ بَابُ الرَّجُلِ يُوصِي عِنْدَ مَوْتِهِ بِثُلُثِ مَالِهِ

مرد کا موت کے وقت اپنے تہائی مال سے وصیّت کرنیکا بیان

۷۳۳ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَمْرَو ابْنَ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قِيْلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِنَّ هٰهُنَا غُلَامًا يَفَاعًا مِنْ غَسَّانَ وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ وَلَهُ مَالٌ وَّلَيْسَ هٰهُنَا اِلَّا ابْنَةُ عَمٍّ لَهُ فَقَالَ عُمَرُ مُرُوْهُ فَلْيُوْصِ لَهَا فَاَوْصٰى لَهَا بِمَالٍ يُقَالُ لَهُ بِئْرُ جُشَمَ قَالَ عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ فَبِعْتُ ذٰلِكَ الْمَالَ بِثَلٰثِيْنَ اَلْفًا بَعْدَ ذٰلِكَ وَابْنَةُ عَمِّهِ الَّتِيْ اَوْصٰى لَهَا هِيَ اُمُّ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ ۔

حضرت عمرو بن سلیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ یہاں (مدینہ طیبہ میں) قبیلہ غسان سے تعلق رکھنے والا قریب البلوغ ایک لڑکا ہے جبکہ اس کا وارث شام میں ہے اس کا مال ہے اس کی چچازاد ہمشیرہ یہاں موجود ہے ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اسے (لڑکے کو) حکم دو کہ وہ اپنی چچازاد کے لیے وصیّت کر دے لڑکے نے اپنے مال یعنی بئر جشم کی وصیّت اس (چچازاد ہمشیرہ) کے لیے کر دی ۔ حضرت عمرو بن سلیم رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے اس کے بعد وہ مال تیس ہزار روپے میں فروخت کیا اور اس کی چچازاد ہمشیرہ جس کے لیے وصیّت کی تھی وہ امِّ عمرو بن سلیم رضی اللہ عنہما ہیں ۔

* * *

۷۳۴ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهُ قَالَ جَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَعُوْدُنِيْ مِنْ وَّجَعٍ اِشْتَدَّ بِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ مِنِّي الْوَجَعُ مَا تَرٰى وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا تَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَةٌ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع کے سال میں شدید بیماری کا شکار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! جیسے آپ کے علم میں ہے کہ میں شدید بیماری میں مبتلا ہوں جبکہ میرے پاس مال بھی موجود ہے اور میرا وارث صرف

لِيْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قَالَ فَبِالشَّطْرِ قَالَ لَا قَالَ فَبِالثُّلُثِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثُّلُثَ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ اِمْرَاَتِكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِيْ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا تَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّلَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَّاتَ بِمَكَّةَ۔

میری بیٹی ہے کیا میں اپنے مال کے دوثلث (دوتہائی) کا صدقہ کر سکتا ہوں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ۔ پھر عرض کیا نصف مال ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ۔ پھر عرض کیا ثلث مال ؟ (تیسرا حصہ) صدقہ کر سکتا ہوں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہائی میں وصیت کرو یہ مال زیادہ ہے یا بڑا ہے (راوی حدیث کو شک ہے) اگر تم اپنے وزثاء کو مالدار چھوڑ جاؤ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں تنگدست چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے پھریں جو بھی مال تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہو اس کا ثواب ملے گا خواہ تم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالو ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! میں تو اپنے ساتھیوں سے (بیماری کے باعث) پیچھے رہ جاؤں گا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پیچھے ہرگز نہیں رہو گے کیونکہ جو بھی تم نیک کام رضاءِ الٰہی کے لیے کرو گے اس کے عوض اللہ تعالیٰ تمھارا درجہ بلند فرمائے گا اور ممکن ہے کہ تم (طویل زندگی پاؤ) پیچھے رہ جاؤ اور تمھارے سبب لوگوں کو نفع و فائدہ ہو جبکہ دوسرے لوگوں کو نقصان ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ! میرے صحابہ کی ہجرت کو مکمل فرما دے اور انھیں ئوا لٹے پاؤں نہ پھیر دے لیکن پریشان حال حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اظہار افسوس فرماتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْوَصَايَا جَائِزَةٌ فِيْ ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ بَعْدَ قَضَاءِ دَيْنِهٖ وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يُّوْصِيَ بِاَكْثَرِ مِنْهُ فَاِنْ اَوْصٰى بِاَكْثَرِ مِنْ ذٰلِكَ فَاَجَازَتْهُ الْوَرَثَةُ بَعْدَ مَوْتِهٖ فَهُوَ جَائِزٌ وَّلَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَّرْجِعُوْا بَعْدَ اِجَازَتِهِمْ وَاِنْ رَدُّوْا رَجَعَ ذٰلِكَ اِلَى الثُّلُثِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ فَلَا يَجُوْزُ لِاَحَدٍ وَصِيَّةٌ بِاَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ اِلَّا اَنْ تُجِيْزُ الْوَرَثَةُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

ان کا وارث قرار دیا اگر وہ مکہ مکرمہ میں وفات پائیں ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میت کا قرض وغیرہ ادا کرنے کے بعد باقی ماندہ مال کے ثلث (تیسرا حصہ) سے وصیت پوری کرنا جائز ہے تہائی مال سے زائد کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے اگر کسی نے اپنے تہائی مال سے زائد کی وصیت کی اس کی موت کے بعد ورثاء کی رضامندی سے اس کا پورا کرنا جائز ہے ورثاء کی رضامندی (اجازت) کے بعد رجوع کرنا درست نہیں ہے اگر ورثاء (ابتدائً) مسترد کر دیں تو وصیت تہائی مال میں جاری ہو جائے گی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہائی مال کی وصیت کر دو اور یہ مال کثیر ہے۔ ورثاء کی اجازت کے بغیر ثلث مال سے زائد میں وصیت کرنا درست نہیں ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے فقہاء کا قول ہے۔

ف اپنے ثلث (تہائی حصہ) میں وصیت کی جا سکتی ہے اس سے زائد مال میں جائز نہیں ورثاء سب سے قبل قرض ادا کریں گے پھر اس کی وصیت پوری کی جائیگی اور باقی ماندہ وراثت ورثاء میں تقسیم کر دی جائے گی۔

۱۳۔ کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ

قسموں اور نذروں کا بیان

۱۔ بَابُ اَدْنٰی مَا یَجْزِیُٔ فِیْ کَفَّارَةِ الْیَمِیْنِ

قسم کے کفّارہ میں کم از کم ادائیگی کا بیان

۷۳۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُکَفِّرُ عَنْ یَمِیْنِهٖ بِاِطْعَامِ عَشَرَةِ مَسَاکِیْنَ لِکُلِّ اِنْسَانٍ مُدٌّ مِّنْ حِنْطَةٍ وَکَانَ یَعْتِقُ الْجَوَارِیَ اِذَا وَکَّدَ فِی الْیَمِیْنِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی قسم کے کفارہ کے سلسلے میں دس مسکینوں کو کھانا کھلاتے ایک مُدگندم دیتے اور مُدّ سے مراد چھوٹا مُد لیتے اور وہ خیال کرتے یہ ان کی طرف سے کافی ہوگا۔

۷۳۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ قَالَ اَدْرَکْتُ النَّاسَ وَهُمْ اِذَا اَعْطَوُا الْمَسَاکِیْنَ فِیْ کَفَّارَةِ الْیَمِیْنِ اَعْطَوْا مُدًّا مِّنْ حِنْطَةٍ بِالْمُدِّ الْاَصْغَرِ وَرَاَوْا اَنَّ ذٰلِكَ یُجْزِیُٔ عَنْهُمْ۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے لوگوں کو ملاحظہ کیا کہ وہ قسم کے کفارے میں مسکینوں کو کھانا کھلاتے ایک مد گندم دیتے اور مد سے مراد چھوٹا مد لیتے اور وہ خیال کرتے کہ یہ ان کی طرف سے کافی ہوگا۔

۷۳۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِیَمِیْنٍ فَوَکَّدَهَا ثُمَّ حَنِثَ فَعَلَیْهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ اَوْ کِسْوَةُ عَشَرَةِ مَسَاکِیْنَ وَمَنْ حَلَفَ بِیَمِیْنٍ وَلَمْ یُؤَکِّدْهَا فَحَنِثَ فَعَلَیْهِ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاکِیْنَ لِکُلِّ مِسْکِیْنٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ فَمَنْ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے قسم اٹھائی پھر تاکید کیساتھ اسے مضبوط بنا دیا پھر وہ حانث ہو گیا تو اس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے یا دس مسکینوں کو کپڑے دینا ہے اور جس شخص نے قسم اٹھائی اور اسے مضبوط نہ بنایا پھر وہ حانث ہو گیا تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہر مسکین کو ایک مد گندم ہے اور جو شخص یہ نہ پائے تو وہ تین دنوں کے روزے رکھے

قَالَ مُحَمَّدٌ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ غَدَاءً وَّعَشَاءً اَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ حِنْطَةٍ اَوْ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دس مسکینوں کو صبح و شام کھانا کھلانا ہوگا یا نصف صاع (آدھا ٹوپہ) گندم یا ایک صاع کھجور یا جو ہر مسکین کو دینے ہوں گے۔

۷۳۸۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ الْحَنَفِيُّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ السَّبِيْعِيِّ عَنْ يَرْفَاءَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضـ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا يَرْفَاءُ اِنِّيْ اَنْزَلْتُ مَالَ اللّٰهِ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ مَالِ الْيَتِيْمِ اِنِ احْتَجْتُ اَخَذْتُ مِنْهُ فَاِذَا اَيْسَرْتُ رَدَدْتُهٗ اِنِ اسْتَغْنَيْتُ اِسْتَعْفَفْتُ وَاِنِّيْ قَدْ وَلِيْتُ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ اَمْرًا عَظِيْمًا فَاِذَا اَنْتَ سَمِعْتَنِيْ اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَلَمْ اُمْضِهَا فَاَطْعِمْ عَنِّيْ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ خَمْسَةَ اَصْوُعٍ بُرٍّ بَيْنَ كُلِّ مِسْكِيْنَيْنِ صَاعٌ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت یرفاء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے یرفاء (رضی اللہ عنہ) بے شک بیت المال کا مال میرے نزدیک یتیم کے مال کے قائم مقام ہے اگر مجھے محتاجی ہوتی ہے تو میں اس سے لے لیتا ہوں اور جب کشادہ حال ہوتا ہوں تو اسے واپس کر دیتا ہوں پھر جب مجھے ضرورت نہ ہو تو اس سے پرہیز کرتا ہوں اور مسلمانوں کی عظیم ذمہ داریاں میرے کندھوں پر ڈالی گئی ہیں جب تم مجھے قسم کھاتے ہوئے سنو اگر میں اسے پورا نہ کروں تو میری طرف سے دس مسکینوں کو پانچ صاع گندم کا کھانا کھلا دو جو ہر مسکین کو نصف صاع آئے۔

۷۳۹۔ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ يَرْفَاءَ غُلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ عُمَرَ قَالَ لَهٗ اَنَّ عَلَيَّ اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ النَّاسِ جَسِيْمًا فَاِذَا رَاَيْتَنِيْ قَدْ حَلَفْتُ عَلٰى شَيْءٍ فَاَطْعِمْ عَنِّيْ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ كُلَّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت یرفاء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں فرمایا اے یرفاء! مجھ پر لوگوں کے امور کی ذمہ داری عظیم ڈالی گئی ہے جب تم مجھے دیکھو کہ میں نے کسی معاملہ میں قسم کھائی ہے (پورا نہ کرنے کی صورت میں) تو تم میری طرف سے (بطور کفارہ) دس مسکینوں کو کھانا کھلا دو ہر مسکین کو نصف صاع گندم۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا) کھلایا جائے یا تین دنوں کے مسلسل روزے رکھے جائیں۔

۷۴۰۔ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ ابْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْ يَمِيْنِهِ بِنِصْفِ صَاعٍ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ۔

حضرت یسار بن نمیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان کی قسم کا کفارہ ہر غریب کو نصف صاع (آدھا ٹوپہ) ادا کیا جائے۔

۷۴۱۔ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ مِّنَ الْكَفَّارَاتِ فِيْهِ إِطْعَامُ الْمَسَاكِيْنِ نِصْفُ صَاعٍ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تمام قسموں کے کفارہ میں مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے ہر مسکین کے لیے نصف صاع ہے۔

۲۔ بَابُ الرَّجُلِ يَحْلِفُ بِالْمَشْيِ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ

بیت اللہ کی طرف پیدل چلنے کی نذر ماننے کا بیان

۷۴۲۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمَّتِهِ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّهَا كَانَتْ جَعَلَتْ عَلَيْهَا مَشْيًا إِلَى مَسْجِدِ قُبَاءٍ فَمَاتَتْ وَلَمْ تَقْضِهِ فَأَفْتَى ابْنُ عَبَّاسٍ ابْنَتَهَا أَنْ تَمْشِيَ عَنْهَا۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی پھوپھی کے حوالے سے اور وہ اپنی دادی کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے مسجد قبا تک پیدل چلنے کی نذر مانی تھی کہ وہ پورا کیے بغیر فوت ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فتویٰ جاری کیا کہ ان کی بیٹی ان کی طرف سے چل کر جائے۔

۷۴۳۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبَةَ قَالَ قُلْتُ لِرَجُلٍ وَأَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ يَقُوْلُ عَلَيَّ الْمَشْيُ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَا يُسَمِّيْ نَذْرًا شَيْءٌ فَقَالَ الرَّجُلُ هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُعْطِيَكَ هٰذَا الْجَرْوَ لِجَرْوِ قِثَّاءٍ فِيْ يَدِهِ وَتَقُوْلُ عَلَيَّ مَشْيٌ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقُلْتُ نَعَمْ فَقُلْتُهُ فَمَكَثْتُ حِيْنًا حَتّٰى عَقَلْتُ فَقِيْلَ لِيْ إِنَّ

حضرت عبداللہ بن ابی حبیبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بچپن کے زمانہ میں ایک شخص سے کہا کہ اگر کسی نے کعبۃ اللہ تک پیدل چل کر جانا اپنے اوپر واجب قرار دے لیا تو وہ یہ خیال نہ کرے کہ یہ نذر اس پر واجب ہوگئی ہے جبکہ اس نے نذر کا لفظ استعمال نہ کیا ہو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوگی اس نے کہا کیا یوں کہہ دو گے بیت اللہ تک پیدل جانا مجھ پر واجب ہے تو میں تم کو یہ لکڑی (جو اس کے ہاتھ میں تھی) دے د

عَلَيْكَ مَشْيًا فَجِئْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلَيْكَ مَشْيٌ فَمَشَيْتُ ۔

میں نے کہا ہاں ۔ تو میں نے ایسے کہہ دیا پھر کچھ دیر کے لیے میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ میں سمجھ گیا اور مجھے (لوگوں کی طرف سے) کہا گیا بیت اللہ تک پیدل چلنا تم پر لازم ہو گیا ہے چنانچہ میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے اس سلسلے میں سوال کیا ۔ انھوں نے جواب دیا کہ تم پر چلنا لازم ہو گیا ہے پس میں پیدل گیا ۔

* * * * *

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ مَنْ جَعَلَ عَلَيْهِ الْمَشْيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ لَزِمَهُ الْمَشْيُ إِنْ جَعَلَهُ نَذْرًا أَوْ غَيْرَ نَذْرٍ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ۔ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص نے بیت اللہ تک پیدل چلنا اپنی ذات پر لازم قرار دے لیا تو اس پر پیدل چل کر جانا واجب ہو جائے گا خواہ نذر کی بناء پر یا غیر نذر کی بناء پر ۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے ۔

٣ ۔ بَابُ مَنْ جَعَلَ عَلٰى نَفْسِهِ الْمَشْيَ ثُمَّ عَجَزَ

پیدل چلنا لازم قرار دینے اور پھر اس سے عاجز آجانے کا بیان

۷۴۴ ۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أُذَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَدَّةٍ عَلَيْهَا مَشْيٌ إِلَى بَيْتِ اللهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَجَزَتْ فَأَرْسَلَتْ مَوْلًى لَهَا إِلٰى عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ لِيَسْأَلَهُ وَخَرَجْتُ مَعَ الْمَوْلٰى فَسَأَلَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ ثُمَّ لِتَمْشِ مِنْ حَيْثُ عَجَزَتْ ۔

حضرت عروہ بن اذینہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اپنی دادی کے ساتھ نکلا انھوں نے (دادی صاحبہ نے) بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی تھی جب ہم ایک راستے میں پہنچے تو وہ پیدل چلنے سے عاجز آ گئیں انھوں نے اپنے آزاد کردہ غلام کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ آپ سے مسئلہ دریافت کرے اور میں بھی غلام کے ساتھ نکلا ۔ غلام نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا تو انھوں نے جواب دیا تم اسے حکم دو کہ

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدْ قَالَ هٰذَا قَوْمٌ وَاَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

سوار ہو جائے جس جگہ سے پیدل چلنے سے عاجز آئی
(قدرت حاصل ہونے کے بعد) پھر وہاں سے پیدل چلے
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ایک جماعت
کا قول ہے اس سے زیادہ پسندیدہ ہمارے نزدیک
وہ قول ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا
قول ہے۔

۷۴۵۔ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنِ الْحَكَمِ ابْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يَحُجَّ مَاشِيًا ثُمَّ عَجَزَ فَلْيَرْكَبْ وَلْيَحُجَّ وَلْيَنْحَرْ بَدَنَةً وَجَاءَ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ وَيُهْدِيْ هَدْيًا فَبِهٰذَا نَاْخُذُ يَكُوْنُ الْهَدْيُ مَكَانَ الْمَشْيِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے پیدل چل کر
بیت اللہ کا حج کرنے کی نذر مانی پھر وہ اس سے عا
آگیا تو اسے چاہیئے کہ سوار ہو جائے اور حج بیت اللہ کر
اور ایک بدنہ کی قربانی کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ
یہ روایت بھی مروی ہے کہ وہ ایک ہدی بھیج دے ا
سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ یہ ہدی پیدل چلنے
قائم مقام ہو جائیگی۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۷۴۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ عَلَيَّ مَشْيٌ فَاَصَابَتْنِيْ خَاصِرَةٌ فَرَكِبْتُ حَتّٰى اَتَيْتُ مَكَّةَ فَسَاَلْتُ عَطَاءَ ابْنَ اَبِيْ رَبَاحٍ وَغَيْرَهٗ فَقَالُوْا عَلَيْكَ هَدْيٌ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ سَاَلْتُ فَاَمَرُوْنِيْ اَنْ اَمْشِيَ مِنْ حَيْثُ عَجَزْتُ مَرَّةً اُخْرٰى فَمَشَيْتُ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے
مجھ پر بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر واجب
تو میری کمر میں درد شروع ہو گیا تو سوار ہو کر مکہ مکرمہ
پہنچا تو اس بارے حضرت عطاء بن رباح وغیرہ رضی
عنہم سے پوچھا؟ انھوں نے جواب دیا: تم پر ہدی
ہے جب میں مدینہ طیبہ میں آیا تو اس بارے پھر در
کیا تو انھوں (اہلِ مدینہ) نے مجھے حکم دیا کہ جہا
میں پیدل چلنے سے عاجز ہوا تھا وہیں سے د
پیدل چل کر جاؤں چنانچہ میں (دوبارہ) پیدل چلا
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِقَوْلِ عَطَاءٍ نَاْخُذُ

يَرْكَبُ وَعَلَيْهِ هَدْيٌ لِرُكُوْبِهٖ وَلَيْسَ عَلَيْهِ اَنْ يَّعُوْدَ۔

عطاء بن رباح رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل اخذ کرتے ہیں وہ سوار ہو جائے تو اس کی وجہ سے اس پر ہدی واجب ہوگی۔ لیکن دوبارہ پیدل چلنا اس کے لیے ضروری نہیں۔

۴۔ بَابُ الْاِسْتِثْنَآءِ فِي الْيَمِيْنِ

قسم میں استثناء (لفظ انشاء اللہ کے ساتھ) کرنے کا بیان

۷۴۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ قَالَ وَاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ لَمْ يَفْعَلِ الَّذِيْ حَلَفَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْنَثْ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کی قسم اٹھائی پھر انشاء اللہ کہا بعد میں وہ اپنی قسم پوری نہ کر سکا تو وہ حانث (قسم توڑنے والا) شمار نہیں ہوگا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَّصَلَهَا بِيَمِيْنِهٖ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی قسم کے متصل (فوراً بعد) انشاء اللہ کہہ دے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں آئے گی اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

ف قسم کھانے کے متصل انشاء اللہ کہہ دیا بعد میں قسم پوری نہ کرنے والا، قسم توڑنے والا شمار نہیں ہوگا لہٰذا اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔

۵۔ بَابُ الرَّجُلِ يَمُوْتُ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

وجوبِ نذر کے بعد کسی شخص کے فوت ہوجانے کا بیان

۷۴۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ لَّمْ تَقْضِهِ قَالَ اقْضِهِ عَنْهَا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ مَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ حَجٍّ قَضَاهَا عَنْهَا اَجْزٰى ذٰلِكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے جبکہ ان پر نذر واجب تھی اور اسے پورا نہیں کر سکی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کی طرف سے نذر پوری کر دو۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک شخص نے کسی چیز کی نذر مانی، صدقہ کی یا حج کی تو دوسرے کسی شخص نے اس کی طرف سے پوری کر دی وہ اس کی طرف سے پوری ہوجائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۶۔ بَابُ مَنْ حَلَفَ اَوْ نَذَرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ

کسی گناہ کے کام میں قسم کھانے یا نذر ماننے کا بیان

۷۴۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان

ف جس چیز کی نذر مانی جائے اسے پورا کرنا واجب ہوجاتا ہے مثلاً کسی اعتکاف، حج، صدقہ، روزہ اور دوسرے کسی عمل کی نذر مانی تو بعد میں وہ آدمی فوت ہوجائے تو اس کی طرف سے دوسرا شخص ادا کرے تو ادا ہوجائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ متوفیٰ کی طرف سے دوسرا آدمی کوئی نیکی کرے تو اس کا اسے ثواب پہنچ جاتا ہے۔ یہی ایصالِ ثواب ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب حق ہے۔

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ۔

کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اطاعتِ الٰہی کی نذر مانے وہ اسے پورا کرے اور جو اس کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا فِيْ مَعْصِيَةٍ وَلَمْ يُسَمِّ فَلْيُطِعِ اللّٰهَ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جو شخص کسی نافرمانی (گناہ) کے کام میں نذر مانے اور اس کا تعین نہ کیا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے (نافرمانی نہ کرے) اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۷۵۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ اَتَتِ امْرَاَةٌ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَتْ اِنِّيْ نَذَرْتُ اَنْ اَنْحَرَ ابْنِيْ فَقَالَ لَا تَنْحَرِيْ ابْنَكِ وَكَفِّرِيْ عَنْ يَمِيْنِكِ فَقَالَ شَيْخٌ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَالِسٌ كَيْفَ يَكُوْنُ فِيْ هٰذَا كَفَّارَةٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَرَاَيْتَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ ثُمَّ جَعَلَ فِيْهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ مَا قَدْ رَاَيْتَ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک عورت نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: میں نے نذر مانی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کروں گی آپ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تم اپنے بیٹے کو ذبح نہ کرو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو۔ ایک معمر (بوڑھا) آدمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے سوال کیا کہ اس میں کفارہ کیسے ہوگا (جبکہ یہ نذر گناہ اور نافرمانی کے سلسلہ میں ہے) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ (وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں) پھر اس میں کفارہ کا تعین بھی کر دیا

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَاْخُذُ وَهٰذَا اِمَّا وَصَفْتُ لَكَ اَنَّهُ مَنْ حَلَفَ اَوْ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل اخذ

نَذَرَ نَذْرًا فِيْ مَعْصِيَةٍ فَلَا يَعْصِيَنَّ وَ لْيُكَفِّرَنَّ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔

کرتے ہیں۔ یہ وہی بات ہے جس کی میں نے تمہارے لیے وضاحت کر دی ہے کہ جس شخص نے کسی نافرمانی کے کام میں قسم کھائی یا نذر مانی تو وہ ہرگز نافرمانی نہ کرے بلکہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ ف

۷۵۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَفْعَلْ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی معاملے میں قسم اٹھائی پھر اس نے اس سے بہتر پہلو دیکھ لیا تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور وہ کام کر گذرے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۷۔ بَابُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم کھانے کا بیان

۷۵۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا وَاَبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یوں کہتے ہوئے سنا "لَا وَاَبِيْ"، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے آباء (باپوں) کی

ف جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی (یعنی معصیت وگناہ کے سلسلے میں) کی نذر مانی، تو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا ارتکاب نہ کرے بلکہ اپنی نذر کا کفارہ ادا کرے۔

اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِکُمْ فَمَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ ثُمَّ لِیَبَرَّ اَوْ لِیَصْمُتْ۔

قسم کھانے سے منع فرمایا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی جب قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے پھر اسے پورا کرے یا خاموشی اختیار کرے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِھٰذَا نَاْخُذُ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّحْلِفَ بِاَبِیْہِ فَمَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ ثُمَّ لِیَبَرَّ اَوْ لِیَصْمُتْ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے باپ (وغیرہ) کی قسم کھائے (بلکہ صرف) اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے پھر اسے پورا کرے یا خاموشی اختیار کرے۔

۸۔ بَابُ الرَّجُلِ یَقُوْلُ مَالُہٗ فِیْ رِتَاجِ الْکَعْبَۃِ

کعبہ کے دروازے پر اپنے مال کو وقف کرنیکی قسم کھانے کا بیان

۷۵۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنِیْ اَیُّوْبُ بْنُ مُوْسٰی مِنْ وُّلْدِ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَجَبِیِّ عَنْ اَبِیْہِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جس شخص نے کہا کہ میرا مال کعبہ کے دروازے کے لیے وقف ہے تو وہ اس کا کفارہ ادا کرے

ف اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھانا منع ہے مثلاً نبی، رسول، بیت اللہ، قرآن، ولی، ماں اور باپ وغیرہ کی قسم کھانا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں " اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَدْرَکَ عمر وھو فی رکب وھو یحلف بابیہ، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ ینھاکم ان تحلفوا بآبائکم لیحلف حالف باللّٰہ او یسکت " (ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی جامع ترمذی، جلد اول، صفحہ ۲۸۰، سعید کمپنی کراچی) بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سواری کی حالت میں پایا کہ وہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو اس بات سے منع کیا ہے کہ تم اپنے باپوں کی قسم اٹھاؤ۔ لہٰذا قسم اٹھانے والے کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ فِيمَنْ قَالَ مَالِي فِي رِتَاجِ الْكَعْبَةِ يُكَفِّرُ ذٰلِكَ بِمَا يُكَفِّرُ الْيَمِيْنَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدْ بَلَغَنَا هٰذَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاَحَبُّ اِلَيْنَا اَنْ يَّفِيَ بِمَا جَعَلَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَيَتَصَدَّقَ بِذٰلِكَ وَيُمْسِكَ مَا يَقُوْتُهٗ فَاِذَا اَفَادَ مَالًا تَصَدَّقَ بِمِثْلِ مَا كَانَ اَمْسَكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

جیساکہ قسم کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے ف۱

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو روایت ہمیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے پہنچی ہے وہ ہماری زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ جو چیز اس نے اپنے اوپر واجب قرار دی ہے اسے پورا کرے اور اسے چاہیئے کہ وہ اپنا مال صدقہ کر دے البتہ بمقدار ضرورت اپنے لیئے رکھ لے جب وہ (بعد میں) کشادہ حال ہو جائے تو جتنا مال اس نے روکا تھا اتنی مقدار کا صدقہ کر دے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۹۔ بَابُ اللَّغْوِ مِنَ الْاَيْمَانِ

لغو (فضول و باطل) قسموں کا بیان

۷۵۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لَغْوُ الْيَمِيْنِ قَوْلُ الْاِنْسَانِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انسان کا یوں کہنا لغو قسم ہے لَا وَاللّٰہِ بَلٰی وَاللّٰہِ ف۲

ف۱ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو صبح شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا انھیں کپڑے پہنائے یا مسلسل تین دنوں کے روزے رکھے۔
حالف نے قسم کھا کر کفارہ اپنی ذات پر واجب کیا لہٰذا وہ قسم کے کفارہ کی طرح ادا کرے گا۔

ف۲ بات بات پر قسم کھانا "لغو قسم" ہے لغو قسم پر ثمرات مرتب نہیں ہوتے یعنی کفارہ لازم نہیں آتا البتہ یہ ایک معیوب چیز ہے لہٰذا اس سے اجتناب و پرہیز لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ اللَّغْوُ مَا حَلَفَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ وَهُوَ يَرٰى اَنَّهٗ حَقٌّ فَاسْتَبَانَ لَهٗ بَعْدَ اَنَّهٗ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ فَهٰذَا مِنَ اللَّغْوِ عِنْدَنَا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ لغو قسم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو صحیح تصور کرتے ہوئے قسم کھائے پھر اسے معلوم ہوا کہ حق اس کا غیر ہے تو یہ ہمارے نزدیک قسم لغو ہے ۔

۱۴- كِتَابُ الْبُيُوعِ فِي التِّجَارَاتِ وَالسَّلَمِ

کتاب البیوع۔ تجارت اور بیع سلم

۱- بَابُ بَيْعِ الْعَرَايَا

بیع عرایا کا بیان

۷۵۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ اَنْ يَبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب عریہ کو (صرف) اندازے سے بیچنے کی اجازت عطا فرمائی۔ ف

۷۵۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ اَبِي اَحْمَدَ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ فِي خَمْسَةِ اَوْسُقٍ شَكَّ دَاوُدُ لَا يَدْرِيْ اَقَالَ خَمْسَةً اَوْ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عرایا میں پانچ وسق سے کم یا پانچ وسق میں اجازت عنایت فرمائی (راوی حدیث) ابوداؤد کو شک ہے کہ پانچ وسق کہا یا پانچ وسق سے کم کہا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَذَكَرَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَنَّ الْعَرِيَّةَ اِنَّمَا تَكُوْنُ اَنَّ الرَّجُلَ يَكُوْنُ لَهُ النَّخْلُ فَيُطْعِمُ الرَّجُلَ مِنْهَا ثَمَرَةَ نَخْلَةٍ اَوْ نَخْلَتَيْنِ

حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "عریہ" یہ ہے کہ کسی شخص کی ملک میں

ف عرایا، عریۃ کی جمع ہے اس کا معنی ہدیہ، عطیہ کے ہیں۔ جمہور کے نزدیک عرایا بیع کی قسم نہیں ہے بلکہ یہ صرف ہبہ اور عطیہ ہے مالک کو حق حاصل ہے کتنی مقدار کسی چیز کی خواہ ناپ کر خواہ اندازے سے اور چاہے تو وزن کر کے دے سکتا ہے۔

يَلْقُطُهَا لِعِيَالِهِ ثُمَّ يَثْقُلُ عَلَيْهِ دُخُولُهُ حَائِطَهُ فَيَسْأَلُهُ أَنْ يَتَجَاوَزَ لَهُ عَنْهَا عَلَى أَنْ يُعْطِيَهُ بِمَكِيلَتِهَا تَمْرًا عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَهٰذَا كُلُّهُ لَا بَأْسَ بِهِ عِنْدَنَا لِأَنَّ الثَّمَرَ كُلَّهُ كَانَ لِلْأَوَّلِ وَهُوَ يُعْطِي مِنْهُ مَا شَاءَ فَإِنْ شَاءَ سَلَّمَ لَهُ ثَمَرَ النَّخْلِ وَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهَا بِمَكِيلَتِهَا مِنَ التَّمْرِ لِأَنَّ هٰذَا لَا يَجْعَلُ بَيْعًا وَلَوْ جُعِلَ بَيْعًا مَا حَلَّ بِتَمْرٍ إِلَى أَجَلٍ۔

کھجور کا درخت ہو وہ کسی مفلس (محتاج) کو ایک یا دو کھجوروں کے درخت کا پھل اس کے اہلِ خانہ کے لیے دے دے پھر اس محتاج کا باغ میں آنا جانا اسے (صاحبِ باغ) کو اچھا نہ لگے۔ صاحبِ باغ نے اسے کہہ دیا کہ پھل تیار ہونے پر وزن کر کے اس کے حوالے کر دے گا ان تمام صورتوں میں ہمارے نزدیک کوئی حرج نہیں کیونکہ دینے والا کھجوروں کا مالک ہے وہ جس طریقے سے چاہے دے سکتا ہے چاہے تو درخت سے اتار کر یا چاہے تو خشک ماپ کر بھی دے سکتا ہے بلاشبہ یہ بیع (فروخت) کی صورت نہیں ہوگی۔ اگر فروخت (بیع) کی صورت ہو تو کھجور کی بیع کھجور کے عوض وقت کے تعین کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

۲۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

پھل پکنے سے قبل فروخت کرنے کے مکروہ ہونے کا بیان

۷۵۷۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے والے اور خریدنے والے کو اس وقت تک پھلوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ پک جائیں۔

۷۵۸۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الرِّجَالِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَنْجُوَ مِنَ الْعَاهَةِ۔

حضرت ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ عمرہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا۔ حتیٰ کہ (ممکنہ) آفت سے

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَنْبَغِي اَنْ يُبَاعَ شَيْءٌ مِّنَ الثِّمَارِ عَلٰى اَنْ يُتْرَكَ فِي النَّخْلِ حَتّٰى يَبْلُغَ اِلَّا اَنْ يَّحْمَرَّ اَوْ يَصْفَرَّ اَوْ يَبْلُغَ بَعْضُهٗ فَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَلَا بَاْسَ بِبَيْعِهٖ عَلٰى اَنْ يُتْرَكَ حَتّٰى يَبْلُغَ فَاِذَا لَمْ يَحْمَرَّ اَوْ يَصْفَرَّ اَوْ كَانَ اَخْضَرَ اَوْ كَانَ كُفَرَّى فَلَا خَيْرَ فِيْ شِرَآئِهٖ عَلٰى اَنْ يُتْرَكَ حَتّٰى يَبْلُغَ وَلَا بَاْسَ بِشِرَائِهٖ عَلٰى اَنْ يُقْطَعَ وَيُبَاعَ وَكَذٰلِكَ بَلَغَنَا عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لَا بَاْسَ بِبَيْعِ الْكُفَرَّى عَلٰى اَنْ يُقْطَعَ فَبِهٰذَا نَاْخُذُ۔

محفوظ ہو جائیں۔ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: درخت پر موجود کسی قسم کے پھل کی خرید و فروخت منع ہے حتیٰ کہ وہ پک جائیں لیکن جب سرخ ہو جائیں یا زرد ہو جائیں اور یا ان میں سے کچھ پک جائیں تو ان کے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان کو درختوں پر پکنے تک چھوڑا جا سکتا ہے اگر وہ (پھل) سرخ نہ ہوا ہو یا زرد نہ ہوا ہو یا سبز ہوا ور یا بالکل تازہ نکلا ہو اس کی خرید فروخت میں کوئی بھلائی نہیں کہ انھیں پکنے تک درخت میں چھوڑ دیا جائے البتہ انھیں توڑ کر فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسے ہی ہمیں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے روایت پہنچی ہے کہ تازہ تازہ نکلنے والا پھل توڑ کر فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں پس اسی کے ساتھ ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔

۷۵۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَبِيْعُ ثِمَارَهٗ حَتّٰى يَطْلُعَ الثُّرَيَّا يَعْنِيْ بَيْعَ النَّخْلِ۔

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جب تک ثریا ظاہر نہ ہو جاتا اپنے پھلوں کو فروخت نہیں کرتے تھے یعنی کھجوروں کی خرید و فروخت۔

ف اگر درختوں پر ابھی پھل ظاہر نہ ہوا ہو یا ظاہر تو ہوا ہو لیکن بالکل کچا ہو تو اس کی خرید و فروخت منع ہے کیونکہ ممکن ہے کہ پھل قلیل نکلے یا نکلا ہوا پھل کسی آفت کا شکار ہو جائے ایسے مشتری کو نقصان کا سامنا کرنا پڑے اس لیے اس کی خرید و فروخت منع ہے۔

۳۔ بَابُ الرَّجُلِ يَبِيعُ بَعْضَ الثَّمَرِ وَيَسْتَثْنِي بَعْضَهُ

پھل فروخت کرتے وقت کچھ پھلوں کا استثناء (علیحدہ) کرنے کا بیان

۷۶۰ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ بَاعَ حَائِطًا لَهُ يُقَالُ لَهُ الْاَفْرَاقُ بِاَرْبَعَةِ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَاسْتَثْنٰى مِنْهُ بِثَمَانِي مِائَةِ دِرْهَمٍ تَمْرًا۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے کہ حضرت محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا جسے افراق کہا جاتا تھا انھوں نے اسے چار ہزار درہم میں فروخت کر دیا اور اس سے آٹھ سو درہم کی کھجوریں مستثنیٰ (علیحدہ) کر لیں۔ ف

۷۶۱ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الرِّجَالِ عَنْ اُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا كَانَتْ تَبِيْعُ ثِمَارَهَا وَتَسْتَثْنِي مِنْهَا۔

حضرت ابوالرجال رضی اللہ عنہ اپنی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے پھلوں کو فروخت کرتی تھیں اور ان سے کچھ پھل مستثنیٰ کر لیتی تھیں۔

۷۶۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ كَانَ يَبِيْعُ وَيَسْتَثْنِي مِنْهَا

حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ (پھلوں کی) خرید و فروخت کرتے تھے اور کچھ پھل ان سے مستثنیٰ کر لیتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِاَنْ يَبِيْعَ الرَّجُلُ ثَمَرَهُ وَيَسْتَثْنِي بَعْضَهُ اِذَا اسْتَثْنٰى شَيْئًا مِنْ جُمْلَتِهِ رُبُعًا اَوْ خُمُسًا اَوْ سُدُسًا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے پھل فروخت کرتے وقت کچھ مستثنیٰ (علیحدہ) کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ یہ استثنا تعین مقدار سے کیا گیا ہو یعنی

ف اپنے اہل خانہ کے کھانے کے لیے کچھ پھلوں کا استثناء کر لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس صورت میں نہ بائع کو دھوکا و نقصان ہوگا اور نہ مشتری کو۔

چوتھائی حصہ یا پانچواں حصہ اور ساتواں حصہ۔

۴۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ

تر کھجور کے بدلے خشک کھجور فروخت کرنے کے مکروہ ہونے کا بیان

۷۶۳۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ زَيْدًا أَبَا عَيَّاشٍ مَوْلَى لِبَنِي زُهْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَمَّنِ اشْتَرَى الْبَيْضَاءَ بِالسُّلْتِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ أَيُّهُمَا أَفْضَلُ قَالَ الْبَيْضَاءُ قَالَ فَنَهَانِي عَنْهُ وَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَمَّنِ اشْتَرَى التَّمْرَ بِالرُّطَبِ فَقَالَ أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ قَالُوا نَعَمْ فَنَهَى عَنْهُ۔

حضرت اسود بن سفیان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بنی زہرہ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن عیاش رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے جَو کے عوض گندم فروخت کرنے والے کے متعلق سوال کیا؟ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ان دونوں جنسوں سے بہتر کون سی ہے؟ حضرت زید بن عیاش رضی اللہ عنہ نے جواب دیا گندم۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس سے مجھے منع کیا اور انھوں نے مجھے کہا میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تر کھجور کے بدلے خشک کھجور کی خرید و فروخت کرنے والے کے بارے سوال کیا گیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تر کھجور جب خشک ہو جائے تو (وزن کے لحاظ سے) کم ہو جاتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ ف

ف تر کھجوریں خشک ہو کر کم رہ جاتی ہیں لہٰذا نقصان اور گھاٹے کی صورت واضح ہے اس لیے یہ بیع منع ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّ بِهٰذَا نَاْخُذُ لَا خَيْرَ فِيْ اَنْ يَّشْتَرِيَ الرَّجُلُ قَفِيْزَ رُطَبٍ بِقَفِيْزٍ مِّنْ تَمْرٍ يَدًا بِيَدٍ لِاَنَّ الرُّطَبَ يَنْقُصُ اِذَا جَفَّ فَيَصِيْرُ اَقَلَّ مِنْ قَفِيْزٍ فَلِذٰلِكَ فَسَدَ الْبَيْعُ فِيْهِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ایک قفیز (نام پیمانہ) تر کھجور کو ایک قفیز خشک کھجور کے عوض دست بدست فروخت کرنے میں بھلائی نہیں ہے کیونکہ تر کھجور خشک ہو کر ایک قفیز سے کم مقدار میں باقی رہ جاتی ہے لہٰذا اس کی بیع فاسد ہو گی۔

۵- بَابُ مَا لَمْ يُقْبَضْ مِنَ الطَّعَامِ وَغَيْرِهٖ

اپنے قبضہ میں کرنے سے قبل کھانا وغیرہ فروخت کرنے کا بیان

۷۶۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ حَكِيْمَ ابْنَ حِزَامٍ اِبْتَاعَ طَعَامًا اَمَرَ بِهٖ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلنَّاسِ فَبَاعَ حَكِيْمٌ الطَّعَامَ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوْفِيَهٗ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ وَقَالَ لَا تَبِعْ طَعَامًا ابْتَعْتَهٗ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَهٗ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے لوگوں کے لیے غلہ خریدا۔ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے غلہ پر قبضہ کرنے سے قبل اسے فروخت کر دیا اس بارے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم غلہ وغیرہ کو فروخت نہ کرو حتیٰ کہ اس پر قبضہ کر لو۔ ف

۷۶۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهٗ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غلہ خریدے وہ اس کو فروخت نہ کرے حتیٰ کہ اس پر قبضہ کر لے

ف اس کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں بائع یا مشتری کو نقصان ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے اگر مبیع (فروخت شدہ چیز) ناقص ہو تو عمدہ چیز وصول کر لی تو مشتری کو نقصان ہوگا اور اگر مبیع عمدہ تو ناقص کی قیمت وصول کر لی تو بائع کا نقصان ہوگا لہٰذا منع ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَكَذٰلِكَ كُلُّ شَيْءٍ بِيْعَ مِنْ طَعَامٍ اَوْ غَيْرِهٖ فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّبِيْعَهُ الَّذِيْ اشْتَرَاهُ حَتّٰى يَقْبِضَهٗ وَكَذٰلِكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَّا الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ اَنْ يُّبَاعَ حَتّٰى يُقْبَضَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَا اَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا مِثْلَ ذٰلِكَ فَبِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَاْخُذُ الْاَشْيَآءُ كُلُّهَا مِثْلُ الطَّعَامِ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّبِيْعَ الْمُشْتَرِيْ شَيْئًا اشْتَرَاهُ حَتّٰى يَقْبِضَهٗ كَذٰلِكَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِلَّا اَنَّهٗ رَخَّصَ فِي الدُّوْرِ وَالْعَقَارِ وَالْاَرَضِيْنَ الَّتِيْ لَا تُحَوَّلُ اَنْ تُبَاعَ قَبْلَ اَنْ تُقْبَضَ اَمَّا نَحْنُ فَلَا نُجِيْزُ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ حَتّٰى يُقْبَضَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس ر[...]
سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں ایسے ہی ہر چیز خواہ وہ غلہ [...]
یا کوئی اور چیز کسی کے لیے جائز نہیں ہے خریدنے [...]
بعد اس پر قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کر د[...]
اور ایسے ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ [...]
فرمایا ہے کہ جس چیز کی فروخت سے رسول اللہ صلی [...]
علیہ وسلم نے منع فرمایا وہ غلہ ہے کہ اس پر قبض[...]
قبل فروخت کر دیا جائے اور حضرت عبداللہ بن عبا[...]
رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ہر چیز کو غلہ کی مثل گما[...]
ہوں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قو[...]
ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ تمام چیزیں غلہ کی مثل ہیں [...]
کسی چیز کو خرید کر اس پر قبضہ کرنے سے قبل فروخت [...]
درست نہیں ہے اور ایسے ہی امام اعظم ابوحنیفہ رح[...]
علیہ کا قول ہے سوائے جائیداد غیر منقولہ کے کہ وہ [...]
میں اجازت دیتے ہیں مثلاً گھر، کھجور کا درخت ا[...]
یہ چیزیں منتقل نہیں ہو سکتیں لہٰذا ان پر قبضہ کر[...]
قبل فروخت کرنا جائز ہے لیکن ہم ان میں سے کس[...]
کے بارے قبضہ کرنے سے قبل (فروخت [...]
اجازت نہیں دیتے۔

* * * *

۷۶۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ كُنَّا نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ عَلَيْنَا مَنْ يَّاْمُرُنَا بِانْتِقَالِهٖ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِيْ نَبْتَاعُهٗ فِيْهِ اِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ اَنْ نَّبِيْعَهٗ۔
قَالَ مُحَمَّدٌ اِنَّمَا كَانَ يُرَادُ بِهٰذَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان [...]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غلہ کی خرید [...]
کرتے تھے تو آپ نے ہمارے پاس ایک شخص بھ[...]
نے ہمیں کہا کہ ہم خریدی ہوئی اپنی اشیاء کو بیچ[...]
قبل دوسری جگہ منتقل کر لیا کریں۔
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ا[...]

الْقَبْضِ لِئَلَّا يَبِيعَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى يَقْبِضَهٗ فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّبِيعَ شَيْئًا اِشْتَرَاهُ رَجُلٌ حَتّٰى يَقْبِضَهٗ ۔

مطلب یہ ہے کہ کسی چیز پر قبضہ کرنے سے قبل فروخت نہ کیا جائے لہٰذا کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ کسی چیز کو خرید کر اسے فروخت کر ڈالے حتیٰ کہ اس پر قبضہ نہ کرے ۔

٦- بَابُ الرَّجُلِ يَبِيعُ الْمَتَاعَ اَوْ غَيْرَهٗ نَسِيْئَةً ثُمَّ يَقُوْلُ اَنْقُدْنِيْ وَاَضَعُ عَنْكَ

کوئی چیز نقد کم قیمت پر اور ادھار زیادہ قیمت پر فروخت کرنے کا بیان

۷٦۷ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ بْنِ عُبَيْدٍ مَوْلَى السَّفَّاحِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاعَ بَزًّا مِّنْ اَهْلِ دَارِ نَخْلَةٍ اِلٰى اَجَلٍ ثُمَّ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ اِلَى كُوْفَةَ فَسَأَلُوْهُ اَنْ يَّنْقُدُوْهُ وَيَضَعُ عَنْهُمْ فَسَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ لَا اٰمُرُكَ اَنْ تَاْكُلَ ذٰلِكَ وَلَا تُوْكِلَهٗ ۔

حضرت بسر بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سفاح رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوصالح بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے دار نخلہ والوں سے ایک مقررہ وقت تک کے لیے (ادھار) کپڑا خریدا۔ پھر دار نخلہ والوں نے کوفہ جانے کا قصد کر لیا اور انھوں نے ان (ابوصالح بن عبید) سے فوراً انقدی ادا کرنے کا مطالبہ کر دیا تو ان (ابوصالح بن عبید) نے دار نخلہ والوں سے قیمت میں کمی کرنے کے لیے کہا بعد میں انھوں نے (ابوصالح) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس بارے دریافت کیا ؟ انھوں نے جواب دیا میں تمھیں اس کے کھانے کی اجازت نہیں دے سکتا اور نہ اس کے کھلانے کی اجازت دے سکتا ہوں ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ مَنْ وَجَبَ لَهٗ دَيْنٌ عَلٰى اِنْسَانٍ اِلٰى اَجَلٍ فَسَاَلَ اَنْ يَّضَعَ عَنْهُ وَيُعَجِّلُ لَهٗ مَا بَقِيَ لَمْ يَنْبَغِ ذٰلِكَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص پر مدتِ مقررۃ تک قرض واجب ہو مقروض کہے کہ اگر وہ (قرض خواہ) کچھ

لِاَنَّهٗ يُعَجِّلُ قَلِيْلًا بِكَثِيْرٍ دَيْنًا فَكَاَنَّهٗ يَبِيْعُ قَلِيْلًا نَقْدًا بِكَثِيْرٍ دَيْنًا وَّهُوَ قَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ۔

رقم کم کر دے تو باقی ماندہ قرض وہ فوراً ادا کرے گا تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں کثیر قرض کی بجائے قلیل قرض ادا کرے گا۔ یہی حضرت عمر فاروق، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا قول ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۷۔ بَابُ الرَّجُلِ يَشْتَرِی الشَّعِيْرَ بِالْحِنْطَةِ

گندم کے عوض جَو خریدنے کا بیان

۷۶۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ سُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ ابْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ فَنِیَ عَلَفُ دَابَّتِهٖ فَقَالَ لِغُلَامِهٖ خُذْ مِنْ حِنْطَةِ اَهْلِكَ فَاشْتَرِ بِهٖ شَعِيْرًا وَّلَا تَاْخُذْ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن اسود کی سواری کا چارہ ختم ہو گیا انھوں نے اپنے غلام سے کہا، تم اپنے گھر سے گندم لے جاؤ اور اس کے عوض جَو خرید لاؤ اور تم بالکل دونوں جنسوں کو برابر برابر لین دین کرنا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّلَسْنَا نَرٰی بَاْسًا بِاَنْ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ہم اس

ف گندم اور جَو کو مساوی طور پر لینا اور دینا حضرت عبدالرحمٰن بن اسود کے نزدیک جائز ہے اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ گندم اور جَو کو ایک ہی جنس تصور کیا جاتا ہے درحقیقت یہ ان کا اپنا ذاتی اجتہاد ہے۔
امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے فقہاء کے نزدیک ایک کلو گندم کے عوض دو کلو جَو وصول کیے جا سکتے ہیں۔ ان کی دلیل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل والشعیر بالشعیر مثلاً بمثل الخ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ گندم اور جَو الگ الگ جنس ہے دونوں ایک نہیں ہیں۔

يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ قَفِيْزَيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ بِقَفِيْزٍ مِّنْ حِنْطَةٍ يَدًا بِيَدٍ وَالْحَدِيْثُ الْمَعْرُوْفُ فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا بَاْسَ بِاَنْ يَّاْخُذَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةُ اَكْثَرُ وَلَا بَاْسَ بِاَنْ يَّاْخُذَ الْحِنْطَةَ بِالشَّعِيْرِ وَالشَّعِيْرُ اَكْثَرُ يَدًا بِيَدٍ فِيْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ وَّهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

معاملہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے کہ کوئی شخص دو قفیز جو سے ایک قفیز گندم دست بدست خریدے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور حدیث ہے جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا سونے کے بدلے برابر برابر، چاندی چاندی کے بدلے برابر برابر، گندم گندم کے بدلے برابر برابر اور جَو، جَو کے بدلے برابر برابر (خرید و فروخت) ہوں گے۔ چاندی کے عوض سونا لینا جبکہ چاندی زیادہ ہو میں کوئی مضائقہ نہیں جَو کے عوض گندم وصول کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ جَو زیادہ ہوں اور دست بدست ہوں۔ اس سلسلے میں بہت سی احادیث مشہور ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۸- بَابُ الرَّجُلِ يَبِيْعُ الطَّعَامَ نَسِيْئَةً ثُمَّ يَشْتَرِيْ بِذٰلِكَ الثَّمَنِ شَيْئًا اٰخَرَ

غلّہ اُدھار بیچ کر پھر اس کی قیمت سے دوسری چیز خریدنے کا بیان

۷۶۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَكْرَهَانِ اَنْ يَّبِيْعَ الرَّجُلُ طَعَامًا اِلٰى اَجَلٍ بِذَهَبٍ ثُمَّ يَشْتَرِيْ بِذٰلِكَ الذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ اَنْ يَّقْبِضَهَا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّنَحْنُ لَا نَرٰى بَاْسًا اَنْ يَّشْتَرِيَ بِهَا تَمْرًا قَبْلَ اَنْ يَّقْبِضَهَا اِذَا كَانَ

حضرت ابوزناد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب اور حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما اس معاملہ کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آدمی سونا کے عوض غلّہ فروخت کرے پھر سونے پر قبضہ کرنے سے قبل اس کے عوض کھجور خریدلے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس سلسلے معاملہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے کہ کوئی آدمی اس (سونا)

التَّمْرُ بِعَيْنِهٖ وَلَمْ يَكُنْ دَيْنًا وَّقَدْ ذُكِرَ هٰذَا الْقَوْلُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَلَمْ يَرَهٗ شَيْئًا وَ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ الْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا ۔

عوض کھجور خریدے اس پر قبضہ کرنے سے قبل جبکہ کھجور کی مقدار متعین ہو اور وہ ادھار نہ ہو۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ قول بیان کیا گیا تو انھوں نے اسے ناپسند قرار نہ دیا بلکہ انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۹۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّجْشِ وَتَلَقِّي السِّلَعِ

دلّالی اور بیوپاری (کی آمد پر شہر کے باہر) ملنے کے مکروہ ہونے کا بیان

۷۷۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُلَقَّى السِّلَعُ حَتّٰى تُهْبَطَ الْاَسْوَاقَ وَنَهٰى عَنِ النَّجْشِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کے باہر بیوپاریوں سے (ان کی آمد پر) ملاقات کرنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ بازاروں میں داخل ہوجائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دلّالی (بڑھا چڑھا کر بولی دینے) سے منع فرمایا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ كُلُّ ذٰلِكَ مَكْرُوْهٌ فَاَمَّا النَّجْشُ فَالرَّجُلُ يَحْضُرُ فَيَزِيْدُ فِي الثَّمَنِ وَ يُعْطِيْ فِيْهِ مَا لَا يُرِيْدُ اَنْ يَّشْتَرِيَ بِهٖ لِيَسْمَعَ بِذٰلِكَ غَيْرُهٗ فَيَشْتَرِيْ عَلٰى سَوْمِهٖ فَهٰذَا لَا يَنْبَغِيْ وَ اَمَّا تَلَقِّي السِّلَعِ فَكُلُّ اَرْضٍ كَانَ ذٰلِكَ يَضُرُّ بِاَهْلِهَا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ یہ تمام امور مکروہ ہیں۔ "نجش" سے مراد وہ شخص ہے جو آکر قیمت بڑھاتا چلا جائے اور وہ چیز خریدنا نہ چاہتا ہو جبکہ دوسرا آدمی اس کی بڑھائی ہوئی قیمت کے مطابق (مہنگی) چیز خرید لے

ف باہر جاکر بیوپاریوں سے سستی چیز خرید کر شہری لوگوں کو حد سے زیادہ مہنگی بیچنے کا امکان موجود ہے اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔

فَلَيْسَ يَنْبَغِيْ اَنْ يُّفْعَلَ ذٰلِكَ بِهَا فَاِذَا كَثُرَتِ الْاَشْيَاءُ بِهَا حَتّٰى صَارَ ذٰلِكَ لَا يَضُرُّ بِاَهْلِهَا فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

تو یہ جائز نہیں ہے۔ بیوپاریوں کو شہر سے باہر ملنے کے بارے یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی اس باہر والی زمین میں جاکر ان سے ملاقات کرنے میں شہر کے باشندوں کے نقصان کا امکان ہو تو اس آدمی کا ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور جب (لائی جانے والی) اشیاء عام ہوں اور ان (بیوپاریوں) سے ملاقات کرنے میں شہر کے باشندوں کے لیے نقصان کا امکان نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

* * * * *

۱۰- بَابُ الرَّجُلِ يُسْلِمُ فِيْمَا يُكَالُ

مکیلی (ماپی اور تولی جانے والی) چیزوں میں بیع سلم کا بیان

۷۷۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا بَاْسَ بِاَنْ يَّبْتَاعَ الرَّجُلُ طَعَامًا اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ بِسِعْرٍ مَّعْلُوْمٍ اِنْ كَانَ لِصَاحِبِهٖ طَعَامٌ اَوْ لَمْ يَكُنْ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْ زَرْعٍ لَّمْ يَبْدُ صَلَاحُهَا اَوْ فِيْ تَمْرٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهَا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ وَعَنْ شِرَائِهَا حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اس معاملہ میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی آدمی متعین شدہ قیمت کے بدلے ادھار چیز خریدے خواہ بائع کے پاس غلہ موجود ہو یا نہ ہو لیکن وہ چیز کھیت میں نہ ہو کہ اس کا تیار ہونا معلوم نہ ہو اور یا کھجور ہو (کہ درخت پر ہونے کے باعث) اس کا تیار (پکنا) واضح نہ ہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا حتیٰ کہ ان کا پکنا واضح ہو جائے۔ ف

ف بیع سلم: اس بیع میں مبیع (جس چیز کا خریدنا مقصود ہو) بائع کے ذمہ قرض ہوتی ہے جبکہ مشتری فی الفور (جلدی سے) ثمن (قیمت) ادا کر دیتا ہے جو روپیہ (بطور قیمت) ادا کرتا ہے اسے مُسْلِم، جسے دیا جاتا ہے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا عِنْدَنَا لَا بَأْسَ بِهٖ وَهُوَ السَّلَمُ يُسْلِمُ الرَّجُلُ فِیْ طَعَامٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ بِكَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ مِنْ صَنْفٍ مَّعْلُوْمٍ وَّلَا خَيْرَ فِیْ اَنْ يَّشْتَرِطَ ذٰلِكَ مِنْ زَرْعٍ مَّعْلُوْمٍ اَوْ مِنْ نَّخْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں ہمارے نزدیک کوئی حرج نہیں بیع "سلم" یہ ہے کہ کوئی آدمی مقررہ غلہ کی مقررہ وقت تک کے لیے قیمت کی وضاحت کر دے اور جب اس بارے کھیت یا درخت کا تعین کر دیا جائے تو اس میں کوئی بہتری نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۱۱۔ بَابُ بَيْعِ الْبَرَاءَةِ

خرید و فروخت میں عیب سے بری الذّمہ ہونے کا بیان

۷۷۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰی بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ بَاعَ غُلَامًا لَّهٗ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ بِالْبَرَاءَةِ وَقَالَ الَّذِیْ ابْتَاعَ الْعَبْدَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِالْعَبْدِ دَاءٌ لَمْ تُسَمِّهٖ لِیْ فَاخْتَصَمَا اِلٰی عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ فَقَالَ الرَّجُلُ بَاعَنِیْ عَبْدًا وَبِهٖ دَاءٌ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ بِعْتُهٗ بِالْبَرَاءَةِ فَقَضٰی عُثْمَانُ عَلَی ابْنِ عُمَرَ اَنْ يَّحْلِفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ بَاعَهٗ وَمَا بِهٖ دَاءٌ يَّعْلَمُهٗ فَاَبٰی

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک غلام عیب سے بری الذمہ ہونے کی شرط پر آٹھ سو درہم میں فروخت کیا۔ خریدنے والے نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ غلام بیمار ہے تم نے مجھے اس بارے بتایا نہیں دونوں (خریدار اور حضرت عبداللہ بن عمر) اپنا جھگڑا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے۔ خریدار آدمی نے عرض کیا۔ انھوں نے مجھے غلام فروخت کیا جبکہ غلام بیمار تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۹ کا) اسے مُسْلَم الیہ، مبیع کو مسلم فیہ اور ثمن کو راس المال کہا جاتا ہے بیع مطلق کے انعقاد کے جو ارکان ہیں وہ "بیع سلم" کے بھی ارکان ہیں بیع سلم کے منعقد ہونے کی کچھ شرائط ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) بیع میں شرط خیار بالکل نہ ہو (۲) رأس المال کا واضح ہونا (۳) راس المال کی نوع (قسم) کا بیان کرنا (۴) کھرے یا کھوٹے ثمن کی وضاحت کرنا (۵) راس المال کی مقدار کا تعین کرنا اور (۶) مجلس بیع میں راس المال پر مسلم الیہ کا قابض ہو جانا۔

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنْ يَّحْلِفَ فَاَبٰى تَجَحَّ الْغُلَامُ فَصَحَّ عِنْدَهُ الْعَبْدُ فَبَاعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِاَلْفٍ وَخَمْسِ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے غلام عیب سے بری الذمہ کی شرط پر فروخت کیا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں کہ انھوں نے غلام اس حالت میں فروخت کیا کہ انھیں اس کی بیماری کا علم نہیں تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھانے سے انکار کر دیا تو غلام واپس کر دیا گیا وہ غلام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بالکل تندرست ہوگیا بعد میں انھوں نے اسے ڈیڑھ ہزار درہم میں فروخت کیا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ بَلَغَنَا عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ قَالَ مَنْ بَاعَ غُلَامًا بِالْبَرَاءَةِ فَهُوَ بَرِيْءٌ مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ كَذٰلِكَ بَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بِالْبَرَاءَةِ وَرَاٰهَا بَرَاءَةً جَائِزَةً فَبِقَوْلِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ نَاْخُذُ مَنْ بَاعَ غُلَامًا اَوْ شَيْئًا وَّتَبَرَّاَ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ وَّرَضِيَ بِذٰلِكَ الْمُشْتَرِيْ وَقَبَضَهُ عَلٰى ذٰلِكَ فَهُوَ بَرِيْءٌ مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ عَلِمَهُ اَوْ لَمْ يَعْلَمْهُ لِاَنَّ الْمُشْتَرِيَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے تمام عیوب سے بری الذمہ ہونے کی شرط پر غلام فروخت کیا اور ایسے ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بری الذمہ ہونے کی شرط پر (غلام) فروخت کیا جس سے ان کے نزدیک بری الذمہ ہونے کی شرط جائز ثابت ہوتی ہے۔ ہم حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے دلیل اخذ کرتے ہیں جس شخص نے کوئی غلام یا کوئی اور چیز

ف اگر بائع مبیع کے تمام عیوب بیان کر دے یا مبیع میں عیوب مشتری کے پاس جا کر پیدا ہوئے ہوں تو بائع بری الذمہ قرار پائے گا اور مشتری کو بیع ختم کرنے کا بالکل اختیار نہیں ہوگا اگر بائع نے مبیع کے کچھ عیوب مشتری سے پوشیدہ رکھے اور بعد میں مشتری کو ان کا علم ہوگیا تو مشتری بیع ختم کر سکتا ہے اگر مبیع میں عیوب کے بارے بائع کو علم نہ ہو، اس نے تمام عیوب سے بری الذمہ ہونے کی شرط پر بیع کی جبکہ بعد میں مشتری کو ان عیوب کا علم ہوگیا، تو بائع بری الذمہ قرار پائے گا۔

قَدْ بَرِءَ مِنْ ذٰلِكَ فَاَمَّا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَالُوْا يَبْرَءُ الْبَائِعُ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ لَمْ يَعْلَمْهُ فَاَمَّا مَا عَلِمَهُ وَكَتَمَهُ فَاِنَّهُ لَا يَبْرَأُ مِنْهُ وَكَانُوْا اِذَا بَاعَهُ بَيْعُ الْمِيْرَاثِ بَرِئَ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ عَلِمَهُ اَوْلَمْ يَعْلَمْهُ اِذَا قَالَ اَتْبَعْتُكَ بَيْعُ الْمِيْرَاثِ فَالَّذِيْ يَقُوْلُ اَكْبَرُ أُمِنْ كُلِّ عَيْبٍ وَّبَيَّنَ ذٰلِكَ اُخْرٰى اَنْ يَّبْرَأَ لِمَا اشْتَرَطَ مِنْ هٰذَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَوْلُنَا وَالْعَامَّةِ۔

تمام عیوب سے بری الذمہ ہونے کی شرط پر فروخت کی اور خریدار بھی اس شرط پر رضامندی کا اظہار کر دے اور اس چیز کو اپنے قبضہ میں کرے تو بائع (بیچنے والا) بری الذمہ ہو جائے گا خواہ وہ کسی عیب کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو کیونکہ خریدار نے اسے بری الذمہ قرار دے دیا ہے لیکن اہل مدینہ فرماتے ہیں کہ بائع (بیچنے والا) ان عیوب سے بری الذمہ ہوگا جن کے بارے وہ جانتا نہیں تھا لیکن وہ عیوب جن کے بارے وہ جانتا تھا اور انھیں پوشیدہ رکھا ان سے بری الذمہ نہیں ہوگا اور وہ مزید فرماتے ہیں اگر بائع نے تمام عیوب سے بری الذمہ ہونے کی شرط پر کوئی چیز فروخت کی یا وہ عیب کے بارے جانتا نہیں تھا تو کہا کہ "یں ہر عیب سے بری ہوکر فروخت کرتا ہوں اور اس نے عیب کے بارے وضاحت بھی کر دی تو مناسب یہ ہے کہ وہ بری الذمہ ہو جائے گا کیونکہ اس نے اس (بری الذمہ ہونے) کی شرط عائد کر دی تھی۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارا اور عام فقہاء کا قول ہے۔

* * * * *

۱۲۔ بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ

دھوکہ کی بیع کا بیان

۷۷۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَازِمِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکہ کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔

ف زندگی کے ہر شعبہ میں دھوکہ دینا منع اور حرام ہے لہذا بیع کی ہر وہ صورت جس میں کسی کو دھوکہ ہو سکتا ہے منع ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا كُلِّهٖ نَأْخُذُ بَيْعُ الْغَرَرِ كُلُّهٗ فَاسِدٌ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ہر قسم کی دھوکے والی بیع فاسد ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

۷۷۴۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا رِبٰوا فِي الْحَيَوَانِ وَإِنَّمَا نُهِيَ عَنِ الْحَيَوَانِ عَنْ ثَلٰثٍ عَنِ الْمَضَامِيْنِ وَالْمَلَاقِيْحِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ وَالْمَضَامِيْنَ مَا فِيْ بُطُوْنِ إِنَاثِ الْإِبِلِ وَالْمَلَاقِيْحِ مَا فِيْ ظُهُوْرِ الْجِمَالِ ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حیوان میں ربوٰ (اسود) نہیں ہے اور تین قسم کے حیوانوں کی بیع منع ہے (۱) مضامین (۲) ملاقیح اور (۳) حبل الحبلہ ۔ مضامین سے مراد اونٹوں کی مونثوں اونٹنیوں کے پیٹ والے (اولاد) حیوانات ہیں اور ملاقیح سے مراد اونٹوں کی پشت میں موجود حیوانات ہیں ۔

۷۷۵۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَبْتَاعُهُ الْجَاهِلِيَّةُ يَبِيْعُ أَحَدُهُمُ الْجُزُوْرَ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجَ الَّتِيْ فِيْ بَطْنِهَا ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "حبل الحبلہ" کی بیع سے منع فرمایا ۔ یہ زمانہ جاہلیت کی بیع تھی ۔ اس کی صورت یہ تھی کہ کوئی شخص اس شرط پر اونٹ خریدتا تھا کہ اس کا بچہ پیدا ہوگا پھر جب بچہ کا بچہ پیدا ہوگا تو قیمت ادا کرے گا ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَهٰذِهِ الْبُيُوْعُ كُلُّهَا مَكْرُوْهَةٌ وَّلَا يَنْبَغِيْ لِأَنَّهَا غَرَرٌ عِنْدَنَا وَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ تمام بیوع مکروہ ہیں اور یہ جائز نہیں ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک ان کی بنیاد دھوکہ پر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا ۔

۱۳- بَابُ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ

بیع مزابنہ کا بیان

۷۷۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَبَيْعُ الْعِنَبِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا اور بیع مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر موجود کھجوروں کو خشک کھجوروں کے عوض اور انگوروں کو خشک انگوروں کے عوض اندازے سے فروخت کرنا۔

۷۷۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اِشْتِرَاءُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالْمُحَاقَلَةُ اِشْتِرَاءُ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ وَاسْتِكْرَاءُ الْاَرْضِ بِالْحِنْطَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَاَلْتُ عَنْ كِرَائِهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزابنہ اور بیع محاقلہ سے منع فرمایا۔ بیع مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر موجود کھجوروں کو خشک کھجوروں کے عوض فروخت کرنا اور بیع محاقلہ یہ ہے کہ کھیتوں میں اُگنے والی گندم (جو ابھی بالیوں میں ہے) کے بدلے خشک گندم کی خرید و فروخت کرنا اور (یا) زمین کے کرائے کے بدلے خشک گندم وصول کرنا، حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے (حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے) سوال کیا کہ زمین کے کرایہ کے عوض سونا یا چاندی وصول کرنا کیسا ہے؟ انھوں نے جواب دیا اس میں کوئی حرج نہیں۔

۷۷۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ الْحُصَيْنِ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ اَحْمَدَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت داؤد بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابن احمد کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انھوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اِشْتِرَاءُ التَّمَرِ فِيْ رُءُوْسِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ وَالْمُحَاقَلَةُ كِرَاءُ الْاَرْضِ ۔

بیع مزابنہ اور بیع محاقلہ سے منع فرمایا۔ بیع مزابنہ کی صورت یہ ہے کہ کھجور کے درخت پر موجود کھجوروں کے عوض خشک کھجوریں خریدنا اور بیع محاقلہ سے مراد زمین کا کرایہ ہے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ اَلْمُزَابَنَةُ عِنْدَنَا اِشْتِرَاءُ الثَّمَرِ فِيْ رُءُوْسِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا لَا يُدْرٰى اَلتَّمْرُ الَّذِيْ اُعْطِيَ اَكْثَرُ اَوْ اَقَلُّ وَالزَّبِيْبُ بِالْعِنَبِ لَا يُدْرٰى اَيُّهُمَا اَكْثَرُ وَالْمُحَاقَلَةُ اِشْتِرَاءُ الْحَبِّ فِي السُّنْبُلِ بِالْحِنْطَةِ لَا يُدْرٰى اَيُّهُمَا اَكْثَرُ وَهٰذَا كُلُّهُ مَكْرُوْهٌ وَلَا يَنْبَغِيْ مُبَاشَرَتُهٗ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ وَقَوْلِنَا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک بیع مزابنہ کی صورت کھجور کے درخت پر موجود پھل کے عوض اندازے سے خشک کھجوریں خریدنا اور یہ معلوم نہ ہو کہ جو خشک کھجوریں دی گئی ہیں وہ زیادہ ہیں یا کم اور خشک انگوروں کو تر انگوروں کے عوض خریدنا معلوم نہ ہو کہ دونوں میں سے کثیر کیا ہے اور بیع محاقلہ یہ ہے کہ گندم کی بالیوں میں موجود گندم کے بدلے اندازے سے خشک گندم خریدنا جبکہ دونوں میں سے کسی کی قلت و کثیر معلوم نہ ہو یہ تمام کی تمام صورتیں مکروہ ہیں اور ایسی بیع جائز نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

ف ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ "عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نہی عن المزابنۃ والمحاقلۃ" (امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مترجم مسند امام اعظم ابوحنیفہ، صفحہ ۳۱۵، ادارہ نشریات اسلام)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزابنہ اور بیع محاقلہ سے منع فرمایا۔

بیع مزابنہ: بیع مزابنہ کی شکل یہ ہے کہ درختوں پر موجود کھجوروں کو کچھ مقدار خشک کھجوروں کو ناپ کر فروخت کرنا ہے اور یا بیلوں پر موجود انگوروں کو خشک انگوروں کے ساتھ فروخت کرنا ہے۔

بیع محاقلہ: بیع محاقلہ کی صورت یہ ہے کہ بالیوں میں موجود گندم کو کچھ مقدار تیار گندم کو ماپ کر فروخت کرنا ہے۔

بیع کی یہ دونوں صورتیں مجہول ہیں اور زمانہ جاہلیت کے خرید و فروخت کے طریقے ہیں اور یہ دونوں ممنوع ہیں۔

١٤- بَابُ شِرَاءِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ

گوشت کے عوض جانور خریدنے کا بیان

٧٧٩- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ قَالَ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا اشْتَرٰى شَارِفًا بِعَشَرَةِ شِيَاهٍ اَوْ قَالَ شَاةٍ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اِنْ كَانَ اشْتَرَاهَا لِيَنْحَرَهَا فَلَا خَيْرَ فِيْ ذٰلِكَ قَالَ اَبُو الزِّنَادِ وَكَانَ مَنْ اَدْرَكْتُ مِنَ النَّاسِ يَنْهَوْنَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ وَكَانَ يُكْتَبُ فِيْ عُهُوْدِ الْعُمَّالِ فِيْ زَمَانِ اَبَانَ وَهِشَامٍ يَنْهَوْنَ ذٰلِكَ۔

حضرت ابوالزناد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا : گوشت کے بدلے جانور کی بیع منع ہے حضرت ابوالزناد رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کہا : کوئی آدمی دس بکریوں یا ایک بکری کے عوض ایک اونٹ خریدتا ہے تو اس بارے میں آپ مجھے بتائیں ؟ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اگر خریدار نے اسے ذبح کرنے کی نیت سے خریدا ہے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ حضرت ابوالزناد رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ گوشت کے عوض جانور خریدنے سے منع کرتے تھے ابان اور ہشام دور میں تو گورنروں کو تحریری طور پر اس سے منع کرتے تھے

٧٨٠- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا دَاؤُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ وَكَانَ مِنْ مَيْسِرِ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بَيْعُ اللَّحْمِ بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ۔

حضرت داؤد بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا : گوشت کو ایک بکری یا دو بکریوں کے عوض خرید وفروخت کرنا زمانہ جاہلیت کا جوا ہے

٧٨١- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھیں یہ روایت پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کے عوض جانور کی خرید وفروخت سے منع فرمایا

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ مَنْ بَاعَ لَحْمًا مِّنْ لَحْمِ الْغَنَمِ بِشَاةٍ حَيَّةٍ لَا يُدْرٰى اللَّحْمُ أَكْثَرُ أَوْ مَا فِي الشَّاةِ أَكْثَرُ فَالْبَيْعُ فَاسِدٌ مَّكْرُوْهٌ لَا يَنْبَغِيْ وَهٰذَا مِثْلُ الْمُزَابَنَةِ وَ الْمُحَاقَلَةِ وَكَذٰلِكَ بَيْعُ الزَّيْتُوْنِ بِالزَّيْتِ وَدُهْنِ السِّمْسِمِ بِالسِّمْسِمِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کسی شخص نے گوشت کے عوض زندہ بکری کی خرید و فروخت کی یہ معلوم نہ ہو کہ گوشت زیادہ ہے یا بکری میں گوشت زیادہ ہے تو بیع فاسد اور مکروہ ہے اور یہ بیع جائز نہیں ہو گی اور یہ بیع، بیع مزابنہ اور بیع محاقلہ کی مثل قرار پائے گی اور ایسے ہی زیتون کا تیل زیتون کے عوض اور تلوں کے عوض تلوں کے تیل کی بیع ہے (یعنی فاسد و باطل ہے)

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

۱۵- بَابُ الرَّجُلِ يُسَاوِمُ الرَّجُلَ بِالشَّيْءِ فَيَزِيْدُ عَلَيْهِ أَحَدٌ

کسی شخص کے کوئی چیز خریدنے پر دوسرے شخص کا زیادہ قیمت لگانے کا بیان

۷۸۲- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ إِذَا سَاوَمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ بِالشَّيْءِ أَنْ يَّزِيْدَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ فِيْهِ حَتّٰى يَشْتَرِيَ أَوْ يَدَعَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص دوسرے کے سودے کو نہ خریدے ۔ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب ایک شخص کسی چیز کی خرید و فروخت میں مصروف ہو تو دوسرے کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس چیز کی زیادہ قیمت لگائے حتیٰ کہ وہ خریدے یا (اسے) چھوڑ دے۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

ف یہ عمل قیمت بڑھانے یا دوسرے بھائی کو بیع سے محروم کرنے کا سبب ہو سکتا ہے لہٰذا یہ ممنوع ہے۔

۱۶- بَابُ مَا یُوْجِبُ الْبَیْعَ بَیْنَ الْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِیْ

بائع اور خریدار کے درمیان جس چیز سے بیع پکی ہو جاتی ہے ، کا بیان

۷۸۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعُ الْخِيَارِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَتَفْسِيْرُهٗ عِنْدَنَا عَلٰى مَا بَلَغَنَا عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّهٗ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا قَالَ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا عَنْ مَنْطِقِ الْبَيْعِ اِذْ قَالَ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُكَ فَلَهٗ اَنْ يَّرْجِعَ مَا لَمْ يَقُلِ الْاٰخَرُ قَدِ اشْتَرَيْتُ فَاِذَا قَالَ الْمُشْتَرِيْ قَدِ اشْتَرَيْتُ بِكَذَا وَكَذَا فَلَهٗ اَنْ يَّرْجِعَ مَا لَمْ يَقُلِ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرید و فروخت کرنے والے دونوں کو جدا ہونے تک (بیع ختم کرنے کا) اختیار رہتا ہے سوائے بیع خیار کے ۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اس روا[یت] سے دلیل اخذ کرتے ہیں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ہمیں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کی روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے فرمایا: بائع اور مشتری (خرید و فروخت کرنے والے) دونوں کو جدا ہونے تک اختیار حاصل ہو[تا] ہے انھوں (حضرت ابراہیم) نے مزید فرمایا: خرید و فرو[خت] کرنے والے دونوں کو اس وقت اختیار رہتا ہے جب تک گفتگو ختم نہیں کر لیتے اس کی صورت یوں ہے کہ جب بائع (فروخت کرنے والا) کہے قد بعتك (میں نے فلاں چیز تمھیں فروخت کی۔ دوسرے شخص ... اشتریت (میں نے خرید لی) کہنے تک اسے اختیا[ر] ہوگا اور یا یوں کہ مشتری (خریدنے والا) نے کہا: میں ...

ف ایجاب و قبول سے بیع منعقد ہو جاتی ہے بعد میں بیع کو فسخ کرنا درست نہیں ہے البتہ بیع خیار میں بعد ... بھی مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ نیز مبیع میں کوئی خامی نکل آنے پر بھی بیع فسخ کرنا درست ... ان صورتوں کے علاوہ کوئی ایسی شکل نہیں کہ بیع ختم کی جا سکے۔

اتنی رقم کی فلاں چیز خریدی تو بائع (فروخت کرنیوالے) کے قدبعت بے شک میں نے فروخت کر دی کہنے تک اسے رجوع کرنے کا اختیار ہوگا۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽

١٧- بَابُ الْاِخْتِلَافِ فِي الْبَيْعِ بَيْنَ الْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِي

بائع اور مشتری کا بیع میں اختلاف ہونے کا بیان

٧٨٤- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا بَيِّعَانِ تَبَايَعَا فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْبَائِعِ اَوْ يَتَرَادَّانِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا اخْتَلَفَا فِي الثَّمَنِ تَحَالَفَا وَتَرَادَّ الْبَيْعَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا اِذَا كَانَ الْمَبِيْعُ قَائِمًا بِعَيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ الْمُشْتَرِيْ قَدِ اسْتَهْلَكَهٗ فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْمُشْتَرِيْ فِي الثَّمَنِ فِيْ قَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَمَّا فِيْ قَوْلِنَا فَيَتَحَالَفَانِ وَيَتَرَادَّانِ الْقِيْمَةَ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرید و فروخت کرنے والوں کا جب بیع میں اختلاف ہو جائے تو بائع کا قول معتبر ہوگا یا دونوں بیع کو مسترد کر دیں۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب بائع اور مشتری کا قیمت میں اختلاف ہو جائے تو دونوں قسم اٹھائیں اور بیع مسترد کر دیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے یہ تو تب ہے کہ فروخت شدہ چیز اپنی اصلی حالت میں موجود ہو اور اگر مشتری (خریدنے والے) نے اسے نقصان پہنچا دیا ہو تو اس کی قیمت کے سلسلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے

ف کیونکہ بائع کو عام طور پر نقصان ہونے کا احتمال ہوتا ہے دونوں (بائع اور مشتری) میں سے جو قسم نہ اٹھائے وہ جھوٹا قرار دیا جائے گا کیونکہ سچی قسم اٹھانے میں بالکل وبال نہیں ہوتا اور نہ اس سے اس بارے باز پرس ہوگی۔

قول کے مطابق مشتری کا قول معتبر ہوگا لیکن ہمارے قول کے مطابق دونوں قسم کھائیں اور قیمت واپس کردیں۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

۱۸- بَابُ الرَّجُلِ يَبِيعُ الْمَتَاعَ بِنَسِيئَةٍ فَيُفْلِسُ الْمُبْتَاعُ

کسی شخص کا اُدھار کوئی چیز کرنے اور خریدار کے مفلس ہونے کا بیان

٧٨٥- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٌ بَاعَ مَتَاعًا فَأَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ وَلَمْ يَقْبِضِ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا فَوَجَدَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَإِنْ مَاتَ الْمُشْتَرِيُّ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ فِيهِ أُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کوئی چیز فروخت کی پھر خریدار مفلس ہوگیا جب ک[ہ] فروخت کرنے والے نے اپنی چیز کی قیمت وصول نہ ک[ی] ہو تو اس کی (فروخت شدہ چیز) اصل حالت میں مو[جود] ہے وہ اس کا حق دار ہوگا اور اگر مشتری (خریدار) فوت ہوگیا ہو تو مال کا مالک قرض خواہوں میں برا[بر] حق دار ہوگا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ إِذَا مَاتَ وَقَدْ قَبَضَهُ فَصَاحِبُهُ فِيهِ أُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ وَإِنْ كَانَ لَمْ يَقْبِضِ الْمُشْتَرِيُّ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ بَقِيَّةِ الْغُرَمَاءِ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَ حَقَّهُ وَكَذٰلِكَ إِنْ أَفْلَسَ الْمُشْتَرِيُّ وَلَمْ يَقْبِضْ مَا يَشْتَرِي فَالْبَائِعُ أَحَقُّ بِمَا بَاعَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب مشتر[ی] فوت ہوجائے جبکہ اس نے (خریدے ہوئے مال پر) قبضہ بھی کرلیا ہو تو صاحبِ مال قرض خواہوں میں برا[بر] شریک ہوگا۔ اور اگر مشتری نے خریدی ہوئی چیز پر قبضہ نہ کیا ہو تو وہ دوسرے قرض خواہوں کی بہ نسبت ز[یادہ]

ف اگر مال اصل حالت میں موجود ہو اور مشتری مفلس ہوگیا ہو تو مال بائع کو واپس کردیا جائے گا اور اگر مشتری فوت ہو[جائے] اور اس (متوفی) نے مبیع پر قبضہ بھی کرلیا ہو تو وراثت سے بائع کو قیمت پوری کردی جائیگی۔ پھر دوسرے قرض[خواہوں کو ادا] کیا جائے اور بعد میں ورثاء میں ترکہ تقسیم ہوگا۔

حَتّٰی یَسْتَوْفِیَ حَقَّهٗ۔

حق دار ہوگا حتیٰ کہ وہ اپنا اپنا حق وصول کرے اور ایسے ہی اگر مشتری مفلس ہوگیا جبکہ اس نے مال پر قبضہ بھی نہیں کیا تھا تو بائع زیادہ حق دار ہے کہ وہ اپنا حق وصول کرے۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

۱۹۔ بَابُ الرَّجُلِ یَشْتَرِی الشَّیْءَ اَوْیَبِیْعُهٗ فَیُغْبَنُ فِیْهِ اَوْیُسْعِرُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ

کسی چیز کی خرید و فروخت میں دھوکہ دینے یا مسلمان کیلئے قیمت مقرر کرنیکا بیان

۷۸۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ یُخْدَعُ فِی الْبَیْعِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَایَعْتَهٗ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا بَاعَ فَقَالَ لَا خِلَابَةَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ بیع (خرید و فروخت میں) اسے دھوکہ دیا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: جب تم کسی سے خرید و فروخت کرنے لگو تو کہہ دیا کرو دھوکہ مت دینا۔ وہ شخص جب بھی خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تو کہا کرتا: دھوکہ نہ دینا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ نَرٰی اَنَّ هٰذَا كَانَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ خَاصَّةً۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے خیال کے مطابق یہ حکم صرف اس شخص کے لیے تھا۔

۷۸۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ عَلٰی حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ وَ هُوَ یَبِیْعُ زَبِیْبًا لَهٗ بِالسُّوْقِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اِمَّا اَنْ تَزِیْدَ فِی السِّعْرِ وَاِمَّا اَنْ تَرْفَعَ مِنْ سُوْقِنَا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے گذرے جبکہ وہ (حاطب) بازار میں خشک انگور فروخت کر رہے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں فرمایا: تم نے قیمت میں اضافہ کرو یا ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ۔

ف دھوکہ دینا بہت بڑا جرم ہے چنانچہ حدیث مبارکہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّسَعَّرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ بِيْعُوْا كَذَا وَكَذَا بِكَذَا وَكَذَا وَيُجْبَرُوْا عَلٰى ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے کہ مسلمان تجار کے لیے قیمت کا تعین کر دیا جائے اور اس کے دائرہ کار میں انھیں اشیاء کی خرید و فروخت پر مجبور کیا جائے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۰۔ بَابُ الْاِشْتِرَاطِ فِي الْبَيْعِ وَمَا يُفْسِدُهٗ

بیع میں شرط لگانے اور اسے فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

۷۸۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اِشْتَرٰى مِنِ امْرَاَتِهِ الثَّقَفِيَّةِ جَارِيَةً وَّاشْتَرَطَتْ عَلَيْهِ اَنَّكَ اِنْ بِعْتَهَا فَهِيَ لِيْ بِالثَّمَنِ الَّذِيْ تَبِيْعُهَا بِهٖ فَاسْتَفْتٰى فِيْ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَا تَقْرَبْهَا وَفِيْهَا شَرْطٌ لِاَحَدٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے اپنی ثقفی بیوی سے ایک لونڈی خریدی جبکہ بیوی نے اس پر یہ شرط عائد کی کہ جب تم اسے فروخت کرو گے تو مجھے فروخت کرنا اور میں اس کی قیمت ادا کروں گی پھر انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس بارے دریافت کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس (لونڈی) کے قریب نہ جاؤ (اس سے جماع نہ کرنا) جبکہ اس میں کسی کی شرط ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵۶۱ سے آگے) مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْ كَمَا قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔
کوئی بھی ایک راستہ یا طریقہ اختیار کرنا جس میں کسی کو دھوکہ ہو وہ منع و حرام ہے مثلاً کسی چیز یا قیمت میں کذب بیانی کرنا، ملاوٹ کرنا، کم تولنا، گھٹیا چیز دے کر اعلیٰ چیز کی قیمت وصول کرنا وغیرہ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ كُلُّ شَرْطٍ اِشْتَرَطَ الْبَائِعُ عَلَى الْمُشْتَرِيْ وَالْمُشْتَرِيْ عَلَى الْبَائِعِ لَيْسَ مِنْ شُرُوْطِ الْبَيْعِ وَفِيْهِ مَنْفَعَةٌ لِّلْبَائِعِ اَوِ الْمُشْتَرِيْ فَالْبَيْعُ فَاسِدٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں جو بھی شرط بائع کی طرف سے مشتری پر یا مشتری کی طرف سے بائع پر لگے اور وہ بیع کی شرائط سے بھی نہ ہو تو اس بیع میں بائع کا فائدہ ہو یا مشتری کا فائدہ، وہ بیع فاسد ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ف

۷۸۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَطَاُ الرَّجُلُ وَلِيْدَةً اِلَّا وَلِيْدَةً اِنْ شَآءَ بَاعَهَا وَاِنْ شَآءَ وَهَبَهَا وَاِنْ شَآءَ صَنَعَ بِهَا مَا شَآءَ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی صرف اپنی ایسی لونڈی سے جماع کرے اگر چاہے تو اسے فروخت کر دے، اگر چاہے تو اسے ہبہ کر دے اور (اس کے علاوہ) جو چاہے اس سے کرے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهٰذَا تَفْسِيْرُ اَنَّ الْعَبْدَ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّتَسَرّٰى لِاَنَّهٗ اِنْ وَهَبَ لَمْ يَجُزْ هِبَتُهٗ كَمَا يَجُوْزُ هِبَةُ الْحُرِّ فَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ کسی کا ایسی لونڈی سے جماع کرنا جائز نہیں ہے جسے آزاد کی طرح ہبہ نہ کیا جا سکتا ہو، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا یہی مفہوم ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

ف بیع (خرید و فروخت) کے منعقد ہونے کی آٹھ شرائط ہیں جب وہ پائی جائیں گی تو بیع درست ہوگی ورنہ نہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں (۱) بائع اور مشتری دونوں کا عاقل ہونا (۲) بائع اور مشتری کا متعدد ہونا یعنی ایک ہی شخص بائع اور مشتری نہیں ہو سکتا (۳) ایجاب و قبول کے موافق ہونا (۴) ایجاب و قبول کا ایک مجلس میں ہونا (۵) بائع اور مشتری کا ایک دوسرے کی بات کو سننا (۶) مبیع (جس چیز کے بارے سودہ ہو رہا ہو) کا موجود ہونا (۷) بیع معلق نہ ہو یعنی محدود دنوں تک کے لیے نہ ہو اور (۸) مبیع (جس چیز کا سودہ کرنا مقصود ہو) اور ثمن (قیمت) واضح ہے۔

(مفتی امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت جلد ۱ صفحہ ۳۲، ۳۳، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور)

٢١- بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا أَوْ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ

کسی پیوند شدہ کھجور یا مال دار غلام کو فروخت کرنے کا بیان

٧٩٠- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ
إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهَا الْمُبْتَاعُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پیوند شدہ
کھجور فروخت کی تو اس کا پھل بائع (فروخت کرنیوالے)
کے لیے مگر یہ کہ خریدار اس کی شرط لگالے۔

٧٩١- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ بَاعَ
عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ
الْمُبْتَاعُ۔
قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ
أَبِي حَنِيْفَةَ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے مالدار غلام فروخت
کیا وہ مال بائع (فروخت کرنیوالے) کے لیے ہے مگر
یہ کہ مشتری (خریدار) اس کی شرط لگالے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس
روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

٢٢- بَابُ الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْجَارِيَةَ وَلَهَا زَوْجٌ أَوْ تُهْدٰى إِلَيْهِ

خاوند والی لونڈی خریدنے یا اسے بطور ہدیہ حاصل کرنے کا بیان

٧٩٢- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ
ابْنَ عَوْفٍ اشْتَرٰى مِنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ
جَارِيَةً فَوَجَدَهَا ذَاتَ زَوْجٍ فَرَدَّهَا۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان
ہے کہ بے شک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ
نے حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے ایک
لونڈی خریدی اور انھوں نے اسے زوج (شوہر) والی
پایا تو اسے واپس لوٹا دیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاخُذُ لَا يَكُوْنُ بَيْعُهَا طَلَاقُهَا فَإِذَا كَانَتْ ذَاتَ زَوْجٍ فَهٰذَا عَيْبٌ تُرَدُّ بِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ لونڈی کا فروخت کرنا طلاق کے قائم مقام نہیں ہوتا یہ ایک عیب ہے لہٰذا اسے واپس کردیا جائے گا یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۷۹۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَامِرٍ اَهْدٰى لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ جَارِيَةً مِّنَ الْبَصْرَةِ وَلَهَا زَوْجٌ فَقَالَ عُثْمَانُ لَنْ اَقْرَبُهَا حَتّٰى يُفَارِقُهَا فَاَرْضٰى ابْنُ عَامِرٍ زَوْجَهَا فَفَارَقَهَا۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بصرای کی ایک کنیز بطور ہدیہ پیش کی جبکہ اس کا شوہر بھی تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس سے ہرگز جماع نہیں کروں گا، حتیٰ کہ اس کا شوہر اسے جُدا (طلاق کے ذریعے) کردے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اس کے شوہر کو راضی کرلیا اور اس نے اسے جُدا کردیا۔

* * * *

۲۳۔ بَابُ عُهْدَةِ الثَّلٰثِ وَالسَّنَةِ

تین دن اور ایک سال کے وعدہ کا بیان

۷۹۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ وَهِشَامَ ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ يُعَلِّمَانِ النَّاسَ عُهْدَةَ الثَّلٰثِ وَالسَّنَةِ يَخْطُبَانِ بِهٖ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابان بن عثمان اور حضرت ہشام بن اسماعیل رضی اللہ عنہما کو سنا کہ وہ دونوں لوگوں کو تین دن اور ایک سال کے وعدہ کی تعلیم دیتے تھے اور وہ دونوں بر سر منبر اس بارے خطبہ دیتے تھے۔ ف

ف کسی چیز کی خرید و فروخت میں زیادہ سے زیادہ خیار (بیع کو برقرار رکھنے یا فسخ کرنے کے اختیار) کی مدت (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ لَسْنَا نَعْرِفُ عُهْدَةَ الثَّلٰثِ وَلَا عُهْدَةَ السَّنَةِ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الرَّجُلُ خِيَارَ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ أَوْ خِيَارَ سَنَةٍ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ عَلٰى مَا اشْتَرَطَ وَ أَمَّا فِيْ قَوْلِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ فَلَا يَجُوْزُ الْخِيَارُ إِلَّا ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم تین دن اور ایک سال کے وعدہ و پیمان کو نہیں پہچانتے مگر اس صورت میں کہ آدمی تین دن یا ایک سال کے اختیار کی شرط عائد کر دے تو اس صورت میں معاملہ شرط کے مطابق ہو گا لیکن حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق تین دن سے زائد میں اختیار جائز نہیں ہے۔

۲۴- بَابُ بَيْعِ الْوَلَآءِ

ولاء کی بیع کا بیان

۷۹۵- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَآءِ وَهِبَتِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کی بیع اور اس کے ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْوَلَآءِ وَلَا هِبَتُهٗ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ الْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ولاء کی بیع اور اس کا ہبہ کرنا جائز نہیں ہے یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۷۹۶- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انھوں نے ایک کنیز خرید کر اسے آزاد کر

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵۶۵ سے آگے) تین دن اور کم کی مدت کا تعین نہیں ہے۔ یہ موقف احناف و اکثر اللہ تعالیٰ کا ہے۔

ف آزاد کردہ غلام کی طرف سے بطور وراثت حاصل ہونے والے مال کو "ولا" کہا جاتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ وَلِيْدَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ اَهْلُهَا نَبِيْعُكِ عَلٰى اَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔

قصد کیا۔ کنیز کے آقا نے کہا: کہ ہم کنیز اس شرط پر فروخت کرتے ہیں کہ اس کی ولاء (وراثت) کے حقدار ہم ہوں گے میں نے اس بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شرط تمہارے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتی کیونکہ ولاء آزاد کرنے والے کی ہوتی ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ لَا يَتَحَوَّلُ عَنْهُ وَهُوَ كَالنَّسَبِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ولاء (ترکہ) آزاد کرنے والے کے لیے ہوتی ہے اور یہ حق اس سے منتقل نہیں ہوسکتا اور وہ بالکل نسب کی مثل ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

۲۵- بَابُ بَيْعِ اُمَّهَاتِ الْاَوْلَادِ

اُمِّ ولد کی خرید و فروخت کا بیان

۷۹٧- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَيُّمَا وَلِيْدَةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا فَاِنَّهُ لَا يَبِيْعُهَا وَلَا يَهَبُهَا وَلَا يُوَرِّثُهَا وَهُوَ يَسْتَمْتِعُ مِنْهَا فَاِذَا مَاتَ فَهِيَ حُرَّةٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس لونڈی نے اپنے آقا سے بچہ جنا تو آقا اسے نہ فروخت کرے اور نہ اسے وارث بنائے اور نہ اسے ہبہ کرے اور آقا اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جبکہ وہ (آقا) فوت ہو جائے تو وہ لونڈی آزاد ہو جائے گی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

٢٦- بَابُ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً وَّنَقْدًا

ایک جانور کے عوض دوسرا جانور ادھار اور نقد فروخت کرنے کا بیان

٧٩٨- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ بَاعَ جَمَلًا لَهٗ يُدْعٰى عُصَيْفِيْرًا بِعِشْرِيْنَ بَعِيْرًا اِلٰى اَجَلٍ -

حضرت صالح بن کیسان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت حسن بن محمد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصیفیر نامی اپنا ایک اونٹ بیس اونٹوں کے بدلے ادھار فروخت کیا ۔ ف

٧٩٩- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اشْتَرٰى رَاحِلَةً بِاَرْبَعَةِ اَبْعِرَةٍ مَّضْمُوْنَةٍ عَلَيْهِ يُوْفِيْهَا اِيَّاهُ بِالرَّبَذَةِ -

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹنی چار اونٹوں کے عوض اس شرط پر خریدی کہ وہ اسے ربذہ (مقام کا نام) میں پہنچا دے ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بَلَغَنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ خِلَافُ هٰذَا -

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے جو روایت پہنچی وہ اس روایت کے برعکس ہے ۔

٨٠٠- اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ ذُوَيْبٍ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ اَبِيْ حَسَنٍ الْبَزَّارِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْبَعِيْرِ بِالْبَعِيْرَيْنِ

حضرت یزید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوالحسن البزار رضی اللہ عنہ ایک صحابی شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ دو اونٹوں کے عوض اور ایک بکری دو بکریوں کے عوض ادھار فروخت کرنے سے منع فرمایا ۔ ہمیں

ف ایک جانور کو دوسرے کے عوض بیع نقد متفقہ طور پر جائز ہے لیکن ادھار کی صورت میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے فقہاء احناف کے نزدیک ایک جانور کی بیع دوسرے کے عوض مطلقاً منع ہے ۔

إِلَى أَجَلٍ وَالشَّاةُ بِالشَّاتَيْنِ إِلَى أَجَلٍ وَبَلَغَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً فَبِهٰذَا نَاخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا ۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی روایت پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جانور دوسرے جانور کے عوض ادھار فروخت کرنے سے منع فرمایا۔ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۷۔ بَابُ الشِّرْكَةِ فِي الْبَيْعِ

بیع میں شرکت کا بیان

۸۰۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي قَالَ كُنْتُ اَبِيْعُ الْبَزَّ فِي زَمَانِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَّ عُمَرَ قَالَ لَا يَبِيْعُهُ فِي سُوْقِنَا اَعْجَمِيٌّ فَاِنَّهُمْ لَمْ يَفْقَهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُقِيْمُوْا فِي الْمِيْزَانِ وَالْمِكْيَالِ قَالَ يَعْقُوْبُ فَذَهَبْتُ اِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ لَكَ فِي غَنِيْمَةٍ بَارِدَةٍ قَالَ مَا هِيَ قُلْتُ بَزٌّ قَدْ عَلِمْتُ مَكَانَهُ يَبِيْعُهُ صَاحِبُهُ بِرُخْصٍ لَا يَسْتَطِيْعُ بَيْعَهُ اَشْتَرِيْهِ لَكَ ثُمَّ اَبِيْعُهُ لَكَ قَالَ نَعَمْ فَذَهَبْتُ فَصَفَقْتُ بِالْبَزِّ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ فَطَرَحْتُ فِي دَارِ عُثْمَانَ فَرَاٰى الْحُكُوْمَ فِي دَارِهٖ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا بَزٌّ جَاءَ بِهٖ يَعْقُوْبُ قَالُوْا ادْعُوْهُ لِي فَجِئْتُ فَقَالَ مَا هٰذَا اَقُلْتُ هٰذَا الَّذِي قُلْتُ لَكَ قَالَ

حضرت علاء بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انھیں بتایا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کپڑے کی خرید و فروخت کا معاملہ کرتے تھے، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اعلان کر رکھا تھا کہ کوئی عجمی ہمارے بازار میں کپڑے کی خرید و فروخت نہ کرے کیونکہ عجمی لوگ دین کے بارے زیادہ معلومات نہیں رکھتے اس لیے وہ ماپ اور تول میں انصاف قائم نہیں کر سکتے، حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا، کیا میں تمھارے لیے خرید و فروخت کروں؟ آپ نے فرمایا: کس چیز کے بارے؟ میں نے کہا کپڑے کے بارے کیونکہ میں وہ مقام جانتا ہوں جہاں اس کا مالک سستا فروخت کرتا ہے چونکہ وہ بازار میں فروخت نہیں کر سکتا اس لیے میں اس سے کپڑا آپ کے لیے خرید لوں گا

أَنَظَرْتَهُ؟ قُلْتُ كَفَيْتُكَ وَلٰكِنْ رَابَهُ حَرَسُ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ فَذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى حَرَسِ عُمَرَ فَقَالَ أَنَّ يَعْقُوْبَ يَبِيْعُ بَزِّيْ فَلَا تَمْنَعُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ فَجِئْتُ بِالْبَزِّ السُّوْقَ فَلَمْ أَلْبَثْ حَتّٰى جَعَلْتُ ثَمَنَهُ فِيْ مِزْوَدٍ وَذَهَبْتُ إِلَى عُثْمَانَ وَبِالَّذِيْ اشْتَرَيْتُ الْبَزَّ مِنْهُ فَقُلْتُ عُدَّ الَّذِيْ لَكَ فَاعْتَدَّهُ وَبَقِيَ مَالٌ كَثِيْرٌ قَالَ فَقُلْتُ لِعُثْمَانَ هٰذَا لَكَ أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَظْلِمْ بِهِ أَحَدًا قَالَ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا وَفَرِحَ بِذٰلِكَ قَالَ فَقُلْتُ أَمَا إِنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ مَكَانَ بَيْعِهَا مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ قَالَ وَعَائِدٌ أَنْتَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ قَالَ قَدْ شِئْتُ قَالَ فَقُلْتُ فَإِنِّيْ بَاغٍ خَيْرًا فَأَشْرِكْنِيْ قَالَ نَعَمْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ -

اور پھر اسے آپ کے لیے فروخت کر دوں گا۔ حضرت
عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ میں (وہاں) پہنچا
اور کپڑا خریدا اور اسے لاکر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کے گھر رکھ دیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس
تشریف لائے تو اپنے گھر ڈھیر دیکھ کر فرمایا: یہ کیا چیز ہے؟
لوگوں نے جواب دیا یہ کپڑا ہے جو حضرت یعقوب رضی اللہ
عنہ لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا انھیں لاؤ! میں حاضر ہو
تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیا چیز ہے؟ میں نے
جواب دیا یہ وہی چیز ہے جس کے بارے میں نے آپ
عرض کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے ا
اچھی طرح دیکھ لیا ہے؟ میں نے جواب دیا میں نے
آپ کے لیے خوب دیکھ لیا ہے لیکن حضرت عمر فارو
رضی اللہ عنہ کے محافظوں نے اس بارے شکوک و
شبہات پیدا کر دیے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
ہاں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کے محافظوں کے پاس تشریف لے گئے ا
فرمایا: بے شک حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ میرے کپڑ
کی خرید و فروخت کرتے ہیں لہذا تم انھیں نہ روکو انھ
نے کہا ٹھیک ہے۔ تو میں نے جلدی سے بازار میں ک
فروخت کر دیا اور اس کی قیمت تھیلی میں محفوظ کر لی اور ح
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بائع
میرے ساتھ تھا تو میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ
سے عرض کیا یہ اپنی رقم شمار کر لیجیے۔ آپ نے اپنی
رقم گن لی پھر بھی بہت سی رقم بچ گئی۔ راوی حدیث
(حضرت یعقوب) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عث

رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ سب کچھ آپ کا ہے، خبردار! بے شک میں نے کسی پر ظلم کر کے یہ رقم وصول نہیں کی، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو اس کا بہتر اجر عطا فرمائے اور آپ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں نے دوبارہ عرض کیا کہ میں خرید و فروخت کی اسی طرح کی بلکہ اس سے بھی بہتر جگہ کے بارے جانتا ہوں۔ آپ (حضرت عثمان) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا دوبارہ بیع (خرید و فروخت) کرو گے راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ہاں اگر آپ چاہتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک میں چاہتا ہوں۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں نے کہا: میں بہترین طریقے سے خرید و فروخت کروں گا تو آپ مجھے بھی شریک کر لیں۔ تو آپ نے جواب دیا: ہاں، میرے اور تمھارے درمیان شراکت ہے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَابَاْسَ بِاَنْ يَّشْتَرِكَ الرَّجُلَانِ فِي الشِّرَآءِ بِالنَّسِيْئَةِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لِّوَاحِدٍ مِّنْهُمَا رَاْسُ مَالٍ عَلٰى اَنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا وَالْوَضِيْعَةُ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ وَاِنَّ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ اگر دو شخص ادھار کی خرید و فروخت میں شریک ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں خواہ ان دونوں میں سے کسی کے پاس بھی اصل رقم نہ ہو۔ اس بناء پر کہ منافع دونوں کے لیے ہوگا اور نقصان بھی حضرت

ف بیع (تجارت یا خرید و فروخت کا معاملہ) میں شرکت جائز ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) ایک آدمی کی رقم ہو جبکہ دوسرا تجارت کا کام کرے نفع و نقصان میں دونوں شریک ہوں۔

(۲) دونوں کی رقم برابر ہو اور تجارت کا کام بھی دونوں کریں۔ نفع و نقصان میں دونوں شریک ہوں، یہ دونوں صورتیں جائز ہیں لیکن دونوں صورتوں میں ایک آدمی صرف نفع میں شریک ہو جبکہ نقصان میں شامل نہ ہو تو یہ صورت جائز نہیں ہوگی۔

وَلِيَ الشِّرَآءِ وَالْبَيْعِ اَحَدُهُمَا دُوْنَ صَاحِبِهٖ وَلَا يَفْضَلُ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فِي الرِّبْحِ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَّاْكُلَ اَحَدُهُمَا رِبْحَ مَا ضَمِنَ صَاحِبُهٗ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر خرید وفروخت کی ذمہ داری ایک آدمی اٹھائے جبکہ دوسرا بالکل ذمہ دار نہ ہو تو منافع میں ایک کو دوسرے پر فوقیت (نفع میں) نہیں دی جائے گی کیونکہ جب دوسرا شخص نقصان میں شامل ہے تو وہ اپنے ساتھی کا نفع کیسے کھا سکتا ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۸۔ بَابُ الْقَضَآءِ

قضاء کا بیان

۸۰۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعْ اَحَدُكُمْ جَارَهٗ اَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهٖ قَالَ ثُمَّ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَالِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے۔ راوی حدیث (حضرت اعرج) کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم کو انکار کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ قسم بخدا! میں لکڑی تمھارے کندھوں کے درمیان گاڑوں گا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ عِنْدَنَا عَلٰى وَجْهِ التَّوَسُّعِ مِنَ النَّاسِ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّحُسْنِ الْخُلُقِ فَاَمَّا فِي الْحُكْمِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت ہمارے نزدیک لوگوں میں ایک دوسرے کے لیے وسعت پیدا کرنے اور حسنِ اخلاق کے لیے ہے اور یہ حکم نہیں،

ف ہمسائے کی دیوار کو اس کی رضامندی اور اجازت سے استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن زبردستی یا طاقت وقوت کی بنیاد پر ہرگز نہیں کیونکہ ایسی صورت میں لڑائی اور قتل وغارت تک نوبت پہنچ سکتی ہے جس کی اسلام کسی صورت بھی اجازت نہیں دیتا البتہ مشترکہ دیوار کو دونوں استعمال کرسکتے ہیں کیونکہ وہ دونوں کی ملکیت ہوتی ہے۔

فَلَا يُجْبَرُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ بَلَغَنَا اَنَّ شُرَيْحًا اُخْتُصِمَ اِلَيْهِ فِىْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلَّذِىْ وَضَعَ الْخَشَبَةَ اِرْفَعْ رِجْلَكَ عَنْ مَطِيَّةِ اَخِيْكَ فَهٰذَا الْحُكْمُ فِىْ ذٰلِكَ وَالتَّوَسُّعُ اَفْضَلُ۔

کہ لوگوں کو اس پر مجبور کیا جا سکے۔ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت شریح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس بارے مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے لکڑی گاڑنے والے کو فرمایا کہ وہ اپنا پاؤں اپنے بھائی کی سواری سے اٹھالے اس سلسلے میں یہ فیصلہ ہے (لیکن) وسعت ذکشادگی افضل بہتر ہے۔

۲۹- بَابُ الْهِبَةِ وَالصَّدَقَةِ

ہبہ اور صدقہ کا بیان

۸۰۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا دَاؤُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِىْ غَطَفَانَ بْنِ طَرِيْفِ الْمُرِّىِّ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِصِلَةِ رَحِمٍ اَوْ عَلٰى وَجْهِ صَدَقَةٍ فَاِنَّهٗ لَا يَرْجِعُ فِيْهَا وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً يَرٰى اَنَّهٗ اِنَّمَا اَرَادَ بِهَا الثَّوَابَ فَهُوَ عَلٰى هِبَتِهٖ يَرْجِعُ فِيْهَا اِنْ لَّمْ يَرْضَ مِنْهَا

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِذِىْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ اَوْ عَلٰى وَجْهِ صَدَقَةٍ

حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے صلہ رحمی کی بناء پر یا صدقہ کی بناء پر کوئی چیز ہبہ کی تو وہ اس میں رجوع نہیں کر سکتا اور جس شخص نے محض ثواب کی نیت سے کسی کو کوئی چیز ہبہ کی تو وہ ایسا ہبہ ہے کہ اس بارے اگر وہ خوش نہ ہو تو وہ رجوع کر سکتا ہے ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کسی شخص نے اپنے کسی رشتہ دار کو کوئی چیز ہبہ کی یا صدقہ کی بناء پر کوئی چیز ہبہ کی تو جسے وہ چیز دی گئی اس نے اس پر قبضہ بھی کر لیا

ف جب کوئی آدمی کسی کو کوئی چیز بطور صلہ رحمی ہبہ (بلا معاوضہ دے) کرے یا بطور صدقہ کسی غریب کو دے تو ہبہ کرنے والا بعد میں رجوع نہیں کر سکتا اور جس نے کوئی چیز کسی کو صلہ رحمی یا صدقہ کی نیت سے نہ دی ہو وہ بعد میں صلہ رحمی کر سکتا ہے۔ (حاشیہ مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۳۴۷، کراچی)

فَقَبَضَهَا الْمَوْهُوْبُ لَهٗ فَلَيْسَ لِلْوَاهِبِ اَنْ يَّرْجِعَ فِيْهَا وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً لِغَيْرِ ذِىْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ وَقَبَضَهَا فَلَهٗ اَنْ يَّرْجِعَ فِيْهَا اِنْ لَّمْ يُثَبْ مِنْهَا اَوْ يَزِدْ خَيْرًا فِىْ يَدِهٖ اَوْ يَخْرُجُ مِنْ مُّلْكِهٖ اِلٰى مِلْكِ غَيْرِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

تو ہبہ کرنے والا اس میں رجوع نہیں کر سکتا اور جس شخص نے کسی غیر رشتہ دار کو کوئی چیز ہبہ کر دی اور اس نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تو ہبہ کرنے والا رجوع کر سکتا ہے بشرطیکہ اسے اچھا عوض نہ ملے یا اس میں اچھائی نہ پائے اور یا اس کے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں وہ چیز منتقل ہو جائے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۳۰۔ بَابُ النُّحْلٰى

عطیہ کا بیان

۸۰۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نُعْمَانَ ابْنِ بَشِيْرٍ يُحَدِّثَانِهٖ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اِنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ نَحَلْتُ ابْنِىْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ انھیں (حضرت نعمان کو) بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: بیشک میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام دیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اپنے سب لڑکوں کو اسی طرح غلام دیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس سے رجوع کر لو (یعنی غلام واپس لے لو) ف

ف بطور عطیہ دی ہوئی چیز اصل حالت میں موجود ہو اور اس میں اور لوگ بھی شریک ہوں تو عطیہ دینے والا آدمی رجوع کر سکتا ہے جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیے گئے باغ میں رجوع کا فیصلہ کیا۔
حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخری حصّہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے علم سے (جاری ہے)

۵-۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اِنَّهَا قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ نَحَلَهَا جُذَاذَ عِشْرِيْنَ وَسْقًا مِّنْ مَّالِهٖ بِالْعَالِيَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللهِ يَا بُنَيَّةُ مَا مِنَ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيَّ غِنًى بَعْدِيْ مِنْكِ وَلَا اَعَزُّ عَلَيَّ فَقْرًا مِنْكِ وَاِنِّيْ كُنْتُ نَحَلْتُكِ مِنْ مَّالِيْ جُذَاذَ عِشْرِيْنَ وَسْقًا فَلَوْ كُنْتِ جَذَذْتِيْهِ وَاحْتَزْتِيْهِ كَانَ لَكِ فَاِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَاِنَّمَا هُوَ اَخُوْكِ اُخْتَانِ فَاقْتَسِمُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَتْ يَا اَبَتِ وَاللهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهٗ اِنَّمَا هِيَ اَسْمَآءُ فَمَنِ الْاُخْرٰى قَالَ ذُوْ بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں عالیہ مقام میں اپنے مال سے کھجوروں کا ایک باغ دیا جس سے بیس وسق کھجوریں اترتی تھیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا: اے میری بیٹی! میں اپنے بعد تمام لوگوں میں سے کسی کو تم سے زیادہ مالدار دیکھنا پسند نہیں کرتا اور نہ تمھارا مفلس ہونا مجھے محبوب ہے بے شک میں نے تمھیں کھجوروں کا ایک باغ دیا جس سے بیس وسق کھجوریں اترتی تھیں اگر تم اس باغ کو کاٹ کر محفوظ کر لیتیں تو وہ تمھارا ہوتا لیکن اب وہ مال میراث ہے بیشک وہ باغ تمھارے بھائی اور تمھاری دو بہنوں کے درمیان قرآن کے حکم کے مطابق اسے تقسیم کرنا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۴، ۵ سے آگے) ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ما فی الارحام کا علم عطا فرمایا ہوا تھا، جیسا کہ ان کی زبان سے نکلا اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی کر دکھلایا یعنی انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ایک تمھاری بہن حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام، مرید اور جاں نثار ہیں، ان کے علم کی یہ حالت ہے تو محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وفضل کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ معتبر روایات واحادیث میں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ما فی الارحام کے بارے جانتے تھے بلکہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب کچھ آپ نے بیان فرما دیا۔ حتیٰ کہ جنتی لوگوں کے دخول جنت اور جہنمی لوگوں کے جہنم میں جلنے کی کیفیات کو صاف صاف بیان فرما دیا۔ ایسا کیوں نہ بیان فرماتے کہ آپ ہی تو وہ ذات ہیں جو کہ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ (اے محبوب! جو آپ نہیں جانتے تھے وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ سکھا دیا) کے اعزاز کے حامل قرار پائے ہیں۔

أَرَاهَا جَارِيَةً فَوَلَدَتْ جَارِيَةً۔

٭ ٭ ٭ ٭

٨٠٦ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَنْحِلُوْنَ أَبْنَاءَهُمْ نُحْلًا ثُمَّ يُمْسِكُوْنَهَا قَالَ فَإِنْ مَّاتَ ابْنُ أَحَدِهِمْ قَالَ مَالِيْ بِيَدِيْ وَلَمْ أُعْطِهِ أَحَدًا وَّإِنْ مَّاتَ هُوَ قَالَ هُوَ لِابْنِيْ قَدْ كُنْتُ أَعْطَيْتُهُ إِيَّاهُ مَنْ نَّحَلَ نُحْلَةً لَمْ يَحُزْهَا الَّذِيْ نُحِلَهَا حَتّٰى تَكُوْنَ إِنْ مَّاتَ لِوَرَثَتِهٖ فَهِيَ بَاطِلٌ۔

٨٠٧ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ مَنْ نَّحَلَ وَلَدًا لَّهٗ صَغِيْرًا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَّحُوْزَ نُحْلَةً فَأَعْلَنَ بِهَا وَأَشْهَدَ عَلَيْهَا فَهِيَ جَائِزَةٌ وَّإِنَّ وَلِيَّهَا أَبُوْهُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ يَنْبَغِيْ لِلرَّجُلِ أَنْ يُّسَوِّيَ بَيْنَ وَلَدِهٖ فِي النُّحْلَةِ وَلَا يُفَضِّلُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَمَنْ نَّحَلَ نُحْلَةً وَلَدًا أَوْ غَيْرَهٗ فَلَمْ يَقْبِضْهَا الَّذِيْ نُحِلَهَا

عرض کیا: اے میرے اباجان! قسم بخدا! اگر اتنا مال
بھی ہوتا تو اسے میں چھوڑ دیتی ایک تو میری بہن اسماء ہے
اور دوسری کون ہے؟ آپ (حضرت ابوبکر صدیق) نے
فرمایا: (حبیبہ) بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے۔ میرا
خیال ہے کہ وہ لڑکی پیدا ہوگی چنانچہ انھوں (حبیبہ بنت
خارجہ) نے لڑکی جن دی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ کا
بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں
کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو کوئی چیز ہبہ کرتے
ہیں پھر اسے روک لیتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
اگر کسی کا بیٹا فوت ہو جائے تو وہ کہتا ہے مال میرا
میں کسی کو نہیں دوں گا۔ اور اگر وہ خود فوت ہو جائے
تو کہتا ہے کہ یہ مال میرے بیٹے کا ہے، میں نے اسے
دے دیا ہے، جس شخص نے کسی کو کوئی چیز دی اور اس
نے اس پر ابھی قبضہ نہ کیا حتیٰ کہ دینے والا فوت ہو گیا
تو وہ چیز ورثاء کی ہو گی اور وہ عطیہ فاسد قرار پائے گا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے
کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے
اپنے نابالغ بچے کو کوئی چیز بطور عطیہ دی تو جائز ہے
اس نے اس کا اعلان کر دیا اور اس بارے گواہ بنا لیے
اور اس کا ولی اس کا باپ ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس
روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ آدمی کو چاہیے
کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان عطیات میں مساوات
کرے، کسی ایک کو دوسروں پر فضیلت نہ دے کسی شخص

حَتّٰى مَاتَ النَّاحِلُ وَالْمَنْحُوْلُ فَهِيَ مَرْدُوْدَةٌ عَلَى النَّاحِلِ وَعَلٰى وَرَثَتِهٖ وَلَا يَجُوْزُ لِلْمَنْحُوْلِ حَتّٰى يَقْبِضَهَا إِلَّا الْوَلَدُ الصَّغِيْرُ فَإِنْ قَبَضَ وَالِدُهٗ لَهٗ قَبْضٌ فَإِذَا أَعْلَمَهَا وَأَشْهَدَ بِهَا فَهِيَ جَائِزَةٌ لِوَلَدِهٖ وَلَا سَبِيْلَ لِلْوَالِدِ إِلَى الرَّجْعَةِ فِيْهَا وَلَا إِلَى اغْتِصَابِهَا بَعْدَ أَنْ أَشْهَدَ عَلَيْهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

اپنے بیٹے یا غیر بیٹے کو کوئی چیز عطیہ دی اس نے ابھی اس پر قبضہ نہ کیا ہو کہ دینے والا فوت ہو جائے تو وہ چیز عطا کرنے والے کی ہوگی اور وہ چیز عطا کرنے والے کو واپس کر دی جائیگی اور ورثاء کو دی جائیگی۔ عطیہ جائز نہیں ہوتا جب تک اس پر قبضہ نہ کر لیا جائے سوائے نابالغ بچے کے۔ اگر بچے کے والد نے اس پر قبضہ کر لیا تو وہ اس کے بیٹے کے لیے جائز ہے بشرطیکہ اس نے اس کا اعلان کر دیا ہو اور اس پر گواہ بنا لیا ہو اور باپ اس سلسلے میں رجوع نہیں کر سکتا اور نہ ہی گواہی کے بعد اسے غصب کر سکتا ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۳۱۔ بَابُ الْعُمْرٰى وَالسُّكْنٰى

مستقل اور عارضی رہائش گاہ کا بیان

۸۰۸۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَإِنَّهَا لِلَّذِيْ يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِيْ أَعْطَاهَا لِأَنَّهٗ أَعْطٰى عَطَاءً وَقَعَتِ الْمَوَارِيْثُ فِيْهِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی کو تاحیات اور ورثاء کو عطیہ دیا وہ اسی کا ہوگا جسے عطا کیا گیا اور عطاء کرنے والے کو واپس نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ ایسا عطیہ ہے جس میں میراث جاری ہوگی ف

ف اگر کسی کو کسی مکان کا مستقل طور پر مالک بنا دیا گیا وہ مالک قرار پائے گا اور اس مکان میں وراثت کا سلسلہ جاری ہوگا اور اگر کسی آدمی کو عارضی طور پر (بطور اعانت و مدد) کسی مکان کا (محدود مدت تک) مالک بنا دیا تو وہ اس کا مستقل طور پر مالک و مختار قرار نہیں پائے گا اور نہ اس میں وراثت جاری ہوگی بلکہ (جاری ہے)

۸۰۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ وَرِثَ حَفْصَةَ دَارَهَا وَكَانَتْ حَفْصَةُ قَدِ اسْتَكَنَتْ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ مَا عَاشَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَبَضَ عَبْدُاللهِ ابْنِ عُمَرَ الْمَسْكَنَ وَرَاى اَنَّهُ لَهُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ الْعُمْرٰى هِبَةَ ابْنِ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَلَهُ مَا السُّكْنٰى لَهُ عَادِيَةٌ تُرْجَعُ اِلَى الَّذِىْ اَسْكَنَهَا وَ اِلٰى وَارِثِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا وَالْعُمْرٰى اَنْ قَالَ هِىَ لَهُ وَ لِعَقِبِهٖ اَوْلَمْ يَقُلْ وَلِعَقِبِهٖ فَهُوَ سَوَاءٌ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے وارث ہوئے جبکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے زید بن خطاب رضی اللہ عنہا کی بیٹی کو اپنی زندگی میں ہی مالک بنا دیا تھا۔ جب حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا انتقال ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے گھر پر قبضہ کر لیا اور انھوں نے خیال کیا کہ وہ انکا ہے

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ "عمرٰی" ایسا ہدیہ ہے جو کسی نے تمام زندگی کے لیے (مستقل) دیا ہو جسے دی گیا ہو وہ اس کا ہوتا ہے اور "السکنٰی" وہ عارضی سکونت ہے جسے بعد میں اصل مالک اور اس کے بننے والے ورثا کو واپس کیا جا سکتا ہے یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے اور "العمرٰی" کی صورت یہ ہو گی کہ کوئی شخص دوسرے کو کہے کہ یہ چیز اس کے لیے ہے اور اس کے بعد (ورثاء) والوں کے یا بعد والوں کا ذکر بھی کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۷ کا) معینہ مدت کے بعد وہ مکان اصل مالک کو واپس کرنا ہو گا۔

۱۵- كِتَابُ الصَّرْفِ

سونے اور چاندی کی ایکدوسرے کے عوض خرید وفروخت

۱- اَبْوَابُ الرِّبٰوا

سُود کا بیان

۸۱۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الْوَرَقَ بِالذَّهَبِ اَحَدُهُمَا غَائِبٌ وَّ الْاٰخَرُ نَاجِزٌ فَاِنِ اسْتَنْظَرَكَ اِلٰى اَنْ يَلِجَ بَيْتَهٗ فَلَا تَنْظِرْهُ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَاءَ وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبٰوا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سونے کو چاندی کے عوض اس طرح نہ فروخت کرو کہ ان میں سے ایک اُدھار اور دوسری چیز نقد ہو اگر وہ (بائع اور مشتری) تجھ سے مُہلت لے کہ وہ گھر سے لاکر دے گا تو تم اسے مہلت نہ دو۔ بیشک میں تم پر "رماء" کا خوف کرتا ہوں "رماء" سُود ہے۔ ف

ف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے سود کی تعریف یوں کی ہے کہ "وہ زیادت کے عوض سے خالی ہو اور معاہدہ میں اس کا استحقاق قرار پایا ہو، سود ہے، مثلاً سو روپے دیے اور یہ ٹھہرالیا کہ بیسہ اوپر سولے گا تو یہ بیسہ عوض شرعی سے خالی ہے لہذا سُود ہے جو حرام ہے" واللہ تعالیٰ اعلم۔ (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رسالہ سود ایک بدترین جُرم، صفحہ ۲۳، پروگریسیو بکس لاہور)

مسئلہ سود کو سمجھنے کے لیے ایک یہ قاعدہ ذہن میں رکھیں۔

"جو دو چیزیں اندازے میں مشترک ہیں یعنی ایک ہی قسم کے اندازے سے ان کی تقدیر کی جاتی ہے (جاری ہے)

۸۱۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ اَحَدُهُمَا غَائِبٌ وَالْاٰخَرُ نَاجِزٌ وَاِنِ اسْتَنْظَرَكَ حَتّٰى يَلِجَ بَيْتَهٗ فَلَا تُنْظِرْهُ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمُ الرِّبٰوا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سونے کو سونے کے عوض فروخت نہ کرو مگر برابر برابر، تم چاندی کو چاندی کے عوض فروخت نہ کرو مگر برابر برابر اور تم سونے کو چاندی کے عوض فروخت نہ کرو جبکہ دونوں میں سے ایک ادھار ہو اور دوسری نقد ہو اور اگر کوئی تم سے مہلت مانگے کہ وہ اپنے گھر سے لائے گا تو تم اسے مہلت نہ دو بے شک میں تم پر سُود کا خوف کرتا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵۷۹ کا) مثلاً دونوں وزنی ہیں یا دونوں کیلی ہیں اور دونوں ہیں بھی ایک جنس کی مثلاً گیہوں سے گیہوں یا لوہا سے لوہا، تو ایسی دو چیزوں کی آپس میں بیع (خرید و فروخت) اسی وقت سے ہے ہی جب دونوں اپنے اسی اندازہ میں جو شرعاً یا عرفاً ان کا مقرر ہے بالکل برابر ہیں ان میں کوئی ادھار بھی نہ اور اگر ایسی دو چیزیں ایک یا دونوں ادھار ہوں یا اپنے اس اندازہ مقرر میں برابر نہ کی گئی ہوں اب خواہ سرے سے اندازہ ہی نہ کیا گیا یا اندازہ کیا گیا مگر کمی بیشی رہی یا برابری تو کی مگر دوسری قسم کے اندازے سے کی، مثلاً جو تول کی چیز تھی اسے ناپ کے برابر کیا یا جو ناپ کی تھی اسے تول کر یکساں کیا تو یہ بیع (خرید و فروخت) محض ناجائز اور ربا (سُود) قرار پائے گی۔
(امام احمد رضا خاں بریلوی، سود ایک بدترین جرم، صفحہ ۲۰، پروگریسیو بکس، لاہور)

حرمت سود ایک قطعی امر ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط اور اللہ تعالیٰ نے بیع حلال اور سود حرام قرار دیا، جس طرح بیع (خرید و فروخت، تجارت) کے حلال ہونے میں کوئی شک نہیں ایسے ہی سود کی حرمت (حرام ہونے) پر بھی شک نہیں ہے۔

سُودی کاروبار کرنا تنتیس بار زنا کرنے کے برابر جرم ہے، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَكَلَ دِرْهَمًا مِنْ رِبٰوا فَهُوَ مِثْلُ ثَلٰثٍ وَّثَلٰثِيْنَ زَنْيَةً جس آدمی نے ایک درہم سُود کھایا وہ تنتیس بار زنا کرنے کے برابر ہے۔

ایک روایت میں بطور سود ایک درہم لینے کو سینتیس بار (۳۷) زنا کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں لدرهم ربًا اللّٰه اجرم عند اللّٰه من سبعة وثلاثين زنية رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کا ایک درہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سینتیس بار زنا سے زیادہ جرم ہے (جاری ہے)

۸۱۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سونا سونے کے عوض فروخت نہ کرو مگر برابر برابر طور، تم ان میں سے ایک کی دوسرے پر زیادتی نہ کرو تم چاندی کو چاندی کے عوض فروخت نہ کرو سوائے برابر برابر طور کے، اس میں سے کچھ کا دوسرے پر اضافہ نہ کرو اور تم اس میں سے کسی نقد چیز کو اُدھار کے ساتھ فروخت نہ کرو۔

۸۱۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَبِيْ تَمِيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دینار کو دینار کے عوض اور درہم کو درہم کے عوض (فروخت کرو) ان میں سے کسی پر اضافہ نہ کرو۔

۸۱۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ وَقَالَ فَدَعَانِيْ طَلْحَةُ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَقَالَ فَتَرَاوَضْنَا حَتّٰى اصْطَرَفَ مِنِّيْ فَاَخَذَ طَلْحَةُ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ حَتّٰى يَاْتِيَ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہیں ایک سو دینار کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت مالک بن اوس کا کہنا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے پاس طلب کیا تو ہم دونوں (خرید و فروخت پر) رضامند ہو گئے حتیٰ کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دینار

(القیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵۷۹، ۵۸۰ سے آگے) اور ایک روایت میں سودی کاروبار کرنے والے کو ستر بار اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے چنانچہ روایت الفاظ ملاحظہ ہوں "اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَيْسَرُهَا كَالَّذِيْ يَنْكِحُ اُمَّهٗ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سُود ستر گناہ ہے ان میں سے آسان تر اس آدمی کی مثل ہے جو اپنی والدہ سے زنا کرتا ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ سودی کاروبار کرنا اپنی والدہ سے کئی بار زنا کرنے سے بھی بُرا گناہ ہے جب یہ کئی بار زنا کرنے کے برابر ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ گناہ کبیرہ ہے جس سے بچنا بہرصورت ضروری اور واجب ہے۔ مزید تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا رسالہ "سود ایک بدترین جرم" کا مطالعہ کریں۔

خَازِنِیْ مِنَ الْغَابَۃِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَسْمَعُ کَلَامَہٗ فَقَالَ لَا وَ اللّٰہِ لَا تُفَارِقُہٗ حَتّٰی تَأْخُذَ مِنْہُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الذَّھَبُ بِالْفِضَّۃِ رِبًوا اِلَّا ھَآءَ وَھَآءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًوا اِلَّا ھَآءَ وَھَآءَ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ رِبًوا اِلَّا ھَآءَ وَھَآءَ۔

وصول کر لیے اور انھیں اپنے ہاتھ میں الٹ پلٹ کرنے لگے پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (تم انتظار کرو) حتیٰ کہ میرا خازن مقام غابہ سے آجائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ گفتگو سُن لی تو فرمایا: قسم بخدا! تم جب تک ان (حضرت طلحہ) سے عوض وصول نہ کر لو، ان سے علیحدگی اختیار نہ کرو پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا چاندی کے عوض، کھجور کھجور کے عوض اور جَو جَو کے عوض فروخت کرنا سُود ہے مگر برابر برابر۔

۸۱۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ اَوْعَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّ مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ بَاعَ سِقَایَۃً مِّنْ وَّرَقٍ اَوْ ذَھَبٍ بِاَکْثَرِ مِّنْ وَزْنِھَا فَقَالَ لَہٗ اَبُوالدَّرْدَآءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھٰی عَنْ مِثْلِ ھٰذَا اِلَّا مَثَلًا بِمِثْلٍ قَالَ لَہٗ مُعَاوِیَۃُ مَا نَرٰی بِہٖ بَاْسًا فَقَالَ لَہٗ اَبُوالدَّرْدَآءِ مَنْ یَّعْذِرُنِیْ مِنْ مُّعَاوِیَۃَ اَخْبَرَہٗ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیُخْبِرُنِیْ عَنْ رَّاْیِہٖ لَا اُسَاکِنُكَ بِاَرْضٍ اَنْتَ بِھَا قَالَ فَقَدِمَ اَبُوالدَّرْدَآءِ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَخْبَرَہٗ فَکَتَبَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ اَنْ لَّا یَبِیْعَ ذٰلِكَ اِلَّا مَثَلًا بِمِثْلٍ اَوْ وَزْنًا بِوَزْنٍ۔

حضرت عطاء بن یسار یا سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے چاندی یا سونے کا ایک برتن اس کے اصل وزن سے زیادہ کے ساتھ فروخت کیا حضرت ابُودرداء رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی خرید فروخت سے منع فرمایا مگر برابر برابر ہو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا ہماری رائے کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں، حضرت ابُودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے میرا عذر کون قبول کرے گا۔ میں تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور وہ مجھے اپنی رائے بیان کرتے ہیں جس زمین میں تم رہائش پذیر ہو میں اس میں نہیں ٹھہروں گا حضرت ابُودرداء رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھیں اس بارے بتایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت

۸۱۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيُّ اَنَّهٗ رَاٰى سَعِيْدَ الْمُسَيَّبِ يُرَاطِلُ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ قَالَ فَيُفْرِغُ الذَّهَبَ فِيْ كِفَّةِ الْمِيْزَانِ وَيُفْرِغُ الْاٰخَرُ الذَّهَبَ فِيْ كِفَّةِ الْاُخْرٰى قَالَ ثُمَّ يَرْفَعُ الْمِيْزَانَ فَاِذَا اعْتَدَلَ لِسَانُ الْمِيْزَانِ اَخَذَ وَاَعْطٰى صَاحِبَهٗ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ عَلٰى مَا جَاءَتِ الْاٰثَارُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ اس طرح کی خرید و فروخت نہ کرو سوائے برابر طور کے یا وزن کے لحاظ سے برابر ہو۔

حضرت یزید بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سونا سونے کے عوض فروخت کرتے وہ اپنا سونا ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیتے اور دوسرے شخص کا دوسرے پلڑے میں ڈال دیتے پھر ترازو اٹھاتے جب ترازو کا کانٹا برابر ہوتا تو وہ سونا پکڑ لیتے اور اپنا سونا دوسرے کو دے دیتے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم مکمل طور پر دلیل اخذ کرتے ہیں اور اس سلسلے میں بہت سی روایات ثابت ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے دوسرے فقہاء کا قول ہے۔

۲- بَابُ الرِّبٰوا فِيْمَا يُكَالُ اَوْيُوْزَنُ

ماپ تول والی چیزوں میں سُود کا بیان

۸۱۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ لَا رِبٰوا اِلَّا فِيْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ اَوْ مَا يُكَالُ اَوْ يُوْزَنُ مِمَّا يُؤْكَلُ اَوْ يُشْرَبُ۔

حضرت ابُوالزناد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سُود صرف سونا، چاندی اور ایسی ماپ تول والی چیزوں میں ہوتا ہے جنھیں کھایا جائے یا پیا جائے ف

ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزوں کو کیلی (ماپ کر خرید و فروخت ہونیوالی) قرار دیا ہے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا كَانَ مَا يُكَالُ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ اَوْ كَانَ مَا يُوْزَنُ مِنْ صِنْفٍ وَّاحِدٍ فَهُوَ مَكْرُوْهٌ اَيْضًا اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ بِمَنْزِلَةِ الَّذِيْ يُؤْكَلُ وَيُشْرَبُ وَهُوَ قَوْلُ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب ماپ تول والی چیزیں ایک ہی جنس کی ہوں تو وہ مکروہ ہیں سوائے برابر طور اور ہاتھوں ہاتھ ہوں کیونکہ وہ کھائی اور پی جانے والی چیزوں کی طرح ہو جائیں گی یہی حضرت ابراہیم نخعی، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

٨١٨- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَامِلَكَ عَلٰى خَيْبَرَ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَدِيٍّ

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھجور کے بدلے کھجور برابر طور پر (فروخت کرو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! خیبر میں موجود آپ کا عامل جو انصار کے قبیلہ عدی سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵۸۳ کا) جو، گندم، چھوہارے، جو اور نمک ہے یہ چیزیں ہمیشہ کیلی ہی رہیں گی لہٰذا ان چیزوں کو
تول کر فروخت کرنا حرام قرار پائے گا اور دو چیزوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وزنی (تول کر فروخت ہونے والی
قرار دیا ہے وہ سونا اور چاندی ہے یہ دونوں چیزیں ہمیشہ موزونی ہی رہیں گی۔ لہٰذا ان کا ماپ کر فروخت کرنا حرام
قرار پائے گا ان چھ چیزوں کے علاوہ چیزوں کے کیلی یا موزونی ہونے کا دار و مدار عرف عام پر ہو گا یعنی جس چیز کو لوگ
ماپ کر فروخت کرتے ہوں اسے کیلی کہا جائے گا اور جسے تول کر فروخت کرتے ہوں اسے موزونی کہا جائے گا
مذکورہ چھ چیزوں کے بارے مشہور حدیث ہے عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْبُرُّ بِالْ
مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَمَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى بِيْعُوا
الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ، وَبِيْعُوا الْبُرَّ بِالتَّمْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ وَبِيْعُوا الشَّعِيْرَ بِالتَّمْرِ
كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا سونے کے
چاندی چاندی کے عوض برابر برابر، کھجور کھجور کے عوض برابر برابر، گندم گندم کے بدلے برابر برابر، نمک نمک کے بدلے برابر برابر اور جو جو
بدلے برابر برابر، جس آدمی نے زائد لیا اس نے سود لیا تم سونا سونے کے عوض نقد جیسے چاہو بیچو، تم گندم کے بدلے گندم نقد جیسے
بیچو اور تم جو کے بدلے جو نقد جیسے چاہو بیچو (امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، جلد اول صفحہ ۲۲۵ ایچ ایم سعید کمپنی کرا

مِّنَ الْاَنْصَارِ يَاْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ قَالَ اُدْعُوْهُ لِیْ فَدُعِیَ لَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَاْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يُعْطُوْنِی الْجَنِيْبَ بِالْجَمْعِ اِلَّا صَاعًا بِصَاعَيْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِ الْجَمْعِ بِالدَّرَاهِمِ وَاشْتَرِ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا۔

جو ایک صاع (کھجوریں) دو صاع کھجوروں کے عوض وصول کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انھیں میرے پاس لاؤ چنانچہ انھیں آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک صاع (کھجوریں) دو صاع (کھجوروں) کے عوض وصول نہ کرو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ اچھی کھجوریں ردّی کھجوروں کے عوض نہیں دیتے سوائے ایک صاع دو صاع کے عوض۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ردی کھجوریں دراہم کے عوض فروخت کر دو پھر دراہم کے ساتھ اچھی کھجوریں خرید لو۔

۸۱۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَجِيْدِ ابْنُ سُهَيْلٍ وَالزُّهْرِیُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰی خَيْبَرَ فَجَآءَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلٰثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَفْعَلْ بِعْ تَمْرَكَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ اشْتَرِ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَقَالَ فِی الْمِيْزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر پر عامل مقرر فرمایا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اعلیٰ قسم کی کھجوریں لے کر حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: کیا خیبر کی سب کھجوریں اس طرح کی ہیں؟ اس نے جواب دیا قسم بخدا! نہیں یا رسول اللہ! لیکن ایک صاع دو صاع کے عوض اور دو صاع تین صاع کے (کھجوروں کے) عوض وصول کی جاتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو تم اپنی کھجوریں درہموں کے ساتھ فروخت کر دو پھر درہموں سے اچھی کھجوریں خرید لو، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماپی جانے والی چیزوں میں بھی اسی طرح ہوگا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۸۲۰- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ عَنْ رَجُلٍ يَشْتَرِي طَعَامًا مِنَ الْجَارِ بِدِينَارٍ وَنِصْفِ دِرْهَمٍ أَيُعْطِيهِ دِينَارًا وَنِصْفَ دِرْهَمٍ طَعَامًا قَالَ لَا وَلَكِنْ يُعْطِيهِ دِينَارًا أَوْ دِرْهَمًا وَيَرُدُّ عَلَيْهِ الْبَائِعُ نِصْفَ دِرْهَمٍ طَعَامًا۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا جو مقامِ جار میں ایک درہم اور آدھے درہم کا غلّہ خرید کر پھر اسے ایک دینار اور آدھے درہم کا دے سکتا ہے۔ انھوں نے جواب دیا نہیں لیکن وہ اسے ایک دینار اور ایک درہم دے دے اور فروخت کرنے والا اسے آدھے درہم کا غلّہ واپس کر دے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا الْوَجْهُ أَحَبُّ إِلَيْنَا وَالْوَجْهُ الْآخَرُ يَجُوزُ أَيْضًا إِذَا لَمْ يُعْطِهِ مِنَ الطَّعَامِ الَّذِي اشْتَرَى أَقَلَّ مِمَّا يُصِيبُ نِصْفَ الدِّرْهَمِ مِنْهُ فِي الْبَيْعِ الْأَوَّلِ فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهُ أَقَلَّ مِمَّا يُصِيبُ نِصْفَ الدِّرْهَمِ مِنْهُ فِي الْبَيْعِ الْأَوَّلِ لَمْ يَجُزْ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ طریقہ ہمارے نزدیک بہت پسندیدہ ہے اور ایک دوسرا طریقہ بھی جائز ہے وہ یہ ہے کہ جب اس نے آدھے درہم کے عوض خریدے جانے والے غلّے کو اسی قیمت سے بغیر کمی کے دے دے اور اگر وہ غلّہ آدھے درہم سے کم میں دیا تو جائز نہیں ہوگا یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۳- بَابُ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الْعَطَايَا أَوِ الدَّيْنُ عَلَى الرَّجُلِ فَيَبِيعُهُ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهُ

عطیہ یا قرضہ پر کسی شخص کے قبضہ کرنے سے قبل فروخت کرنے کا بیان

۸۲۱- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَمِيلَ الْمُؤَذِّنَ يَقُولُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ إِنِّي رَجُلٌ أَشْتَرِي هٰذِهِ الْأَرْزَاقَ الَّتِي يُعْطِيهَا النَّاسَ بِالْجَارِ فَابْتَاعَ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أُرِيدُ أَنْ أَبِيعَ الطَّعَامَ

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے جمیل مؤذن کو حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یوں کہتے ہوئے سنا کہ بیشک میں ایک ایسا شخص ہوں کہ میں ان سے کچھ غلوں کو خرید لیتا ہوں جو مقامِ جار میں لوگ دیتے ہیں پھر کچھ مدّت کے بعد

الْمَضْمُوْنَ عَلَيَّ اِلٰى ذٰلِكَ الْاَجَلِ فَقَالَ لَهٗ سَعِيْدٌ اَتُرِيْدُ اَنْ تُوَفِّيَهُمْ مِّنْ تِلْكَ الْاَرْزَاقِ الَّتِيْ ابْتَعْتَ قَالَ نَعَمْ فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ ۔

اسے فروخت کر دیتا ہوں۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ لوگوں کو یہ غلہ دے دو جو تم نے خریدا ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہاں۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے انھیں اس بارے منع کر دیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَنْبَغِيْ لِلرَّجُلِ اِذَا كَانَ لَهٗ دَيْنٌ اَنْ يَّبِيْعَهٗ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ لِاَنَّهٗ غَرَرٌ فَلَا يَدْرِيْ اَيَخْرُجُ اَمْ لَا يَخْرُجُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ قرض پر قبضہ کیے بغیر اسے فروخت کرے اس لیے یہ دھوکہ ہے معلوم نہیں کہ اسے وہ وصول ہوگا یا کہ نہیں؟ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۸۲۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ مَيْسَرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا يَسْاَلُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ اِنِّيْ رَجُلٌ اَبِيْعُ الدَّيْنَ وَذَكَرَ لَهٗ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ لَا تَبِعْ اِلَّا مَا اٰوَيْتَ اِلٰى رَحْلِكَ ۔

حضرت موسیٰ بن میسرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے سنا کہ میں ایک قرضہ فروخت کرنے والا آدمی ہوں اور اس بارے کچھ تفصیل بتائی۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے انھیں فرمایا: کسی چیز پر قبضہ کیے بغیر اسے تم فروخت نہ کرو۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٖ نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِي الرَّجُلُ اَنْ يَّبِيْعَ دَيْنًا لَّهٗ عَلٰى اِنْسَانٍ اِلَّا مِنَ الَّذِيْ هُوَ عَلَيْهِ لِاَنَّ بَيْعَ الدَّيْنِ غَرَرٌ لَا يَدْرِيْ اَيَخْرُجُ مِنْهُ اَمْ لَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی آدمی کے لیے جائز نہیں ہے کہ جو چیز کسی پر بطور قرض ہو اسے فروخت کرے البتہ مقروض کو فروخت کی جاسکتی ہے کیونکہ قرض کا فروخت کرنا دھوکہ ہے معلوم نہیں اس سے وصول ہوگا یا کہ نہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ

ف کسی چیز پر قبضہ کرنے سے قبل اس کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ بائع (فروخت کرنے والے) کو وصول نہ ہو ایسے مشتری (خریدنے والے) کے ساتھ کذب بیانی یا دھوکہ ہو اور اسلام دھوکہ یا نقصان کی کسی صورت کی اجازت نہیں دیتا۔

علیہ کا قول ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

۴۔ بَابُ الرَّجُلِ يَكُوْنُ عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَقْضِىْ اَفْضَلَ مِمَّا اَخَذَهٗ

مقروض آدمی کا بہترین انداز میں قرض ادا کرنے کا بیان

۸۲۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ قَيْسٍ الْمَكِّيُّ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ اسْتَسْلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مِنْ رَجُلٍ دَرَاهِمَ ثُمَّ قَضٰى خَيْرًا مِّنْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ هٰذِهٖ خَيْرٌ مِّنْ دَرَاهِمِىْ الَّتِىْ اَسْلَفْتُكَ قَالَ اَبُوْ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتُ وَلٰكِنْ نَّفْسِىْ بِذٰلِكَ طَيِّبَةٌ۔

حضرت حمید بن قیس المکی رضی اللہ عنہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی سے کچھ دراہم بطور قرض لیے پھر انھیں اس سے بہتر طریقے سے ادا کر دیا اس آدمی نے کہا: یہ تو میرے دراہم سے بہتر ہیں جو میں نے تمھیں قرض دیے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں (اس بارے) جانتا ہوں لیکن میرا دل اس طرح خوش ہوتا ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭

۸۲۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَّجُلٍ بَكْرًا فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ اِبِلٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ فَاَمَرَ اَبَا رَافِعٍ اَنْ يَّقْضِىَ الرَّجُلَ بَكْرَهٗ فَرَجَعَ اِلَيْهِ اَبُوْ رَافِعٍ فَقَالَ لَمْ اَجِدْ فِيْهَا اِلَّا جَمَلًا رُبَاعِيًّا خِيَارًا فَقَالَ اَعْطِهٖ اِيَّاهُ فَاِنَّ خِيَارَ النَّاسِ اَحْسَنُهُمْ قَضَاءً۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص سے ایک چھوٹا اونٹ بطور قرض لیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس شخص کو ایک چھوٹا اونٹ ادا کر دیں۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ان اونٹوں میں سب اونٹ چار سال کے ہیں (یعنی چھوٹا اونٹ کوئی نہیں ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آدمی کو یہی (بڑا اونٹ) د

کیونکہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو ان میں سے قرض کی ادائیگی کے لحاظ سے بہتر ہو۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ نَأْخُذُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ اِذَا كَانَ مِنْ غَيْرِ شَرْطٍ اُشْتُرِطَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس میں کوئی شرط نہ لگائی گئی ہو۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۸۲۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ اَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ اِلَّا قَضَاءَهٗ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے قرض لیا وہ اس کی ادائیگی کے علاوہ کوئی شرط نہ لگائے

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّشْتَرِطَ عَلَيْهِ اَحْسَنَ مِنْهُ فَاِنَّ الشَّرْطَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ اس سے بہتر اور اس سے افضل

ف پہلی بات تو یہ ہے کہ کوشش ہونی چاہیے کہ کسی سے قرض نہ لیا جائے اور اگر کسی مجبوری کی بناء پر لے لیا تو اسے وعدہ کے مطابق بغیر مطالبہ کے واپس کر دینا ضروری ہے تاکہ فریقین کے تعلقات قائم رہ سکیں جس پر قرض ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی آدمی اس حالت میں شہید ہو جائے کہ اس پر قرض ہو، جب تک وہ قرض ادا نہیں کریگا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

جو لوگ قرض کی ادائیگی کا سوچتے بھی نہیں بلکہ ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں انکی مذمت کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں البتہ کسی کی مجبوری کی بناء پر قرض خواہ مزید ڈھیل دے دیتا ہے تو اس بارے امام اہل سنت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ اسے (قرض خواہ کو) روزانہ قرضہ کی مقدار اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ قرضہ کی رقم ادا نہ کرنا صرف جرم ہی نہیں بلکہ مستقل طور پر عداوت، دشمنی اور قتل و غارت کا سبب بن سکتا ہے۔ دورِ حاضر میں یہ مرض عام ہے کہ لوگ شیرِ مادر تصور کرتے ہوئے قرض تو وصول کر لیتے ہیں لیکن ادائیگی کے بارے سوچتے بھی نہیں۔ یہ ایک بات بھی ہے کہ قرض ادا نہ کرنا حقوق العباد کی تلفی بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فِيْ هٰذَا لَا يَنْبَغِيْ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ الْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا ۔

شرط نہیں ہے کیونکہ (ماسوائے ادائیگی قرض کے) شرط لگانا درست نہیں ہے ۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

٥- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ قَطْعِ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ

درہموں اور دیناروں کے کاٹنے کے مکروہ ہونے کا بیان

٨٢٦- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ قَطْعُ الْوَرِقِ وَالذَّهَبِ مِنَ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَنْبَغِيْ قَطْعُ الدَّرَاهِمِ وَ الدَّنَانِيْرِ لِغَيْرِ مَنْفَعَةٍ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا : چاندی اور سونے کا کاٹنا زمین پر فساد کا سبب ہے ۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : کسی مفاد کے بغیر درہموں اور دیناروں کا کاٹنا جائز نہیں ہے ۔

٦- بَابُ الْمُعَامَلَةِ وَالْمُزَارَعَةِ فِي النَّخْلِ وَالْاَرْضِ

کھجور اور زمین کے بارے مزارعت اور معاملہ کا بیان

٨٢٧- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا رُبَيْعَةُ بْنُ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ حَنْظَلَةَ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ عَنْ كِرَاءِ

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا ہے کہ بے شک حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے بتا کہ انھوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے

ف ایک صحیح اور مفید چیز کو بلا عذر ضائع کرنا اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور نقصان کرنے کے زمرے میں آتا جو شرعی نقطہ نظر سے درست نہیں ہے ۔ جب یہ سلسلہ عوام الناس میں عام ہو جائے تو قومی دولت کے ضیاع کے قحط کا امکان ہو سکتا ہے جو باعثِ فساد و نقصان ہوگا ۔

الْمَزَارِعِ فَقَالَ قَدْ نُهِيَ عَنْهُ قَالَ حَنْظَلَةُ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ بِالذَّهَبِ وَالْوَرَقِ قَالَ رَافِعٌ لَا بَأْسَ بِكِرَائِهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرَقِ.

کھیتی کے کرائے کے بارے سوال کیا تو حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: بیشک اس سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سونا اور چاندی کے عوض کرائے کے بارے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: سونے اور چاندی کے عوض کرائے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا بَأْسَ بِكِرَائِهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرَقِ بِالْحِنْطَةِ كَيْلًا مَعْلُوْمًا وَضَرْبًا مَعْلُوْمًا مَا لَمْ يَشْتَرِطْ ذٰلِكَ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا كَيْلًا مَعْلُوْمًا فَلَا خَيْرَ فِيْهِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا وَقَدْ سُئِلَ عَنْ كِرَائِهَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ بِالْحِنْطَةِ كَيْلًا مَعْلُوْمًا فَرَخَّصَ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ هَلْ ذٰلِكَ إِلَّا مِثْلُ الْبَيْتِ يُكْرٰى.

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ سونا، چاندی اور گندم کے بدلے زمین بطور کرایہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ (گندم کا) وزن اور جنس واضح ہو اور یہ شرط نہ عائد کی جائے کہ زمین کی پیداوار سے وہ ادا کرے گا کیونکہ زمین کی پیداوار کے بارے اس طرح کی شرط لگانے میں کوئی بھلائی نہیں ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے ایسی گندم جس کی مقدار معلوم ہونے کے عوض کرائے پر زمین کے بارے سوال کیا گیا تو انھوں نے اس کی اجازت دی اور انھوں نے کہا: یہ مکان کرائے پر دینے کی مثل ہے۔

٨٢٨- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ فَتَحَ خَيْبَرَ قَالَ لِلْيَهُوْدِ أُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ عَلٰى أَنَّ الثَّمَرَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا: جو چیز اللہ تعالیٰ نے تمھیں دی میں بھی وہ تمھیں دیتا ہوں چنانچہ بیشک پھل تمھارے اور ہمارے درمیان مشترکہ ہوں گے۔ راوی حدیث کا بیان ہے

بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ ثُمَّ يَقُولُ إِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ فَلِي قَالَ فَكَانُوا يَأْخُذُونَهُ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے وہ پھل کا اندازہ لگا کر یہود کو کہتے اگر چاہو تو تم لے لو اور اگر چاہتے ہو تو میں لے لیتا ہوں راوی بیان کرتے ہیں کہ یہود پھل لے لیتے۔

٨٢٩ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْيَهُودِ قَالَ فَجَمَعُوا حُلِيًّا مِنْ حُلِيِّ نِسَائِهِمْ فَقَالُوا هٰذَا لَكَ وَخَفِّفْ عَنَّا وَتَجَاوَزْ فِي الْقَسْمَةِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ وَاللهِ إِنَّكُمْ لَمِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللهِ إِلَيَّ وَمَا ذَاكَ بِحَامِلِي أَنْ أَحِيفَ عَلَيْكُمْ أَمَّا الَّذِي عَرَضْتُمْ مِنَ الرِّشْوَةِ فَإِنَّهَا سُحْتٌ وَإِنَّا لَا نَأْكُلُهَا قَالُوا بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تو وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان مشترکہ پھلوں کا اندازہ لگاتے اور راوی حدیث کا کہنا ہے کہ یہودی اپنی عورتوں کے زیورات جمع کر کے کہتے: یہ تمہارے لیے ہیں تم وصولی میں کچھ کمی کر دو اور تقسیم میں بھی کچھ رعایت کر دیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہ یہود! قسم بخدا! تم میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ذلیل ترین لوگ ہو اس کے باوجود یہ بات مجھے تم پر نہیں ابھارتی کہ میں ظلم کروں لیکن جو چیز بطور رشوت تم نے (زیورات وغیرہ) پیش کی ہے وہ حرام ہے ہم اسے نہیں کھائیں گے یہود نے کہا اس (انصاف) کے سبب تو زمین و آسمان قائم (محفوظ) ہیں۔ ف

ف ہر ایسا معاملہ جس سے کسی کو نقصان کا امکان ہو وہ جائز نہیں ہے۔ مثلاً پھل دار درختوں پر ابھی پھل نہیں لگا تو اس (آئندہ آنے والے پھل) کو فروخت کرنا یا پھل تو درخت پر یا فصل پر آ چکا ہے لیکن ابھی کچا ہے تو اس کو بیع یعنی خرید و فروخت کرنا یا اس کا کسی چیز کے ساتھ تبادلہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے وہ پھل یا فصل تیار سے قبل کسی بیماری یا طوفان کا شکار ہو جائے اور معاملہ کرنے والے کو نقصان ہو سکتا ہے۔

ہمارے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف مسلمانوں کے ساتھ بلکہ کفار کے ساتھ بھی ایسا عادلانہ، دیانت دار اور حق و صداقت پر مبنی سلوک کیا جس کے نتیجے میں کفار کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق و امین

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِمُعَامَلَةِ النَّخْلِ عَلَى الشَّطْرِ وَالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَبِمُزَارَعَةِ الْاَرْضِ الْبَيْضَاءِ عَلَى الشَّطْرِ وَالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَكَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَيَذْكُرُ اَنَّ ذٰلِكَ هُوَ الْمُخَابَرَةُ الَّتِيْ نَهٰى عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کھجور بغیر فصل کے زمین کے نصف حصّہ، تہائی حصہ اور چوتھائی حصہ میں معاملہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اسے "بیع مخابرہ" قرار دے کر اسے مکروہ خیال کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا ہے۔

، بَابُ اِحْيَاءِ الْاَرْضِ بِاِذْنِ الْاِمَامِ اَوْ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ

امام (خلیفہ وقت) کی اجازت بغیر زمین قابل کاشت بنانیکا بیان

۸۳۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهٗ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مردہ (بنجر) زمین زندہ (قابل کاشت بنائی) کی وہ اسی کی ہے کسی ظالم کا (اس میں) کوئی حق نہیں ہے۔ ف

۸۳۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵۹۲ کا) کے القابات ملے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یقیناً تربیت کا اثر تھا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہود کی طرف سے بھاری دولت بطور رشوت وصول کرنے سے انکار کر دیا تھا تو انہوں (یہود) نے آپ کے عدل و انصاف کو دیکھ کر اس کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔

ف چونکہ اس نے محنت و مشقت سے زمین آباد کی لہٰذا اسی کی ہونی چاہیئے اگر خلیفہ وقت اس پر قبضہ کرتا ہے یا کسی دوسرے آدمی کو دے دیتا ہے تو یہ صراحتہً ظلم اور حق تلفی ہوگی جو خلاف شریعت ہے لہٰذا بنجر زمین کو جو آباد کرتا ہے وہ اسی کی ہوگی۔

سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ اَحْیٰی اَرْضًا مَّیْتَةً فَهِیَ لَهٗ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے مردہ (بنجر) زمین زندہ (قابلِ کاشت بنائی) کی وہ اسی کی ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ مَنْ اَحْیٰی اَرْضًا مَّیْتَةً بِاِذْنِ الْاِمَامِ اَوْ بِغَیْرِ اِذْنِهٖ فَهِیَ لَهٗ فَاَمَّا اَبُوْحَنِیْفَةَ فَقَالَ لَا یَکُوْنُ لَهٗ اِلَّا اَنْ یَّجْعَلَهَا لَهُ الْاِمَامُ قَالَ وَیَنْبَغِیْ لِلْاِمَامِ اِذَا اَحْیَاهَا اَنْ یَّجْعَلَهَا لَهٗ وَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ لَمْ تَکُنْ لَهٗ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص نے بنجر زمین خلیفہ وقت کی اجازت سے یا بغیر اجازت کے قابلِ کاشت بنائی وہ اسی کی ہے۔ لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ زمین زندہ کرنے سے مالک نہیں ہوگا جب تک کہ امامِ وقت اس کی اجازت نہ دے خلیفہ وقت کو چاہیے کہ بنجر زمین کو قابلِ کاشت بنانے والے کو دے دے اور اگر وہ نہ دے گا تو زمین اس کی نہیں ہوگی۔

۸۔ بَابُ الصُّلْحِ فِی الشُّرْبِ وَقِسْمَةِ الْمَآءِ

آب پاشی میں صلح اور پانی کی تقسیم کا بیان

۸۳۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ سَیْلِ مَهْزُوْرٍ وَمُذَیْنِبٍ یُمْسَكُ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکَعْبَانِ ثُمَّ یُرْسِلُ الْاَعْلٰی عَلَی الْاَسْفَلِ۔

حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہزوز اور مذینب کے پانی کو روکا جائے حتیٰ کہ ٹخنوں تک پہنچ جائے پھر بلند مقام کی طرف سے پست جگہ کی طرف چھوڑ دیا جائے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٖ نَاْخُذُ لِاَنَّهٗ کَانَ کَذٰلِكَ الصُّلْحُ بَیْنَهُمْ وَلِکُلِّ قَوْمٍ مَا اصْطَلَحُوْا وَاَسْلَمُوْا عَلَیْهِ مِنْ عُیُوْنِهِمْ وَسُیُوْلِهِمْ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ اس طرح ان لوگوں کے درمیان صلح ہوجاتی تھی ہر جماعت کو چاہیے کہ اپنے

وَاَنْهَارِهِمْ وَشِرْبِهِمْ۔

چشموں، اپنے بارش کے پانی، اپنی نہروں اور اپنے پینے کے پانی کے بارے (تقسیم میں) صلح کرلیں۔

۸۳۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ خَلِيْفَةَ سَاقَ خَلِيْجًا لَهٗ حَتَّى النَّهْرِ الصَّغِيْرِ مِنَ الْعُرَيْضِ فَاَرَادَ اَنْ يَمُرَّ بِهٖ فِيْ اَرْضِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ فَاَبٰى مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ الضَّحَّاكُ لِمَ تَمْنَعُنِيْ وَهُوَ لَكَ مَنْفَعَةٌ تَشْرَبُ بِهٖ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّلَا يَضُرُّكَ فَاَبٰى فَكَلَّمَ فِيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَدَعَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّخَلِّيَ سَبِيْلَهٗ فَاَبٰى فَقَالَ عُمَرُ لِمَ تَمْنَعُ اَخَاكَ مَا يَنْفَعُهٗ وَهُوَ لَكَ نَافِعٌ تُشْرَبُ بِهٖ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّلَا يَضُرُّكَ قَالَ مُحَمَّدٌ لَا وَاللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَيَمُرَّنَّ بِهٖ وَلَوْ عَلٰى بَطْنِكَ فَاَمَرَهٗ عُمَرُ اَنْ يُّجْرِيَهٗ

حضرت عمرو بن یحییٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک ضحاک بن خلیفہ رضی اللہ عنہ نے وادیٔ عریض سے ایک چھوٹی سی نہر نکالی انھوں نے وہ نہر محمد بن مسلمہ کی زمین سے گزارنے کا قصد کیا تو محمد بن مسلمہ نے (اجازت دینے سے) انکار کردیا۔ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھے نہ روکو کیونکہ اس میں تمھارا فائدہ ہے کہ تم پہلے اور آخر وقت میں پانی استعمال کرسکو گے اور تمھیں نقصان بھی نہیں ہوگا حضرت ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے انکار کردیا۔ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی، انھوں نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور راستہ دینے کا حکم دیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے پھر انکار کردیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کو نہ روکو کیونکہ اس میں تمھارا بھی فائدہ ہے تم اوّل وقت اور آخر وقت میں پانی استعمال کرسکو گے اور یہ معاملہ تمھارے لیے نقصان دہ نہیں ہے محمد بن مسلمہ نے کہا قسم بخدا نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! وہ نہر ضرور گزرے گی خواہ تمھارے پیٹ پر سے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہر گزارنے کا حکم دیا۔ ف

* * * *

ف خلیفۂ وقت کو سیاسی اور مصلحت کی بناء پر فیصلہ کرنے کا حق ہوتا ہے اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوسرے آدمی کی زمین سے پانی گزارنے کا فیصلہ سختی سے کیا اگر ہمسائے کو پانی نہ دیا جائے تو اس کا کھیت (جاری ہے)

۸۳۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْمَازِنِيُّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَانَ فِيْ حَائِطِ جَدِّهٖ رَبِيْعٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَاَرَادَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَنْ يُّحَوِّلَهٗ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْحَائِطِ هِيَ اَرْفَقُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاَقْرَبُ اِلٰى اَرْضِهٖ فَمَنَعَهٗ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَضٰى لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِتَحْوِيْلِهٖ۔

حضرت عمرو بن یحییٰ المازنی رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا کے باغ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ایک نہر تھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نہر کو باغ کی دوسری طرف لے جانے کا ارادہ کیا کیونکہ اس میں حضرت عبدالرحمٰن کے لیے سہولت تھی اور ان کی زمین کے قریب تھا تو باغ کے مالک نے ایسا کرنے سے روک دیا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس سلسلے میں گفتگو کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن کے حق میں یعنی نہر گزارنے کے سلسلے میں فیصلہ کر دیا۔

* * * *

۸۳۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الرِّجَالِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ نَقْعُ بِئْرٍ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهٗ بِئْرٌ فَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّمْنَعَ النَّاسَ مِنْهَا اَنْ يَّسْتَقُوْا مِنْهَا لِشِفَاهِهِمْ وَاِبِلِهِمْ وَغَنَمِهِمْ وَاَمَّا لِزَرْعِهِمْ وَنَخْلِهِمْ فَلَهٗ اَنْ يَّمْنَعَ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنوئیں کے بچے ہوئے پانی کے بارے نہ روکا جائے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص کا کنواں ہو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے لوگوں کو پانی بھرنے، اپنے اونٹوں اور بکریوں کو پلانے سے منع کرے البتہ کھیت اور کھجوروں کو سیراب کرنے سے منع کر سکتا ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۵ کا) تو قابل کاشت نہیں ہو سکتا جس کے نتیجے میں معاشی مسئلہ کا بحران پیدا ہونے کا امکان قوی ہوتا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک طرف تو حق ہمسایہ ادا ہو جائے گا اور دوسری طرف معاشی مسئلہ کے بحران سے اسے بچا یا جائے گا۔

۹۔ بَابُ الرَّجُلِ يُعْتِقُ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ أَوْ يُسَيِّبُ سَائِبَةً أَوْ يُوصِي بِعِتْقٍ

کسی شخص کا اپنے حصّہ کا غلام آزاد کرنے یا اُسے سائبہ بنانے یا اُسے آزاد کرنے کی وصیّت کرنے کا بیان

۸۳۶ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ سَيَّبَ سَائِبَةً۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (ایک غلام) سائبہ چھوڑا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ الْمَشْهُورِ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُودٍ لَا سَائِبَةَ فِي الْإِسْلَامِ وَلَوِ اسْتَقَامَ أَنْ يُعْتِقَ الرَّجُلُ سَائِبَةً فَلَا يَكُونُ لِمَنْ أَعْتَقَهُ وَلَاؤُهُ لَاسْتَقَامَ لِمَنْ طَلَبَ مِنْ عَائِشَةَ أَنْ تُعْتِقَ وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِغَيْرِهَا فَقَدْ طَلَبَ ذٰلِكَ مِنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِذَا اسْتَقَامَ أَنْ لَا يَكُونَ لِمَنْ أَعْتَقَ وَلَاءٌ اسْتَقَامَ أَنْ يُسْتَثْنَى عَنْهُ الْوَلَاءُ فَيَكُونُ لِغَيْرِهٖ وَاسْتَقَامَ أَنْ يَهَبَ الْوَلَاءَ وَيَبِيعَهُ وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ وَالْوَلَاءُ عِنْدَنَا بِمَنْزِلَةِ النَّسَبِ وَهُوَ لِمَنْ أَعْتَقَ إِنْ أَعْتَقَ سَائِبَةً أَوْ غَيْرَهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مشہور حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولاء (غلام) آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام میں سائبہ نہیں ہے اور اگر کسی کے لیے سائبہ آزاد کرنا درست ہوتا تو ولاء آزاد کرنے والے کے لیے نہ ہوتی اور ان لوگوں کا مؤقف درست قرار پاتا جنھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے (غلام) آزاد کرنے کا مطالبہ کر دیا تھا کہ تم آزاد کر دو اور ولاء ان کے غیر کی ہوگی اور اس سلسلے میں ان سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے اور جب یہ بات صحیح ہو کہ "ولاء" آزاد کرنے کے لیے نہیں ہے تو اس سے استثناء کرنا جائز ہوتا کہ وہ کسی دوسرے کو مل جائے۔ اسی طرح اس کی بیع اور ہبہ کرنا بھی درست قرار پاتا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کی بیع اور اس کے ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے ہمارے نزدیک "ولاء" نسب کے قائم مقام ہے اور وہ

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

۸۳۷ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِيْ عَبْدٍ وَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ قِيْمَةَ الْعَدْلِ ثُمَّ أُعْطِيَ شُرَكَاؤُهُ حِصَصَهُمْ وَعُتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا أُعْتِقَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا فِيْ مَمْلُوْكٍ فَهُوَ حُرٌّ كُلُّهُ فَإِنْ كَانَ الَّذِيْ أَعْتَقَ مُوْسِرًا ضَمِنَ حِصَّةَ شَرِيْكِهِ مِنَ الْعَبْدِ وَإِنْ كَانَ مُعْسِرًا سَعَى الْعَبْدُ لِشُرَكَائِهِ فِيْ حِصَصِهِمْ وَكَذٰلِكَ بَلَغَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ يُعْتَقُ عَلَيْهِ بِقَدْرِ مَا أَعْتَقَ وَالشُّرَكَاءُ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءُوْا أَعْتَقُوْا كَمَا أَعْتَقَ وَإِنْ شَاءُوْا ضَمَّنُوْهُ إِنْ كَانَ مُوْسِرًا وَإِنْ شَاءُوْا اسْتَسْعَوا الْعَبْدَ فِيْ حِصَصِهِمْ فَإِنِ اسْتَسْعَوْا أَوْ أَعْتَقُوْا كَانَ الْوَلَاءُ بَيْنَهُمْ عَلٰى قَدْرِ حِصَصِهِمْ وَإِنْ ضَمَّنُوا الْمُعْتِقَ كَانَ الْوَلَاءُ كُلُّهُ لَهُ وَرَجَعَ عَلَى الْعَبْدِ بِمَا ضَمِنَ وَاسْتَسْعَاهُ بِهِ۔

(ولاء) آزاد کرنے والے کے لیے ہے خواہ اسے (غلام کو) بطور سائبہ آزاد کیا ہو یا غیر سائبہ کے۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مشترکہ غلام سے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور اس (آزاد کرنے والے) کے پاس غلام کی قیمت کی مقدار میں رقم بھی موجود ہو تو عدل و انصاف کی بنیاد پر غلام کی قیمت لگائی جائے گی پھر شرکاء کو ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کر دی جائے گی اور غلام اس کی جانب سے آزاد قرار پائے گا۔ ورنہ اس کے حصہ کے مطابق آزاد ہوگا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص نے مشترکہ غلام سے اپنا حصہ آزاد کر دیا وہ تمام (غلام) آزاد ہو جائے گا اور اگر وہ (آزاد کرنے والا) صاحب ثروت ہو تو غلام کے شرکاء کے حصوں کا وہ ضامن ہوگا اور اگر وہ مفلس ہوگا تو غلام محنت و مزدوری کر کے شرکاء کے حصے پورے کریگا ایسے ہی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں پہنچا ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کے حصہ کی مقدار غلام آزاد ہوگا (لیکن) باقی شرکاء کو اختیار ہوگا، اگر چاہیں تو پہلے آدمی کی طرح اسے آزاد کر دیں اور اگر وہ چاہیں تو وہ ضمانت وصول کر لیں جبکہ وہ صاحب ثروت ہو اور اگر چاہیں تو اپنے حصوں کے مطابق غلام سے مزدوری کروالیں۔ اگر شرکاء نے مزدوری کروالی

یا انھوں نے آزاد کر دیا تو "ولاء" شرکاء میں اپنے اپنے حصّہ کے مطابق ہوگی اور اگر شرکاء نے آزاد کرنے والے نے قیمت وصول کر لی تو "ولاء" سب کی سب معتق (آزاد کرنے والے) کے لیے ہوگی وہ (آزاد کرنے والا) غلام سے ضمانت کے مطابق مزدوری کروالے گا جتنی اس نے بطور ضمانت قیمت ادا کی۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

۸۳۸- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَعْتَقَ وَلَدَ زِنًى وَأُمَّهُ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ولد زنا اور اس کی ماں (ام ولد زنا) کو آزاد کیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ وَهُوَ حَسَنٌ جَمِيْلٌ بَلَغَنَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ عَبْدَيْنِ أَحَدُهُمَا لِبَغِيَّةٍ وَالْآخَرُ لِرُشْدَةٍ أَيُّهُمَا يُعْتَقُ قَالَ أَغْلَاهُمَا ثَمَنًا بِدِيْنَارٍ فَهٰكَذَا نَقُوْلُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور یہ بہت اچھا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ان سے ایسے دو غلاموں کے بارے سوال کیا گیا جن میں سے ایک زانیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور دوسرا ایک نیک عورت کے بطن (پیٹ) سے پیدا ہوا ہو، تو ان میں سے کسے آزاد کیا جائے؟ انھوں نے جواب دیا ان دونوں میں سے جو قیمت کے لحاظ سے زیادہ قیمتی ہو ایسے ہی ہم کہتے ہیں، یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

۸۳۹- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَوْمٍ نَامَهُ فَأَعْتَقَتْ عَائِشَةُ رِقَابًا كَثِيْرَةً۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بحالت نیند وفات ہو گئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کثیر تعداد میں (ان کی طرف سے) غلام آزاد کیے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا بَأْسَ أَنْ يُعْتَقَ عَنِ الْمَيِّتِ فَإِنْ كَانَ أَوْصٰى

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ میّت کی طرف سے

بِذٰلِكَ كَانَ الْوَلَاءُ لَهٗ وَاِنْ كَانَ لَمْ يُوْصِ كَانَ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَيُلْحِقُهُ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی ۔

غلام آزاد کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔ اگر میت نے اس بارے وصیت کی ہو تو "ولاء" اس کی ہوگی اور اگر میت نے وصیت نہ کی ہو تو "ولاء" آزاد کرنے والے کے لیے ہو اور اسے ان شاء اللہ العزیز ثواب پہنچے گا ۔

۱۰۔ بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

مدبر (غلام) کی خرید و فروخت کا بیان ف

۸۴۰ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الرِّجَالِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ عَمْرَةَ ابْنَتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَآئِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ اَعْتَقَتْ جَارِيَةً لَهَا عَنْ دُبُرٍ مِنْهَا ثُمَّ اِنَّ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بَعْدَ ذٰلِكَ اشْتَكَتْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَشْتَكِيَ ثُمَّ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلَيْهَا رَجُلٌ سِنْدِيٌّ فَقَالَ لَهَا اَنْتِ مَطْبُوْبَةٌ فَقَالَتْ لَهٗ عَآئِشَةُ وَيْلَكَ مَنْ طَبَّنِيْ قَالَ امْرَاَةٌ مِنْ نَّعْتِهَا كَذَا وَكَذَا فَوَصَفَهَا وَقَالَ اِنَّ فِيْ حَجْرِهَا الْاٰنَ صَبِيًّا قَدْ بَالَ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ

حضرت ابو الرجال محمد بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنی والدہ حضرت عمرہ بنت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ زوجہ رسول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک لونڈی بطور مدبر آزاد کر دی پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں جتنی دیر تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بیمار رہیں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک سندھی آدمی حاضر ہوا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تم پر جادو کیا گیا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تمھارے لیے ہلاکت ہو مجھ پر کس نے جادو کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: ایک عورت نے جس کی ایسی ایسی علامات ہیں اس نے عورت کی علامات بیان کر دیں۔ اس شخص نے مزید کہا: اس کی گود میں ایک بچہ

ف "مدبر" ایسے غلام کو کہا جاتا ہے جس کے بارے آقا نے وصیت کر دی ہو کہ میرے فوت ہونے کے بعد آزاد ہے چنانچہ وصیت کے مطابق آقا کی وفات کے بعد وہ (غلام) آزاد ہو جائے گا ۔

ادْعُوا لِيْ فُلَانَةَ جَارِيَةً كَانَتْ تَخْدِمُهَا فَوَجَدُوهَا فِيْ بَيْتِ جِيْرَانٍ لَهُمْ فِيْ حُجْرِهَا صَبِيٌّ قَالَتِ الْآنَ حَتّٰى اَغْسِلَ بَوْلَ هٰذَا الصَّبِيِّ تَغْسَلَتْهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ اَسَحَرْتِنِيْ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لِمَ قَالَتْ اَحْبَبْتُ الْعِتْقَ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَا تَعْتَقِيْنَ اَبَدًا ثُمَّ اَمَرَتْ عَائِشَةُ ابْنُ اُخْتِهَا اَنْ يَبِيْعَهَا مِنَ الْاَعْرَابِ مِمَّنْ يُسِيْءُ مَلَكَتَهَا. قَالَتْ ثُمَّ ابْتِعْ لِيْ بِثَمَنِهَا رَقَبَةً ثُمَّ اَعْتِقْهَا فَقَالَتْ عَمْرَةُ فَلَبِثَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ مِنَ الزَّمَانِ ثُمَّ اِنَّهَا رَأَتْ فِي الْمَنَامِ اَنِ اغْتَسِلِيْ مِنْ اٰبَارٍ ثَلٰثَةٍ يَمُدُّ بَعْضُهَا بَعْضًا فَاِنَّكِ تُشْفَيْنَ فَدَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ ابْنِ زُرَارَةَ فَذَكَرَتْ اُمُّ عَائِشَةَ الَّذِيْ رَأَتْ فَانْطَلَقَا اِلٰى قَنَاةٍ فَوَجَدَ اٰبَارًا ثَلٰثَةً يَمُدُّ بَعْضُهَا بَعْضًا فَاسْتَقَوْا مِنْ كُلِّ بِئْرٍ مِّنْهَا ثَلٰثَ شُجُبٍ حَتّٰى مَلَؤُا الشُّجُبَ مِنْ جَمِيْعِهَا ثُمَّ اَتَوْا بِذٰلِكَ الْمَاءِ اِلٰى عَائِشَةَ فَاغْتَسَلَتْ فِيْهِ فَشُفِيَتْ۔

جس نے پیشاب کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگو! تم فلاں لونڈی کو میرے پاس لاؤ جوان کی خدمت گذاری کے فرائض انجام دیتی تھی۔ لوگوں نے اسے ہمسایوں کے گھر میں پایا جبکہ اس کی گود میں بچہ تھا۔ اس عورت نے کہا اب میں اس بچے کے پیشاب کو دھولوں۔ اس نے پیشاب صاف کیا پھر وہ آئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے فرمایا: کیا تم نے مجھ پر جادو کیا ہے؟ اس نے جوابدیا، ہاں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیوں؟ اس نے جواب دیا: میں نے آزادی کو پسند کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قسم بخدا! تم کبھی آزاد نہیں ہوگی پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھتیجے کو حکم دیا کہ اسے کسی بدّو کے ہاتھوں فروخت کر دیں جو اسے پریشانی کے عالم میں رکھے۔ پھر فرمایا اس کی وصول شدہ قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دو۔ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا (راویہ حدیث) کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی دیر چاہا اسی حالت میں رہیں پھر انھوں (حضرت عائشہ) نے خواب دیکھا کہ تم تین مختلف کنوؤں کے پانی سے غسل کرو تو تم شفا حاصل کر لوگی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت اسماعیل بن ابوبکر اور حضرت عبدالرحمٰن بن زرارہ رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انھیں اپنے خواب کے بارے بتایا وہ دونوں ایسی جگہ گئے جہاں سے پانی نکلتا تھا اور انھوں نے وہاں سے تین مختلف کنوؤں کا پانی پیا۔ انھوں نے ہر کنوئیں کے پانی سے تہائی مشک

پانی لیا تینوں کنوؤں کے پانیوں سے مشک بھر کر وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے غسل کیا تو آپ شفایاب ہو گئیں۔

* * * *

قَالَ مُحَمَّدٌ اَمَّا نَحْنُ فَلَا نَرٰى اَنْ يُّبَاعَ الْمُدَبَّرُ وَهُوَ قَوْلُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے خیال کے مطابق مدبرہ (غلام) کو فروخت نہیں کیا جائے گا۔ یہی زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور اسی سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

٨٤١- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مَنْ اَعْتَقَ وَلِيْدَةً عَنْ دُبُرٍ مِّنْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَنْ يَّطَاَهَا وَاَنْ يُّزَوِّجَهَا وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّبِيْعَهَا وَلَا اَنْ يَّهَبَهَا وَوَلَدُهَا بِمَنْزِلَتِهَا۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اپنی لونڈی کو بطور مدبر آزاد کیا تو اس کے لیے اس سے جماع کرنا اور اس کا کسی سے نکاح کرنا درست ہے (لیکن) اسے فروخت کرنا اور اسے ہبہ کرنا جائز نہیں ہے اور اس کے لڑکے کا حکم اسی والا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

١١- بَابُ الدَّعْوٰى وَالشَّهَادَاتِ وَادِّعَاءِ النَّسَبِ

دعوٰی، گواہی اور نسب کا دعوٰی کرنے کا بیان

٨٤٢- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلٰى اَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ اَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ اِلَيْكَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَخَذَهُ سَعْدٌ وَقَالَ ابْنُ اَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ اِلَيَّ اَخِيْ فِيْهِ فَقَامَ اِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ اَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَتَسَاوَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ اَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ اَخِيْ عُتْبَةُ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِي ابْنُ الْوَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِحْتَجِبِيْ مِنْهُ لَمَّا رَاٰى مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حضرت عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے وعدہ کیا تھا کہ بیشک زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرے نطفہ سے ہے (لہذا) تم اسے اپنے پاس رکھو۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے سال حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور کہا: یہ بھتیجا ہے اس کے بارے میرے بھائی نے مجھ سے عہد و پیمان کیا تھا۔ حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: یہ میرا بھائی اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور ان کے بستر پر پیدا ہوا تھا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی عتبہ نے اس بارے مجھ سے وعدہ لیا تھا، اور حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور ان کے بستر پر پیدا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ! یہ تمہارا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے بستر پر پیدا ہو لڑکا اسی کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم اس سے پردہ کرو کیونکہ عتبہ سے اس کی مشابہت معلوم ہوتی ہے چنانچہ اس نے حضرت سودہ کو نہ دیکھا حتیٰ کہ اس کا انتقال ہوگیا۔ ف

ف بچہ جس کے ہاں پیدا ہوا اسی کا متصور ہوگا، باطنی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے گا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ لڑکا اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے پتھر ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۱۲- بَابُ الْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ

گواہی کے ساتھ قسم کا بیان

۸۴۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبَلَغَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ وَقَالَ ذَكَرَ ذٰلِكَ ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنِ الْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ فَقَالَ بِدْعَةٌ وَاَوَّلُ مَنْ قَضٰى بِهَا مُعَاوِيَةُ وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ اَعْلَمَ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ بِالْمَدِيْنَةِ مِنْ غَيْرِهٖ كَذٰلِكَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَيْضًا عَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ اِنَّهٗ قَالَ كَانَ الْقَضَاءُ

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ ایک گواہ کے ساتھ قسم ہوگی۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کے خلا روایت پہنچی ہے ان کا بیان ہے کہ یہ حضرت ابن ابی ذئب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن شہاب الزہری رض اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے ک میں نے ان (ابن شہاب) سے ایک گواہی کے سا کے بارے سوال کیا؟ تو انھوں نے جواب دیا یہ بد ہے سب سے پہلا آدمی جس نے اس کے مطابق فیص

ف کسی معاملے میں ثبوت کے لیے دوسروں کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قابل قبول ہو ورنہ مشہور روایت البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (گواہی مدعی کے ذمہ اور انکار کرنے کے ذمے قسم ہے) کے مطابق فیصلہ طے کیا جائے گا۔

اَلْاَوَّلُ لَا یُقْبَلُ اِلَّا شَاهِدَانِ فَاَوَّلُ مَنْ قَضٰی بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاهِدِ عَبْدُالْمَلِكِ اِبْنُ مَرْوَانَ

وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ محدثین مدینہ وغیرہ کے نزدیک زیادہ معلومات رکھنے والے تھے اور ایسے ہی ابن جریج رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ شروع شروع میں دو گواہوں کے ساتھ فیصلہ ہوتا تھا (لیکن) سب سے پہلا آدمی جس نے ایک گواہ کے ساتھ قسم کا فیصلہ کیا وہ حضرت عبد الملک بن مروان رضی اللہ عنہ ہیں۔

۱۳- بَابُ اِسْتِحْلَافِ الْخُصُوْمِ

مقدموں میں قسم لینے کا بیان

۸۴۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا دَاؤُدُ بْنُ الْحُصَیْنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا غَطْفَانَ بْنَ طَرِیْفَ الْمُرِّیَّ یَقُوْلُ اخْتَصَمَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَ ابْنُ مُطِیْعٍ فِیْ دَارٍ اِلٰی مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَقَضٰی عَلٰی زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْیَمِیْنِ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ لَهٗ زَیْدٌ اَحْلِفُ لَهٗ مَكَانِیْ فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ لَا وَاللّٰهِ اِلَّا عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوْقِ قَالَ فَجَعَلَ زَیْدٌ یُحْلِفُ اَنَّ حَقَّهٗ لَحَقٌّ وَاَبٰی اَنْ یَّحْلِفَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَجَعَلَ مَرْوَانُ یُعْجِبُ مِنْ ذٰلِكَ۔

حضرت داؤد بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت ابو غطفان بن طریف رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابن مطیع رضی اللہ عنہما ایک گھر کے بارے جھگڑا لے کر حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انھوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ منبر شریف کے پاس قسم کھائیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسی جگہ پر قسم کھاتا ہوں تو حضرت مروان نے کہا قسم بخدا! نہیں مگر اسی جگہ پر جہاں حقوق کے سلسلے میں فیصلے ہوتے ہیں راوی حدیث (ابو غطفان) کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِقَوْلِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَأْخُذُ وَحَيْثُمَا حَلَفَ الرَّجُلُ فَهُوَ جَائِزٌ وَلَوْ رَأٰى زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ ذٰلِكَ يَلْزَمُهُ مَا اَبٰى اَنْ يُّعْطِىَ الْحَقَّ الَّذِىْ عَلَيْهِ وَلٰكِنَّهُ كَرِهَ اَنْ يُّعْطِىَ مَالَيْسَ عَلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ اَنْ يُّؤْخَذَ بِقَوْلِهٖ وَفِعْلِهٖ مِمَّنِ اسْتَحْلَفَهُ۔

عنہ نے اپنے حق کے بارے قسم کھائی (لیکن) انھوں نے منبر شریف کے قریب قسم کھانے سے انکار کردیا چنانچہ حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو اس بارے تعجب ہوا ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کوئی شخص جہاں بھی قسم کھائے جائز ہے اور اگر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اسے (منبر کے پاس قسم کھانا) لازم وضروری خیال کرتے تو وہ اس سے انکار نہ کرتے کیونکہ حق اس کے ہاتھ میں تھا لیکن انھوں نے اس چیز کو ناپسند کیا کہ جو چیز ان کے ذمہ میں نہیں ہے وہ دی جائے لہٰذا قسم لینے والے کی بہ نسبت وہ (حضرت زید بن ثابت) رضی اللہ عنہ زیادہ حق دار ہیں کہ ان کے قول اور ان کے فعل پر عمل کیا جائے۔

۱۴-بَابُ الرَّهْنِ

رہن کا بیان

۸۴۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہن نہ روکا جائے

ف۱ فریقین اپنے مدعیٰ کو ثابت کرنے کیلیے گواہ پیش کریں گے ورنہ مدعی علیہ پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے مؤقف کو صحیح ثابت کرنے کے لیے قسم کھائے، وہ قسم کسی بھی مقام پر کھا سکتا ہے، قسم کھانے کے لیے کسی مخصوص مقام کی قید لگانا درست نہیں ہے

ف۲ کوئی چیز کسی کے پاس رکھ دینا اور اس سے رقم وصول کرلینا، رقم کی ادائیگی تک وہ چیز اس کے پاس (جاری)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَتَفْسِيْرُ قَوْلِهٖ لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَرْهَنُ الرَّهْنَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَهٗ اِنْ جِئْتُكَ بِمَالِكَ اِلٰى كَذَا وَكَذَا وَاِلَّا فَالرَّهْنُ لَكَ بِمَالِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ وَلَا يَكُوْنُ لِلْمُرْتَهِنِ بِمَالِهٖ وَكَذٰلِكَ نَقُوْلُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَكَذٰلِكَ فَسَّرَهٗ مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ۔

حضرت امام محمد [illegible] [illegible] علیہ نے فرمایا: ہم اسی روایت سے دلیل [illegible] تے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "ر[illegible] ر روکا جائے" کی تفصیل یوں ہے کہ بے شک ایک [illegible] ں کوئی چیز دوسرے شخص کے پاس رہن رکھتا ہے پھ[illegible] ر اسے کہے کہ اگر [illegible] مدت میں، میں تمھارا مال [illegible] یا تو ٹھیک ورنہ تمھارے مال کے عوض رہن ہوگا۔ رسو[illegible] للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رہن نہ روکا جائے وہ [illegible] ن (رہن رکھنے والے) کے مال کا عوض نہیں ہو سکتا۔ ایسے ہی ہم کہتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور ایسے ہی حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے اس کی تشریح بیان کی ہے

١٥- بَابُ الرَّجُلِ يَكُوْنُ عِنْدَهُ الشَّهَادَةُ

کسی شخص کے پاس گواہی ہونے کا بیان

٨٤٦- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ عَمْرَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيَّ

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمھیں بہترین گواہ کے بارے نہ بتاؤں؟ وہ گواہ ہے جو (از خود) گواہی کے لیے آجائے یا

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ٦٠٦ سے آگے) رہے گی، کو رہن کہتے ہیں جو چیز رکھی جائے اسے مرہونہ، رکھنے والے کو راہن اور جس کے پاس رکھی جائے اسے مرہون کہا جاتا ہے۔ رہن ایک طرح کی امانت ہوتی ہے لہٰذا جب راہن وعدہ کے مطابق واپس لینا چاہے تو مرہون کو رکاوٹ نہیں ڈالنا چاہیے بلکہ وہ فوراً واپس کر دے رہن کی حفاظت اور نقصان سے بچانا مرہون کی ذمہ داری ہے۔

أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِالشَّهَادَةِ أَوْ يُخْبِرُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ شَهَادَةٌ لِإِنْسَانٍ لَا يَعْلَمُ ذٰلِكَ الْإِنْسَانُ بِهَا فَلْيُخْبِرْهُ بِشَهَادَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَسْأَلْهَا إِيَّاهُ۔

پوچھنے سے قبل گواہی دے ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص کے پاس کسی آدمی کی گواہی ہو اور وہ انسان اس کے بارے نہ جانتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ گواہی دے دے خواہ اسے اس بارے نہ کہا جائے۔

ف بہترین گواہ وہ ہے جو ضرورت کے وقت خود آکر گواہی دے، گواہی چھپانا یا حقائق کے خلاف گواہی دینا اور یار رشو[ت]
وغیرہ کے چکر میں پڑ کر کذب بیانی سے کام لینے والا آدمی مجرم اور قابلِ سزا قرار پائے گا۔

١٦- كِتَابُ اللُّقَطَةِ

لُقطہ (گری ہوئی چیز) کی کتاب

٨٤٧- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ أَنَّ ضَوَالَّ الْإِبِلِ كَانَتْ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِبِلًا مُرْسَلَةً تَنَاتَجُ لَا يَمَسُّهَا أَحَدٌ حَتّٰى إِذَا كَانَ زَمَنَ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ أَمَرَ بِمَعْرِفَتِهَا وَتَعْرِيْفِهَا ثُمَّ تُبَاعُ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا أُعْطِيَ ثَمَنَهَا۔

حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گمشدہ اونٹنیاں کھلی چھوڑ دی جاتی تھیں وہ بچے پیدا کرتی تھیں انھیں کوئی بھی نہیں پکڑتا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے پہچاننے اور ان کی تشہیر کا حکم فرمایا۔ پھر انھیں فروخت کر دیا جاتا لیں جب ان کا مالک آتا تو اسے ان کی قیمت دی جاتی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ كِلَا الْوَجْهَيْنِ حَسَنٌ إِنْ شَاءَ الْإِمَامُ تَرَكَهَا حَتّٰى يَجِيْءَ أَهْلُهَا فَإِنْ خَافَ عَلَيْهَا الضَّيْعَةَ وَلَمْ يَجِدْ مَنْ يَرْعَاهَا فَبَاعَهَا وَوَقَفَ ثَمَنَهَا حَتّٰى يَأْتِيَ أَرْبَابُهَا فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ دونوں وجوہات درست ہیں اگر چاہے تو امام (خلیفہ وقت) انھیں چھوڑ دے حتیٰ کہ ان کا مالک آجائے اگر اسے نقصان کا خوف ہو یا کوئی ایسا آدمی دستیاب نہ ہو جو انھیں چرا سکے تو انھیں فروخت کر کے اس کی قیمت محفوظ کر لے۔ حتیٰ کہ ان کا مالک آجائے اس میں کوئی حرج نہیں

٨٤٨- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ لُقَطَةً فَجَاءَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ إِنِّيْ وَجَدْتُ لُقَطَةً فَمَا تَأْمُرُنِيْ فِيْهَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ عَرِّفْهَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک ایک آدمی نے کوئی گم شدہ چیز پائی تو وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میں نے گمشدہ چیز پائی ہے تو آپ اس سلسلے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟

قَالَ زِدْ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ قَالَ لَا آمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَهَا وَلَوْ شِئْتَ لَمْ تَأْخُذْهَا۔

توحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تم اس کی تشہیر کرو، اس نے عرض کیا: میں نے اس کی تشہیر کی ہے توآپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مزید تشہیر کرو عرض کیا میں نے مزید تشہیر کی ہے، توحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمھیں اجازت نہیں دے سکتا کہ اسے کھاؤ اور اگر تم چاہو تو اسے نہ پکڑو ف

٭ ٭ ٭ ٭

٨٤٩- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ ضَحَّاكٍ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ وَجَدَ بَعِيْرًا بِالْحَرَّةِ فَعَرَّفَهُ ثُمَّ

حضرت ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے "مقام حرّہ" میں ایک اونٹ پایا اور اس کی تشہیر کی پھر اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی توحضرت عمر فاروق رضی اللہ

ف گرا ہوا بچہ مل جائے تو اسے "لقیط" کہا جاتا ہے۔ اگر بچے کے ہلاک ہونے کا یقین ہو تو اسے اٹھانا ضروری ہے ورنہ اسے اٹھانا مستحب ہے۔ بچے کو اٹھانے والے کو ملتقط کہا جاتا ہے۔ لقیط کو اٹھانے والے سے کوئی زبردستی حاصل نہیں کر سکتا۔ لقیط کو اٹھانے والا خلیفہ وقت کو اطلاع دینے کے بعد جتنی رقم خرچ کرے گا وہ بیت المال سے وصول کر سکتا ہے۔ لقیط کو اٹھانے والے پر لازمی ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے اور اگر تحصیلِ علم کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اسے صنعت و حرفت سکھانے کا انتظام کرے تاکہ وہ بے کار ہو کر نہ رہ جائے۔

(مفتی امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت، جلد ۹، صفحہ ۵۰ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور)

گرا ہوا مال مل جائے تو اسے "لقطہ" کہا جاتا ہے اگر کسی کا خیال ہو کہ اس چیز کے مالک کو تلاش کر کے اسے دے دے گا تو اسے اٹھانا مستحسن و مستحب ہے اور اگر مالک کو تلاش کر کے دینے کا قصد نہ ہو تو اسے نہیں اٹھانا چاہیے۔ کوئی بھی چیز گری ہوئی مل جائے تو مالک کو دینے کی نیت سے اٹھا لینا بہتر ہے، کیونکہ نہ اٹھانے کی صورت میں وہ چیز ضائع ہو سکتی ہے یا کوئی ایسا آدمی اٹھا سکتا ہے جو مالک کو نہیں دے گا۔ لقطہ اٹھانے والے کے حق میں امانت کی حیثیت رکھتا ہے لقطہ اٹھانے والے پر ضروری ہے کہ اتنی مدت خوب تشہیر کرتا رہے کہ یقین ہو جائے کہ اب مالک نہیں آئے گا۔ اگر مالک نہ آیا تو وہ چیز کسی غریب کو صدقہ کی جا سکتی ہے اگر صدقہ کرنے کے بعد مالک آجائے تو اسے اختیار ہے چاہے تو صدقہ برقرار رہنے دے تو اسے ثواب مل جائے گا ورنہ وہ چیز واپس بھی لے سکتا ہے۔ اگر اٹھانے والا غریب ہے تو اعلان کے بعد اس چیز کو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔

ذُكِرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّعَرِّفَهُ فَقَالَ ثَابِتٌ لِعُمَرَ قَدْ شَغَلَنِيْ عَنْهُ ضَيْعَتِيْ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَرْسِلْهُ حَيْثُ وَجَدْتَهُ۔

عنہ نے اس کی تشہیر کرنے کے بارے حکم دیا۔ حضرت ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا کاروبار اس بارے رکاوٹ بن سکتا ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں حکم دیا کہ جہاں سے اسے (اونٹ کو) پکڑا وہاں چھوڑ آؤ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَأْخُذُ مَنِ الْتَقَطَ لُقَطَةً تُسَاوِيْ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَصَاعِدًا عَرَّفَهَا حَوْلًا فَإِنْ عُرِفَتْ وَإِلَّا تَصَدَّقَ بِهَا فَإِنْ كَانَ مُحْتَاجًا أَكَلَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا خَيَّرَهُ بَيْنَ الْأَجْرِ وَبَيْنَ أَنْ يَّغْرِمَهَا لَهُ وَإِنْ كَانَ قِيْمَتُهَا أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ عَرَّفَهَا عَلٰى قَدْرِ مَا يَرٰى أَيَّامًا ثُمَّ صَنَعَ بِهَا كَمَا صَنَعَ بِالْأُوْلٰى وَكَانَ الْحُكْمُ فِيْهَا إِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا كَالْحُكْمِ فِي الْأُوْلٰى وَإِنْ رَدَّهَا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ وَجَدَهَا فِيْهِ بَرِئَ مِنْهَا وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ ضَمَانٌ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص نے کوئی گم شدہ چیز جس کی قیمت دس درہم یا اس سے زائد ہوائی تو وہ اس کی ایک سال تک تشہیر کرے اگر اس کی تشہیر ہو جائے (اور اس کا مالک مل جائے تو درست ہے) ورنہ اسے صدقہ کر دیا جائے گا۔ اور اگر گمشدہ چیز کو پانے والا خود مفلس ہو، تو وہ خود اسے کھا سکتا ہے اگر اس کا مالک آجائے تو اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کی قیمت وصول کرے یا اس جیسی چیز حاصل کرے اور اگر گمشدہ چیز کی قیمت دس درہموں سے کم ہو تو وہ جتنے دن مناسب سمجھے اس کی تشہیر کرے پھر اس کے ساتھ وہ طریقہ اختیار کرے جو پہلی صورت میں بیان ہوا ہے اور جب اس کا مالک آجائے تو اس کا حکم پہلی صورت جیسا ہوگا اور اگر اس (گمشدہ) چیز کو اسی جگہ پر رکھ دیا جہاں سے اٹھایا تھا تو اٹھانے والا بری الذمہ ہو جائے گا اور اس پر کسی قسم کی کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

٨٥٠- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ مَنْ أَخَذَ ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ آپ کعبۃ اللہ کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ جس نے گمشدہ کوئی چیز اٹھائی وہ خود گمراہ (گمشدہ) ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ وَاِنَّمَا يَعْنِيْ بِذٰلِكَ مَنْ اَخَذَهَا لِيَذْهَبَ بِهَا فَاَمَّا مَنْ اَخَذَهَا لِيَرُدَّ اَوْ لِيُعَرِّفَهَا فَلَا بَأْسَ بِهٖ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم اس شخص کے بارے جو اس پر قبضہ کرنے کی نیت سے پکڑے اور جو واپس (مالک کو) دینے کے ارادے پکڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۔ بَابُ الشُّفْعَۃِ

شفعہ کا بیان

۸۵۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَارَةَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فِيْ اَرْضٍ فَلَا شُفْعَةَ فِيْهَا وَلَا شُفْعَةَ فِيْ بِئْرٍ وَلَا فِيْ فَحْلِ نَخْلٍ۔

حضرت ابوبکر بن محمد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب زمین میں حدود کا تعین ہو جائے تو اس میں شفعہ نہیں۔ کنوئیں اور کھجوروں کے درخت میں شفعہ نہیں ہے۔ ف

ف جائیداد غیر منقولہ مثلاً گھر، پلاٹ اور دکان وغیرہ کوئی آدمی خرید لیتا ہے تو اتنی ہی قیمت میں کوئی دوسرا شخص اس کا حقدار قرار پا جائے تو اسے "شفعہ" کہا جاتا ہے اور حقدار قرار پانے والے کو شفیع کہا جاتا ہے۔ شفعہ کی چھ شرائط ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) جائیداد بیع یعنی خرید و فروخت کے ذریعے کسی کے نام منتقل ہوئی ہو لہٰذا صدقہ، وراثت اور وصیت وغیرہ کی جائیداد میں شفعہ درست نہیں ہوگا۔ (۲) جائیداد غیر منقولہ ہو، گویا جائیداد منقولہ میں شفعہ نہیں ہوگا۔ (۳) جائیداد سے مالک کی ملکیت ختم ہو چکی ہو لہٰذا اگر فروخت کرنے والے کو اختیار حاصل ہو تو شفعہ نہیں ہوگا۔ (۴) جس جائیداد کے بارے شفعہ کیا گیا ہے وہ شفیع کے قبضہ میں ہو۔ (۵) اس جائیداد کی فروخت کے بارے شفیع نے صراحت سے اور نہ اشارۃً رضامندی کا اظہار کیا ہو (بہارِ شریعت)

شفعہ کے تین مراتب ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) شفیع جائیداد میں شریک ہو (۲) جائیداد اس کے قبضے میں ہو اور (۳) متصل ہمسایہ

٨٥٢- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالشُّفْعَةِ فِيْمَا لَا يُقْسَمُ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ فِيْهِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدْ جَاءَتْ فِيْ هٰذَا اَحَادِيْثُ مُخْتَلِفَةٌ فَالشَّرِيْكُ اَحَقُّ بِالشُّفْعَةِ مِنَ الْجَارِ وَالْجَارُ اَحَقُّ مِنْ غَيْرِهٖ بَلَغَنَا ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر منقسم زمین (جو تقسیم شدہ نہ ہو) شفعہ کا فیصلہ کیا۔ پس جب حدود کا تعین ہو جائے تو اس میں شفعہ نہیں ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بے شک اس سلسلے میں مختلف احادیث مبارکہ آئی ہیں (زمین میں) شریک پڑوسی کی بنسبت زیادہ حق دار ہے اور پڑوسی غیر پڑوسی سے زیادہ حق دار ہے اس سلسلے میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روایت پہنچی ہے

٨٥٣- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَعْلَى الثَّقَفِيُّ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِصَقَبِهٖ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی شفعہ کے بارے زیادہ حقدار ہے، اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

٢- بَابُ الْمُكَاتَبِ

مکاتب کا بیان

٨٥٤- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ مُكَاتَبَتِهٖ شَيْءٌ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مکاتب وہ غلام ہے جس پر بطور مکاتبت (آزادی کی رقم) کوئی چیز ہو۔ ف

ف مکاتب اس غلام کو کہا جاتا ہے جس کے آقا نے اسے کہا ہو کہ تم اتنی رقم لے آؤ تو تم آزاد ہو (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْعَبْدِ فِیْ شَهَادَتِهٖ وَحُدُوْدِهٖ وَجَمِیْعِ اَمْرِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ لَا سَبِیْلَ لِمَوْلَاهُ عَلٰی مَالِهٖ مَادَامَ مُكَاتَبًا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ وہ (مکاتب) شہادت، حدود اور دوسرے تمام امور میں غلام کے قائم مقام ہے سوائے اس کے کہ جب تک وہ مکاتب ہوگا آقا کو اس کے مال ومتاع سے کوئی عمل دخل نہیں ہوگا۔

٨٥٥- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا حُمَیْدُ بْنُ قَیْسِ الْمَكِّیُّ اَنَّ مُكَاتَبًا لِابْنِ الْمُتَوَكِّلِ هَلَكَ بِمَكَّةَ وَتَرَكَ عَلَیْهِ بَقِیَّةً مِّنْ مُّكَاتَبَتِهٖ وَدُیُوْنَ النَّاسِ وَتَرَكَ ابْنَةً فَاَشْكَلَ عَلٰی عَامِلِ مَكَّةَ الْقَضَآءُ فِیْ ذٰلِكَ فَكَتَبَ اِلٰی عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ یَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَكَتَبَ اِلَیْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ اَنِ ابْدَاْ بِدُیُوْنِ النَّاسِ فَاقْضِهَا ثُمَّ اقْضِ مَا بَقِیَ عَلَیْهِ مِنْ مُّكَاتَبَتِهٖ ثُمَّ اَقْسِمْ مَا بَقِیَ مِنْ مَّالِهٖ بَیْنَ ابْنَتِهٖ وَمَوَالِیْهِ۔

حضرت حمید بن قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک حضرت ابن متوکل رضی اللہ عنہ کا ایک مکاتب (غلام) تھا جو مکہ مکرمہ میں فوت ہوگیا اس نے اپنا حق مکاتبت (رقم) اور لوگوں کا قرض چھوڑا، اور اس نے ایک لڑکی بھی چھوڑی۔ اس کے بارے مکہ مکرمہ کے گورنر کے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہوگیا اس نے اس بارے عبدالملک بن مروان کو ایک خط لکھا جس کے ذریعے ان سے اس بارے دریافت کیا۔ حضرت عبدالملک بن مروان نے جواب تحریر کیا کہ سب سے پہلے لوگوں کے قرض ادا کر دو پھر اس (متوفی) پر جو حق مکاتبت (رقم) باقی ہے اسے ادا کرو۔ پھر باقی رقم اس کی بیٹی اور موالی کے درمیان تقسیم کر دو۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ بُدِئَ بِدُیُوْنِ النَّاسِ ثُمَّ بِمُكَاتَبَتِهٖ ثُمَّ مَا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے کہ جب مکاتب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۳ سے آگے) جب وہ متعین و مقرر رقم اپنے آقا کے لیے لے آئے گا تو آزاد ہو جائیگا اگر مکاتب فوت ہو جائے اور اسکے ذمہ آقا کی کچھ رقم باقی ہو تو متوفی (مکاتب) کی میراث سے آقا کی رقم پوری کی جائیگی پھر اس کا باقی ماندہ قرض ادا کیا جائے اور پھر جو وراثت بچے گی وہ ورثاء میں تقسیم کی جائے گی۔

بَقِيَ كَانَ مِيرَاثًا لِوَرَثَتِهِ الْأَحْرَارِ مَنْ كَانُوا۔

فوت ہو جائے پہلے لوگوں کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ پھر اس کی مکاتبت کی باقی ماندہ رقم ادا کی جائے گی پھر باقی ماندہ رقم اس کے آزاد ورثاء میں تقسیم ہوگی۔

٨٥٦ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِي الثِّقَةُ عِنْدِي أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَاتَبَ عَلَى نَفْسِهِ وَعَلَى وَلَدِهِ ثُمَّ هَلَكَ الْمُكَاتَبُ وَتَرَكَ بَنِينَ أَيَسْعَوْنَ فِي مُكَاتَبَةِ أَبِيهِمْ أَمْ هُمْ عَبِيدٌ فَقَالَ بَلْ يَسْعَوْنَ فِي كِتَابَةِ أَبِيهِمْ وَلَا يُوضَعُ عَنْهُمْ لِمَوْتِ أَبِيهِمْ شَيْءٌ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ایک ثقہ راوی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک حضرت عروہ بن زبیر اور حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما سے ایسے آدمی کے بارے سوال کیا گیا جس نے اپنی ذات اور اپنے بیٹے کے بارے مکاتبت (آقا سے رقم کے عوض آزادی کا فیصلہ) کی پھر وہ فوت ہو گیا اور اس نے بیٹے بھی چھوڑے ہوں کیا وہ بیٹے اپنے باپ کی مکاتبت کے بارے کوشش کر سکتے ہیں (محنت و مزدوری کر کے) یا وہ غلامی کے زمرے میں ہوں گے؟ راوی حدیث کا بیان ہے کہ انھوں نے جواب دیا کہ بیٹے اپنے والد کی مکاتبت کے سلسلے میں کوشش کریں اور ان کی وفات سے ان کے حقوق متاثر نہیں ہوں گے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ فَإِذَا أَدَّوْا عَتَقُوا جَمِيعًا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں؛ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب وہ (مکاتبت کی رقم) ادا کر دیں گے تو سب کے سب آزاد ہو جائیں گے۔

٨٥٧ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِي مُخْبِرٌ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُقَاطِعُ مُكَاتَبِيهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَاللهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک راوی نے مجھے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے مکاتب سے سونا اور چاندی (بطور کتابت) وصول کر لیا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

٣- بَابُ السَّبْقِ فِی الْخَیْلِ

گھوڑ دوڑ کا بیان

٨٥٨- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ لَیْسَ بِرِهَانِ الْخَیْلِ بَاْسٌ اِذَا اَدْخَلُوْا فِیْهَا مُحَلِّلًا اِنْ سَبَقَ اَخَذَ السَّبَقَ وَاِنْ سُبِقَ لَمْ یَكُنْ عَلَیْهِ شَیْءٌ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: کہ گھوڑ دوڑ میں کوئی حرج نہیں جب وہ (مقابلہ کرنے والے) کسی محلل کو درمیان میں داخل کر لیں (تیسری شخصیت کو درمیان میں لے آئیں) اگر وہ مسابقت (دوڑ) میں جیت گیا تو وہ (انعام وغیرہ) وصول کرے گا اور اگر وہ پیچھے رہ گیا تو اس پر کوئی چیز نہیں ہوگی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ اِنَّمَا یُكْرَهُ مِنْ هٰذَا اَنْ یَّضَعَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا سَبَقًا فَاِنْ سَبَقَ اَحَدُهُمَا اَخَذَ السَّبَقَیْنِ جَمِیْعًا فَیَكُوْنُ هٰذَا كَالْمُبَایَعَةِ فَاَمَّا اِذَا كَانَ السَّبَقُ مِنْ اَحَدِهِمَا اَوْ كَانُوْا ثَلٰثَةً وَّالسَّبَقُ مِنِ اثْنَیْنِ مِنْهُمْ وَالثَّالِثُ لَیْسَ مِنْهُ سَبَقٌ اَخَذَ وَاِنْ لَّمْ یَسْبِقْ لَمْ یَغْرِمْهُ فَهٰذَا لَا بَاْسَ بِهٖ اَیْضًا وَهُوَ الْمُحَلِّلُ الَّذِیْ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ گھوڑ دوڑ مکروہ (ممنوع) ہے جبکہ دونوں یہ شرط طے کر لیں کہ جس کا گھوڑا جیت جائے گا وہ رقم وغیرہ وصول کرے گا تو یہ جوئے کی مثل ہوگا اور اگر مقابلہ (گھوڑ دوڑ میں) دو آدمی ہوں تو شرط ایک کی طرف سے ہو یا تین آدمی ہوں تو ان میں سے دو کی طرف سے شرط ہو تیسرے کی طرف سے نہ ہو کہ اگر وہ (تیسرا) جیت گیا تو انعام وصول کرے گا لیکن اگر آگے نہ بڑھ سکا تو اس پر کوئی چیز نہیں ہوگی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے نزدیک محلّل کا یہی مفہوم ہے۔

٨٥٩- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ اِنَّ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو کہتے

إِنَّ الْقَصْوَاءَ نَاقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَسْبِقُ كُلَّمَا دُفِعَتْ فِي سِبَاقٍ فَدُفِعَتْ يَوْمًا فِي إِبِلٍ فَسُبِقَتْ فَكَانَتْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ كَآبَةٌ أَنْ سُبِقَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَفَعُوا شَيْئًا أَوْ أَرَادُوا رَفْعَ شَيْءٍ وَضَعَهُ اللّٰهُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا بَأْسَ فِي النَّصْلِ وَالْحَافِرِ وَالْخُفِّ۔

سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قصواء نامی اونٹنی جب بھی دوڑ میں حصہ لیتی آگے بڑھ جاتی تھی۔ ایک دن دوڑ میں وہ پیچھے رہ گئی تو مسلمان اس کے پیچھے رہ جانے سے بہت پریشان ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ جب کسی چیز کو آگے بڑھائیں یا ادپر کرنے کا ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ اسے نیچے کر دیتا ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ تیراندازی میں، سم والے جانور اور موزے والے جانور میں دوڑ کا مقابلہ کرنے میں، کوئی حرج نہیں۔ ف

۱۷۔ اَبْوَابُ السِّيَر

ابواب سیر

۸۶۰۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ لَا فَشَا الزِّنَى فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ وَلَا

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھیں یہ روایت پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس قوم میں چوری عام ہو جائے تو ان کے دلوں میں رعب ڈالا جاتا ہے جس قوم میں زنا عام ہو جائے اس میں اموات (موتیں) عام ہو جاتی ہیں۔ جس قوم میں

ف گھوڑ دوڑ اگر بغیر کسی شرط یا عوض کے ہو، تو جائز ہے اور اگر کسی شرط یا عوض سے ہو تو ناجائز ہے۔
(حاشیہ موطا محمد رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۳۶۶، کراچی)
اس کی وجہ یہ ہے کہ شرط کی صورت میں جیتنے کے سبب جو رقم یا عوض وصول کیا جائیگا وہ سود کی طرح منصور ہوگا جس کے لینے دینے سے کدورت، عداوت اور بغض کی راہ ہموار ہوگی جو ایک قتل و غارت کا بازار گرم کرنے کا سبب ہوگی۔

نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَلَيْهِمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ اِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ۔

مال اور تول میں کمی عام ہو جائے، ان کا رزق کم کر دیا جاتا ہے جو قوم حق و انصاف سے فیصلے نہ کرے اس میں خونریزی عام ہو جاتی ہے اور جو قوم اپنے عہد و پیمان کی پرواہ نہیں کرتی تو اس پر دشمن مسلّط کر دیا جاتا ہے ف

٨٦١- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا اِبِلًا كَثِيْرَةً فَكَانَ سُهْمَانُهُمْ اِثْنَيْ عَشَرَ بَعِيْرًا وَنُفِّلُوْا بَعِيْرًا بَعِيْرًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "نجد" کی طرف ایک سریہ (جماعت) بھیجا جنھوں نے بہت سے اونٹ لطور مالِ غنیمت پائے ان میں (شرکاء) سے ہر ایک کو بارہ بارہ اونٹ ملے اور ایک ایک اونٹ مزید انعام میں ملا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ كَانَ النَّفْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَفِّلُ مِنَ الْخُمُسِ اَهْلَ الْحَاجَةِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا نَفْلَ بَعْدَ اِحْرَازِ الْغَنِيْمَةِ اِلَّا مِنَ الْخُمُسِ الْمُحْتَاجِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "نفل" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "خمس" محتاجوں میں تقسیم فرما دیتے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ" اے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم! اعلان فرما دیجیے کہ "انفال" اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے لیکن آج کے دن مالِ غنیمت کی تقسیم ہو جانے کے بعد "انفال" نہیں ہے۔ مگر خمس وہ

* * *

ف "سِیَر"، "سِیْرَۃ" کی جمع ہے اس کا معنی "طریقہ" ہے اور علماء کی اصطلاح میں "مغازی و جہاد" کے احوال و واقعات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کو میدانِ جہاد میں اترنے سے قبل کچھ ہدایات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں کہ بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کیا جائے البتہ جو مقابلے میں آئے اسے ضرور قتل کیا جا سکتا ہے علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصیت سے ارشاد فرماتے کہ دشمن کی زمین سے درختوں کو نہ اکھاڑا جائے اور انھیں نقصان نہ پہنچایا جائے۔ آپ مجاہدین کو مالِ غنیمت سے خصوصی حصّہ عطا فرماتے۔

مفلسوں کے لیے ہے۔

١۔بَابُ الرَّجُلِ یُعْطِی الشَّیْءَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

کسی کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں عطیہ دینے کا بیان

٨٦٢۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ یُعْطِی الشَّیْءَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ فَاِذَا بَلَغَ رَاْسَ مَغْزَاتِہٖ فَھُوَ لَہٗ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے ایسے آدمی کے بارے دریافت کیا گیا جو اللہ کی راہ میں عطیہ دیتا ہے انھوں نے جواباً فرمایا: جب وہ چیز مجاہدین تک پہنچ جائے تو وہ (اس کا اجر و ثواب) اسی کی ہے۔ف

قَالَ مُحَمَّدٌ ھٰذَا قَوْلُ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا بَلَغَ وَادِیَ الْقُرٰی فَھُوَ لَہٗ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَغَیْرُہٗ مِنْ فُقَھَائِنَا اِذَا دَفَعَہٗ اِلَیْہِ صَاحِبُہٗ فَھُوَ لَہٗ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب وہ چیز "وادی قری" میں پہنچ جائے تو وہ اس کی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے دوسرے فقہاء نے فرمایا جب اس چیز کا مالک کسی کو دے دیتا ہے تو وہ اسی کی ہو جاتی ہے۔

ف عطیہ کا زیادہ اجر و ثواب یہ ہے کہ کسی غریب، مسکین، یتیم، بیوہ عورت، دینی طالب علم اور یا مجاہد کو دیا جائے۔ ایک روپیہ بطور عطیہ اللہ کی راہ میں دینے سے دس روپے کا اجر و ثواب ملے گا۔ قرآن پاک میں ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا۔ جس نے ایک نیکی کی اس کے لیے اس کی مثل دس نیکیوں کا ثواب ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ قلیل سی چیز اللہ کی راہ میں دی جائے اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے حتی کہ وہ اُحد پہاڑ کی مثل ہو جاتی ہے اور اس کا اجر و ثواب اسے عطا کیا جائے گا۔

۲- بَابُ اِثْمِ الْخَوَارِجِ وَمَا فِي لُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ مِنَ الْفَضْلِ

(امام کی) نافرمانی کی مذمت اور جماعت کے التزام کی فضیلت

۸۶۳ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَاَعْمَالَكُمْ مَعَ اَعْمَالِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ تَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا تَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا تَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا وَتَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا خَيْرَ فِي الْخُرُوْجِ وَلَا يَنْبَغِيْ اِلَّا لُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا تم میں ایک ایسی قوم ظاہر (پیدا) ہو گی کہ تم اپنی نمازوں کو ان کے مقابلے میں اور تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلے میں حقیر (معمولی) سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلوں کے نیچے نہیں اُترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے تم ان کے تیر کے پھل کو خون آلود دیکھو گے یا تم پھل میں کوئی چیز دیکھو گے اور یا تسمہ باندھنے کی جگہ میں کوئی چیز دیکھو گے لیکن حقیقت میں کوئی چیز نہیں ہو گی۔ گویا شک و وہم کے علاوہ کچھ نہیں ہو گا۔ ف۱

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ امام کی اطاعت سے منہ پھیرنے میں بھلائی نہیں ہے۔ صرف اور صرف جماعت کو لازم پکڑنا چاہیے ف۲

ف۱ اس حدیث میں عظمتِ الٰہی، شانِ مصطفوی، شانِ اولیاء و صالحین کے منکر لوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے مثلاً نجدی، رافضی، قادیانی اور پرویزی وغیرہ لوگ ہیں۔

ف۲ ایک روایت میں "اتبعوا اهل السنة والجماعة" "تم اہل سنت وجماعت کو لازم پکڑو"، اس حدیث سے الحمد للہ ہماری جماعت کا نام "اہلسنت وجماعت" ثابت ہے۔

۸۶۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ مَنْ حَمَلَ السِّلَاحَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَاعْتَرَضَهُمْ بِهٖ لِقَتْلِهِمْ مَنْ قَتَلَهٗ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ لِاَنَّهٗ اَحَلَّ دَمَهٗ بِاعْتِرَاضِ النَّاسِ بِسَيْفِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس شخص نے مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا اور ان کے قتل کے درپے ہوا پھر اسے کسی نے قتل کر دیا تو قاتل پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ کیونکہ مقتول نے لوگوں پر ہتھیار اٹھا کر خود اپنے خون کو حلال قرار دے دیا۔

۸۶۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ اَوْ اُحَدِّثُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَاِيَّاكُمْ وَالْبِغْضَةَ فَاِنَّمَا هِيَ الْحَالِقَةُ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: کیا میں تم کو ایسی خبر بتاؤں یا ایسی بات نہ بیان کروں جو بہت سی نمازوں اور صدقات سے بہتر ہو؟ لوگوں نے کہا بتائیں ہاں۔ انھوں نے بتایا: دو آدمیوں کے درمیان صلاح کروانا ہے اور تم بغض سے بچو کیونکہ وہ مونڈنے والا ہے۔ ف۲

ف ۱ اسلام امن و سلامتی کا علمبردار ہے اس لیے کسی انسان پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا تو کسی انسان کے قتل کرنے کی کیسے اجازت دے سکتا ہے؟ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان کو گالی نکالنا فسق (بے حیائی) اور اسے قتل کرنا کفر ہے" لیکن افسوس و شرمناک بات ہے کہ آج ہم اپنے دین کے سنہری اصولوں کو بھلا کر ایک دوسرے کے گلے کو کاٹنا اور قتل کرنا بچوں کا کھیل تصور کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک انسان کو قتل کرنا تمام انسانوں کو قتل کرنے کے برابر ہے اور ایک انسان کی جان بچا لینا تمام انسانوں کی جان بچانے کے برابر ہے۔ قرآن کے اس عظیم قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں احترام انسانیت معلوم ہونا چاہیے۔

ف ۲ ایک حدیث میں آتا ہے کہ دو ناراض آدمیوں میں سے جو پہلے صلح کریگا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں پہلے داخل کریگا، اس روایت کے مطابق ناراض لوگوں کو از خود صلح کر کے نیکی کوشش کرنی چاہیے اگر وہ خود نہ کریں تو دوسرے لوگوں کیلیے بھی یہ نیکی کا کام ہے کہ دونوں کی رنجش کو ختم کرا کر ناراضگی دور کرا دیں۔ صلح کرانا نفلی نماز اور نفلی صدقہ سے افضل و اعلیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ بَابُ قَتْلِ النِّسَآءِ

عورتوں کے قتل کرنے کا بیان

۸۶۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ امْرَاَةً مَّقْتُوْلَةً فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ وَنَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ کے موقع پر ایک عورت قتل شدہ دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّقْتَلَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْمَغَازِيْ امْرَاَةٌ وَّلَا شَيْخٌ فَانٍ اِلَّا اَنْ تُقَاتِلَ الْمَرْاَةُ فَتُقْتَلُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کسی لڑائی میں نہ کسی عورت کو قتل کیا جائے اور نہ کسی بوڑھے آدمی کو سوائے ایسی عورت کے جو لڑائی میں حصہ لے، اسے قتل کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ بَابُ الْمُرْتَدِّ

مُرتد کا بیان

۸۶۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

حضرت عبدالرحمٰن بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے

ف ایک روایت میں بچوں اور عورتوں کے ساتھ بوڑھوں کا بھی ذکر ہے اور ایک روایت میں دشمن کے مفتوحہ علاقے سے درخت اکھاڑنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ اس سے اسلام کے قانون "امنِ عالم" کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے نیز اس سے "احترامِ انسانیت" کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ آسمانِ عدل و انصاف کے درخشندہ آفتاب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اعلان کر دیا تھا کہ اگر دریائے نیل کے کنارے پہ کتا بھی پیاسا مر گیا تو (رضی اللہ عنہم) اپنے اللہ کے حضور اس کا جواب دہ ہوگا۔

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَدِمَ رَجُلٌ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ قِبَلِ اَبِيْ مُوْسٰى فَسَاَلَهٗ عَنِ النَّاسِ فَاَخْبَرَهٗ ثُمَّ قَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ قَالَ نَعَمْ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ فَقَالَ مَاذَا فَعَلْتُمْ بِهٖ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهٗ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهَلَّا طَبَّقْتُمْ عَلَيْهِ بَيْتًا ثَلٰثًا وَّاَطْعَمْتُمُوْهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفًا فَاسْتَتَبْتُمُوْهُ لَعَلَّهٗ يَتُوْبُ وَيَرْجِعُ اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَمْ اٰمُرْ وَلَمْ اَحْضُرْ وَلَمْ اَرْضَ اِذْ بَلَغَنِيْ ۔

حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے لوگوں کے بارے دریافت کیا تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتادیا۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تمھارے پاس کوئی تازہ خبر ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں: وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کرلیا (مرتد ہوگیا)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر تم لوگوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے جواب دیا: ہم نے اسے گرفتار کرکے اسے قتل کے گھاٹ اتار دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم تین دن تک کسی گھر میں بند کرکے ہر روز مناسب خوراک دے کر اسے توبہ کی تلقین کرتے تو ممکن تھا کہ وہ توبہ کرلیتا اور حکم الٰہی کی طرف رجوع کرلیتا ہ اے اللہ! بیشک میں نے حکم نہیں دیا، میں (اس موقعہ پر) حاضر نہیں تھا اور میں راضی بھی نہیں ہوں جبکہ اس کی اطلاع مجھے ملی ہے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ اِنْ شَآءَ الْاِمَامُ اَخَّرَ الْمُرْتَدَّ ثَلٰثًا اِنْ طَمِعَ فِيْ تَوْبَتِهٖ اَوْسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ الْمُرْتَدُّ وَاِنْ لَّمْ يَطْمَعْ فِيْ ذٰلِكَ وَلَمْ يَسْاَلْهُ الْمُرْتَدُّ فَقَتَلَهٗ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر امام چاہے تو مرتد کو تین دن کی مہلت دے سکتا ہے جبکہ اسے توبہ کرنے کی امید ہو یا اس سلسلے میں مرتد خود اس سے سوال کرے اور اگر توبہ کی امید نہ ہو اور مرتد بھی اس بارے سوال نہ کرے تو اسے قتل کر دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ف یقیناً مرتد فی الفور واجب القتل ہوتا ہے لیکن اس مقام پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا توبہ کی تلقین کے بارے فرمانا اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی براءت کرنے سے ان کی دور اندیشی، سیاست، تقویٰ اور خشیت الٰہی کا اظہار ہوتا ہے۔

٥- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ

ریشم اور ریشمی کپڑے پہننے کے مکروہ ہونے کا بیان

٨٦٨ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاٰى حُلَّةً
سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ
اللّٰهِ لَوِاشْتَرَيْتَ هٰذِهِ الْحُلَّةَ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ
الْجُمُعَةِ وَلِلْوُفُوْدِ اِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ قَالَ
اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ
ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْهَا حِلَلٌ فَاَعْطٰى عُمَرُ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ
عَطَارِدٍ مَا قُلْتَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اَكْسُكَهَا
لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ اَخًا لَهٗ مِنْ اُمِّهٖ
مُشْرِكًا بِمَكَّةَ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسجدِ نبوی کے
دروازے کے قریب خالص ریشمی کپڑا فروخت کیا جارہا
ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا
یارسول اللہ! کاش آپ یہ خالص ریشم کا کپڑا خرید لیں
اور جمعۃ المبارک کے اور جب آپ کی خدمت میں وفود
آئیں تو اسے استعمال فرمالیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: یہ وہ شخص کپڑا پہنے جس کا آخرت میں کوئی حص
نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت می
اسی طرح کے کپڑے لائے گئے تو ان میں سے ایک حُ
(جوڑا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا حضر
عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے
حُلّہ (جوڑا) مجھے پہنا دیا ہے جبکہ آپ عطارد کپڑے
سلسلے میں جو فرما چکے ہیں وہ مستحضر ہے؟ آپ صلی اللہ عل
نے فرمایا: میں نے یہ کپڑا تمھیں پہننے کی غرض سے نہیں
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کپڑا ماں کی طرف سے ا
شریک بھائی کو دے دیا جو مکہ میں تھا۔ ف

ف مسلمانوں کے لیے ریشم اور ریشمی کپڑا پہننا منع (حرام) ہے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک ل
دشمن کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ اس لشکر کو فتح و کامیابی ہوئی جس کے نتیجے میں بہت سامالِ غنیمت لیکر لوٹے (جار

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ الْمُسْلِمِ أَنْ يَلْبَسَ الْحَرِيْرَ وَالدِّيْبَاجَ وَالذَّهَبَ كُلُّ ذٰلِكَ مَكْرُوْهٌ لِلذُّكُوْرِ مِنَ الصِّغَارِ وَالْكِبَارِ وَلَا بَأْسَ بِهِ لِلْإِنَاثِ وَلَا بَأْسَ بِهِ أَيْضًا بِأَنْ يُهْدِيَ تُجَّارُ الْمُشْرِكِ لِلْمُحَارِبِ مَا لَمْ يُهْدِ إِلَيْهِ سِلَاحٌ أَوْ دِرْعٌ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ریشم، ریشمی کپڑا اور سونا پہنے یہ سب چیزیں چھوٹے بڑے مردوں کے لیے مکروہ ہیں لیکن عورت کے لیے کوئی مضائقہ نہیں اور حربی مشرک کو بطور تحفہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں جبکہ اسے ہتھیار اور زرہ بطور ہدیہ (تحفہ) نہ دی جائے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۶۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ

(مردوں کے لیے) سونے کی انگوٹھی کے مکروہ ہونے کا بیان

۸۶۹۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲۴ کا) جب مجاہدین مدینہ طیبہ کے قریب آ گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ مل کر انکے استقبال کے لیے تشریف لے گئے، مجاہدین کو علم ہوا کہ حضرت امیر المومنین تشریف لا رہے ہیں تو انھوں نے مالِ غنیمت سے ریشم اور دیبا لے کر پہن لیا۔ حضرت امیر المؤمنین نے جب انھیں ریشم و دیبا پہنے ہوئے دیکھا تو ناراض ہو گئے اور اپنا چہرہ پھیر لیا اور فرمایا کہ یہ دوزخیوں کا لباس ہے اس لیے اسے اتار کر پھینک دو۔ مجاہدین نے اپنے اس عمل کے سلسلے میں معافی مانگی اور عرض کیا کہ مالِ غنیمت جو نعمتِ الٰہی ہے اس کے اظہار کے لیے ہم نے اسے استعمال کیا ہے۔

(امام محمد، کتاب الآثار، صفحہ ۳۶۱، محمد سعید اینڈ سنز، کراچی)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ چند دنوں کے لیے گھر سے تشریف لے گئے تو آپ کے بیٹوں اور بیٹیوں نے ریشمی کپڑے زیبِ تن کر لیے اور جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو ریشمی کپڑے اتارنے کا حکم دے دیا چنانچہ مردوں نے ریشمی کپڑے اتار دیے اور عورتوں نے پہنے رکھے۔

(امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، کتاب الآثار، صفحہ ۳۶۲، محمد سعید اینڈ سنز، کراچی)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ریشم، دیبا اور ریشم کا کپڑا استعمال کرنا حرام ہے۔

ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ كُنْتُ اَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ فَنَبَذَهٗ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَلْبَسُهٗ اَبَدًا قَالَ فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی پکڑی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا یہ وہ انگوٹھی ہے جو میں پہنتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا اور فرمایا قسم بخدا! میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ سب لوگوں نے اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ لِلرَّجُلِ اَنْ يَّتَخَتَّمَ بِذَهَبٍ وَّلَا حَدِيْدٍ وَّلَا صُفْرٍ وَّلَا يَتَخَتَّمُ اِلَّا بِالْفِضَّةِ فَاَمَّا النِّسَاءُ فَلَا بَاْسَ بِتَخَتُّمِ الذَّهَبِ لَهُنَّ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ سونا، لوہے اور تانبے کی انگوٹھی استعمال کرے سوائے چاندی کے، لیکن عورتیں سونے کی انگوٹھی پہن

ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال درجے کی محبت کی علامت یہ ہے کہ جس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اسے پسند کیا جائے اور جس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا اسے پسند نہ کیا جائے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پھینکی تو تمام صحابہ نے اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔ مسلمان مردوں کے لیے سونے کا استعمال حرام ہے چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا "یہ (سونا) میری امت کے مردوں کے لیے حرام ہے"۔

(امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، کتاب الآثار، صفحہ ۳۶۳، محمد سعید اینڈ سنز، کراچی)

سونے کی طرح تانبا پیتل اور لوہا وغیرہ دھاتیں بھی مسلمان مردوں اور عورتوں پر حرام ہیں البتہ مرد ساڑھے چار ماشہ سے کم مقدار کی انگوٹھی جو چاندی کی بنی ہوئی مرد استعمال میں لاسکتا ہے۔ (امام احمد رضا بریلوی، عرفان شریعت، صفحہ ۱۴، نذیر اینڈ سنز لاہور) عورت سونے کی انگوٹھی اور زیورات استعمال کر سکتی ہے۔ مسلمان عورتیں سونا اور چاندی دونوں استعمال کر سکتی ہیں لیکن ان کے علاوہ دیگر دھاتوں مثلاً پیتل، تانبہ، لوہا، سلور اور جست وغیرہ کا پہننا حرام ہے۔ انگوٹھی پر نام وغیرہ لکھوایا جاسکتا ہے لیکن "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کندہ کروانا جائز نہیں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک پر تین سطروں پر یہ عبارت کندہ تھی۔ پہلی سطر پر محمد، دوسری پر رسول اور تیسری پر اللہ لکھا ہوا تھا اور یہ ترتیب نیچے سے اوپر کو تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بادشاہوں کو خطوط تحریر فرماتے تو انگوٹھی کی تحریر کو بطور مہر استعمال فرماتے۔

سکتی ہیں ۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

۷- بَابُ الرَّجُلِ يَمُرُّ عَلٰى مَاشِيَةِ الرَّجُلِ فَيَحْتَلِبُهَا بِغَيْرِ اِذْنِهٖ

کسی جانور کے قریب سے گذرنے اور مالک کی اجازت کے بغیر اسکا دودھ نکالنے کا بیان

۸۷۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحْتَلِبَنَّ اَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ اِمْرَءٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مَشْرَبَتُهٗ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهٗ فَيُنْتَقَلُ طَعَامُهٗ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَتَهُمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ اِمْرَءٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مالک کی اجازت کے بغیر اس کے جانور کا دودھ ہرگز نہ نکالے کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کوئی اس کے طعام خانہ میں آئے اسے توڑ کر اس سے طعام (وغیرہ) منتقل (لے جائے) کرلے یقیناً اس سے پریشانی ہوگی۔ جانوروں کے پستان لوگوں کی خوراک ہے لہذا کوئی شخص مالک کی اجازت کے بغیر ہرگز دودھ نہ نکالے۔ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ لِرَجُلٍ مَرَّ عَلٰى مَاشِيَةِ رَجُلٍ اَنْ يَّحْلُبَ مِنْهَا شَيْئًا بِغَيْرِ اَمْرِ اَهْلِهَا وَكَذٰلِكَ اِنْ مَرَّ عَلٰى حَائِطٍ لَهٗ فِيْهِ نَخْلٌ اَوْ شَجَرٌ فِيْهِ ثَمَرٌ فَلَا يَاْخُذَنَّ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَلَا يَاْكُلْهُ اِلَّا بِاِذْنِ اَهْلِهٖ اِلَّا اَنْ يُّضْطَرَّ اِلٰى ذٰلِكَ فَيَاْكُلُ وَيَشْرَبُ وَيَغْرَمُ ذٰلِكَ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جو شخص کسی کے چارپایوں کے پاس سے گذرے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس نے مالک کی اجازت کے بغیر اس کا دودھ نکالے ایسے ہی جو شخص کسی کے باغ کے پاس سے گذرے جبکہ باغ میں کھجوریں یا ایسے درخت ہوں جن پر پھل ہو، تو مالک کی اجازت کے بغیر نہ تو پھل توڑے اور نہ اسکھائے

ف یہ ڈاکہ زنی یا چوری کے زمرے میں آتا ہے جو حقوق العباد میں مداخلت ہے لہذا یہ قابل سزا اور شرمناک عمل ہے جس سے پرہیز لازمی ہے۔

لِاَهْلِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

البتہ مجبوری کی حالت میں وہ کھا پی سکتا ہے اور مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۸۔ بَابُ نُزُوْلِ اَهْلِ الذِّمَّةِ مَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةَ وَمَا یُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ

مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں ذمی لوگوں کے ٹھہرنے کے مکروہ ہونے کا بیان

۸۷۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ضَرَبَ لِلنَّصَارٰی وَالْیَهُوْدِ وَالْمَجُوْسِ بِالْمَدِیْنَةِ اِقَامَةَ ثَلٰثِ لَیَالٍ یَتَسَوَّقُوْنَ وَیَقْضُوْنَ حَوَائِجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ یُقِیْمُ بَعْدَ ذٰلِكَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نصاریٰ، یہود اور مجوسیوں کو تین دن کے لیے مدینہ طیبہ میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی تھی کہ وہ بازاروں کی سیر کر سکیں اور اپنی ضروریات پوری کر سکیں اور (حضرت عمر نے اعلان فرمایا) اس کے بعد کوئی مدینہ میں نہ ٹھہرے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اِنَّ مَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةَ وَمَا حَوْلَهُمَا مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَقَدْ بَلَغَنَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَبْقٰی دِیْنَانِ فِیْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ فَاَخْرَجَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ لَّمْ یَكُنْ مُسْلِمًا مِّنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ لِهٰذَا الْحَدِیْثِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیشک مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور ان کے اطراف (کے علاقہ جات) جزیرۃ العرب میں شامل ہیں۔ بیشک ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ روایت پہنچی ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین باقی نہیں رہ سکتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے مطابق جزیرۃ العرب سے غیر مسلموں کو نکال دیا تھا۔

۸۷۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ حَكِیْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَبْقَیَنَّ دِیْنَانِ بِجَزِیْرَةِ الْعَرَبِ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جزیرۃ العرب میں دو دین ہرگز باقی نہیں رہ سکیں گے ف

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قَالَ مُحَمَّدٌ قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَاَخْرَجَ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا کہ جزیرۃ العرب سے یہود اور نصاریٰ کو نکال دیا تھا۔

۹۔ بَابُ الرَّجُلِ يُقِيْمُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ يَجْلِسُ فِيْهِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ

مسجد میں کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھنے اور اس کے مکروہ ہونے کا بیان

۸۷۳۔ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يُقِيْمُ اَحَدُكُمُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ فَيَجْلِسُ فِيْهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: کوئی شخص مجلس سے کسی کو اس غرض سے نہ اٹھائے کہ وہ خود اس میں

ف (بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۶۲۸ کا) جس مذہب اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر سرزمین مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تھے چند سال کی مغلوبیت کے بعد نہ صرف اس شہر میں بلکہ تمام حجاز شریف میں ایسا غالب آیا کہ اس کے بعد آج تک بلکہ قیامت تک غالب رہے گا انشاءاللہ العزیز۔ یہود اور نصاریٰ کی اکثریت، اقلیت میں ایسی تبدیل ہوئی کہ اس سرزمین میں اسے وہ غلبہ حاصل نہ ہو سکا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم الشان زندہ معجزہ ہے کہ تمام دنیا پر اسلام کی حقانیت کا پرچم لہرا رہا ہے اور اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکا ہے اور دنیا کا کوئی ایسا سرکردہ شہر نہیں ہے جس میں دینی درس گاہ قائم نہ ہو اور قال اللہ وقال الرسول کی آواز بلند نہ ہو رہی ہو۔

اسی حدیث کے پیش نظر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہود، نصاریٰ اور مجوسیوں کو سرزمین مدینہ طیبہ سے نکال دیا تھا۔ یہ اسلام کا اعجاز ہے کہ جس بھی باطل قوت نے اس کے ساتھ ٹکر لی وہ خود پاش پاش اور نیست و نابود ہو گیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ ظاہر وسائل قلیل بلکہ نہ ہونے کے باوجود اسلام اپنی روحانی قوت و طاقت کی بناء پر باطل قوتوں کے دل و دماغ پر ہمیشہ سے چھایا ہوا ہے اور یقیناً یہ سلسلہ منقطع (ختم) ہونے والا نہیں ہے بلکہ قیامت تک جاری رہے گا۔

بیٹھ جائے ۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ لِلرَّجُلِ الْمُسْلِمِ أَنْ يَّصْنَعَ هٰذَا بِأَخِيْهِ وَيُقِيْمَهٗ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کسی مسلمان شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کے ساتھ یوں کرے کہ مجلس سے اسے اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھ جائے ۔

۱۰۔ بَابُ الرُّقٰی

دم جھاڑے کا بیان

۸۷۴ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ أَخْبَرَتْنِيْ عَمْرَةُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهِيَ تَشْتَكِيْ وَيَهُوْدِيَّةٌ تَرْقِيْهَا فَقَالَ أَرْقِيْهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ بیمار تھی اور ایک یہودیہ عورت انھیں دم جھاڑا کر رہی تھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم انھیں قرآن (کی تلاوت) کے ساتھ دم کرو ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى بِمَا كَانَ فِي الْقُرْاٰنِ وَمَا كَانَ مِنْ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ تلاوت قرآن کے ساتھ

ف گویا یہ حق تلفی ہو گی ہمارے رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ کسی مجلس میں تشریف لاتے تو جہاں جگہ خالی ہوتی بیٹھ جاتے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے تشریف لانے کی ہرگز کوشش نہ فرماتے بلکہ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو محفل میں آداب کا لحاظ رکھنے کی تلقین کرتے اور گردنیں پھلانگنے سے منع فرماتے ۔

ذِكْرِ اللهِ فَاَمَّا مَا كَانَ لَا يُعْرَفُ مِنَ الْكَلَامِ فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّرْقٰى بِهٖ۔

٨٧٥- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَ اُمِّ سَلَمَةَ وَفِي الْبَيْتِ صَبِيٌّ يَبْكِيْ فَذَكَرُوْا اَنَّ بِهِ الْعَيْنَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْتَرْقُوْنَ لَهٗ مِنَ الْعَيْنِ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٖ نَاْخُذُ لَا نَرٰى بِالرُّقْيَةِ بَاْسًا اِذَا كَانَتْ مِنْ ذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى۔

٨٧٦- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ كَعْبٍ السَّلَمِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ اَنَّهٗ اَتٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُثْمَانُ وَبِيْ وَجَعٌ حَتّٰى كَادَ يُهْلِكُنِيْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْسَحْهُ بِيَمِيْنِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَ اللهُ مَا كَانَ بِيْ فَلَمْ اَزَلْ بَعْدُ اٰمُرُ بِهٖ اَهْلِيْ وَغَيْرَهُمْ۔

اور ذکرِ الٰہی کے ساتھ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں لایعنی کلام کے ساتھ دم نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ نے انھیں بتایا کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے انھیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے جبکہ گھر میں ایک بچہ رو رہا تھا۔ لوگوں نے بتایا اسے نظر لگ گئی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو نظرِ بد کا دم کیوں نہیں کرتے؟

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ذکرِ الٰہی کے ساتھ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے (اس وقت) اس قدر سخت درد تھا کہ قریب تھا کہ وہ مجھے ہلاک کر دیتا۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم درد والی جگہ پر سات بار دایاں ہاتھ پھیرو اور یوں پڑھو "اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ" میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں ایسی برائی (درد) سے جو میں پاتا ہوں"۔ راوی حدیث (حضرت عثمان بن ابی العاص) کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی، بعد میں میں ہمیشہ اپنے اہل خانہ اور دوسرے لوگوں کو

اس بارے حکم دیتا رہا۔ ف

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

۱۱۔ بَابُ مَا یُسْتَحِبُّ مِنَ الْفَأْلِ وَالْاِسْمِ الْحَسَنِ

نیک فال لینے اور اچھا نام رکھنے کا بیان

۸۷۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلِقْحَةٍ عِنْدَ مَنْ یَحْلُبُ هٰذِهِ النَّاقَةَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ مَا اسْمُكَ فَقَالَ لَهٗ مُرَّةُ قَالَ اِجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَحْلُبُ هٰذِهِ النَّاقَةَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ مَا اسْمُكَ قَالَ حَرْبٌ قَالَ اِجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَحْلُبُ هٰذِهِ النَّاقَةَ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ یَعِیْشُ قَالَ اُحْلُبْ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی جو آپ کے پاس موجود تھی کے بارے فرمایا: اس اونٹنی کا کون دودھ نکالے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا مُرّہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے اعلان فرمایا کہ اس اونٹنی کو کون دوہے گا؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا حرب (جنگ، لڑائی) تو آپ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے اعلان فرمایا یہ اونٹنی کون دوہے گا؟ ایک اور آدمی کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا "یعیش" تو آپ

٭ ٭ ٭

ف کلامِ الٰہی (قرآن) سے دم کرنا جائز ہے اور نظرِ بد لگنا حق ہے جیسے دم کے ذریعے دور کیا جا سکتا ہے ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اپنے دو بیٹوں کو لے کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے ان دونوں بھتیجوں کے بارے نظرِ بد سے ڈرتی ہوں کیا میں ان پر دم کر سکتی ہوں؟ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہاں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: تقدیر پر کوئی چیز سبقت کرتی ہے تو وہ نظر (بد) ہوتی۔
(امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، کتاب الآثار، صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷، محمد سعید اینڈ سنز، کراچی)

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دودھ دوہنے کا حکم دیا۔ ف ☆ ☆ ☆

ف اولاد کے جو حقوق والدین پر عائد ہوتے ہیں، ان میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے نام مطلب خیز اور اچھے اچھے رکھے جائیں۔ حضرت انبیاء کرام، صحابہ کرام، اولیاء عظام، صالحین امت بالخصوص سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناموں پر نام رکھے جائیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بُرے ناموں کو تبدیل فرمادیا کرتے تھے چنانچہ معتبر کتب میں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک عورت کا نام "عاصیہ" تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام تبدیل کر کے "جمیلہ" رکھ دیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ قیامت کے دن اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں کے ساتھ بلائے جاؤ گے اس لیے تم اپنے نام اچھے اچھے رکھا کرو"۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اس نے حصولِ برکت کے لیے میرے نام پر اس کا نام رکھا، وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے"، گویا اسم مصطفوی کی برکت کے سبب سے جنت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ جس کا نام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہوگا، اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ دو شخص قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انھیں جنت میں جانے کا حکم ملے گا وہ عرض کریں گے اے اللہ! کس نیکی کے سبب تو ہمیں جنت میں داخل کر رہا ہے؟ حالانکہ ہم نے جنت میں جانے کا کوئی نیک کام کیا ہی نہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تم جنت میں داخل ہوجاؤ کیونکہ میں نے قسم اٹھائی ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا"۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا عَذَّبْتُ اَحَدًا يُسَمّٰى بِاِسْمِكَ فِي النَّارِ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت و بزرگی کی قسم جس آدمی کا نام تمھارے نام پر ہوگا اسے میں دوزخ کا عذاب نہیں دوں گا۔ (ماخوذ از احکام شریعت)

اسلام، انبیاء، اولیاء اور صالحین کی عظمت وشان کے منکر اور گستاخ لوگوں کے ناموں پر نام نہیں رکھنے چاہییں۔ مثلاً قارون، ہامان، فرعون، نمرود، شداد، ابوجہل، ابولہب اور یہود ونیرہ وغیرہ نام رکھنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے۔ ایسے ہی یزید اور شمر وغیرہ نام بھی کوئی نہیں رکھے گا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک فال کے لیے اچھا نام رکھنا چاہیے، بُرا نام رکھنا، پکارنا کی ذمہ داری والدین پر ہے کیونکہ انھیں چاہیے اچھا نام رکھیں اور اچھے نام کے ساتھ اولاد کو پکاریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (قصوری)

۱۲ - بَابُ الشُّرْبِ قَآئِمًا

کھڑے ہوکر پانی پینے کا بیان

۸۷۸ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ كَانَ لَا يَرَيَانِ بِشُرْبِ الْاِنْسَانِ وَهُوَ قَائِمٌ بَاْسًا۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ زوجہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت عائشہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کھڑے ہوکر پانی پینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔

۸۷۹ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ مُخْبِرٌ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ كَانُوْا يَشْرَبُوْنَ قِيَامًا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مجھے کسی راوی نے بتایا کہ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کھڑے ہوکر پانی پی لیتے تھے۔ ف

ف ان حضرات کا یہ عمل بیان جواز یا کسی مجبوری کی بناء پر تھا ورنہ کھڑے ہوکر پانی پینا منع ہے چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص ہرگز کھڑا ہوکر پانی نہ پیئے اور جو شخص بھول کر ایسے (کھڑا ہوکر پی لے) وہ قے کرلے۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ کھڑے ہوکر پانی پینا خلاف سنت اور منع ہے۔

چار قسم کے پانی احتراماً کھڑے ہوکر پیئے جا سکتے ہیں (۱) آب زم زم (۲) کسی بزرگ کا بچا ہوا (۳) استاد کا بچا ہوا اور (۴) وضو سے بچا ہوا پانی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آب زم زم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر نوش فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر نوش فرمایا۔

دور حاضر میں انسانوں اور چارپایوں کے کھانا کھانے کے درمیان امتیاز کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے چارپایوں کی طرح کھڑے ہو کر پانی پینا، کھانا کھانا اور پیشاب کرنا خلاف شرع امور ہیں لیکن مسلمان بڑے فخر سے (معاذ اللہ) ایسا کرتے ہیں خصوصاً ولیمہ، شادی اور دوسری تقریبات میں ان قبیح امور کا خصوصی طور پر اہتمام و انتظام کیا جاتا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّ بِهٰذَا نَاْخُذُ لَا نَرٰی بِالشُّرْبِ قَآئِمًا بَاْسًا وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَآمَّۃِ مِنْ فُقَھَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ ہمارے خیال میں کھڑے ہو کر پانی پینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

١٣- بَابُ الشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ

چاندی کے برتن میں پانی پینے کا بیان

٨٨٠- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ۔

زوجہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ ڈالتا ہے۔ ف

ف سونے یا چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے، ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مدائن کی سرزمین میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک زمیندار کے پاس ٹھہرا وہ ہمارے لیے کھانا لایا جسے ہم نے کھایا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا چنانچہ وہ آدمی چاندی کے برتن میں لے کر حاضر ہوا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ برتن پکڑ کر اس کے چہرے پر مارا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے ہم پریشان ہو گئے۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا کیا تمھیں علم ہے کہ میں نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو ہم نے کہا نہیں۔ انھوں (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: گذشتہ سال بھی میں نے اس آدمی کے ہاں قیام کیا تھا اور ہم نے اسے بتایا تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے اور ریشم و دیبا سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ چیزیں دنیا میں مشرکین کے لیے ہیں اور آخرت میں ہمارے لیے۔

(امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، کتاب الآثار، صفحہ ٣٦١، محمد سعید اینڈ سنز، کراچی)

سونے اور چاندی کے برتن مسلمان مرد اور عورت سب کے لیے استعمال حرام ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ يُكْرَهُ الشُّرْبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَلَا نَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا فِي الْاِنَاءِ الْمُفَضَّضِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ چاندی اور سونے کے برتن میں پانی پینا مکروہ (ممنوع) ہے لیکن چاندی کی پالش (قلعی) کیے ہوئے برتن میں کوئی حرج نہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہا کا قول ہے۔

۱۴۔ بَابُ الشُّرْبِ وَالْاَكْلِ بِالْيَمِيْنِ

دائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے کا بیان

۸۸۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاْكُلْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پانی پیئے اس لیے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔ ف

ف کھانا کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ ہاتھ دھو کر، بسم اللہ پڑھ کر اور دائیں ہاتھ سے کھایا جائے جیسے دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا سنت ہے اسی طرح پانی بھی دائیں ہاتھ سے پینا سُنت ہے بلکہ ہر چیز دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے۔ کیونکہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے البتہ دایاں ہاتھ نہ ہو یا بیماری وغیرہ کے باعث منہ تک نہ جاسکتا ہو تو بائیں ہاتھ سے کھانا پینا جائز ہو جائے گا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو تکبّر کی بناء پر بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے ہوئے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کا حکم کیا۔ اس نے کہا میرا دایاں ہاتھ منہ تک نہیں جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید نہ جاتا ہوگا۔ چنانچہ تاحیات اس کا دایاں ہاتھ اس کے منہ تک نہ پہنچ سکا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّاْكُلَ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَ بِشِمَالِهٖ اِلَّا مِنْ عِلَّةٍ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل پکڑتے ہیں کہ بائیں ہاتھ سے نہ کھانا چاہیے اور نہ پینا چاہیے۔ ماسوائے بیماری کے۔ (یعنی دایاں ہاتھ کام نہ کرتا ہو)

۱۵- بَابُ الرَّجُلِ يَشْرَبُ ثُمَّ يُنَاوِلُ مَنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ

کسی آدمی کا خود پانی پی کر اپنی دائیں طرف والے کو پکڑانے کا بیان

٨٨٢- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَّسَارِهٖ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَشَرِبَ ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملا ہوا تھا جبکہ (اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف ایک اعرابی (بدو یا دیہاتی) اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دودھ) پیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی (بدو) کو دیا اور فرمایا: دائیں طرف والا پھر (اس کی) دائیں طرف والا (حقدار ہوتا ہے)

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔

٨٨٣- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ وَعَنْ يَّسَارِهٖ اَشْيَاخٌ فَقَالَ الْغُلَامُ اَتَاْذَنُ لِيْ فِيْ اَنْ اُعْطِيَهٗ هٰؤُلَاءِ

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا: اس وقت آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا اور بائیں طرف معمر (بوڑھے) لوگ (بیٹھے ہوئے) تھے۔ آپ صلی اللہ

فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا قَالَ فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهٖ۔

علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا: کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں پانی ان (بوڑھوں) کو دے دوں؟ اس (لڑکے) نے جواب دیا: قسم بخدا! آپ کی طرف سے ملنے والا اپنا حصہ میں کسی کو نہیں دوں گا۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ میں وہ برتن دے دیا۔ ف۱

۱۶- بَابُ فَضْلِ اِجَابَةِ الدَّعْوَةِ

دعوت قبول کرنے کی فضیلت کا بیان

۸۸۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى وَلِيْمَةٍ فَلْيَاْتِهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کے لیے بلایا جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ وہاں جائے۔

۸۸۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَآءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ وَمَنْ لَّمْ يَاْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سب سے برا کھانا ایسے ولیمہ کا ہے جس میں امیروں کو بلایا گیا ہو اور غریبوں کو چھوڑ دیا گیا ہو اور جو شخص کسی دعوت پر نہ آیا اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ف۲

ف۱ پانی وغیرہ کا زیادہ حق دار دائیں طرف والا ہوتا ہے اس معاملے میں چھوٹے بڑے سب برابر ہیں اگر وہ اجازت دے تو بائیں طرف والا بھی پانی وغیرہ استعمال میں لاسکتا ہے۔

ف۲ البتہ ایسی دعوت جس میں غیر شرعی حرکات ہوں مثلاً گانا، مردوں وعورتوں کا اختلاط وغیرہ، اس میں شرکت حرام ہے جس دعوت میں غیر شرعی امور نہ ہوں اس کو قبول کر لینا سنت ہے۔

٨٨٦ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى طَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءٌ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مُنْذُ يَوْمَئِذٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ بیشک ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے کے لیے دعوت کی۔ راوی حدیث (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے کہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کے لیے گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جَو کی روٹی اور شوربا جس میں کدو (شریف) تھا پیش کیا گیا حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برتن سے کدو شریف چن چن کر کھا رہے تھے (راوی حدیث کا بیان ہے کہ) میں اس دن سے ہمیشہ کدو شریف کو پسند کرنے لگا۔ ف

٨٨٧ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا ثُمَّ لَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت اسحاق بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: کہ میں نے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں کچھ کمزوری سنی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ بھوک کی وجہ سے ہے کیا تمھارے پاس کوئی (کھانے کیلیے) چیز ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہاں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جَو کی کچھ روٹیاں نکالیں پھر انھوں نے اپنی اوڑھنی لی اور اس کے ایک کونے میں لپیٹ دیں۔ پھر انھوں (حضرت ام سلیم) نے روٹیاں میری بغل میں تھما دیں

ف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سبزیوں سے کدو شریف زیادہ پسند تھی۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص نے کہہ دیا تھا کہ مجھے کدو شریف پسند نہیں ہے تو آپ نے فرمایا: تم اپنے الفاظ واپس لو ورنہ میں تمھیں قتل کر دوں گا کیونکہ جو چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اسے تم ناپسند کہہ رہے ہو۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَقَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهٗ قُوْمُوْا قَالَ فَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ رَجَعْتُ اِلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ كَيْفَ نَصْنَعُ فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ هُوَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَجَآءَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ قَالَ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ

اور دوپٹے کا کچھ حصہ مجھے اوڑھا دیا پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لیے بھیجا تو میں گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے مسجد میں پایا اور آپ کے ساتھ لوگ بھی موجود تھے۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: کیا تمھیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ میں نے جواب دیا، ہاں۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانے کے لیے؟ تو میں نے جواب دیا ہاں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والے لوگوں کو فرمایا: تم اٹھ کھڑے ہو۔ راوی (حضرت انس) کا بیان ہے کہ میں ان کے آگے آگے چل پڑا پھر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور ان کو اس بارے اطلاع دی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سمیت تشریف لے آئے ہیں جبکہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ہم انھیں کھلا سکیں، ہم کیا کریں؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر جانتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ملے۔ حضرت ابوطلحہ اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم! جو چیز بھی تمھارے پاس ہے میرے ہاں لے آؤ۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے وہ روٹیاں پیش کر دیں۔ راوی ح

اَ یُّؤْذِنَ بِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ اَیُّؤْذَنَ لِعَشَرَةٍ حَتّٰی اَکَلَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَهُمْ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان روٹیوں کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گھی کی کپی تھی تو انھوں نے اس سے گھی انڈیل دیا پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر جو چاہا پڑھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب دس آدمیوں کو اجازت ہے وہ آئیں وہ (دس آدمی آئے) اور انھوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور واپس چلے گئے پھر دس اور آدمیوں کو اجازت دی انھوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور واپس چلے گئے پھر دس اور کو اجازت دی گئی تو انھوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور چلے گئے۔ دس اور کو اجازت دی انھوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور چلے گئے اور دس کو مزید اجازت ملی انھوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور واپس چلے گئے۔ حتیٰ کہ تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھانا کھالیا اور ان تمام لوگوں کی تعداد ستر یا اسی آدمیوں پر مشتمل تھی۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ یَنْبَغِیْ لِلرَّجُلِ اَنْ یُّجِیْبَ الدَّعْوَةَ الْعَامَّةَ وَلَا یَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا لِعِلَّةٍ فَاَمَّا الدَّعْوَةُ الْخَاصَّةُ فَاِنْ شَآءَ اَجَابَ وَاِنْ شَآءَ لَمْ یُجِبْ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ عام آدمی کی دعوت قبول کر لینی چاہیے، اس سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔ سوائے بیماری کے سبب کے۔ لیکن خاص آدمی کی دعوت اگر چاہے تو قبول کرے اور چاہے تو قبول نہ کرے۔

٨٨٨ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُوالزِّنَادِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ

ف اس سے معلوم ہوا کہ کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر قرآن وغیرہ پڑھنا سنت مصطفوی ہے کچھ لوگوں کو کھانا سامنے رکھ کر قرآن پاک کی سورتیں اور آیات پڑھنا گوارا گذرتا ہے انھیں اس حدیث پر غور کرنا چاہیے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل بشر ہیں آپ کی دعا کی برکات کے نتیجے میں چند افراد کا قلیل کھانا اسی آدمی کھا جاتے ہیں پھر بھی بچ جاتا ہے۔

عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَیْنِ کَافٍ لِلثَّلٰثَةِ وَطَعَامُ الثَّلٰثَةِ کَافٍ لِلْاَرْبَعَةِ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین کا کھانا چار آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے ف

١٧۔ بَابُ فَضْلِ الْمَدِیْنَةِ

فضیلتِ مدینہ کا بیان

٨٨٩۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِیًّا بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَصَابَهٗ وَعْكٌ بِالْمَدِیْنَةِ فَجَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ فَاَبٰی ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ فَاَبٰی ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ فَاَبٰی فَخَرَجَ الْاَعْرَابِیُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَدِیْنَةَ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خُبْثَهَا وَتَنْصَعُ طِیْبَهَا ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت اسلام کی پھر اسے مدینہ طیبہ میں بیماری (بخار وغیرہ) کی شکایت ہوگئی ۔ وہ اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: آپ میری بیعت توڑ دیجیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا۔ پھر وہ حاضر ہوا اور کہا: آپ میری بیعت توڑ دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انکار کر دیا۔ اعرابی چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مدینہ طیبہ بھٹی کی مثل ہے

ف اجتماعی کھانے کی برکت ہے کہ ایک کا کھانا دو کو، دو کا تین افراد کو اور تین کا چار افراد کو کافی ہو جاتا ہے ایک صحابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں عرض کرتے ہیں حضور ہم بہت سا کھانا کھا جاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم انفرادی طور پہ کھاتے ہو گے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بسم اللہ پڑھ کر اور گھر کے تمام افراد جمع ہو کر کھانا کھایا کرو۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کھانا کھایا تو قلیل کھانا سب کے لیے کافی ہوگیا۔

بھٹی میل (کھوٹ وغیرہ) کو دور کر دیتی ہے اور خالص
سونے کو محفوظ کر لیتی ہے۔ ف

ف ہجرت سے قبل مدینہ طیبہ کا نام ''یثرب'' (بیماریوں کا گھر) تھا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد اس سرزمین پر قدم رنجہ فرمایا تو اس کا نام مدینہ طیبہ (اللہ کی رحمتوں کا شہر) پڑ گیا۔ اس شہر مقدس کے جتنے نام ہیں اتنے تمام روئے زمین پر کسی شہر کے نہیں ہیں۔ اس مقدس شہر کے تقریباً ایک سو نام ہیں ان میں سے مشہور ترین نام شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب'' میں درج فرمائے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ طیبہ؟ بعض لوگوں نے مکہ مکرمہ کو افضل قرار دیا ہے اور بعض نے مدینہ طیبہ کو۔ اور دونوں کے دلائل اپنی اپنی جگہ پر قوی و مضبوط ہیں لیکن اس بات میں سب متفق ہیں کہ جس جگہ پر رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں وہ کعبۃ اللہ، عرش اعظم، بیت المعمور اور جنت بریں سے بھی اعلیٰ و افضل ہے۔ مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے، کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اَلْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ مَّكَّةَ ''مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ سے بہتر ہے''۔

(۲) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ ''اے اللہ! ہمارے لیے مدینہ طیبہ کو محبوب بنا دے جتنا ہمارے نزدیک مکہ مکرمہ محبوب ہے یا اس سے بھی زیادہ''۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب، صفحہ ۲۵، نوری بکڈپو لاہور)

(۳) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَنْ مَاتَ فِي الْمَدِيْنَةِ كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' ''جو شخص مدینہ طیبہ میں فوت ہوا، قیامت کے دن میں اس کا شفیع (شفاعت کرنے والا) ہوں گا''۔

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ فَمَنْ مَّاتَ بِالْمَدِيْنَةِ كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا وَّ شَهِيْدًا ''جس شخص میں اس بات کی طاقت ہے کہ تو اسے چاہیے کہ مدینہ طیبہ میں مرے، جو مدینہ طیبہ میں فوت ہوگا میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا''۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَايَانَا بِمَكَّةَ ''اے اللہ! ہمیں مکہ میں موت نہ دے''۔

(۶) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یوں دعا کیا کرتے تھے:۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ ''اے اللہ! تو ہمیں اپنے راستے میں شہادت کی موت عطا فرما اور مجھے اپنے رسول صلی اللہ

(جاری ہے)

۱۸- بَابُ اِقْتِنَآءِ الْكَلْبِ

کُتّا پالنے کا بیان

۸۹۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ اَنَّ السَّآئِبَ بْنَ يَزِيْدَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ اَبِيْ زُهَيْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ

حضرت یزید بن خصیصہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت سفیان بن زہیر رضی اللہ عنہ جو شنوءہ قبیلہ سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۳ کا) علیہ وسلم کے شہر میں موت عطا فرما۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جذب القلوب الی دیار المحبوب، صفحہ ۲۹، نوری بکڈپو، لاہور)

(۷) امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کعبۃ اللہ افضل ہے یا روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو آپ نے جواب دیا: روضۂ رسول، کعبۃ اللہ سے افضل و اعلیٰ ہے (امام احمد رضا خاں بریلوی، ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ ۱۴۷، فرید بک سٹال، لاہور)

(۸) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ"، "جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی"۔

(۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَارَ فِي الْمَدِيْنَةِ مُحْتَسِبًا كَانَ فِيْ جِوَارِيْ وَكُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ "جس آدمی نے ثواب کی نیت سے مدینہ طیبہ میں میری زیارت کی، وہ (قیامت کے دن) میرے ساتھ ہوگا اور میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا"۔ (ابوالفضل قاضی عیاض اندلسی، الشفاء، جلد ۲، صفحہ ۶۸، فاروقی کتب خانہ ملتان)

(۱۰) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ "میرے گھر سے لے کر میرے منبر تک (زمین کا ٹکڑا) جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔ (حضرت ابوالفضل قاضی عیاض، الشفاء، جلد ۲، صفحہ ۱۷، فاروقی کتب خانہ ملتان)

(۱۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ وَمَنْ لَّمْ يَزُرْ قَبْرِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ "جس نے میرے وصال کے بعد میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی گویا اس نے زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میرے روضۂ اطہر کی زیارت نہ کی بے شک اس نے مجھ پر ظلم کیا"۔ (امام تقی الدین سبکی، شفاء السقام (جاری ہے

شَنُوْءَةَ وَهُوَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ اُنَاسًا مَعَهٗ وَهُوَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَّا يُغْنِيْ بِهٖ زَرْعًا وَّلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ قَالَ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَىْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ۔

تعلق رکھنے والے اور اصحاب رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے تھے بیان کرتے ہیں کہ میں نے مسجد نبوی شریف کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے کتا پالا اس کا مقصد نہ تو کھیت کی حفاظت ہو اور نہ بکریوں کے ریوڑ کی حفاظت ہو تو ہر روز اس کے (نیک) کام سے ایک قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔ راوی حدیث (سائب بن یزید) کا بیان ہے کہ میں نے کہا: کیا تم (حضرت سفیان) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ تو انھوں (حضرت سفیان) نے جواب دیا: اس مسجد کے رب اور رب کعبہ کی قسم میں نے (خود) سنا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ يُكْرَهُ اِقْتِنَاءُ الْكَلْبِ لِغَيْرِ مَنْفَعَةٍ فَاَمَّا كَلْبُ الزَّرْعِ اَوِ الضَّرْعِ اَوِ الصَّيْدِ اَوِ الْحَرَسِ فَلَا بَاْسَ بِهٖ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بے مقصد و منفعت کتا پالنا منع ہے لیکن کھیت یا بکریوں کی حفاظت یا شکار کی غرض اور یا نگرانی (حفاظت) کے لیے کتا پالنے میں کوئی حرج نہیں ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۴ کا) فی زیارت خیر الانام، صفحہ ۳۹، مکتبہ نوریہ، رضویہ فیصل آباد)

(۲) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ زَارَ نِيْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِيْ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "جس نے قصداً میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہو گا (امام تقی الدین سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام، صفحہ ۱۳، مکتبہ نوریہ، رضویہ لائل پور)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے روضۂ رسول پر حاضری دو، تمھاری پشت قبلہ کی طرف اور چہرہ رسول اللہ کے روضۂ اطہر کی طرف، پھر تم یوں عرض کرو: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (امام اعظم ابوحنیفہ، مسند امام اعظم، صفحہ ۳۵۱، ادارہ نشریات اسلام لاہور)

ان دلائل شواہد اور حقائق سے واضح ہو جاتا ہے کہ مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ سے افضل و اعلیٰ ہے۔ (قصوری)

ف صرف دو مقاصد کے لیے کتا رکھا جا سکتا ہے (۱) حفاظت کے لیے یعنی کھیت، گھر اور بکریوں کے (جاری ہے)

۸۹۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْبَيْتِ الْقَاصِيْ فِي الْكَلْبِ يَتَّخِذُوْنَهُ.

قَالَ مُحَمَّدٌ فَهٰذَا لِلْحَرَسِ.

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آبادی سے دُور والے گھر والوں کو کتا پالنے کی اجازت دی۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ (گھر کی) حفاظت کے لیے ہے۔

۸۹۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ ضَارِيًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ.

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے شکار کی غرض یا حفاظت کے علاوہ کتا پالا تو ہر روز اس کے (نیک) کام سے دو قیراط کی مقدار کمی ہو جاتی ہے۔

۱۹- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكِذْبِ وَسُوْءِ الظَّنِّ وَالتَّجَسُّسِ وَالنَّمِيْمَةِ

جھوٹ، بدگمانی، عیب جوئی اور چغلی کے منع ہونے کا بیان

۸۹۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا صَفْوَانُ ابْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكْذِبُ امْرَاَتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا خَيْرَ فِي الْكِذْبِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعِدُهَا وَاَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ.

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں اپنی بیوی سے جھوٹ بول سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: جھوٹ میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ اس نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اس سے وعدہ کر سکتا ہوں اور (وعدہ پورا کرنے کے سلسلے میں) میں کہہ سکتا ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں تمھارے لیے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۵ کا) ریوڑ وغیرہ کی حفاظت کے لیے (۲) شکار کی غرض سے، ان کے علاوہ سیر و تفریح اور دوسرے مقاصد کے لیے کتا رکھنا منع ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا خَيْرَ فِي الْكِذْبِ فِي جِدٍّ وَّلَا هَزْلٍ فَاِنْ وَسِعَ الْكِذْبُ فِي شَيْءٍ فَفِي خَصْلَةٍ وَّاحِدَةٍ اَنْ تَرْفَعَ عَنْ نَّفْسِكَ اَوْ عَنْ اَخِيْكَ مَظْلِمَةً فَهٰذَا نَرْجُوْا اَنْ لَّا يَكُوْنَ بِهٖ بَاْسٌ۔

کوئی حرج نہیں۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جھوٹ میں کوئی بہتری نہیں ہے خواہ جھوٹ بطور مذاق ہو یا واقعتاً ہو۔ اگر کذب بیانی جائز ہوتی تو اس کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ اپنی ذات یا اپنے بھائی سے ظلم و ستم دور کرنے کے لیے ہمارے خیال کے مطابق اس (صورت) میں کوئی حرج نہیں۔

٨٩۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے، تم عیب جوئی نہ کرو، تم ایک دوسرے پر فخر نہ کرو، تم حسد نہ کرو، تم بغض و کینہ نہ رکھو اور تم پس پشت باتیں نہ کرو، اے اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن جاؤ۔

٨٩۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُوالْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَاْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَّهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام لوگوں سے زیادہ برا آدمی وہ ہے جو دورخا ہو جو کچھ لوگوں سے اور بات کرتا ہے اور کچھ لوگوں سے اور بات کرتا ہے ف

٢٠- بَابُ الْاِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَالصَّدَقَةِ
مانگنے اور صدقہ سے پرہیز کرنے کا بیان

٨٩٦- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

ف امورِ رذائل میں سے جھوٹ، چغل خوری، غیبت اور دورخی وغیرہ ہیں۔ دورخی کو منافقت سے بھی (جاری ہے)

اِبْنِ یَزِیْدَ اللَّیْثِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاھُمْ ثُمَّ سَاَلُوْہُ فَاَعْطَاھُمْ ثُمَّ سَاَلُوْہُ فَاَعْطَاھُمْ حَتّٰی اَنْفَدَ مَا عِنْدَہٗ فَقَالَ مَا یَکُنْ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَہٗ عَنْکُمْ مَّنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً ھُوَ خَیْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ۔

بے شک انصار سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں عطاء فرمایا انھوں نے پھر سوال کیا تو آپ نے پھر انھیں عطاء فرمایا حتیٰ کہ جو کچھ (ظاہری طور پر) آپ کے پاس تھا وہ ختم ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ میرے پاس تھا اس کو تم سے بچا کر میں نے اپنے پاس نہیں رکھا۔ جو شخص سوال سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس سے بچا لیتا ہے، جو شخص غناء طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے غناء عطاء فرما دیتا ہے اور جو شخص صبر طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر عطاء فرما دیتا ہے جس شخص کو کوئی چیز بھی عطاء ہوئی وہ صبر سے زیادہ بہتر نہیں ہو سکتی۔ ف

* * * *

٨٩٢- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ اَبَاہُ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْاَشْھَلِ عَلَی الصَّدَقَۃِ فَلَمَّا قَدِمَ سَاَلَہٗ اَبْعِرَۃً مِّنَ الصَّدَقَۃِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی عُرِفَ الْغَضَبُ فِیْ وَجْھِہٖ وَکَانَ

حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی عبد الاشہل کے ایک آدمی کو صدقہ وصول کرنے کے لیے عامل مقرر فرمایا تھا جب وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صدقہ کے کچھ اونٹ لینے کا مطالبہ کیا۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوگئے حتیٰ کہ ناراضگی

(البقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ٦٤٧ سے آگے) تعبیر کیا جاتا ہے، چنانچہ قرآن پاک میں منافق آدمی کو کافر سے بھی زیادہ خطرناک اور نقصان دہ قرار دیا گیا ہے۔

ف صحیح الاعضاء اور صحتمند کیلیے سوال کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اسے کوئی چیز دینا اور زیادہ جرم ہے پھر مسجد میں سوال کرنا اس سے بھی بڑا جرم اور اس کا عطاء کرنا اس سے بھی بڑا جرم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص مسجد میں کسی سائل کو ایک درہم دیتا ہے تو وہ دس درہم اور صدقہ کریگا تو اس کے جرم کی تلافی ہوگی۔

مِمَّا يُعْرَفُ بِهِ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ اَنْ تَحْمَرَّ عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ الرَّجُلُ يَسْاَلُنِي مَا لَا يَصْلَحُ وَلَا لَهٗ فَاِنْ مَنَعْتُهٗ كَرِهْتُ الْمَنْعَ وَاِنْ اَعْطَيْتُهٗ اَعْطَيْتُهٗ مَالَا يَصْلَحُ وَلَا لَهٗ فَقَالَ الرَّجُلُ لَا اَسْاَلُكَ مِنْهَا شَيْئًا اَبَدًا۔

آثار (علامات) آپ کے چہرہ انور پر نمایاں ہو گئے جس چیز سے آپ کے چہرہ انور پر ناراضگی دیکھی جا سکتی تھی وہ آپ کی دونوں آنکھوں کا سرخ ہو جانا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے مجھ سے ایسی چیز کا سوال کیا ہے جو نہ میرے لیے جائز ہے اور نہ اس کے لیے روا۔ اگر میں اسے نہ دیتا تو نہ دینا میں برا تصور کرتا ہوں اور اگر میں اسے عطا کر دیتا تو میں اسے ایسی چیز عطا کر دیتا جو نہ میرے لیے جائز ہوتا اور نہ اس کے لیے۔ اس شخص نے کہا: میں اس (صدقہ) کے بارے کبھی بھی سوال نہیں کروں گا۔

* * * *

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَنْبَغِي اَنْ يُعْطِيَ مِنَ الصَّدَقَةِ غَنِيًّا فَاِنَّمَا نَرٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ لِاَنَّ الرَّجُلَ كَانَ غَنِيًّا وَلَوْ كَانَ فَقِيْرًا لَاَعْطَاهُ مِنْهَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ کسی مالدار کو صدقہ (واجب) دینا جائز نہیں ہے اور ہمارے خیال کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لیے فرمایا کیونکہ وہ مال دار آدمی تھا اور اگر وہ فقیر (غریب و مفلس) ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضروری صدقہ کے مال سے عطا فرما دیتے۔

۲۱- بَابُ الرَّجُلِ يَكْتُبُ اِلَى الرَّجُلِ يَبْدَاُ بِهٖ

ایک شخص دوسرے شخص کو خط لکھتے وقت کن الفاظ سے شروع کرے، کا بیان

۸۹۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ يُبَايِعُهٗ فَكَتَبَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ کو بیعت کے سلسلے میں خط یوں تحریر کیا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَمَّا بَعْدُ!

اَمَّا بَعْدُ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ ۔

اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک رضی اللہ عنہ کے نام عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے، تم پر سلامتی ہو بے شک میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اللہ کی سنت (قرآنی اصولوں) اور سنتِ رسول (حدیث کے اصولوں) کے مطابق میں حسبِ طاقت تمھاری بات سننے اور پیروی کرنے کا اقرار واعتراف کرتا ہوں۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَاْسَ اِذَا كَتَبَ الرَّجُلُ اِلٰى صَاحِبِهٖ اَنْ يَّبْدَاَ بِصَاحِبِهٖ قَبْلَ نَفْسِهٖ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جب کوئی شخص کسی کو خط تحریر کرے اس کے نام کو اپنے سے پہلے لکھ دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۸۹۹۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لِعَبْدِ اللّٰهِ مُعَاوِيَةَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ وَلَا بَاْسَ بِاَنْ يَّبْدَاَ الرَّجُلُ بِصَاحِبِهٖ قَبْلَ نَفْسِهٖ فِي الْكِتَابِ ۔

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یوں خط لکھا تھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے) اللہ کے بندے امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف سے اگر آدمی اپنے دوست کا نام خط میں اپنے نام سے پہلے لکھ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ف خط لکھنے والا اپنے خط کی ابتداء بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے کرے، بعد میں اپنے نام سے قبل مکتوب الیہ کا نام لکھا جا سکتا ہے اور بعد میں تحریر کرنے والا اپنا نام لکھے۔ اگر مکتوب الیہ مسلمان ہو تو اسے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ لکھے اور اگر غیر مسلم ہو تو اسے "اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى" کے الفاظ تحریر کیے جائیں۔ ان امور کے بعد اپنے اغراض و مقاصد تفصیل سے لکھے جا سکتے ہیں۔

۲۲۔ بَابُ الْاِسْتِیْذَانِ

(گھر میں داخل ہونے کے لیے) اجازت حاصل کرنے کا بیان

۹۰۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْتَاْذِنُ عَلٰى اُمِّيْ قَالَ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ مَعَهَا فِي الْبَيْتِ قَالَ اسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا قَالَ اِنِّيْ اَخْدِمُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا میں اپنی والدہ سے بھی اجازت لوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہاں۔ آدمی نے کہا بے شک میں تو ان کے ساتھ گھر میں رہائش پذیر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان سے اجازت لیا کرو۔ اس آدمی نے کہا: میں تو انکی خدمت کرتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ انھیں عریانی (ننگے) حالت میں دیکھو؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم ان سے اجازت لیا کرو۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ الْاِسْتِيْذَانُ حَسَنٌ وَيَنْبَغِيْ اَنْ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ (گھر میں داخل ہونے کیلئے)

ف گھر میں داخل ہوتے وقت نہ صرف والدہ بلکہ والد، بھائی اور بہن سے اجازت لینا بھی ضروری ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آدمی اپنے باپ اور اپنی اولاد سے بھی اجازت لے خواہ وہ بوڑھی ہو، اپنے بھائی، بہن اور رباپ سے بھی اجازت لے (ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الادب المفرد، صفحہ ۲۷۳، مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل)

یہ تو اپنے گھر کے متعلق گفتگو تھی اگر کسی دوسرے کا گھر ہو تو تین بار اجازت طلب کی جائے اگر اجازت مل جائے تو فبہا ورنہ واپس پلٹ آئے۔ اگر اہلِ خانہ سوال کرے کہ تم کون ہو؟ تو جواب میں اپنا نام بتانا چاہیے "میں ہوں" نہیں کہنا چاہیے کیونکہ اس بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ عَلٰى كُلِّ مَنْ يَّحْرُمُ عَلَيْهِ النَّظْرُ اِلٰى عَوْرَتِهٖ وَنَحْوِهَا۔

اجازت لینا بہتر ہے اور مرد کو چاہیے کہ ہر اس سے اجازت حاصل کرے جس کی شرمگاہ وغیرہ کو دیکھنا اس پر حرام ہے

۲۳۔ بَابُ التَّصَاوِيْرِ وَالْجَرَسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهَا

تصاویر اور گھنٹی کی ممانعت کا بیان

۹۰۱ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْجَرَّاحِ مَوْلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعِيْرُ الَّتِيْ فِيْهَا جَرَسٌ لَا تَصْحَبُهَا الْمَلٰٓئِكَةُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاِنَّمَا نُرٰى ذٰلِكَ فِي الْحَرْبِ لِاَنَّهٗ يُنْذَرُ بِهِ الْعَدُوُّ۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس جماعت میں گھنٹی ہو اس کی سنگت (رحمت کے) فرشتے اختیار نہیں کرتے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت جنگ کے بارے ہے کیونکہ ایسے دشمن کو معلومات فراہم ہو جاتی ہیں۔

۹۰۲ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيِّ يَعُوْدُهٗ فَوَجَدَ عِنْدَهٗ سَهْلَ ابْنَ حُنَيْفٍ فَدَعَا اَبُوْ طَلْحَةَ اِنْسَانًا يَنْزِعُ نَمَطًا تَحْتَهٗ فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ لِمَ تَنْزِعُهٗ قَالَ لِاَنَّ فِيْهِ تَصَاوِيْرَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا مَا قَدْ عَلِمْتَ قَالَ سَهْلٌ اَوَلَمْ يَقُلْ اِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِيْ ثَوْبٍ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنَّهٗ

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ ان کی عیادت کریں تو انھوں نے ان کے پاس حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو پایا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بلایا کہ وہ ان کے نیچے سے دری کھینچ لے۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اسے کیوں کھینچتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ اس میں تصاویر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس بارے فرمایا، تم اسے جانتے ہو؟ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: سوائے

اَطْیَبُ لِنَفْسِیْ ۔

اس کے جو کپڑے پر منقش کی گئی ہوں؟ حضرت ابُوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں لیکن میرا دل اسے زیادہ پسند کرتا ہے ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ مَا كَانَ فِيْهِ مِنْ تَصَاوِيْرَ مِنْ بِسَاطٍ يُبْسَطُ اَوْ فِرَاشٍ يُفْرَشُ اَوْ وِسَادَةٍ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِنَّمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ فِي السِّتْرِ وَمَا يُنْصَبُ نَصْبًا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کسی بچھائی جانے والی دری پر یا بچھائے گئے فرش اور یا کسی تکیہ پر تصاویر ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن لٹکائے گئے پردوں اور لٹکائے گئے کپڑے پر تصاویر کا ہونا منع ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

۲۴۔ بَابُ اللَّعِبِ بِالنَّرْدِ

چوسر کھیلنے کا بیان

۹۰۳ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ مَيْسَرَةَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

ف جس گھر میں تصاویر لٹکی ہوں، اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصاویر کے لٹکانے اور بنانے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصُّوْرَةِ فِي الْبَيْتِ وَنَهٰى اَنْ يُصْنَعَ ذٰلِكَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویر لٹکانے اور تصویر بنانے سے منع فرمایا اور دوسری روایت میں ہے کہ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عَذَّبَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهَا يَعْنِي الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی تصویر بنائی اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں مبتلا کرے گا حتیٰ کہ وہ اس میں روح پھونک دے لیکن وہ (مصور) اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

(ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی ج اوّل صفحہ ۲۰۵ سعید کمپنی کراچی)

جاندار چیزوں کی تصویر بنانا یا بنوانا حرام ہے لیکن غیر جاندار چیزوں کی تصاویر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (جاری ہے)

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا خَيْرَ بِاللَّعِبِ كُلِّهَا مِنَ النَّرْدِ وَالشَّطْرَنْجِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے چوسر کھیلا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چوسر اور شطرنج وغیرہ کسی بھی کھیل میں بھلائی نہیں ہے۔

۲۵۔ بَابُ النَّظَرِ اِلَى اللَّعِبِ

کھیل دیکھنے کا بیان

۹۰۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو النَّضْرِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ مَنْ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ صَوْتَ اُنَاسٍ يَلْعَبُوْنَ مِنَ الْحَبَشِ وَغَيْرِهِمْ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُحِبِّيْنَ اَنْ تَرٰى لَعِبَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءُوْا وَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ النَّاسِ فَوَضَعَ كَفَّهٗ عَلَى الْبَابِ

حضرت ابوالنضر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھیں ایسے آدمی نے بیان کیا جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے عاشوراء کے دن حبش وغیرہ کے لوگوں کے کھیلنے کی آواز سنی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان لوگوں کا کھیل دیکھنا پسند کرتی ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جواب دیا ہاں۔ ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بلا بھیجا، وہ آ گئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۳ سے آگے) مثلاً دیوار، مکان، مسجد، سکول، درخت اور کھیت وغیرہ کی۔ مسئلہ تصویر کی مزید وضاحت درکار ہو تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی تاریخی کتاب "عطایا القدیر فی حکم التصویر"، کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

ف چوسر اور شطرنج وغیرہ کھیلنا منع ہے کیونکہ اس سے فضول خرچی اور وقت کے ضیاع کے علاوہ کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔ البتہ کشتی کبڈی مشروط طور پر جائز ہے واللہ اعلم بالصواب

وَمَدَّ يَدَاهُ وَوَضَعْتُ ذَقَنِيْ عَلٰى يَدِهٖ فَجَعَلُوْا يَلْعَبُوْنَ وَاَنَا اَنْظُرُ قَالَتْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حَسْبُكِ قَالَتْ وَاَسْكُتُ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ لِيْ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ فَانْصَرَفُوْا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے اور آپ نے اپنی ہتھیلی مبارک دروازہ پر رکھی اور دستِ اقدس لمبا کیا اور میں نے اپنی ٹھوڑی آپ کے ہاتھ مبارک پر رکھ لی تو لوگوں نے کھیلنا شروع کر دیا اور میں دیکھتی رہی آپ (حضرت عائشہ) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہنا شروع کر دیا کہ کیا تمھیں اس قدر کافی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے دو یا تین بار پوچھنے پر میں نے سکوت (خاموشی) اختیار کیے رکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: کیا تمھیں اس قدر کافی ہے تو میں نے جواب دیا: ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں (گویوں) کی طرف اشارہ کیا تو وہ واپس پلٹ گئے۔

٢٦۔ بَابُ الْمَرْاَةِ تَصِلُ شَعْرَهَا بِشَعْرِ غَيْرِهَا

عورت کا اپنے بالوں کے ساتھ دوسری عورت کے بالوں کو جوڑنے کا بیان

٩٠٥۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِيْ يَدِ حَرَسِيٍّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذَا وَيَقُوْلُ اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَآءِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَآؤُهُمْ۔

حضرت حمید بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کو جس سال انھوں نے حج کیا، منبر پر کہتے ہوئے سنا: اے اہلِ مدینہ! تمھارے علماء کہاں ہیں اور انھوں نے ایک چوکیدار کے ہاتھ سے بالوں کا ایک جوڑا لیا اور اعلان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے اس طرح کی چیز سے منع کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بنی اسرائیل کی عورتوں نے

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ يُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَصِلَ شَعْرًا اِلٰى شَعْرِهَا اَوْ يَتَّخِذَ قُصَّةَ شَعْرٍ وَلَا بَاْسَ بِالْوَصْلِ فِى الرَّاْسِ اِذَا كَانَ صُوْفًا فَاَمَّا الشَّعْرُ مِنْ شُعُوْرِ النَّاسِ فَلَا يَنْبَغِىْ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ ـ

اس طرح کے جوڑے بنائے تو وہ ہلاک ہو گئے۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ عورت کے لیے منع ہے کہ اپنے بالوں کے ساتھ دوسری عورت کے بال ملا کر جوڑا بنایا جائے اور سر کے اس جوڑے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر وہ بال اون ہوں اور لوگوں کے بالوں سے جوڑنے جائز نہیں ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

۲۷۔ بَابُ الشَّفَاعَةِ

شفاعت کا بیان

۹۰۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِىٍّ دَعْوَةٌ فَاُرِيْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِىْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے میں ارادہ رکھتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے اپنی دعاء کو محفوظ کر لوں۔ ف ۲

ف ۱ ایک روایت میں ہے کہ ایسی عورت پر لعنت کی گئی ہے جو دوسری عورت کے بالوں سے اپنے بال جوڑے اور اس عورت پر جو اپنے بالوں کے ساتھ اور بال جوڑے (امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، کتاب الآثار صفحہ ۳۷۹، محمد سعید اینڈ سنز، کراچی) عورتوں کا یہ عمل شیطانی کام ہے جو ہلاکت وتباہی کا باعث وسبب ہو سکتا ہے لہٰذا اس منحوس عمل سے اجتناب بہر صورت ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف ۲ یہی دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو خاصۂ قبولیت عطا فرمائے گا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بغیر کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔ (جاری ہے)

۲۸۔ بَابُ الطِّيْبِ لِلرَّجُلِ

مرد کا خوشبو استعمال کرنے کا بیان

۹۰۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَتَطَيَّبُ بِالْمِسْكِ الْمُفَتَّتِ الْيَابِسِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کستوری کی خوشبو گھس کر استعمال کرتے تھے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِالْمِسْكِ لِلْحَيِّ وَلِلْمَيِّتِ اَنْ يُّتَطَيَّبَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ زندہ اور مُردہ کے لیے کستوری کی خوشبو لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاً کا قول ہے۔

۲۹۔ بَابُ الدُّعَاءِ

دُعاء کا بیان

۹۰۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیس دن تک ان لوگوں کے حق میں بددعا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۶ کا) شفاعتِ مصطفوی کے لوگوں کو یہ حدیثِ مبارکہ "دعوتِ فکر" دے رہی ہے۔

ف خوشبو کا استعمال سنت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ مرد جب چاہیں استعمال کر سکتے ہیں، لیکن خواتین اپنے گھروں میں استعمال کر سکتی ہیں، لیکن سفر میں یا مَردوں کے پاس سے گزرنے کا امکان ہو تو ان کے لیے خوشبو استعمال کرنا مکروہ و ناپسند ہے۔

قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الَّذِیْنَ قَتَلُوْا اَصْحَابَ بِئْرِ مَعُوْنَۃَ ثَلٰثِیْنَ غَدَاۃً یَدْعُوْا عَلٰی رِعْلٍ وَّ ذَکْوَانَ وَعُصَیَّۃَ عَصَتِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنَسٌ نَزَلَ فِی الَّذِیْنَ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَۃَ قُرْاٰنٌ قَرَاْنَاہُ حَتّٰی نُسِخَ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اِنَّا قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا وَرَضِیَ عَنَّا وَرَضِیْنَا عَنْہُ۔

کرتے رہے جنھوں نے اصحاب بئر معونہ کو قتل کو گھاٹ اتارا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ رعل، ذکوان اور عصیہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی، کے بارے بھی بددعا فرمائی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جو لوگ بئر معونہ میں قتل کیے گئے، کے حق میں قرآن (کی آیت) اتاری گئی، ہم نے اس کی تلاوت کی حتیٰ کہ وہ منسوخ قرار دی گئی ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ بیشک ہم نے اپنے پروردگار سے ملاقات کی، وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہوئے۔ ف

۳۰- بَابُ رَدِّ السَّلَامِ

سلام کا جواب دینے کا بیان

۹۰۹- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ الْقَارِیُّ

حضرت ابوجعفر قاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

ف دعاء کی اہمیت وافادیت کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ حدیث میں اسے عبادت کا مغز قرار دیا گیا۔ چنانچہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ "دعاء عبادت کا مغز ہے"، قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ "دعا کرنے والا جب بھی دعا کرتا ہے میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں"۔ اس ارشادِ ربانی پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دعا کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے بلکہ ہر وقت دعا کی جا سکتی ہے، خواہ نماز فرض کے بعد کی جائے خواہ نماز جنازہ کے بعد کی جائے اور خواہ نماز کے علاوہ کی جائے۔ نماز جنازہ کے بعد دعاء سے منع کرنے والے اس آیت کا کیا جواب دیں گے؟ اگر نمازِ جنازہ خود دعا ہے تو بعد میں دعا کرنے کی ضرورت نہیں تو سورۃ فاتحہ بھی تو دعا ہے جو ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے تو پھر نماز کے بعد دعاء کیوں کی جاتی ہے؟ دعاء بعد نمازِ جنازہ کے منکر لوگ ممانعت کے سلسلہ میں کوئی حدیث یا قرآن کی آیت دکھا سکتے ہیں؟

قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَكَانَ يُسَلَّمُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَيَقُولُ مِثْلَ مَا يُقَالُ لَهُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا لَا بَأْسَ بِهٖ وَاِنْ زَادَ الرَّحْمَةَ وَالْبَرَكَةَ فَهُوَ اَفْضَلُ۔

میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب انھیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا جاتا تو وہ بھی اسی طرح جواب میں کہتے جیسا انھیں کہا جاتا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس طرح جواب دینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر مجیب (جواب دینے والا) "ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کے الفاظ کا اضافہ کرے تو افضل ہے۔

۹۱۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ يَأْتِيْ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْ مَعَهُ اِلَى السُّوْقِ قَالَ وَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَلٰى سَقَّاطٍ وَّلَا صَاحِبِ بَيْعٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَا اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ بْنُ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ فَجِئْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِيْ اِلَى السُّوْقِ قَالَ فَقُلْتُ مَا تَصْنَعُ فِي السُّوْقِ وَلَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تُسَاوِمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجْلِسِ السُّوْقِ اِجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَا اَبَا بَطْنٍ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُوْ لِاَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَا۔

* * * * * *

حضرت اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک حضرت طفیل بن ابی کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ بازار گئے۔ راوی حدیث (حضرت طفیل بن ابی کعب) کا بیان ہے کہ جب ہم بازار جاتے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کسی ردّی سامان فروخت کرنے والے، تاجر، مسکین اور کسی آدمی کے پاس سے سلام کیے بغیر نہ گذرتے تھے (راوی حدیث) حضرت طفیل بن ابی کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے مجھے بازار جانے کے بارے کہا حضرت طفیل کہتے ہیں کہ میں نے کہا: آپ نے بازار میں کیا کرنا ہے؟ آپ نہ تو کسی دکان پر رکتے ہیں، نہ کسی سامان کے پاس رکتے ہیں، نہ سامان کی قیمت لگاتے ہیں اور نہ بازار میں کسی مجلس میں ٹھہرتے ہیں آپ یہاں بیٹھیں ہم مل کر باتیں کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوبطن (بڑے پیٹ والے)، (حضرت طفیل بڑے پیٹ والے تھے) ہمارے

بازار جانے کا مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں سے ہم ملاقات کریں انھیں "السلام علیکم" کہیں۔ ف

ف ایک مسلمان کے حقوق جو دوسرے پر عائد ہوتے ہیں ان میں سے ایک "السلام علیکم" کہنا بھی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انھیں حکم دیا کہ تم فرشتوں کے پاس جاؤ اور انھیں السلام علیکم کہو اور جو وہ جواب دیں وہی تمھارا اور تمھاری اولاد کا طریقہ ہوگا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو السلام علیکم کہا تو انھوں نے " وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" کہا (بخاری و مسلم)

سلام کہنے میں جتنے الفاظ کا اضافہ کیا جائے اتنا ہی نیکیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا السلام علیکم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا دس نیکیاں ہیں۔ پھر ایک دوسرا آدمی آیا اس نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیس نیکیاں ہیں اور اس کے بعد ایک اور آدمی آیا اس نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیس نیکیاں ہیں (ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، جلد۲ صفحہ ۹۸ سعید کمپنی کراچی)

جو شخص پہلے السلام علیکم کہتا ہے اسے بیس اور جو جواب دیتا ہے اسے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے گفتگو کرنے سے قبل سلام کہا جائے چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السلام قبل الکلام کلام سے پہلے سلام ہے (ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی جلد۲ صفحہ ۹۹، سعید کمپنی کراچی)

چلنے والا کھڑے ہوئے کو، سوار پیدل کو، چھوٹا بڑے کو اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو السلام علیکم کہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِی وَالْمَاشِی عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ سوار پیدل کو، پیدل بیٹھنے والے کو اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کہیں۔ (ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الادب المفرد، صفحہ ۲۵۲، مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل)

حضرت فضالہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَی الْمَاشِی وَالْمَاشِی عَلَی الْقَائِمِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ۔ سوار پیدل کو، پیدل کھڑے ہوئے کو اور قلیل کثیر کو سلام کریں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یسلم الصغیر علی الکبیر والماشی علی القاعد والقلیل علی الکثیر، چھوٹا بڑے کو، پیدل بیٹھے ہوئے کو اور قلیل کثیر کو سلام کریں۔ (ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الادب المفرد، صفحہ ۲۵۹، مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل)

٩١١ - أخبرنا مالك أخبرنا عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن اليهود إذا سلم عليكم أحدهم فإنما يقول السام عليكم فقولوا عليك۔

٩١٢ - أخبرنا مالك أخبرنا أبو نعيم وهب بن كيسان عن محمد بن عمرو بن عطاء قال كنت جالسا عند عبد الله بن عباس فدخل عليه رجل يماني فقال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ثم زاد شيئا مع ذلك أيضا قال ابن عباس رضي الله عنهما من هذا وهو يومئذ قد ذهب بصره قالوا هذا اليماني الذي يغشاك فعرفوه إياه حتى عرفه قال ابن عباس إن السلام انتهى إلى البركة۔

قال محمد وبهذا نأخذ إذا قال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته فليكفف فإن اتباع السنة أفضل۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہود میں سے جب کوئی شخص تمھیں سلام کہتا وہ اَلسَّامُ عَلَیکُم (تم پر ہلاکت ہو) کہتا ہے تم صرف "علیک" کہہ دیا کرو۔

حضرت محمد بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک یمنی آدمی آیا اس نے کہا اَلسَّلَامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پھر اس کے ساتھ مزید الفاظ کا اضافہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کون آدمی ہے؟ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ لوگوں نے کہا: یہ فلاں یمنی آدمی ہے جو آپ کے پاس آیا کرتا تھا اور لوگوں نے اس کی علامات بھی بیان کر دیں حتیٰ کہ آپ نے اسے پہچان لیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا سلام تو "وبرکاتہ" تک پورا ہو جاتا ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو وہ رک جائے کیونکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی افضل ہے۔

٣١ - باب الدعاء

دعاء کا بیان

٩١٣ - أخبرنا مالك أخبرني عبد الله بن دينار

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

قَالَ رَاٰنِی ابْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَدْعُوْا نَاُشِیْرُ بِاَصَابِعِیْ اِصْبَعٍ مِنْ کُلِّ یَدٍ فَنَهَانِیْ۔

کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا جبکہ میں اس وقت دعا کر رہا تھا اور اپنے ہاتھ کی تمام انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو انھوں (حضرت عبداللہ بن عمر) نے مجھے منع فرما دیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ نَاْخُذُ یَنْبَغِیْ اَنْ یُّشِیْرَ بِاِصْبَعٍ وَّاحِدٍ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ دعا کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ ایک انگلی کے ساتھ اشارہ کرے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

۹۱۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ اَنَّ الرَّجُلَ لَیُرْفَعُ بِدُعَاءِ وَلَدِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ وَقَالَ بِیَدِهٖ فَرَفَعَهَا اِلَی السَّمَآءِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ بیشک وفات کے بعد لڑکے کی دعا کے نتیجے میں آدمی (باپ) کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ انھوں نے اپنے ہاتھ کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ فرمایا۔

۳۲۔ بَابُ الرَّجُلِ یَهْجُرُ اَخَاهُ

آدمی کا اپنے بھائی سے بات چیت ختم کرنے کا بیان

۹۱۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ هٰذَا وَیُعْرِضُ هٰذَا وَخَیْرُهُمُ الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔

حضرت عطاء بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے بات چیت کا سلسلہ ختم کرے جب وہ دونوں (راستے میں) ملیں تو ایک اپنا منہ ایک طرف پھیرے اور دوسرا اپنا منہ دوسری طرف پھیرے، ان میں سے سب سے زیادہ بہتر

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا يَنْبَغِي الْهِجْرَةُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ ف

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو آپس میں بات چیت ختم نہیں کرنی چاہیئے۔

۳۳- بَابُ الْخُصُوْمَةِ فِي الدِّيْنِ وَالرَّجُلِ يَشْهَدُ عَلَى الرَّجُلِ بِالْكُفْرِ

دین کے معاملے میں جھگڑنے اور کسی کو کافر قرار دینے کا بیان

۹۱۶- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ مَنْ جَعَلَ دِيْنَهُ غَرَضًا لِلْخُصُوْمَاتِ أَكْثَرَ التَّنَقُّلَ۔

حضرت یحیٰی بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص دین کو جھگڑے کا نشانہ بناتا رہتا ہے، وہ مختلف دین قبول کرتا رہتا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا يَنْبَغِي الْخُصُوْمَاتُ فِي الدِّيْنِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ دین کے معاملوں میں جھگڑوں میں پڑنا جائز نہیں ہے۔

۹۱۷- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے اپنے (مسلمان) بھائی کو کافر قرار دیا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جائے گا۔ ف ۲

ف ۱ مسلمان سے بائیکاٹ کرنا یا تعلقات منقطع کر لینا منع و حرام ہے ایک حدیث میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ تین دن سے زائد کسی سے گفتگو کا سلسلہ ختم کرنا حرام ہے اور ایک روایت میں ہے دو ناراض آدمیوں سے جو پہلے صلح کرے گا وہ جنّت میں بھی پہلے جائے گا۔

ف ۲ کسی مسلمان کو کافر، مشرک قرار دینا شرمناک جُرم ہے جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ کسی کو (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ اَنْ يَّشْهَدَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ بِذَنْبٍ اَذْنَبَهٗ بِكُفْرٍ وَاِنْ عَظُمَ جُرْمُهٗ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَآئِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو گناہ کے ارتکاب کے باعث کافر قرار دے خواہ اس کا جرم (گناہ) بڑا ہو، یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہائ کا قول ہے۔

۳۴۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ اَكْلِ الثُّوْمِ

لہسن کھانے کے مکروہ ہونے کا بیان

۹۱۸۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ الْخَبِيْثَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا يُؤْذِيْنَا بِرِيْحِ الثُّوْمِ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے یہ درخت کھایا ایک روایت میں خبیثۃ کا لفظ ہے (بُری چیز) تو وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ وہ لہسن کی بُو کے سبب ہمیں تکلیف دیتا ہے۔ ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۶۶۳ سے آگے) کافر قرار دینے سے کفر دونوں میں سے ایک کی طرف پلٹتا ہے۔ کئی لوگ اپنی جہالت یا کم علمی کی بناء پر بغیر سوچے سمجھے کسی کو کافر یا مشرک کہہ دیتے ہیں ان کو اس حدیث پر غور کرنا چاہیئے دین ہمیں محبت، اخلاق اور حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے لہٰذا دین کی باتوں کو مذاق نہیں بنانا چاہیے ورنہ اسلام کی برکات و فیوض سے محرومی کے علاوہ کوئی چیز میسر نہیں آئے گی۔

ف کچا لہسن کھا کر فوراً مسجد میں جانا ممنوع ہے کیونکہ اس سے فرشتوں اور نمازیوں کو اذیت ہوتی ہے۔ البتہ اس کے پکانے سے اس کی بدبو ختم ہو جاتی ہے لہٰذا پکا ہوا لہسن کھا کر مسجد میں جانے میں کوئی حرج نہیں چنانچہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں عَنْ عَلِيٍّ نَهٰى عن اكل الثُّوْمِ اِلَّا مَطْبُوْخًا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پکے ہوئے لہسن کے علاوہ لہسن کھانا منع ہے۔
(ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی، جامع ترمذی جلد ۲، صفحہ ۳، مطبوعہ کراچی)

قَالَ مُحَمَّدٌ اِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِرِيْحِهٖ فَاِذَا اَمَتَّهٗ طَبْخًا فَلَا بَأْسَ بِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَآمَّةِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔

حضرت امام **محمد** رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ (لہسن) اپنی بدبو کی وجہ سے مکروہ ہے جب اسے (بدبو کو) پکانے کے سبب دور کر دیا جائے تو اس (کے کھانے میں) کوئی حرج نہیں ۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

٣٥ ۔ بَابُ الرُّؤْيَاءُ

خواب کا بیان

٩١٩ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الشَّيْءَ يَكْرَهُهٗ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اِذَا اسْتَيْقَظَ وَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یوں فرماتے ہوئے سنا: اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور بُرے خواب شیطان کی طرف سے، جب تم میں سے کوئی شخص بُرا خواب دیکھے تو اسے چاہیئے کہ وہ بیدار ہونے کے بعد اپنی بائیں طرف تین بار تھوکے اور وہ اس کی بُرائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ (بُرا خواب) اسے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکے گا ۔ ف

* * * * *

ف اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور بُرا شیطان کی طرف سے، جب کسی کو بُرا یا پریشان کن خواب آئے، بیدار ہونے کے بعد وہ اپنی بائیں طرف تین بار تھوکے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ حاصل کرنے کی دُعا کرے خواب کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حدیث مبارکہ میں اسے نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ صَامِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جاری ہے)

٣٦- بَابُ جَامِعِ الْحَدِيْثِ

(مختلف مسائل پر مشتمل) جامع حدیث کا بیان

٩٢٠- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لُبْسَتَيْنِ عَنْ صَلَاتَيْنِ وَعَنْ صَوْمِ يَوْمَيْنِ فَاَمَّا الْبَيْعَتَانِ الْمُنَابَذَةُ وَالْمُلَامَسَةُ وَاَمَّا اللُّبْسَتَانِ فَاشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءُ بِثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ وَاَمَّا الصَّلَاتَانِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کی تجارت، دو لباسوں، دو نمازوں اور دو دن کے روزوں سے منع فرمایا۔ دو قسم کی خرید و فروخت بیع منابذہ اور بیع ملامسہ ہے۔ دو قسم کے لباس اشتمال الصماء اور احتباء ہے اس سے مراد ایک کپڑے کا استعمال جس سے شرمگاہ کھلی رہ جائے، دو نمازیں، ایک نماز عصر کے بعد نماز ادا کرنا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور نماز فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک نماز ادا کرنا ہے اور دو روزے ایک عیدالاضحیٰ کے دن اور دوسرا عیدالفطر کے دن روزہ رکھنا ہے ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٦٥ کا) قال: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔
(امام ترمذی، جامع ترمذی جلد ٢ صفحہ ٥٣، کراچی)

ف بیع ملابذہ: وہ بیع (خرید و فروخت) ہے جس میں بائع یا مشتری (خریدار) کوئی کنکر پھینکے جس چیز پر وہ گرے تو وہ کہے کہ میں نے وہ فروخت کی یا خریدی۔

بیع ملامسہ: وہ بیع ہے جس میں بائع یا مشتری کسی چیز کو ہاتھ لگائے اور خریدنے یا فروخت کرنے کا اعلان کر دے

اشتمال الصماء: کی صورت یہ ہے کہ صرف ایک کپڑے میں تمام جسم کو ڈھانپ لینا حتیٰ کہ ہاتھ بھی اس میں چھپ جائیں کہ ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان کوئی کپڑا نہ ہو۔

احتباء: تہبند کے ایک کپڑے میں جسم کو چھپانا اور دونوں ہاتھ بھی چھپ جائیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

٩٢١۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ مُخْبِرٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ یُوْصِیْ رَجُلًا لَا تَعْتَرِضْ فِیْمَا لَا یُعْنِیْكَ وَاعْتَزِلْ عَدُوَّكَ وَاحْذَرْ خَلِیْلَكَ اِلَّا الْاَمِیْنَ وَلَا اَمِیْنَ اِلَّا مَنْ خَشِیَ اللّٰهَ وَلَا تَصْحَبْ فَاجِرًا كَیْ تَتَعَلَّمَ مِنْ فُجُوْرِهٖ وَلَا تُفْشِ اِلَیْهِ سِرَّكَ وَاسْتَشِرْ فِیْ اَمْرِكَ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک بیان کرنے والے نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تم لایعنی کام کے پیچھے نہ پڑو، اپنے دشمن سے پرہیز کرو اور اپنے دوست سے بچو سوائے امانت دار کے، امانت دار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے کسی نافرمان کو دوست نہ بنا تاکہ اس سے تو نافرمانی نہ سیکھ لے، تم اپنا راز اسے نہ بتا اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان سے مشورہ لو۔

٩٢٢۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَیْرِ الْمَكِّیُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یَّاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ وَیَمْشِیَ فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ اَنْ یَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ اَوْ یَحْتَبِیَ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے، ایک جوتا پہن کر چلے سرتاپا جسم کو ایک کپڑے سے ڈھانپے اور ایک کپڑا لپیٹ کر سرین پر اس انداز میں بیٹھنا کہ شرم گاہ ننگی رہ جائے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ یُكْرَهُ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّاْكُلَ بِشِمَالِهٖ وَاَنْ یَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ وَاشْتِمَالُ الصَّمَّآءِ اَنْ یَّشْتَمِلَ وَعَلَیْهِ ثَوْبٌ فَیَشْتَمِلُ بِهٖ وَیَنْكَشِفُ عَوْرَتُهٗ مِنَ النَّاحِیَةِ الَّتِیْ تُرْفَعُ مِنْ ثَوْبِهٖ وَكَذٰلِكَ الْاِحْتِبَآءُ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آدمی کا بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا، اور اشتمال الصماء مکروہ ہے اور اشتمال الصماء کی صورت یہ ہے کہ ایک کپڑے سے اپنے جسم کو ڈھانپ لے۔ جب ایک طرف سے وہ کپڑا اٹھایا جائے تو اس کی شرمگاہ کھل جائے اور اسی طرح ایک کپڑے کے ساتھ "احتباء" کرنے کا حکم ہے

٣٧- بَابُ الزُّهْدِ وَالتَّوَاضُعِ

زُہد اور عاجزی کا بیان

٩٢٣- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْ قُبَاءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا۔

٩٢٤- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ الْاَرْبَعَةَ قَالَ اَنَسٌ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ رَقَعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلٰثٍ لَبَّدَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ وَّقَالَ اَنَسٌ قَدْ رَاَيْتُ يُطْرَحُ لَهٗ صَاعُ تَمْرٍ فَيَاْكُلُهٗ حَتّٰى يَاْكُلَ حَشَفَهٗ قَالَ اَنَسٌ وَسَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمًا وَخَرَجْتُ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَ حَائِطًا فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَبَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ جِدَارٌ وَهُوَ فِيْ جَوْفِ الْحَائِطِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بَخٍ بَخٍ وَاللّٰهِ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَتَتَّقِيَنَّ اللّٰهَ اَوْ لَيُعَذِّبَنَّكَ وَقَالَ اَنَسٌ وَسَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ سَاَلَ عُمَرُ الرَّجُلَ كَيْفَ اَنْتَ قَالَ الرَّجُلُ

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (مسجد) قباء میں کبھی سوار ہو کر اور کبھی پیدل تشریف لاتے تھے۔

حضرت اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ چار باتیں بیان کیں (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس زمانہ میں دیکھا جبکہ وہ امیر المومنین (مسلمانوں کے خلیفہ) تھے کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان اوپر نیچے تین پیوند لگے ہوئے تھے (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے سامنے کھجور کا ایک صاع رکھا ہوا تھا انھوں نے وہ کھالیں، حتیٰ ردّی کھجوریں بھی تناول فرمالیں (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا جبکہ میں ان کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک باغ میں داخل ہو گئے میرے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل ہو گئی وہ پس دیوار فرمانے لگے قسم بخدا! اے امیر المومنین! اے خطاب کے بیٹے تم ضرور اللہ تعالیٰ سے ڈرو یا وہ ضرور تم کو عذاب دے گا (۴) حضرت

اَحْمَدُ اللّٰہَ اِلَیْکَ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ هٰذِہٖ اَرَدْتُّ مِنْکَ ۔

انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا تو آپ نے اسے جواب دیا ۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے دریافت کیا کہ تم کیسے ہو؟ اس نے جواب دیا میں آپ کے پروردگار کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میں بھی تم سے اسی بارہ کی امید رکھتا تھا ۔

۹۲۵ - اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَبْعَثُ اِلَیْنَا بِاَحْظَائِنَا مِنَ الْاَكَارِعِ وَالرُّءُوْسِ ۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (جب جانور کو ذبح فرماتے) ہمارے حصے کے سری پائے ہمیں بھیج دیتے تھے ۔

۹۲۶ - اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنِیْ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ الْقَاسِمَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَسْلَمَ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَهُوَ یُرِیْدُ الشَّامَ حَتّٰی اِذَا دَنَا مِنَ الشَّامِ اَنَاخَ عُمَرُ وَذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ قَالَ اَسْلَمُ فَطَرَحْتُ فَرْوَتِیْ بَیْنَ شِقَّیْ رَحْلِیْ فَلَمَّا فَرَغَ عُمَرُ عَمَدَ اِلٰی بَعِیْرِیْ فَرَكِبَهٗ عَلَی الْفَرْوِ وَرَكِبَ اَسْلَمُ بَعِیْرَهٗ فَخَرَجَا یَسِیْرَانِ حَتّٰی لَقِیَهُمَا اَهْلُ الْاَرْضِ یَتَلَقَّوْنَ عُمَرَ قَالَ اَسْلَمُ فَلَمَّا دَنَوْا مِنَّا اَشَرْتُ لَهُمْ اِلٰی عُمَرَ فَجَعَلُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ بَیْنَهُمْ قَالَ عُمَرُ تَطْمَحُ اَبْصَارُهُمْ اِلٰی مَرَاكِبِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُمْ یُرِیْدُ مَرَاكِبَ الْعَجَمِ ۔

حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا جب کہ آپ ملک شام جانے کا قصد رکھتے تھے جب آپ رضی اللہ عنہ ملک شام کے قریب پہنچے تو اپنا اونٹ بٹھایا اور قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے ۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی گودڑی پکڑ کر اپنے کجاوے میں محفوظ کر لی ۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فارغ ہو کر آئے تو آپ نے میرے اونٹ کی طرف آنے کا ارادہ فرمایا حتیٰ کہ آپ میری گودڑی میں بیٹھ گئے اور اسلم آپ رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر سوار ہو گئے ، دونوں سفر طے کرتے رہے حتیٰ کہ اس (ملک شام کی) زمین کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے لگے جب وہ لوگ ہمارے نزدیک آ گئے تو میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی

طرف اشارہ کیا وہ لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان لوگوں کی نظریں ایسے لوگوں پر لگی ہوئی ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور آپ کی اس سے مراد عجمی سوار تھے۔

٩٢٧-اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَأْكُلُ خُبْزًا مَفْتُوْتًا بِسَمَنٍ فَدَعَا رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَتَّبِعُ بِاللُّقْمَةِ وَضَرَ الصَّحْفَةِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ كَاَنَّكَ مُقْفِرٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ سَمَنًا وَلَا رَاَيْتُ اَكْلًا بِهٖ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا اٰكُلُ السَّمَنَ حَتّٰى يُحْيِى النَّاسُ مِنْ اَوَّلِ مَا اُحْيُوْا۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھی میں ملی ہوئی روٹی کھا رہے تھے تو آپ نے وادی کے ایک آدمی کو کھانے کے لیے بلایا، تو وہ تیز تیز کھانا کھانے لگا حتیٰ کہ برتن کی میل کچیل تک کھانے لگ گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: گویا کہ تم مفلس (فقیر) ہو۔ اس نے جواب دیا قسم بخدا! میں نے اتنے دنوں میں نہ گھی دیکھا ہے اور نہ کھانے کی کوئی چیز۔ تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے اعلان فرمایا: میں گھی نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ لوگ پہلے کی طرح خوش حال ہو جائیں۔ ف

ف امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اعلان فرما دیا تھا کہ اگر دریائے نیل کے کنارے کتا بھی پیاسا مر گیا تو عمر اللہ تعالیٰ کے حضور اس کا جواب دہ ہوگا۔ خلفاءِ اسلام ہمیشہ سے عدل و انصاف کے اعلیٰ معیار کے سبب مشہور و معروف تھے کیونکہ ان لوگوں نے بیت المال کو بھی اپنا "جیب خرچ" قرار نہیں دیا تھا بلکہ اپنی امانت و دیانت کے لحاظ سے اعلیٰ اقدار و روایات کے مالک قرار پائے اور دنیا بھر کے حکمران ان کا نام سن کر سہم جاتے تھے لیکن دورِ حاضر کے حکمران تو ملک و قوم کے اتنے لٹیرے ہیں کہ جس چیز پر ان کی نظر پڑ جائے اسے اپنے والدین کی وراثت و جائیداد خیال کرتے ہیں ان کے ظلم و ستم، بے انصافی اور امانت و دیانت سے منہ پھیرنے کے نتیجے میں دشمن کے عزائم بلند ہو جاتے ہیں اور آئے دن امریکہ کے حکم سے کوئی نہ کوئی نیا فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی نحوست کے سبب ملک کے کسی بھی صوبہ میں امن و امان قائم نہیں بلکہ قتل و غارت کے بادل ہر وقت چھائے رہتے ہیں۔

۳۸۔ بَابُ الْحُبِّ فِی اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ کی محبّت کا بیان

۹۲۸-اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ لَا شَیْءَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَقَلِیْلُ الصِّیَامِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِنِّیْ لَاُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا : یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم نے قیامت کے لیے کیا چیز تیار کر رکھی ہے ؟ اس نے جواب دیا ، کوئی چیز نہیں بیشک میرے روزے بھی کم ہیں اور نمازیں بھی لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت کرتے ہو۔ ف

* * * *

ف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ مطلب ہے کہ ان کی رضا و خوشنودی کے لیے انکی ہر بات کو مان کر اس پر عمل کیا جائے قیامت کے دن تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق قائم رہے گا کسی انسان وغیرہ سے محبت رضاءِ الٰہی اور رضاءِ مصطفٰے کے لیے ہو تو درحقیقت وہ محبت بھی اللہ و رسول سے ہو گی چنانچہ ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں "اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ" محبت اللہ کی رضا کیلئے اور دشمنی بھی اس کی رضا کے لیے ہونی چاہیئے اور ایک حدیث کے یہ الفاظ ہیں لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے والدین اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہیں کرتا ۔ حقیقت ہے کہ حب رسول کا نام ایمان ہے ۔ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَحُبُّہٗ وَاجِبٌ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فرض ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کی رضا چاہتا ہے چنانچہ امام اہلِ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ——— خدا چاہتا ہے رضاءِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

٣٩- بَابُ فَضْلِ الْمَعْرُوْفِ وَالصَّدَقَةِ

نیکی اور صدقہ کی فضیلت کا بیان

٩٢٩- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِالطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوْا فَمَا الْمِسْكِيْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِي مَا عِنْدَهُ مَا يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهُ وَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا أَحَقُّ بِالْعَطِيَّةِ وَأَيُّهُمَا أَعْطَيْتَهُ زَكَاتَكَ أَجْزَاكَ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے پاس چکر لگاتا ہے کہ اسے ایک یا دو لقمے مل جاتے ہیں یا اسے ایک یا دو کھجوریں مل جاتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! پھر مسکین ہے کون؟ اس کے پاس ایسی چیز نہیں ہے جو اسے (مانگنے سے) بے پرواہ کر دے نہ لوگ اس بارے معلومات رکھتے ہوں کہ اسے صدقہ وغیرہ دیں اور نہ وہ خود لوگوں سے مانگتا ہو۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا آدمی عطیہ کا زیادہ حقدار ہوتا ہے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی تم اپنی زکوٰۃ دے دو تو جائز ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

٩٣٠- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُعَاذٍ عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ إِحْدَاكُنَّ لِجَارَتِهَا وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقٍ۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی دادی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مومن عورتو! تم اپنی ہمسائی کو ہرگز حقیر نہ سمجھو خواہ اسے بکری کی کھری ہی پیش کرو۔

٩٣١- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي بُجَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْحَارِثِيِّ عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُدُّوا الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحَرَّقٍ۔

حضرت ابوبجید انصاری حارثی رضی اللہ عنہ اپنی دادی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم غریب کو کوئی چیز دو خواہ بکری کی بھنی ہوئی کھری ہی ہو۔

٩٣٢ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا سُمَيٌّ عَنْ اَبِیْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ بِطَرِیْقٍ فَاشْتَدَّ عَلَیْہِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِیْھَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا کَلْبٌ یَلْھَثُ یَاْکُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ ھٰذَا الْکَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِیْ بَلَغَ بِیْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَاَ خُفَّہٗ ثُمَّ اَمْسَکَ الْخُفَّ بِفِیْہِ حَتّٰی رَقِیَ فَسَقَی الْکَلْبَ فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ فَغَفَرَ لَہٗ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنَّ لَنَا فِی الْبَھَائِمِ لَاَجْرًا قَالَ فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَۃٍ اَجْرٌ۔

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی راستے میں چل رہا تھا تو اسے سخت پیاس لگی اس نے ایک کنواں پایا وہ اس میں اُترا اور اس نے پانی پیا اور باہر نکل آیا۔ اس نے اچانک ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا ہے اور وہ پیاس کی وجہ سے گارا کھا رہا ہے اس آدمی نے (اپنے دل میں) کہا اسے بھی اسی طرح پیاس لگی ہوئی ہے جیسے مجھے لگی ہوئی تھی۔ وہ کنوئیں میں اُترا اس نے اپنا موزہ پانی سے بھر لیا پھر اپنے منہ سے موزہ پکڑ کر اوپر (باہر) نکل آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نیکی قبول فرمالی اور اسے بخش دیا۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا چارپایوں میں بھی ہمارے لیے ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہر تازہ جگر والے جانور میں اجر و ثواب ہے ف

٤٠۔ بَابُ حَقِّ الْجَارِ

ہمسائے کے حق کا بیان

٩٣٣ - اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْبَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ

حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے

ف اسلام میں جانوروں کے حقوق تک کا تعین کیا گیا ہے اگر کوئی کسی جانور پر ظلم وستم کرتا ہے تو اس کو اس کی سزا ملے گی چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے ایک عورت نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا اور وہ کیڑے مکوڑے اور دوسری چیز نہ کھانے اور نہ پینے کے سبب مرگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو دوزخ میں پھینک دیا۔

اَنَّ عَمْرَةَ حَدَّثَتْہُ اَنَّہَا سَمِعَتْ عَائِشَۃَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَازَالَ جِبْرَآئِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ لَیُوَرِّثَنَّہٗ۔

سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمسائے کے حق کے بارے ہمیشہ مجھے وصیت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اسے (ہمسائے کو) وارث بنا دے گا۔

۱۴۔ بَابُ اکْتِتَابِ الْعِلْمِ

علم محفوظ کر لینے کا بیان

۹۳۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنِ انْظُرْ مَا کَانَ مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ سُنَّتِہٖ اَوْ حَدِیْثِ عُمَرَ اَوْ نَحْوِ ھٰذَا فَاکْتُبْہُ لِیْ فَاِنِّیْ قَدْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذَھَابَ الْعُلَمَآءِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ تم جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یا آپ کی سنت یا حضرت عمر کی حدیث یا کسی اور (صحابی) کی حدیث دیکھو تو اسے میرے لیے لکھ لیا کرو اس لیے کہ مجھے علم کے مٹ جانے اور علماء کے اٹھ جانے کا خوف ہے۔ ف

ف بقدر ضرورت علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے چنانچہ حدیث رسول ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور ایک روایت میں ہے اطلبوا العلم و لو بالصین تم علم حاصل کرو خواہ تمھیں چین جانا پڑے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ تم علماء سے مسائل وغیرہ دریافت کر لیا کرو۔ ایک جگہ فرمایا اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء اللہ سے ڈرتے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ کیا علماء اور جاہل لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟ ایک حدیث کے الفاظ ہیں مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ اللہ تعالیٰ جس سے بہتری کا قصد فرماتا ہے اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا فرماتا ہے ایک حدیث کے الفاظ ہیں العلماء ورثۃ الانبیاء علماء ربانی انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّ بِهٰذَا نَاْخُذُ وَلَا نَرٰى بِكِتَابَةِ الْعِلْمِ بَاْسًا وَّهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور ہمارے خیال کے مطابق علم کو لکھ کر محفوظ کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۴۲۔ بَابُ الْخِضَابِ

خِضاب کا بیان

۹۳۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَى بْنُ سَعِیْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرٰهِیْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ یَغُوْثَ كَانَ جَلِیْسًا لَنَا وَكَانَ اَبْیَضَ اللِّحْیَةِ وَالرَّاْسِ فَغَدَا عَلَیْهِمْ ذَاتَ یَوْمٍ وَقَدْ حَمَّرَهَا فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ هٰذَا اَحْسَنُ فَقَالَ اِنَّ اُمِّیْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلَیَّ الْبَارِحَةَ جَارِیَتَهَا نُخَیْلَةَ فَاَقْسَمَتْ عَلَیَّ لَاَصْبِغَنَّ فَاَخْبَرَتْنِیْ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ یَصْبُغُ ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے ایک دن جب وہ صبح کے وقت آئے تو داڑھی وغیرہ کے بال سرخ تھے تو لوگوں نے کہا: یہ بہت اچھا ہے انھوں (حضرت عبدالرحمٰن بن اسود) نے کہا بے شک میری والدہ زوجہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے گذشتہ رات اپنی کنیز (لونڈی) نخیلہ کے ذریعے مجھے قسم دے کر یہ پیغام بھیجا کہ میں ضرور خضاب استعمال کروں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خضاب لگایا کرتے تھے۔ ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۶۷۴ کا) علم ایک لازوال اور مستقل دولت ہے جس کی روشنی میں انسان صراطِ مستقیم تلاش کر سکتا ہے اور گمراہی کے تمام اندھیروں سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم سماعت (سننے) اور لکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

ف عام آدمی کے لیے سر اور داڑھی کے بالوں کو خضاب لگانے کی اجازت نہیں ہے البتہ مجاہدین کیلئے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا نَرٰى بِالْخِضَابِ بِالْوَسْمَةِ وَالْحِنَّاءِ وَالصُّفْرَةِ بَأْسًا وَاِنْ تَرَكَهٗ اَبْيَضَ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ كُلُّ ذٰلِكَ حَسَنٌ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے خیال کے مطابق وسمہ، مہندی اور زرد خضاب استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر بالوں کو سفید چھوڑ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ تمام صورتیں جائز ہیں ۔

۴۳۔ بَابُ الْوَلِيِّ يَسْتَقْرِضُ مِنْ مَّالِ الْيَتِيْمِ

کفالت کرنیوالے کا یتیم کے مال سے قرض حاصل کرنے کا بیان

٩٣٦ ۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهٗ اِنَّ لِيْ يَتِيْمًا وَلَهٗ اِبِلٌ فَاَشْرَبُ مِنْ بَيْنِ اِبِلِهٖ قَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنْ كُنْتَ تَبْغِيْ ضَالَّةَ اِبِلِهٖ وَتَهْنَأُ جَرْبَاهَا وَتَلِيْطُ حَوْضَهَا وَتَسْقِيْهَا يَوْمَ وِرْدِهَا فَاشْرَبْ

حضرت یحییٰ ابن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت قاسم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ سے عرض کیا کہ میرے پاس ایک یتیم ہے اور اس کا ایک اونٹ ہے تو کیا میں اس کے اونٹ کا دودھ پی سکتا ہوں ؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٧٥ کا) جائز ہے تاکہ دشمن کے مقابلے میں نوجوان اور طاقت ور ظاہر ہوں اور دشمن مرعوب ہو جائے بعض مفتیان اسلام نے خضاب استعمال کرنے والے آدمی کی امامت کو ناجائز قرار دیا ہے ۔ اگر کوئی شخص مہندی استعمال کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اس کے استعمال میں تعمیم ہے خواہ مجاہدین اسلام کریں یا غیر مجاہدین، مہندی کے علاوہ وسمہ وغیرہ کا خضاب استعمال کرنا حرام ہے (امام احمد رضا بریلوی، عرفان شریعت صفحہ ١٣، نذیر سنز لاہور) ممکن ہے حضرت ابوبکر صدیق مہندی کا خضاب استعمال کرتے ہیں ۔
اس مسئلہ کی مزید وضاحت مقصود ہو تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "حرمت خضاب" اور مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کا رسالہ "مسئلہ خضاب" دیکھا جا سکتا ہے ۔

غَیْرَ مُضِرٍّ بِنَسْلٍ وَلَا نَاهِكٍ فِی حَلْبٍ۔

اگر اس کا اونٹ گم ہو جائے تو تم اسے تلاش کرتے ہو اس کی خارش کا علاج کرتے ہو، اس کا حوض مرمت کرتے ہو اور دن کو اسے پانی پلاتے ہو تو تم اس طرح اس کا دودھ پی سکتے ہو کہ اس کی نسل کو نقصان نہ پہنچے اور نہ دودھ دوہنے کے باعث وہ ہلاک ہو۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ بَلَغَنَا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ذَکَرَ وَالِیَ الْیَتِیْمِ فَقَالَ اِنِ اسْتَغْنٰی اِسْتَعَفَّ وَاِنِ افْتَقَرَ اَکَلَ بِالْمَعْرُوْفِ قَرْضًا بَلَغَنَا عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ فَسَّرَ ھٰذِہِ الْاٰیَةَ وَمَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ قَالَ قَرْضًا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یتیم کے (والی کفالت کرنے والے) کے بارے بتایا کہ اگر وہ مالدار ہو تو (قرضہ وغیرہ لینے سے پرہیز کرے) اور اگر غریب ہو تو (شریعت کے) مشہور طریقہ کے مطابق قرض لے سکتا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے قرآن کریم کی اس آیت وَمَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ (اور جو والی غنی (مالدار) ہو وہ پرہیز کرے اور جو غریب ہو تو وہ معروف طریقے کے مطابق کھا سکتا ہے) اس سے مُراد قرض ہے۔

۹۳۷- اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَوْصِیْ اِلٰی یَتِیْمٍ فَقَالَ لَا تَشْتَرِیَنَّ مِنْ مَّالِہٖ شَیْئًا

حضرت صلحہ بن زفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا، مجھے یتیم کے بارے کچھ وصیت کیجیے؟ تو آپ نے فرمایا: تم ہرگز اس

ف چونکہ یتیم جب تک عاقل و بالغ نہیں ہو جاتا وہ صاحب تصرف نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کفالت کرنے والا ضرورت کے تحت اس انداز میں مختصر مدت تک قرض لے سکتا ہے کہ اسے نقصان نہ ہو۔ تاہم اس کے عاقل و بالغ ہونے کے بعد اس کی مرضی کے مطابق قرض کا معاملہ کیا جا سکتا ہے۔

وَلَا تَسْتَقْرِضْ مِنْ مَالِهٖ شَيْئًا وَالْاِسْتِعْفَافُ عَنْ مَالِهٖ عِنْدَنَا اَفْضَلُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا ۔

(یتیم) کے مال کو نہ خریدو اور نہ اس کے مال سے قرض لو اور اس (یتیم) کے مال سے پرہیز کرنا ہمارے نزدیک افضل ہے ۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ۔

۴۴۔ بَابُ الرَّجُلِ يَنْظُرُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ

مرد کا مرد کی شرم گاہ کو دیکھنے کا بیان

٩٣٨ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرٍ يَقُوْلُ بَيْنَنَا اَنَا اَغْتَسِلُ وَيَتِيْمٌ كَانَ فِىْ حَجْرِ اَبِىْ يَصُبُّ اَحَدُنَا عَلٰى صَاحِبِهٖ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا عَامِرٌ وَنَحْنُ كَذٰلِكَ فَقَالَ يَنْظُرُ بَعْضُكُمْ اِلٰى عَوْرَةِ بَعْضٍ وَاللّٰهِ اِنِّىْ كُنْتُ لَاَحْسِبُكُمْ خَيْرًا مِّنَّا قُلْتُ قَوْمٌ وُلِدُوْا فِى الْاِسْلَامِ لَمْ يُوْلَدُوْا فِىْ شَىْءٍ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ وَاللّٰهِ لَاَظُنُّكُمُ الْخَلْفَ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اور ایک یتیم جو میرے والد کی زیر کفالت تھا ہم دونوں غسل کرتے تھے اور ہم ایک دوسرے پر پانی گراتے تھے اچانک ہمارے پاس حضرت عامر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے جبکہ ہم اسی کیفیت میں تھے، تو انھوں نے کہا: تم ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھتے ہو قسم بخدا! میں تم کو اپنے آپ سے زیادہ بہتر سمجھتا تھا میں تمھارے بارے خیال کرتا تھا کہ تم لوگ اسلام میں پیدا ہوئے ہو اور جاہلیت کی کوئی چیز تم میں نہیں قسم بخدا! اب میں تمھیں حقیر خیال کرتا ہوں ۔ ف

ف عورت کو بحالتِ نماز ہاتھ پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم کا چھپانا فرض ہے نماز کی حالت کے علاوہ جبکہ غیر محرم لوگوں کو دیکھنے کا امکان ہو تو ان سے چہرا چھپانا بھی ضروری ہے ۔ مرد کو ہر حالت میں ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک چھپانا فرض ہے اور اس حصے کا دیکھنا سخت حرام ہے ۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ کبڈی، کشتی اور کھیلوں کے مواقع پر شرمگاہ کے علاوہ ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ بالکل کھلا ہوتا ہے اور لوگ بڑی دلچسپی سے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى عَوْرَةِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ اِلَّا مِنْ ضَرُوْرَةٍ لِمُدَاوَةٍ وَنَحْوِهٖ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی آدمی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی شرم دیکھے سوائے علاج وغیرہ کی ضرورت کے۔

۴۵۔ بَابُ النَّفْخِ فِي الشُّرْبِ

پانی میں سانس لینے کا بیان

۹۳۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ بْنُ حَبِيْبٍ مَوْلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِي الْمُثَنَّى الْجُهَنِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ فَدَخَلَ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ عَلٰى مَرْوَانَ فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ اَسَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَرْوٰى مِنْ نَّفَسٍ وَّاحِدٍ قَالَ فَاَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِيْكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ قَالَ فَاِنِّيْ اَرٰى الْقَذَاةَ فِيْهِ قَالَ فَاَهْرِقْهَا۔

حضرت ابو مثنی جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں جناب مروان بن حکم کے پاس تھا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے آئے۔ مروان بن حکم رضی اللہ عنہ نے ان (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) سے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے پانی میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایک سانس سے (پانی پینے میں) سیر نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پیالے کو اپنے منہ سے علیحدہ کر کے سانس لو اس آدمی نے عرض کیا، کہ میں پانی میں تنکا دیکھوں تو پھر؟ فرمایا: اسے (پانی کو) گرا دو۔ ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۶۷۸) اس منظر کو دیکھتے ہیں جو سخت حرام ہے جب ان اعضاء کا دیکھنا حرام ہے تو شرمگاہ کا دیکھنا بطریق اولیٰ حرام ہوا۔ البتہ مرض کی بناء پر مجبوری کے تحت دیکھ سکتا ہے۔

ف پانی پینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین سانسوں میں پیا جائے اور ہر بار بسم اللہ شریف پڑھی جائے۔ یکبارگی پانی وغیرہ پینے اور برتن میں سانس لینے سے بیماری لگ جانے کا قوی امکان ہوتا ہے۔ (جاری ہے)

۴۶- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ مُّصَافِحَةِ النِّسَآءِ

عورتوں سے مصافحہ کی ممانعت کا بیان

۹۴۰- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رَقِيْقَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ تُبَايِعُهُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيْ وَلَا نَقْتُلَ اَوْلَادَنَا وَلَا نَاْتِيْ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَاَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيْكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِاَنْفُسِنَا هَلُمَّ نُبَايِعُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَا اُصَافِحُ النِّسَآءَ اِنَّمَا قَوْلِيْ لِمِائَةِ امْرَاَةٍ كَقَوْلِيْ لِامْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ اَوْ مِثْلُ قَوْلِيْ لِامْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ۔

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں بہت سی عورتوں سے مل کر بیعت کرنے کے لیے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اس بات پر آپ سے بیعت کرنا چاہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی۔ ہم چوری نہیں کریں گی، ہم زنا نہیں کریں گی۔ ہم اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ ہم کسی پر بہتان نہیں باندھیں گی، جن لوگوں میں ہم موجود ہیں، ان میں سے کسی پر افتراء نہیں باندھیں گی اور شریعت کے واضح قوانین میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق۔ ہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بارے زیادہ مہربان ہیں۔ آپ لائیں (اپنا دست مبارک) یا رسول اللہ! ہم آپ سے بیعت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ میرا ایک سو

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۶۷۹ سے آگے) کیونکہ سانس کے ذریعے جراثیم جو بیماری کا باعث بن سکتے ہیں۔ پیٹ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹروں، طبیبوں، اور حکیموں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے سنہری قوانین کو اپنانے کی پُرزور اپیل کی ہے۔

عورت کو کہہ دینا ایک عورت کو کہنے کی طرح ہے
یا ایک عورت کو کہہ دینے کی مثل ہے۔ رف

۴۷- بَابُ فَضَائِلِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل کا بیان

۹۴۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ ابْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ لَقَدْ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو فرماتے ہوئے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن میرے والدین کو جمع فرما لیا تھا۔

۹۴۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ دِیْنَارٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْثًا فَاَمَّرَ عَلَیْہِمْ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا۔ لوگوں نے

ف قرآن پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو مسلمانوں کی مائیں قرار دیتے ہوئے فرمایا: وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات تمھاری مائیں ہیں۔ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہماری مائیں قرار پائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہمارے یعنی امت کے باپ قرار پائے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ ہونے کے باوجود امت کی خواتین کے ہاتھوں کو اپنے دست اقدس میں لینا اور چھونا صحیح تصور نہیں فرمایا تو دوسرے لوگوں کے لیے کیسے جائز ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ غیر محرم عورت کے جسم کے کسی حصہ کو چھونا، مصافحہ کرنا، اور قصداً اس کے جسم یا چہرے کو دیکھنا حرام ہے۔ جاہل پیر جو خواتین کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرتے ہیں یا پاؤں وغیرہ دبانے کی ان سے خدمت کرواتے ہیں اور یا بغیر پردے کے ان کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں اور یا سجدۂ عبر کرواتے ہیں وہ حرام کا ارتکاب کرنے کے سبب شیطان اور قوم کے ناسور قرار پاتے ہیں۔

فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمْرَتِهِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَنْ تَطْعَنُوا فِي إِمْرَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمْرَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ مِنْ بَعْدِهِ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تم لوگ ان (حضرت اسامہ) کے امیر بننے پر طعن وتشنیع کرتے ہو بے شک تم اس سے قبل ان کے والد کی امارت کے بارے بھی اعتراضات کر چکے ہو۔ قسم بخدا! وہ امارت (امیر بننے) کے زیادہ لائق تھے ان کے بعد وہ (حضرت اسامہ) مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پسند ہیں

٩٤٣ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ عُبَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالَى بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا قَالَ فَعَجِبْنَا لَهُ وَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالَى وَهُوَ يَقُولُ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَعْلَمَنَا بِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَى النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی زیبائش و حسن کو اختیار کر لے یا جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اسے اختیار کر لے، (یہ بات سن کر) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا آپ (کے قدموں) پر ہمارے والدین قربان ہوں۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ ہمیں یہ بات بہت عجیب لگی۔ لوگوں نے کہا: اس بوڑھے کو دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار دیا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں آپ (کے قدموں) پر ہمارے والدین نثار ہوں جن کو اختیار دیا گیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بارے ہم سے زیادہ جانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رفاقت اور مال و دولت کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنیوالے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں کسی کو اپنا

لَا تَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ وَلَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَۃٌ اِلَّا خَوْخَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ۔

خلیل (دوست) بناتا تو حضرت ابوبکر صدیق کو بناتا لیکن اسلامی اخوت (بھائی چارہ) ہے مسجد نبوی کی طرف کھلنے والی ہر کھڑکی کو بند کر دیا جائے سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے۔ ف

۹۴۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِہَابٍ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ اَکُوْنَ

حضرت اسماعیل بن محمد انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ نے (بارگاہ رسالت میں) عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ف جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا ہو اور ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا ہو اسے "صحابی" کہا جاتا ہے تمام صحابہ قابلِ ستائش اور قابلِ احترام ہیں۔ ان کے فضائل و کمال قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہیں قرآنِ پاک میں ارشادِ ربانی ہے وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کفار پر بہت سخت ہیں۔ ایک جگہ فرمایا گیا ہے رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم علی الترتیب فضیلت کے حامل ہیں۔ ایک حدیث میں ہے: اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں ان میں سے جس کی بھی تم اقتداء کرو گے ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں لا تمس النار مسلما رآنی او رای من رآنی اس مسلمان کو (دوزخ کی) آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا

(امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، جلد ۲ صفحہ ۲۲۵، کراچی)

کسی صحابی کو گالی دینا شرمناک اور قابلِ سزا فعل ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائے گا چنانچہ حدیث رسول ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ۔ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے صحابہ کو گالی نہ دو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کی مثل سونا خرچ کرے وہ ان (صحابہ) میں سے کسی ایک کی مٹھی یا اس کے نصف کو نہیں پہنچ سکتا۔ (امام ترمذی، جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۵، کراچی)

قَدْ هَلَكْتُ قَالَ لِمَ قَالَ نَهَانَا اللّٰهُ اَنْ تُحِبَّ اَنْ نُحْمَدَ بِمَا لَمْ نَفْعَلْ وَاِمْرَءٌ اُحِبُّ الْحَمْدَ وَنَهَانَا عَنِ الْخُيَلَاءِ وَاَنَا اَمْرَاٌ اُحِبُّ الْجَمَالَ وَنَهَانَا اللّٰهُ اَنْ تَرْفَعَ اَصْوَاتَنَا فَوْقَ صَوْتِكَ وَاَنَا رَجُلٌ جَهِيْرُ الصَّوْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ثَابِتُ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَعِيْشَ حَمِيْدًا وَتُقْتَلَ شَهِيْدًا وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ ۔

کس وجہ سے؟ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا ہے کہ جو کام ہم خود نہ کریں اس کی تعریف و توصیف پسند نہ کریں جبکہ میں تعریف پسند کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فخر کرنے سے روکا ہے جبکہ میں ایسا آدمی ہوں کہ حسن و جمال پسند کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی آوازوں کو آپ کی آواز سے بلند کرنے سے منع فرمایا ہے جبکہ میں بلند آواز انسان ہوں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ثابت! کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ جب تک تم بقید حیات رہو تو تمہاری تعریف و توصیف ہوتی رہے اور اگر قتل کیے جاؤ تو شہادت کے درجہ پر فائز ہو جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ ۔

۴۸۔ بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا بیان

۹۴۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا رَبِيْعَةُ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشَرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشَرَ

حضرت ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لمبے قد والے نہیں تھے اور نہ پست قد والے، نہ چونے کی طرح زیادہ سفید اور نہ مکمل طور پر گندمی رنگ والے۔ آپ کے بال مبارک نہ بالکل گھنگھرالے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا (اعلانِ نبوت فرمایا) آپ صلی اللہ علیہ و

سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَّلَيْسَ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ۔

(اعلانِ نبوّت کے بعد) دس سال تک مکہ میں مقیم رہے اور دس سال تک مکہ میں مقیم رہے اور دس سال مدینہ طیبہ میں اور ساٹھ سال کی عمر مبارک میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا جبکہ آپ کے سر اقدس کے بیس بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے ف ۱

۴۹۔ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُسْتَحَبُّ مِنْ ذٰلِكَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت کے مستحب ہونے کا بیان

۹۴۶ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ جَاءَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ۔

حضرت عبد اللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی سفر کا قصد (ارادہ) فرماتے یا سفر سے واپس تشریف لاتے تو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے، دعا کرتے پھر واپس چلے جاتے ف ۲

ف ۱ عقل بیانات سمجھنے سے قاصر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کل عمر مبارک ساٹھ سال ہے۔ ان بزرگوں امام امام محمد اور حضرت امام مالک (مؤطا امام مالک) رحمہما اللہ نے کیسے لکھ دیا واللہ تعالیٰ اعلم۔ حقیقت و صحیح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کل عمر ترسیٹھ سال ہے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ چالیس سال میں آپ نے اعلانِ نبوّت فرمایا۔ اعلانِ نبوّت کے بعد تیرہ (۱۳) سال تک آپ مکہ مکرمہ میں رہے پھر ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں تشریف لائے دس سال تک آپ مدینہ طیبہ میں رہے اور ہجرت کے گیارہویں سال ترسیٹھ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا (کتب سیر)

ف ۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری کے قصد سے سفر کرنا سب سفروں سے افضل و اعلیٰ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت دنیا بھر اور زندگی کی تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے یہی وہ بارگاہ ہے جس میں نہ صرف انسان بلکہ فرشتے بھی چوبیس گھنٹے حاضری کیلئے موجود رہتے ہیں روایات میں موجود ہے کہ ستر ہزار فرشتے صبح کے وقت روضۂ رسول پر حاضر ہوتے ہیں وہ رات تک رُکے رہتے ہیں اور درود و سلام کے تحفے (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰكَذَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّفْعَلَهٗ اِذَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ يَاْتِيْ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسے ہی کرنا چاہیئے کہ جب کوئی شخص مدینہ طیبہ میں آئے تو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دے۔

۵۰۔ بَابُ فَضْلِ الْحَيَاۤءِ

شرم وحیاء کی فضیلت کا بیان

۹۴۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸۵ کا) فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے رہتے ہیں اور رات کے وقت ان کو چھٹی ہو جاتی ہے اور ستر ہزار فرشتے آجاتے ہیں جو صبح تک درود وسلام عرض کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور جو فرشتے ایک بار آجاتے ہیں دوبارہ ان کی باری نہیں آئے گی لیکن خوش قسمت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی جسے بار بار بارگاہ رسالت کی حاضری کی سعادت حاصل ہوتی رہے۔

بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر نہایت ہی ادب واحترام کے دامن کو تھامتے ہوئے عاجزانہ لہجہ میں یوں سلام عرض کیا جائے السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا ابابکر، السلام علیک یا عمر فاروق، السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت عمر فاروق، حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم جب روضۂ رسول پر حاضر ہوتے تو یوں ہی عرض کیا کرتے تھے (شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جذب القلوب الی دیار المحبوب مترجم صفحہ ۲۲۹، نوری کتب خانہ لاہور)

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ سے افضل واعلیٰ ہے چنانچہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ روضۂ رسول افضل ہے یا کعبۃ اللہ؟ انھوں نے جواب دیا روضۂ رسول کعبۃ اللہ سے افضل ہے (امام احمد رضا خاں بریلوی، ملفوظات، صفحہ ۱۴۱، فرید بک سٹال لاہور)

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف کعبۃ اللہ سے افضل ہے بلکہ بیت المعمور اور عرش الٰہی سے بھی افضل ہے روضۂ انور کی زیارت کرنے والے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شفاعت سے نوازنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ آپ نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ جس نے میرے روضۂ انور کی زیارت کی اس کے لیے (جاری ہے)

عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ ۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے اسلام کی خوبصورتی لا یعنی باتوں کو ترک کرنا ہے۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰكَذَا يَنْبَغِي لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ أَنْ يَكُوْنَ تَارِكًا لِمَا لَا يَعْنِيْهِ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسے ہی ہر مسلمان آدمی کو چاہیئے کہ وہ لا یعنی باتوں کو ترک کردے۔

٩٣٨ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ صَفْوَانَ الزُّرَقِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ طَلْحَةَ الرُّكَانِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَّخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ ۔

حضرت یزید بن طلحہ رکانی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دین کا کوئی نہ کوئی خلق ہوتا ہے اور (دین) اسلام کا خلق حیاء ہے۔

(بقیہ حاشیہ ٦٨٦ کا) میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اور فرمایا: مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي۔ جس نے میرے وصال شریف کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی"۔ (قاضی عیاض اندلسی الشفاء جلد ٢ صفحہ ٦٨، فاروقی کتب خانہ ملتان) بلاشبہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے ٹکڑوں پر واقع ہے بلکہ جنت سے بھی افضل و اعلیٰ ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ میرے گھر سے لے کر میرے منبر تک کا ٹکڑا جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔
(قاضی عیاض اندلسی، الشفاء جلد ٢ صفحہ ٧١، فاروقی کتب خانہ ملتان)

ف شرم و حیاء مومن کی زینت اور خوبصورت زیور ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے ہمارے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنی نظریں نیچی رکھا کرتے تھے جب آپ چلتے تو کوئی دیکھنے والا محسوس کرتا کہ آپ کسی گھاٹی یا بلندی سے اتر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی عورت کو با حجاب (پردہ) اپنے پاس بیٹھنے دیتے اور نہ اس کی طرف دیکھتے بلکہ اس کے ہاتھ تک کو نہ چھوتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ حیادار تھے۔ چنانچہ روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ النَّاسِ حَيَاءً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ حیادار تھے
(قاضی عیاض اندلسی، الشفاء، جلد اول صفحہ ٦٨، فاروقی کتب خانہ ملتان)

۹۴۹۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُخْبِرٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاۤءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاۤءَ مِنَ الْاِيْمَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کے بارے درس دے رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو اس لیے حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

۵۱۔ بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْاَةِ

عورت پر خاوند کے حق کا بیان

۹۵۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنِيْ بَشِيْرُ بْنُ يَسَارٍ اَنَّ حُصَيْنَ بْنَ مُحْصَنٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَمَّةً لَهُ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ‌وَاَنَّهَا زَعَمَتْ اَنَّهُ قَالَ لَهَا اَذَاتُ زَوْجٍ اَنْتِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَزَعَمَتْ اَنَّهُ قَالَ لَهَا كَيْفَ اَنْتِ لَهُ فَقَالَتْ مَا اٰلُوْهُ اِلَّا مَا عَجِزْتُ عَنْهُ قَالَ فَانْظُرِيْ اَيْنَ اَنْتِ مِنْهُ فَاِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ اَوْ نَارُكِ۔

حضرت بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت حصین بن محصن رضی اللہ عنہ اپنی پھوپھی کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انھوں نے خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا ہے کہ کیا تم شادی شدہ ہو؟ تو انھوں نے جواب دیا ہاں۔ پھر انھوں (پھوپھی صاحبہ) نے خیال کیا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ہے کہ خاوند کے ساتھ تمھارا کیسا برتاؤ ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں اس کی اطاعت کرتی ہوں سوائے ایسے کام کے کہ میں اس سے عاجز ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھاری سوچ کس طرف ہے؟ دیکھو وہ (شوہر) تمھارے لیے جنت ہے یا جہنم ہے۔

ف عورت پر خاوند کے حقوق کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میری شریعت میں کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ عورت گھر کی اشیاء کے (حفا...

۵۲- بَابُ حَقِّ الضِّيَافَةِ

مہمان کے حق کا بیان

۹۵۱- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فَمَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّثْوِيْ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحْرِجَهٗ۔

حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی ایک رات، دن مہمان نوازی کرے۔ مہمان نوازی تین دن تک ہے جو چیز اس کے بعد ہو وہ صدقہ ہے اور مہمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ میزبان کے ہاں اتنی دیر تک ٹھہرا رہے حتیٰ کہ وہ میزبان اسے نکالنے پر (تکلیف کے باعث) مجبور ہو جائے۔ ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸۸ کا) سلسلے میں امانت دار ہو گی اگر خیانت کرے گی تو اس سے پوچھا جائے گا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر کی معمولی چیز بھی کسی کو دینے کی مجاز نہیں ہو گی۔

ف حقوق العباد میں سے ایک مہمان کا حق ہے۔ مہمان اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے وہ اپنا رزق ساتھ لے کر آتا ہے۔ مہمان نوازی کی مدت تین دن ہے پہلے دن تو اس کی خوب خدمت کرنی چاہیئے دوسرے اور تیسرے دن معمول کے مطابق کھانا پیش کیا جائے اور تین دن کے بعد جو چیز اسے پیش کی جائے گی وہ صدقہ ہے چنانچہ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتَهٗ قَالُوْا وَمَا جَائِزَتُهٗ، قَالَ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَقَالَ الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَمَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ مہمان کی خوب خدمت کرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یہ خوب خدمت کی کتنی مدت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دن رات ہے اور آپ نے فرمایا مہمان نوازی تین دن ہے اور اس کے بعد صدقہ ہے (ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی۔ جامع ترمذی جلد ۲، صفحہ ۱۰ مطبوعہ سعید ایم ایچ کراچی) (جاری ہے)

۵۳۔ بَابُ تَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ

چھینک کا جواب دینے کا بیان

۹۵۲ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ اِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ اِنْ عَطَسَ فَقُلْ لَهٗ اِنَّكَ مَضْنُوْكٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ لَا اَدْرِيْ اَبَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی کو چھینک آئے تو تم اس کا جواب دو پھر اسے چھینک آئے تو تم اسے جواب دو، پھر اگر اسے چھینک آئے تو اس کا جواب دو اور پھر اگر اسے (چوتھی بار) چھینک آئے تو تم اسے کہہ دو کہ تمھیں زکام ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر (راوی حدیث) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری یا چوتھی بار کے بعد فرمایا (کہہ دو تم کو زکام ہے)

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۶۸۹ کا) مہمان نوازی انبیاء کرام کی سنت ہے بالخصوص سیدنا ابراہیم علیہ السلام تو مہمان کے بغیر کئی کئی دن تک کھانا نہیں کھاتے تھے۔ ہمارے نبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ اپنے دشمنوں کی بھی مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔

ف ایک مسلم کے حقوق جو دوسرے مسلمان پر عائد ہوتے ہیں ان میں سے ایک چھینک کا جواب دینا ہے چھینک کا جواب احناف کے نزدیک واجب کفایہ ہے، شوافع کے نزدیک سنت کفایہ ہے اور ہر ایک کا انفرادی طور پر جواب دینا افضل ہے چھینک والا جب بلند آواز سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے گا تو اس کے جواب میں سامع یَرْحَمُكَ اللّٰه کہے گا ورنہ جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ ایک بار چھینک آنے پر جواب دینا ضروری ہے دوبارہ یا سہ بار آنے پر جواب دینا ضروری نہیں ہے جس حدیث میں چھینک کا جواب دینا مسلمان کا حق قرار دیا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهٗ وَيُجِيْبُ اِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهٗ اِذَا عَطَسَ وَيَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهٗ اِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ (ترجمہ اگلے صفحہ پر جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ اِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ فَاِنْ لَّمْ تُشَمِّتْهُ حَتّٰى يُعْطَسَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا اَجْزَاكَ اَنْ تُشَمِّتَهٗ مَرَّةً وَّاحِدَةً ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب کسی کو چھینک آئے تو اس کا جواب دو پھر اگر اسے چھینک آئے تو اسے جواب دو اور اگر کسی کو دو یا تین مرتبہ چھینک آئے تو جواب نہ دیا تو بھی جائز ہے جبکہ پہلی مرتبہ آنے والی چھینک کا جواب دے دیا ہو۔

۵۴۔ بَابُ الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ

طاعون (بیماری سے) سے بھاگنے کا بیان

۹۵۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ وَاَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الطَّاعُوْنَ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَوْ اُرْسِلَ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ شَكَّ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ فِيْ اَيِّهِمَا قَالَ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِ وَاِنْ وَقَعَ فِيْ اَرْضٍ فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون (کی بیماری) ایک عذاب ہے جو تم سے پہلے لوگوں پر مسلط کیا گیا یا بنی اسرائیل پر بھیجا گیا (راوی حدیث) ابن منکدر کو ان دونوں کے بارے شک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سنو کہ فلاں زمین پر طاعون پھیلی ہے تو تم اس (زمین) میں نہ جاؤ اور اگر کسی جگہ میں طاعون واقع ہو جائے تو تم وہاں سے نہ بھاگو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۶۹۰ کا) ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ (۱) جب اس سے ملے سلام کرے (۲) جب اس کی دعوت کرے تو اسے قبول کرے (۳) جب اسے چھینک آئے تو اس کا جواب دے (۴) جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عبادت کرے (۵) جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شریک ہو اور (۶) اس کے لیے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

(ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، جلد ۲ صفحہ ۱۰۲، کراچی)

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا حَدِيْثٌ مَعْرُوْفٌ قَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ فَلَا بَأْسَ إِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ أَنْ لَّا يَدْخُلَهَا اجْتِنَابًا لَهُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مشہور حدیث ہے جو کثیر راویوں کے حوالے سے بیان کی گئی ہے تو اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ جس زمین پر طاعون کی بیماری پھیل چکی ہو اس سے پرہیز کرتے ہوئے وہاں نہ جایا جائے۔

۵۵۔ بَابُ الْغِيْبَةِ وَالْبُهْتَانِ

غیبت اور بہتان کا بیان

۹۵۴۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ صَيَّادٍ أَنَّ الْمُطَّلِبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ الْمَخْزُوْمِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْغِيْبَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ أَنْ يَسْمَعَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنْ كَانَ حَقًّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُلْتَ بَاطِلًا فَذٰلِكَ الْبُهْتَانُ۔

حضرت ولید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت مطلب بن عبداللہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ غیبت کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کا اس طرح ذکر کرنا اگر وہ اسے سنے تو برا محسوس کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر وہ بات بالکل حق ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا (یہی تو غیبت ہے)۔ اگر وہ بات جھوٹی ہو تو وہ بہتان ہے۔ ف

ف کسی کی عدم موجودگی میں ایسی بات کہنا کہ اگر وہی بات اس کے سامنے کہی جائے تو وہ اسے برا محسوس کرے، اسے غیبت کہا جاتا ہے۔ غیبت رذائل (بری عادات) میں شمار ہوتی ہے اسے حدیث مبارکہ میں زنا سے بھی بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ غیبت کرنیوالے کا گناہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک معاف نہیں کریگا جبتک جس کی غیبت کی گئی ہے وہ خود معاف نہ کردے اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا، اگر کسی میں ایک عیب نہ ہو لیکن بطور الزام اس پر وہ لگایا جائے اسے اتہام کہتے ہیں۔ اتہام کی سزا (جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَ بِهٰذَا نَاْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّذْكُرَ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ الزَّلَّةَ تَكُوْنُ مِنْهُ مِمَّا يَكْرَهُ فَاَمَّا صَاحِبُ الْهَوٰى الْمُتَعَالِنُ بِهَوَاهُ الْمُتَعَرَّفُ بِهٖ وَالْفَاسِقُ الْمُتَعَالِنُ بِفِسْقِهٖ فَلَا بَاْسَ اَنْ تَذْكُرَ هٰذَيْنِ بِفِعْلِهِمَا فَاِذَا ذَكَرْتَ مِنَ الْمُسْلِمِ مَا لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ الْبُهْتَانُ وَهُوَ الْكَذِبُ ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ کسی آدمی کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کا نام حقارت و ذلت سے لے جسے وہ برا سمجھتا ہو لیکن خواہشات کا پجاری جو اپنی خواہشات کی تکمیل میں مشہور ہو اور اعلانیہ فسق و فجور کا ارتکاب کرنے والا جس کا فسق و فجور مشہور بھی ہو ان دونوں آدمیوں کی برائی کے ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور جب تم کسی مسلمان کا نام ایسی برائی سے لو جو اس میں نہ ہو وہ بہتان اور جھوٹ ہوگا۔

٥٦ - بَابُ النَّوَادِرِ

نادر (نایاب) باتوں کا بیان

٩٥٥ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَغْلِقُوا الْبَابَ وَاَوْكُوا السِّقَاءَ وَاَكْفِئُوا الْاِنَاءَ اَوْ خَمِّرُوا الْاِنَاءَ وَاَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا وَلَا يَحِلُّ وِكَاءً وَلَا يَكْشِفُ اِنَاءً وَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (اپنے) دروازے بند رکھا کرو، برتنوں پر کپڑا ڈال دیا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو کیونکہ شیطان بند دروازوں کو نہیں کھولتا، بند شدہ مشکیزہ نہیں کھول سکتا اور منہ ڈھانپے ہوئے برتنوں کو کھولتا ہے اور بے شک چوہے لوگوں کے گھروں کو جلا ڈالتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ٦٩٢ کا) غیبت سے بھی زیادہ ہے لہٰذا غیبت، بہتان، کذب بیانی اور دوسرے رذائل سے پرہیز کرنا چاہیے بلکہ خاموشی اختیار کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں حدیث ہے مَنْ صَمَتَ نَجٰى اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ یعنی جس نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات حاصل کر لی۔

٩٥٦ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَّالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَآءٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان ایک انتڑی سے کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں سے کھاتا ہے

٩٥٧ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَلسَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالَّذِيْ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ كَالَّذِيْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ۔

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیوہ عورتوں اور مسکینوں کی مدد کرنے والا اس آدمی کی مثل ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یا اس آدمی کی مثل ہوتا ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت میں گزار دیتا ہے

٩٥٨ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيْلِيُّ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ مَوْلٰى اَبِيْ مُطِيْعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

حضرت ابومطیع کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوالغیث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے اس کی مثل مروی ہے۔

٩٥٩ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ اَبَا الْحُبَابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے مصیبت میں ڈال دیتا ہے۔

٩٦٠ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشُّؤْمَ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ نحوست عورت، گھر اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اِنَّمَا بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نحوست کسی چیز میں ہو سکتی ہے تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے۔

٩٦١ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار میں

بِالسُّوْقِ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يُّنَاجِيَهٗ وَ لَيْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُ الرَّجُلِ الَّذِيْ يُرِيْدُ اَنْ يُّنَاجِيَهٗ فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَجُلًا اٰخَرَ حَتّٰى كُنَّا اَرْبَعَةً قَالَ فَقَالَ لِيْ وَ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ دَعَا اسْتَرْخِيَا شَيْئًا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَتَنَاجٰى اِثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ۔

خالد بن عقبہ کے گھر کے قریب تھا ایک آدمی آیا جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی راز کی بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا جبکہ ان کے پاس میرے اور اس آدمی جوان سے راز کی گفتگو کرنا چاہتا تھا کے بغیر کوئی نہیں تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرا آدمی بلایا حتیٰ کہ ہم چار آدمی بن گئے راوی حدیث (حضرت عبد اللہ بن دینار) کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے مجھے اور جو بعد آدمی جسے طلب کیا تھا کو کہا کہ تم دونوں علیحدہ ہو جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی علیحدہ چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

۹۶۲- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ قَالَ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالُوْا حَدِّثْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هِيَ قَالَ النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَدَّثْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِالَّذِيْ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَاَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ كَذَا وَكَذَا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے پتے نہیں گرتے اور بے شک وہ مسلمان کی مثل ہے تم مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ جنگل کے درختوں پر غور کرنے لگے جبکہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (یہ درخت بتانے میں) مجھے شرم سی آئی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خود ہی بتا دیجیے کہ وہ کون سا درخت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے جو میرے دل میں آیا تھا اس بارے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو

بتایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! اگر تم وہ بتا دیتے تو وہ میرے نزدیک کثیر دولت سے زیادہ پسند ہوتا۔

۹۶۳- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قبیلہ غفار کی بخشش فرما دی ہے۔ قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے امن و سلامتی سے نواز دیا ہے اور قبیلہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

۹۶۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا حِيْنَ نُبَايِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم سننے اور اطاعت (پیروی) کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کیا کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیا کرتے تھے تمھاری طاقت و ہمت کے مطابق۔

۹۶۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَاِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اصحاب حجر" کے بارے فرمایا کہ تم اس عذاب یافتہ قوم کے پاس نہ جاؤ مگر روتے ہوئے۔ اگر تمھیں رونا نہ آتا ہو تو ان کے پاس (ہرگز) نہ جاؤ کہ تم پر بھی ان کی طرح عذاب آ پڑے

۹۶۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ اَبِيْ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ اَدْرَكْتُ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُوْنَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ الْمَعْلُوْمَةِ الْمَعْرُوْفَةِ اَنْ تَرَى الرَّجُلَ يَدْخُلُ الْبَيْتَ

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت محیریز رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قیامت کی مشہور اور عام نشانی بیان کرتے ہوئے پایا کہ تم کسی آدمی کو گھر میں داخل ہوتے دیکھو تو دیکھنے والے کو اس بات میں شک نہ رہے (بلکہ

لَا يَشُكُّ مَنْ رَآهُ أَنْ يَدْخُلَهُ لِسُوْءٍ غَيْرَ أَنَّ الْجُدُرَ تُوَارِيْهِ ۔

یقین ہو جائے) کہ وہ کسی بُرے مقصد کے لیے داخل ہوا ہے سوائے دیواروں کے پردہ کے ۔

۹۶۷- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِيْ عَمِّيْ أَبُوْ سُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كَانَ النَّاسُ عَلَيْهِ إِلَّا النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت ابوسہیل (حضرت نافع) رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ (حضرت مالک بن عامر) کو کہتے ہوئے سنا: کہ میں (اس وقت) کوئی ایسی چیز نہیں پاتا ویسی ہی ہو جس پر (زمانہ رسول میں) لوگ تھے سوائے نماز کی اذان کی ۔

۹۶۸- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنِيْ مُخْبِرٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ أُنْسٰى لِأَسُنَّ ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ کسی بیان کرنے والے نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک میں بھلایا جاتا ہوں تاکہ میں (اپنی) سُنّت بنا دوں ۔ ف ۱

۹۶۹- أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ عُتْبَةَ أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى ۔

حضرت عبادہ بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا حضرت عتبہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد نبوی میں چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنا دستِ اقدس نیچے رکھا ہوا ہے اور دوسرا اوپر رکھا ہوا ہے ۔ ف ۲

ف ۱ نبی علیہ السلام سہو وبھول وغیرہ عیوب سے پاک ہوتا ہے نماز میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلایا گیا تھا اس میں کئی حکمتیں تھیں۔ ان میں سے ایک نماز میں بھول جانے کی صورت میں امت کو عملی طور پر تعلیم وتربیت دینا مقصود تھا لہٰذا ایسے امور کو دیکھ کر پیغمبر کو اپنی مثل قرار دینا جہالت وکم علمی کا ثمرہ ہے ۔

ف ۲ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی وانکساری ہے ورنہ اگر آپ چاہتے تو جنت الفردوس سے آپ کے لیے عمدہ اور اعلیٰ قسم کے بچھونے آسکتے تھے چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ اور جنون کی حد تک محبت تھی اسلیے آپکے عمل کی عاجزی اور انکساری کو انھوں نے بھی اپنایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنی جس آدمی نے اللہ کے لیے عاجزی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرماتا ہے ۔

٩٧٠ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا نَرٰى بِهٰذَا بَاْسًا وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما دونوں (بھی) ایسا کیا کرتے تھے ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس میں کوئی مضائقہ نہیں دیکھتے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

٩٧١ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ قِيْلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَوْ دُفِنْتِ مَعَهُمْ قَالَ قَالَتْ اِنِّيْ اِذًا لَاَنَا الْمُبْتَدِئَةُ بِعَمَلِيْ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کاش آپ ان (حضور انور، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق) کے ساتھ دفن ہونے کی وصیت کر دیں ۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: تب تو میں ایسا کام (ایسی وصیت) کرنے والی پہلی ہوں گی ۔

---

٩٧٢ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ قَالَ قَالَ سَلَمَةُ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَا شَانُ عُثْمَانُ بْنِ عَفَّانَ لَمْ يُدْفَنْ مَعَهُمْ فَسَكَتَ ثُمَّ اَعَادَ عَلَيْهِ قَالَ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ مُتَشَاغِلِيْنَ ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان (حضرت رسول اکرم، حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوبکر صدیق) کے ساتھ کیوں دفن نہیں کیا گیا؟ وہ (حضرت عمر بن عبداللہ) خاموش رہے ۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا انھوں نے جواب دیا کہ لوگ اس دن ایک فتنہ میں مبتلا تھے

---

٩٧٣ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وُقِيَ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ وَاَعَادَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مَنْ وُقِيَ شَرَّ اثْنَيْنِ

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دو چیزوں کی برائی سے محفوظ رہا وہ جنت میں داخل ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یوں فرمایا کہ جو شخص

دَلَجَ الْجَنَّةَ مَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ ۔

۹۷۴- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ كَانَ یَقُوْلُ لَا تُكْثِرُوْا الْكَلَامَ بِغَیْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَتَقْسُوْ قُلُوْبُكُمْ فَاِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِیْ بَعِیْدٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ وَلَا تَنْظُرُوْا فِیْ ذُنُوْبِ النَّاسِ كَاَنَّكُمْ اَرْبَابٌ وَانْظُرُوْا فِیْهَا كَاَنَّكُمْ عَبِیْدٌ فَاِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلًی وَمُعَافٍ فَارْحَمُوْا اَهْلَ الْبَلَاءِ وَاَحْمَدُوا اللّٰهَ تَعَالٰی عَلَی الْعَافِیَةِ ۔

۹۷۵- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنِیْ سُمَیٌّ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهٗ وَطَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ فَاِذَا قَضٰی اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهٗ مِنْ وَجْهِهٖ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَهْلِهٖ ۔

۹۷۶- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ

دو چیزوں کی برائی سے محفوظ رہا وہ جنت میں داخل ہوا ایک چیز دو جبڑوں کے درمیان والی (زبان) ہے اور دوسری چیز دونوں ٹانگوں کے درمیان (شرمگاہ) ہے ف

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے ذکر الٰہی کے بغیر زیادہ گفتگو نہ کرو اس سے تمھارے دل سخت ہو جائیں گے اس لیے کہ سخت دل اللہ تعالیٰ (کی رحمت) سے دور ہوتا ہے لیکن تمھیں اس کا علم تک نہیں ہوتا اور تم لوگوں کے گناہوں کو نہ دیکھو گویا کہ تم (ان کے) مالک ہو اور تم ان کے بارے ایسے دیکھو گویا کہ تم (اللہ تعالیٰ کے) غلام ہو۔ بہت سے لوگ (گناہوں میں) مبتلا ہوتے ہیں اور انھیں معاف کر دیا جاتا ہے تم لوگ مصیبت میں مبتلا لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ اور (گناہوں سے محفوظ رہنے پر) تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر عذاب کا ایک حصہ ہے کیونکہ وہ تمھیں سونے، کھانے اور پینے سے روکتا ہے اس لیے جب تمھاری ضرورت پوری ہو جائے تو جلدی سے اپنے گھر کی طرف پلٹو۔

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

ف حقیقت ہے کہ جسم کے یہی دو اعضاء یعنی زبان اور شرمگاہ انسان کو گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر آمادہ کرتے ہیں جو نیک بخت ان دونوں کو مطیع اور اپنا غلام بنا لیتا ہے وہ دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کر لیتا ہے لیکن جو ان کو کھلا چھوڑ دیتا ہے وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ اَحَدًا اَقْوٰی عَلٰی ھٰذَا الْاَمْرِ مِنِّیْ لَکَانَ اَنْ اُقَدَّمَ فَیُضْرَبُ عُنُقِیْ اَھْوَنُ عَلَیَّ فَمَنْ وَلِیَ ھٰذَا الْاَمْرَ بَعْدِیْ فَلْیَعْلَمْ اَنْ سَیُرِدُّہٗ عَنْہُ الْقَرِیْبُ وَالْبَعِیْدُ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُ لَاُقَاتِلُ النَّاسَ عَنْ نَفْسِیْ ۔

کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے معلوم
ہو جاتا کہ کوئی شخص اس معاملے (خلافت کے بارے
میں مجھ سے زیادہ طاقت ور ہے تو مجھے (خلافت کے
لیے) آگے کیا جاتا تو میرے لیے (خلافت سے
یہ بات آسان تھی کہ میری گردن ماردی جاتی جو شخص میر
بعد اس امر (خلافت) کا والی ہو اسے جان لینا چاہ
کہ عنقریب قرب و بعد کے الزامات کی اسے تردید کر
ہو گی (قسم بخدا! اگر میں موجود ہوتا تو اپنی ذات
سلسلے میں الزامات کے بارے جنگ کرتا۔

۹۷۷- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ مُخْبِرٌ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّاسُ وَرَقًا لَاشَوْكَ فِیْہِ وَھُمُ الْیَوْمَ شَوْكٌ لَاوَرَقَ فِیْہِ اِنْ تَرَکْتَھُمْ لَمْ یَتْرُکُوْكَ وَاِنْ نَقَدْتَّھُمْ نَقَدُوْكَ ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ
راوی نے مجھے بتایا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ
فرمایا (پہلے) لوگ صرف پتے (نیک) تھے ان میں
کانٹا (برا) نہیں تھا۔ موجودہ زمانہ میں لوگ صرف کا
ہیں ان میں کوئی پتہ (نیک شخص) نہیں ہے اگر تم
چھوڑ دو گے تو وہ (نقصان کی غرض سے) تمھیں نہ
چھوڑیں گے اور اگر تم انھیں کھرا (اصلاح کرنے کی
کرو گے تو وہ تمھیں کھرا کریں گے۔

۹۷۸- اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ کَانَ اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوَّلُ النَّاسِ ضَیَّفَ الضَّیْفَ وَاَوَّلُ النَّاسِ اخْتَتَنَ وَاَوَّلُ النَّاسِ قَصَّ شَارِبَہٗ وَاَوَّلُ النَّاسِ رَاَی الشَّیْبَ فَقَالَ یَا رَبِّ مَا ھٰذَا فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَارٌ یَا اِبْرَاھِیْمُ قَالَ رَبِّ زِدْنِیْ وَقَارًا ۔

حضرت یحیٰی بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان
کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ
ہوئے سنا: حضرت ابراہیم علیہ السلام لوگوں میں
سب سے پہلے ہیں جنھوں نے مہمان نوازی کی،
سے پہلے ہیں جنھوں نے ختنہ کروایا وہ سب سے
آدمی ہیں جنھوں نے اپنی مونچھیں ترشوائیں اور وہ
پہلے آدمی ہیں جنھوں نے سفید بال دیکھے۔ حضرت
علیہ السلام نے (سفید بال دیکھ کر) کہا اے میرے

یہ کیا چیز ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا : اے ابراہیم! یہ وقار (عظمت) ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا : اے میرے پروردگار! میرے وقار میں اضافہ فرما ۔

٩٧٩ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُهُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَهْبِطُ مِنْ ثَنِيَّةٍ هَرْشٰى مَاشِيًا عَلَيْهِ ثَوْبٌ اَسْوَدُ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بلند پہاڑ سے اُتر رہے ہیں اور ان پر سیاہ کپڑا ہے ۔ (ف)

٩٨٠ - اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ لِيَقْطَعَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ اِلَّا اَنْ تَقْطَعَ لِاِخْوَانِنَا مِنْ

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار (صحابہ) کو طلب فرمایا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے

ف نگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے اگر آسمان کی طرف اٹھتی ہے تو جنت کو دیکھ لیتی ہے اگر نیچے دیکھتی ہے تو تحت الثریٰ اور دوزخ کو ملاحظہ کر لیتی ہے اور ماضی کے سفر پر پڑتی ہے تو ہزاروں سال قبل گزرنے والے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حرکت و سکون کو دیکھ لیتی ہے لہٰذا جن ظالم لوگوں نے لکھ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تھا تو ان کا یہ عقیدہ یا نظریہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں ہے ۔

راقم الحروف اپنے طالب علمی کی وہ شام کبھی نہیں بھول سکتا کہ ١٩٧٦ئہ کی کوئی شام تھی استاد محترم جامعہ فاروقیہ رضویہ لاہور میں موجود نہیں تھے کہ ایک تقریباً پچاس سالہ آدمی گستاخانہ لہجے میں گفتگو کرتے ہوئے احقر کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ مولانا احمد رضا بریلوی اور مفتی احمد یار خاں نعیمی نے " یَاَیُّهَا النَّبِیُّ " کا ترجمہ لکھا ہے " اے غیب کی خبریں دینے والے " تو اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو غیب کی خبریں دینے والے کے مفہوم کو ادا کرتا ہو لہٰذا میرا دل چاہتا ہے کہ ان دونوں مولانا حضرات کی قبر کو کھود کر ان سے اس بارے دریافت کروں ۔ راقم الحروف نے نہایت سنجیدگی اور متانت سے اسے جواب دیا کہ لفظ " نبی " کا معنی ہی غیب کی خبریں دینے والا ہے ، مزید اس کی تسلی کے لیے عرض کیا کہ یہ معنی آپ خود اپنے علماء کی کتابوں میں دیکھ سکتے ہیں بطور حوالہ " المنجد " کا ترجمہ دیکھنے کے لیے کہا ۔ یہ جواب سن کر وہ منہ چھپاتا ہوا واپس چلا گیا ۔

قُرَيْش مِثْلُهَا مَرَّتَيْنِ اَوْثَلٰثًا فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِىْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِىْ ۔

درمیان "بحرین"، کی زمین میں تقسیم فرمادیں انھوں نے عرض کیا قسم بخدا! (وہ زمین) ہم نہیں لیں گے جب تک ہمارے قریش (مہاجرین) بھائیوں کو ہماری مثل نہیں دی جاتی یہ بات انھوں (انصار) نے دو یا تین بار کہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے بعد دیکھو گے کہ وہ لوگ دنیا کی دولت سے مالا مال ہوجائیں گے تم صبر کرنا حتیٰ کہ مجھ سے آملو۔

٩٨١۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِىُّ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ ابْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِامْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ ۔

حضرت علقمہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی، جس کی ہجرت (ترک وطن) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھی تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کے حصول کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کرنے کی غرض سے کی تو اس کی ہجرت اس کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

٥٧۔ بَابُ الْفَاْرَةِ تَقَعُ فِى السَّمْنِ

گھی میں چوہا گر جانے کا بیان

٩٨٣۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھی میں چوہا

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ قَالَ خُذُوهَا وَمَا حَوْلَهَا مِنَ السَّمْنِ فَاطْرَحُوهُ۔

گر کر مر جانے کے بارے پوچھا گیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ چوہا اور اس کے اردگرد سے گھی پکڑ کر پھینک دو۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ إِذَا كَانَ السَّمْنُ جَامِدًا أُخِذَتِ الْفَأْرَةُ وَمَا حَوْلَهَا مِنَ السَّمْنِ فَرُمِيَ وَأُكِلَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ ذَائِبًا لَا يُؤْكَلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَاسْتُصْبِحَ بِهٖ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس روایت سے دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب گھی جما ہوا ہو تو چوہا اور اس کے اردگرد سے گھی پکڑ کر پھینکا جائے گا اور باقی کھایا جائے گا اور اگر گھی پگھلا ہوا ہو تو وہ بالکل نہیں کھایا جائے گا (بلکہ) وہ چراغ جلانے کے لیے استعمال کیا جائے گا یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

۵۸۔ بَابُ دِبَاغِ الْمَيْتَةِ

مُردار کے چمڑے کو رنگنے کا بیان

۹۸۳۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب چمڑے کو رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

۹۸۴۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ

زوجہ رسول اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ف پگھلے ہوئے ناپاک گھی کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ گھی ایک بڑے دیگچے میں ڈال دیا جائے اور کچھ حصہ دیگچے کا خالی ہو، اس خالی حصے میں پانی ڈال کر آگ پر رکھ دیا جائے پانی کے ابلنے کے سبب جو گھی اوپر سے زمین پر گرے وہ نجس وناپاک ہوگا اور جو پانی خشک ہو جانے کے سبب دیگچے میں رہ جائیگا وہ پاک ہو جائیگا ناپاک تیل کو پاک کرنے اور جمے ہوئے ناپاک گھی کو پاک کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے (علامہ محمود احمد رضوی، دین مصطفےٰ صفحہ ۷۴۴، مکتبہ رضوان لاہور)

زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ۔

۹۸۵۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ كَانَ أَعْطَاهَا مَوْلًى لِمَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْتَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حُرِمَ أَكْلُهَا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ إِذَا دُبِغَ إِهَابُ الْمَيْتَةِ فَقَدْ طَهُرَ وَهُوَ ذَكَاتُهٗ وَلَا بَأْسَ بِالْاِنْتِفَاعِ بِهٖ وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِهٖ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللهُ۔

حکم دیا کہ مردار کے چمڑے کو رنگ کر اس سے نفع (فائدہ) حاصل کیا جائے۔ ف

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی مردار بکری کے پاس سے گذرے جو آپ نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس (بکری) کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے؟ لوگوں (صحابہ کرام) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ تو مُردہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف اس کا کھانا حرام ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جب مردار کے چمڑے کو رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے اور یہی (رنگنا) اس کی پاکی و طہارت ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے اور اس کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں یہی امام ا[عظم]

ف مردار جانور سے استفادہ کرنا اور اس کی خرید و فروخت حرام ہے البتہ جب اس کے چمڑے کو رنگ کر کے خشک کر لی[ا] جائے تو اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اور اسکی خرید و فروخت بھی جائز ہو جائیگی لیکن گوشت حرام رہے گا۔ فقہاء احناف[کا] اس مسئلہ میں اتفاق و اتحاد ہے کہ مردار جانور کا چمڑا رنگ کر خشک کر لینے سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال کرنا ا[ور] خرید و فروخت جائز ہو جاتی ہے اس مسئلہ کی تائید حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبید اللہ [بن] عبد اللہ رضی اللہ عنہم کی روایات سے بھی ہوتی ہے۔

انسان اور خنزیر کا چمڑا رنگ کر خشک کر لینے سے استعمال کرنا اور خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہو[تا] انسان کا اس کے احترام و حرمت کے سبب اور خنزیر کا اس کے نجس العین ہونے کے باعث، گویا خنزیر[کا] گوشت، خون، بال، ہڈی اور چمڑا وغیرہ سب کچھ نجس ہوتا ہے اس کی کوئی چیز کسی صورت بھی پاک نہیں ہو سکتی اس کی ہر چیز کا استعمال اور خرید و فروخت حرام ہے۔

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۵۹۔ بَابُ کَسْبِ الْحَجَّامِ

پچھنے لگانے کی اُجرت کا بیان

۹۸۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا حُمَیْدُ الطَّوِیْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَجَمَ اَبُوْ طَیْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَّ اَمَرَ اَهْلَهٗ اَنْ یُّخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهٖ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک صاع کھجوریں عطا فرمائیں اور اس کے مالک سے اس کے خراج میں کمی کرنے کا حکم دیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ اَنْ یُّعْطَی الْحَجَّامُ اَجْرًا عَلٰی حِجَامَتِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔

حضرت امام محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ پچھنے لگانے والے کو اجرت دینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۹۸۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ الْمَمْلُوْكُ وَمَالُهٗ لِسَیِّدِهٖ لَا یَصْلُحُ الْمَمْلُوْكُ اَنْ یُّنْفِقَ مِنْ مَّالِهٖ شَیْئًا بِغَیْرِ اِذْنِ سَیِّدِهٖ اِلَّا اَنْ یَّاْكُلَ اَوْ یَكْتَسِیَ اَوْ یُنْفِقَ بِالْمَعْرُوْفِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غلام اور اس کا مال اس کے آقا کا ہوتا ہے غلام کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا کی اجازت کے بغیر اس کے مال کو خرچ کرے سوائے اس کے کہ وہ غلام کھا سکتا ہے یا پہن سکتا ہے اور یا عام طریقے کے مطابق خرچ کر سکتا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اِلَّا اَنَّهٗ یُرَخَّصُ لَهٗ فِی الطَّعَامِ الَّذِیْ یُؤْكَلُ اَنْ یُّطْعِمَ مِنْهُ وَفِیْ عَارِیَةِ الدَّابَّةِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے سوائے اس کے کہ کھائی جانے والی

وَنَحْوِهَا فَأَمَّا هِبَةُ دِرْهَمٍ أَوْ دِينَارٍ أَوْ كِسْوَةِ ثَوْبٍ فَلَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى ۔

چیز کسی کو دے اور سواری وغیرہ کسی کو عاریۃً (مانگنے پر) دے دے تو جائز ہے لیکن درہم یا دینار اور یا پہنا جانے والا کپڑا کسی کو دینے کی اجازت نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔

۹۸۸ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تِسْعُ صِحَافٍ يَبْعَثُ بِهَا إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتِ الطُّرْفَةُ أَوِ الْفَاكِهَةُ وَالْقَسْمُ وَكَانَ يَبْعَثُ بِآخِرِهِنَّ صَحْفَةً إِلَى حَفْصَةَ فَإِنْ كَانَ قِلَّةٌ أَوْ نُقْصَانٌ كَانَ بِهَا ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس نو (۹) رکابیاں تھیں جب ان کے پاس تحفہ یا پھل اور یا گوشت ہوتا تو ان کے ذریعے ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (اُمّہات المومنین) رضی اللہ عنہن کو بھیج دیتے اور سب سے آخری رکابی (اپنی بیٹی) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھیجتے تاکہ حصہ کم ہو یا اس میں نقصان ہو تو انھیں ہو۔

۹۸۹ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُولُ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ يَعْنِي فِتْنَةَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ أَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتْ فِتْنَةُ الْحَرَّةِ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدٌ فَإِنْ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ لَمْ يَبْقَ بِالنَّاسِ طِبَاخٌ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا : ایک فتنہ پیش آیا یعنی شہادت عثمان کا فتنہ تو کوئی بدری باقی نہ رہا (دوسرا) فتنہ حرہ پیش آیا تو اصحاب حدیبیہ میں سے کوئی باقی نہ رہا پھر اگر تیسرا کوئی فتنہ پیش آئے گا تو لوگوں میں سے کوئی صاحب عقل (عقل مند) باقی نہیں رہے گا ۔

۹۹۰ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَامْرَأَةُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم میں سے ہر ایک محافظ ہے اور ہر محافظ سے اس کی رعیت (رعایا، افراد یا قوم) کے بارے پوچھا جائیگا لوگوں کا امیر (خلیفہ) ان کا نگہبان ہے اس سے ان (لوگوں) کے بارے پوچھا جائے گا ۔ عورت اپنے شوہر کے مال کی نگہبان ہے

الرَّجُلِ رَاعِيَۃٌ عَلٰی مَالِ زَوْجِھَا وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْہُ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ۔

اس سے اس بارے پوچھا جائے گا اور آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس بارے پوچھا جائے گا اور تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اس سے اس کی رعیّت کے بارے پوچھا جائے گا۔

۹۹۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغَادِرَ یَقُوْمُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُنْصَبُ لَہٗ لِوَاءٌ فَیُقَالُ ھٰذِہٖ غَدْرَۃُ فُلَانٍ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دھوکہ دینے والے آدمی کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ (جھنڈا) فلاں (آدمی) کا دھوکہ ہے۔

۹۹۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَیْلُ فِیْ نَوَاصِیْھَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک بھلائی ہے۔

۹۹۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ رَاٰہُ یَبُوْلُ قَائِمًا۔

حضرت عبد اللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ ف

ف حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں (۱) کہ بیان جواز کے لیے تھا (۲) آپ کسی بیماری یا درد وغیرہ کے سبب بیٹھ نہیں سکتے تھے (۳) بیٹھنے کی جگہ نجس ہو اور (۴) جس طرف منہ کر کے آپ بیٹھ سکتے تھے۔ اودھر لوگ موجود ہوں بہر حال بیٹھ کر پیشاب کرنا مسنون ہے۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت مطہرہ میں خود مختار ہیں جس چیز کو آپ حلال قرار دے سکتے ہیں اور جس چیز کے بارے چاہیں حرام قرار دے سکتے ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (یعنی جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے آپ تم کو منع فرمادیں اس سے رک جاؤ۔ دوسری جگہ اطاعت رسول کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و حکم کو بلا چون و چرا قبول کر لینا ایمان کا حصہ ہے

(جاری ہے)

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ وَالْبَوْلُ جَالِسًا أَفْضَلُ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اس (کھڑے ہو کر پیشاب کرنے) میں کوئی حرج نہیں لیکن بیٹھ کر پیشاب کرنا افضل ہے۔

۹۹۴- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَرُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ فَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں تمھیں چھوڑ دوں تو تم مجھے چھوڑ دیا کرو۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگ کثرتِ سوالات اور انبیاء کرام (علیہم السلام) سے مخالفت کے سبب ہلاک ہو گئے، پس جس چیز سے تمھیں روک دوں اس سے رُک جایا کرو۔

۹۹۵- أَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ نَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ فِي نَزْعِهِ ضُعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ قَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ابوقحافہ (حضرت ابوبکر صدیق) رضی اللہ عنہ کو ایک دو ڈول نکالتے ہوئے دیکھا کہ ان کے نکالنے میں ضعف کمزوری تھی اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائے پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ڈول نکالنے کے لیے کھڑے ہوئے، ڈول

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۷۰۷ کا) معلوم ہوا کہ دین کے معاملے میں لایعنی اور فضول گفتگو اور سوالات کرنا جائز نہیں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ، انبیاء، آسمانی کتب، فرشتوں، جنت اور دوزخ، قیامت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اولیاء اللہ، صالحین علماء ربانی کی کردارکشی وغیرہ کے بارے فضول سوالات کرنا حرام ہے دورِ حاضر میں بعض ایسے فتنے کھڑے ہو گئے ہیں کہ وہ اپنے باطل عقائد و نظریات کے تحفظ کے لیے قرآن و حدیث کا انکار کرنا عیب نہیں سمجھتے مثلاً فتنہ نجدیت، فتنہ قادیانیت فتنہ بریلویت، فتنہ پرویزیت وغیرہ یہ لوگ کبھی انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا البشر قرار دیتے ہیں کبھی ان کے اعمال کو اپنے اعمال جیسا تصور کرتے ہیں کبھی ان کے علم و عرفان کو اپنی ناقص عقل کے ترازو پر تولنے کی کوشش کرتے ہیں کبھی ان ہستیوں کی ازواجِ مطہرات کے بارے زبان دراز کرتے ہیں اور کبھی ان کے زندہ ہونے پر شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لیے ناکام کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مخالفت ہلاکت کا سبب ہے اس لیے راسخ العقیدہ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔

نکالنے کے لحاظ سے تمام لوگوں میں ان سے زیادہ طاقت ور میں نے کسی کو نہیں دیکھا وہ ڈول نکالتے رہے حتیٰ کہ لوگوں نے (جانوروں کو پلانے کی غرض سے) حوض بھر لیا۔

۶۔ بَابُ التَّفْسِيْرِ

تفسیر کا بیان ف

۹۹۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا دَاوٗدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِيْ يَرْبُوْعَ الْمَخْزُوْمِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الظُّهْرِ۔

حضرت ابو یربوع مخزومی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا صلوٰۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) سے مراد ظہر کی نماز ہے ف۲

۹۹۷۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَافِعٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مُصْحَفًا لِحَفْصَةَ

حضرت عمرو بن رافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں زوجۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ام المومنین

ف ۱ جو کلام الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اسے قرآن کہا جاتا ہے اسکی توضیح وتشریح کو تفسیر کہا جاتا ہے تفسیر کی مشہور اقسام ہیں (۱) تفسیر القرآن بالقرآن (قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ) (۲) تفسیر القرآن بالحدیث (۳) تفسیر القرآن باقوال الصحابہ اور تفسیر القرآن باقوال الصالحین (علماء ربانی کے اقوال سے قرآن کی تفسیر)۔

ف ۲ راجح قول یہی ہے کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز "عصر" ہے جیساکہ حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تفسیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الْعَصْرِ (صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر ہے) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الْعَصْرِ (صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر ہے)۔
(ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، جلد اول صفحہ ۴۵ ۔ سعید ایچ ۔ ایم کراچی)

زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاٰذِنِّيْ فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا فَقَالَتْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔

حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے قرآن لکھا کرتا تھا۔ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب تم فلاں آیت پر پہنچو تو مجھے بتانا چنانچہ جب میں اس آیت پر پہنچا تو ان کو بتا دیا تو انھوں نے لکھانے کے لیے یوں کہا حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ۔ (تم نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیانی نماز کی، وہ نما عصر ہے اور تم اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کے سا کھڑے ہو جاؤ) ۔

٩٩٨۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْ يُوْنُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ قَالَ اَمَرَتْنِيْ اَنْ اَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا قَالَتْ اِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاٰذِنِّيْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا وَاَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو یونس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے ان کے لیے قرآن لکھنے کا حکم دیا انھوں (حضرت عائشہ) نے فرمایا: جب تم اس آیت پر پہنچو تو مجھے بتانا حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (تم نمازوں کی پابندی کرو بالخصوص درمیانی نماز کی) ۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے انھیں بتایا تو انھوں نے مجھے لکھوایا حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے ۔

٩٩٩۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ صَيَّادٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ فِي الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ قَوْلُ الْعَبْدِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ

حضرت عمارہ بن صیاد رضی اللہ عنہ کا بیان کہ انھوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا اَلْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ سے مر آدمی کا یوں کہنا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰ

اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ = اللہ پاک ہے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور قوت وطاقت صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

۱۰۰۰۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ وَ سُئِلَ عَنِ الْمُحْصَنَاتِ مِنَ النِّسَآءِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ هُنَّ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ وَيَرْجِعُ ذٰلِكَ اِلٰى اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الزِّنٰى۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان سے اَلْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ کے بارے سوال کیا گیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا "وہ شوہر والی عورتیں ہیں" (شادی شدہ) اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا حرام قرار دیا ہے۔

۱۰۰۱۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ مَا رَغِبَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ عَنْهُ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نہیں جانتی کہ اس امت نے اس آیہ مبارکہ سے زیادہ کسی آیت سے اعراض (روگردانی) کیا ہو وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى، فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ، فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا (اور اگر مومنوں (مسلمانوں) کے دو گروہ آپس میں جھگڑ پڑیں تو تم دونوں کے درمیان صلح کرادو۔ اگر دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو تم زیادتی کرنے والے گروہ کا مقابلہ کرو حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پس اگر وہ گروہ رجوع کرلے تو تم ان دونوں کے درمیان صلح کرادو)

۱۰۰۲۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِنَّهَا نُسِخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بِالَّتِيْ بَعْدَهَا ثُمَّ قَرَاَ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا لَا بَاْسَ اَنْ يَتَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ كَانَتْ قَدْ فَجَرَتْ وَاَنْ يَتَزَوَّجَهَا مَنْ لَمْ يَفْجُرْ۔

۱۰۰۳۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْ اَنْفُسِكُمْ قَالَ اَنْ يَقُوْلَ لِلْمَرْاَةِ وَهِيَ فِيْ عِدَّتِهَا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا اِنَّكِ عَلَيَّ كَرِيْمَةٌ وَاِنِّيْ فِيْكِ لَرَاغِبٌ وَاِنَّ اللّٰهَ سَائِقٌ اِلَيْكِ رِزْقًا وَنَحْوُ هٰذَا مِنَ الْقَوْلِ۔

۱۰۰۴۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ

اس قول اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ (زانی مرد نہ نکاح کرے مگر زانیہ عورت یا مشرکہ کے ساتھ اور زانیہ سے صرف زانی مرد یا مشرک نکاح کر سکتا ہے) کے بارے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آیت بعد والی آیت سے منسوخ ہے پھر انھوں نے پڑھا وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ (اور تم نکاح کرو مسلمان بیوہ عورتوں، اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ)

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ عورت فاحشہ ہی کیوں نہ ہو اور اس کے ساتھ نکاح کرنے والا بدکردار نہ ہو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْ اَنْفُسِكُمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ تم ایسی عورت جو اپنے شوہر کی وفات کی عدت گزار رہی ہو کو کہو کہ تم مجھ پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہو بیشک میں تم میں رغبت رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ تمھیں رزق دینے والا ہے، یا اس طرح کی اور بات کہی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت

ابْنِ عُمَرَ قَالَ دُلُوكُ الشَّمْسِ مَيْلُهَا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دُلُوكُ الشَّمْسِ کا مطلب سورج کا ڈھلنا ہے۔

۱۰۰۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا دَاؤُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ يَقُوْلُ دُلُوكُ الشَّمْسِ مَيْلُهَا وَغَسَقُ اللَّيْلِ اجْتِمَاعُ اللَّيْلِ وَظُلْمَتِهٖ۔

حضرت داؤد بن حصین کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: دُلُوكُ الشَّمْسِ کا مطلب سورج ڈھلنا ہے اور غَسَقِ اللَّيْلِ سے مراد رات اور اس کی تاریکی کا جمع ہونا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ دُلُوْكُهَا غُرُوْبُهَا وَكُلٌّ حَسَنٌ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا دُلُوكِ الشَّمْسِ سے مراد سورج کا غروب ہونا ہے اور سب تفسیریں اچھی ہیں۔

۱۰۰۶۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِيْمَا خَلَا مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ قَالَ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلَى الْعَصْرِ اِلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ اَلَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھاری عمر کی مُدّت پہلی امتوں کے مقابلے میں اتنی ہے جتنا وقت نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک ہے تمھاری اور یہود و نصارٰی کی مثال اس آدمی کی ہے جس نے کسی کو بطور مزدور کام پر لگایا اس (آدمی) نے کہا: نصف دن تک ایک قیراط کے عوض کون کام کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود نے (بطور مزدور) کام کیا۔ اس آدمی نے پھر کہا: نصف دن سے لیکر عصر تک ایک قیراط کے عوض کون کام کرے گا؟ تو نصارٰی نے ایک قیراط کے عوض (بطور مزدور) کام کیا اس آدمی نے پھر کہا: نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک دو قیراط کے عوض کون کام کرے گا؟ تم توجہ سے سُن لو

فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالَ فَغَضِبَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا وَاَقَلُّ عَطَآءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّهٗ فَضْلِيْ اُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ۔

تم ہی وہ لوگ ہو جو نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک
دو قیراط کے عوض کام کرتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ ناراض ہو گئے اور انھوں نے
ناراضگی کی حالت میں کہا: ہم نے کام زیادہ کیا لیکن
مزدوری بہت کم دی گئی۔ اس آدمی نے کہا: کیا میں
نے تمھاری مزدوری میں کمی کی ہے؟ انھوں نے
جواب دیا نہیں۔ اس نے کہا: بلاشبہ یہ میرا احسان
ہے جتنا کسی کے ساتھ چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ ف

قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ تَاْخِيْرَ الْعَصْرِ اَفْضَلُ مِنْ تَعْجِيْلِهَا اَلَا تَرٰى اَنَّهٗ جَعَلَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ اِلَى الْعَصْرِ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ
حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نمازِ عصر تاخیر
سے پڑھنا جلدی پڑھنے سے افضل ہے کیا تم

ف "قیراط" نصف دامق یا چار جَو کی مقدار وزن کو کہا جاتا ہے لیکن اس مقام پر حصہ مراد ہے۔ محنت کم
اور مزدوری زیادہ کی حقدار امت مصطفوی قرار پائی ہے یہی امت مسلمہ جب تک جنت میں داخل نہ ہوگی دو
امت کو داخل ہونیکی اجازت نہیں ملے گی۔ سب سے زیادہ افراد جنت میں اسی اُمّت کے ہوں گے امت مصطفوی کی
عظمت کو دیکھ کر بعض انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کی بارگاہ میں رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنانے کی دعا کرتے ر
اسی امت کو سید الانبیاء والرسل نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ملے۔ شفیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے آسانی کی راہ
کھول دیں مستقل قانون (قرآن) میسّر آیا۔ اسی کے لیے تمام روئے زمین مسجد قرار دی گئی۔ زمین کی مٹی (تیمم کے لیے
پاک قرار دی گئی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت و نیابت اسی کے حصے میں آئی۔ فرشتے اپنے نورانی پر اس کے افر
پاؤں تلے بچھاتے ہیں۔ والدین کو محبت کی نگاہ سے دیکھنے سے مقبول حج وعمرہ کا ثواب نہیں ملا۔ آخری اور بہترن ا
اسی کو قرار دیا گیا ہے۔ ورفعنا کے تاج اور لولاک کی عظمت وشان والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ میں حاض
اور درود وسلام کے تحفے پیش کرنیکی سعادت اسی کے حصے میں آئی۔

یہ حدیث امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی دلیل ہے کہ نمازِ عصر ہر موسم میں تاخیر سے پڑ
افضل ومسنون ہے۔ جو لوگ ظہر کے وقت میں نمازِ عصر ادا کر لیتے ہیں اُن کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ نمازِ عصر
تفصیلی بحث کتاب الصلوٰۃ میں ملاحظہ فرمائیں۔

أَكْثَرُ مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمَنْ عَجَّلَ الْعَصْرَ كَانَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ أَقَلَّ مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ فَهٰذَا يَدُلُّ عَلَى تَأْخِيْرِ الْعَصْرِ وَتَأْخِيْرُ الْعَصْرِ أَفْضَلُ مِنْ تَعْجِيْلِهَا مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً لَمْ تُخَالِطْهَا صُفْرَةٌ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

اس حدیث میں ملاحظہ نہیں کیا کہ نمازِ ظہر اور عصر کا وقت درمیان کا وقت نمازِ عصر اور مغرب کے درمیان کے وقت سے زیادہ ہے جس نے نمازِ عصر جلدی ادا کی گویا اس نے ظہر اور عصر کے درمیانے وقت کو نمازِ عصر سے مغرب تک کے وقت سے کم کر دیا۔ پس یہ حدیث نمازِ عصر کی تاخیر پر دلالت کرتی ہے۔ نمازِ عصر تاخیر سے ادا کرنا اس کے جلدی کرنے سے افضل ہے جب تک سورج سفید، شفاف رہے اور اس میں زردی نہ ملے۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

تمت بالخیر

مراجع

مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی کو مندرجہ ذیل کتب کے حوالہ جات سے مزین کیا گیا ہے (مترجم)

کتاب	مصنف	وفات
۱۔ قرآن	کلام اللہ	
۲۔ صحیح بخاری	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	متوفی ۲۵۶ ھ
۳۔ صحیح مسلم	مسلم بن حجاج	متوفی ۲۶۱ ھ
۴۔ جامع ترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	متوفی ۲۷۹ ھ
۵۔ مؤطا امام محمد	امام محمد بن حسن شیبانی	متوفی ۱۸۹ ھ
۶۔ حاشیہ مؤطا امام محمد	شیخ عبدالحی	
۷۔ مشکوٰۃ المصابیح	ابوعبداللہ ولی الدین عراقی	
۸۔ کتاب الآثار	امام محمد بن حسن شیبانی	متوفی ۱۸۹ ھ
۹۔ الادب المفرد	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	متوفی ۲۵۶ ھ
۱۰۔ شفاء السقام فی زیارت خیر الانام	امام تقی الدین السبکی	
۱۱۔ الہدایہ	علی بن ابی بکر مرغینانی	متوفی ۵۹۳ ھ
۱۲۔ الشفاء	ابوالفضل امام قاضی عیاض	
۱۳۔ بہارِ شریعت	مفتی امجد علی اعظمی رضوی	
۱۴۔ عرفانِ شریعت	امام احمد رضا خاں بریلوی	متوفی ۱۳۴۰ ھ
۱۵۔ مسند امام اعظم	سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ	متوفی ۱۵۰ ھ
۱۶۔ سود بدتر بن جرم	امام احمد رضا بریلوی	متوفی ۱۳۴۰ ھ
۱۷۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت	امام احمد رضا بریلوی	متوفی ۱۳۴۰ ھ

مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت

مُصنّفین

انیس الارواح ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی
دلیل العارفین ملفوظات خواجہ معین الدین اجمیری
فوائد السالکین ملفوظات قطب الدین بختیار کاکی
راحت القلوب ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر
اسرار الاولیا ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر
فوائد الفواد ملفوظات محبوب الٰہی نظام الدین اولیا
راحت المحبین ملفوظات محبوب الٰہی نظام الدین
مفتاح العاشقین ملفوظات محمد نصیر الدین چراغ دہلوی
رحمۃ اللہ علیہم

مترجم
عنصر صابری

ناشر

۴۰-بی اردو بازار لاہور

زلزلہ کے جواب میں لکھی گئی کتابوں کا
تنقیدی جائزہ

علامہ ارشد القادری

پروگریسو بکس ۴۰-بی، اردو بازار لاہور
فون: ۷۳۵۲۷۹۵